

# تاریخ جہانگیر

بنی پرشاد



قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی



تاریخ جہانگیر





# تاریخ جہانگیر

بنی پرشاد

مترجم  
رحم علی الہاشمی



قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی۔ 110025

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

پہلی اشاعت	:	1979
چوتھی طباعت	:	2010
تعداد	:	550
قیمت	:	82/- روپے
سلسلہ مطبوعات	:	858

Tareekh-e-Jahangeer

by

Beni Prasad

ISBN :978-81-7587-385-8

ناشر: ڈائریکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوٹل ایریا، جسرہ،  
نئی دہلی-110025 فون نمبر: 49539000، فیکس 49539099  
شعبہ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر کے پورم، نئی دہلی-110066، فون نمبر 26109748  
فیکس نمبر 26108159

ای۔میل urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ www.urducouncil.nic.in

طابع: ہائی ٹیک گرافکس، 167/8، سونا پریا چیمبرز، جولیٹا، نئی دہلی-110025

اس کتاب کی چھپائی میں TNPL Maplitho، 70 GSM کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

## پیش لفظ

انسان اور حیوان میں بنیادی فرق نطق اور شعور کا ہے۔ ان دو خدا داد صلاحیتوں نے انسان کو نہ صرف اشرف المخلوقات کا درجہ دیا بلکہ اسے کائنات کے ان اسرار و رموز سے بھی آشنا کیا جو اسے ذہنی اور روحانی ترقی کی معراج تک لے جاسکتے تھے۔ حیات و کائنات کے مخفی عوامل سے آگہی کا نام ہی علم ہے۔ علم کی دو اساسی شاخیں ہیں باطنی علوم اور ظاہری علوم۔ باطنی علوم کا تعلق انسان کی اخلاقی دنیا اور اس دنیا کی تہذیب و تہذیب سے رہا ہے۔ مقدس پیغمبروں کے علاوہ، خدا رسیدہ بزرگوں، سچے صوفیوں اور سنتوں اور فکر رسا رکھنے والے شاعروں نے انسان کے باطن کو سنوارنے اور لمھارنے کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ سب اسی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ ظاہری علوم کا تعلق انسان کی خارجی دنیا اور اس کی تشکیل و تعمیر سے ہے۔ تاریخ اور فلسفہ، سیاست اور اقتصاد، سماج اور مائنس وغیرہ علم کے ایسے ہی شعبے ہیں۔ علوم داخلی ہوں یا خارجی ان کے تحفظ و ترویج میں بنیادی کردار لفظ نے ادا کیا ہے۔ بولا ہوا لفظ ہو یا لکھا ہوا لفظ، ایک نسل سے دوسری نسل تک علم کی منتقلی کا سب سے موثر وسیلہ رہا ہے۔ لکھے ہوئے لفظ کی عمر بولے ہوئے لفظ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے انسان نے تحریر کا فن ایجاد کیا اور جب آگے چل کر چھپائی کا فن ایجاد ہوا تو لفظ کی زندگی اور اس کے معلقہ اثر میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

کتابیں لفظوں کا ذخیرہ ہیں اور اسی نسبت سے مختلف علوم و فنون کا سرچشمہ۔ قومی کونسل رائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اردو میں اچھی کتابیں طبع کرنا اور انھیں کم سے کم قیمت پر علم و ادب کے شائقین تک پہنچانا ہے۔ اردو پورے ملک میں سمجھی جانے والی، بولی جانے والی اور

پڑھی جانے والی زبان ہے بلکہ اس کے سمجھنے، بولنے اور پڑھنے والے اب ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ کونسل کی کوشش ہے کہ عوام اور خواص میں یکساں مقبول اس ہر دلعزیز زبان میں اچھی نصابی اور غیر نصابی کتابیں تیار کرائی جائیں اور انھیں بہتر سے بہتر انداز میں شائع کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کونسل نے مختلف النوع موضوعات پر طبع زاد کتابوں کے ساتھ ساتھ تنقیدی اور دوسری زبانوں کی معیاری کتابوں کے تراجم کی اشاعت پر بھی پوری توجہ صرف کی ہے۔

یہ امر ہمارے لیے موجب اطمینان ہے کہ ترقی اردو بیورو نے اور اپنی تشکیل کے بعد قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے مختلف علوم و فنون کی جو کتابیں شائع کی ہیں، اردو قارئین نے ان کی بھرپور پذیرائی کی ہے۔ کونسل نے ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو امید ہے کہ ایک اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔

اہل علم سے میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ اگر کتاب میں انھیں کوئی بات نادرست نظر آئے، ہمیں لکھیں تاکہ جو خامی رہ گئی ہو وہ اگلی اشاعت میں دور کر دی جائے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ  
ڈائریکٹر

## فہرست مضامین

نمبر شمار	باب	صفحات نمبر
1-	بچپن	10
2-	عہد شباب	29
3-	ستیم کی بغاوت	41
4-	مغلیہ حکومت۔ خصوصاً جہانگیر کے عہد سلطنت میں	64
5-	جہانگیر کی تخت نشینی	100
6-	شہزادہ خسرو کی بغاوت	108
7-	قندھار۔ جہانگیر کی کابل کوداگی۔ جہانگیر کے قتل کی سازش۔ پنڈے کی شورش۔	120
8-	نور جہاں	131
9-	ہنگامے اور شورشیں	153
10-	میواڑ	168
11-	دکن	192
12-	جہانگیر گجرات میں دہائیں	218
13-	چھوٹی چھوٹی فتوحات اور سلطنت میں اخلاق	231
14-	نور جہاں کے گروہ میں پھوٹ	240
15-	دوبارہ دکن میں سلطان خسرو کی وفات	251
16-	قندھار میں شاہجہاں کی بغاوت	260
17-	شاہجہاں کی بغاوت	269
18-	شاہجہاں کا گو لکنڈہ اور تلنگانہ سے گزر شمالی ہند میں فوجی کارروائیاں	280
19-	دکن	290
20-	مہابت خاں کی یورش	296

313	دکن میں شاہجہاں کی نقل و حرکت	-21
319	جہانگیر کے آخری ایام..... جانشینی کے لیے جدوجہد	-22
326	ظلام	-23
332	ضمیمہ (الف)۔ پہلے باب کے متعلق نوٹ	-24
332	ضمیمہ (ب)۔ پہلے باب کے متعلق نوٹ	-25
333	ضمیمہ (ج)۔ سند	-26

## پہلے اڈیشن کے پیش لفظ کا خلاصہ

اس کتاب کا مقصد ہندوستانی تاریخ میں ایک خلا کا پر کرنا ہے۔ بہت دن ہوئے 1788ء میں فرانسس گلڈون نے ”جہانگیر کے عہد حکومت کی ایک مختصر تاریخ شائع کی تھی مگر یہ عملاً تاثر جہانگیری کا خلاصہ تھی۔ لکھنؤ نے چند یوروپین سیاحوں کے لکھے ہوئے حالات سے استفادہ کیا اور نیز پرائس کے فرضی میموائرس آف ایمپائر جہانگیر کا مگر وہ اٹھارہویں صدی کے اعلیٰ مورخ غانی خان کا خلاصہ کرنے پر قائل رہا۔ بعد کے بیشتر مورخین نے لکھنؤ ہی سے استفادہ کیا۔

اس کتاب میں پہلی مرتبہ فارسی تواریخ مثلاً توذک جہانگیری، معتمد خان کے اقبال نامہ، کامگار حسین کی تاثر جہانگیری، فتح کاغذ، مخزن افغانی اور دوسری تواریخوں کی چھان کی گئی اور استفادہ کیا گیا۔ کئی معاصر یوروپیوں کے سفر نامے اور خطوط جو ہزاروں صفحوں پر مشتمل ہیں ان کی ناقدانہ نظر سے جانچ کی گئی اور جو کچھ بھی ان سفر ناموں سے حاصل ہو سکا وہ حاصل کیا گیا اسی طرح راجپوت تاریخوں سے بھی مواد حاصل کیا گیا اور بعد کے ہندوستانی اور یوروپین مورخین کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ شہنشاہ جہانگیر کے بعض فرامین دستیاب ہوئے جنہیں تصدیق کے لیے استعمال کیا گیا۔

اس طرح یہ ممکن ہو سکا کہ جہانگیر کے عہد حکومت کے تمام اہم سیاسی اور فوجی کارناموں کا تسلسل کے ساتھ بیان کیا جاسکے۔ اصل مآخذ کے ناقدانہ مطالعہ کے بعد جہانگیر کا کیرئیر اس سے بہت مختلف نظر آتا ہے جیسا عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ نور جہاں بیگم کے پہلے شوہر شیر اقلن کے موت کی ذمہ داری کے متعلق میں نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ ناظرین کو انوکھا معلوم ہو گا لیکن میں یہ ظاہر کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ یہ جتنی شہادتیں بہم ہو سکیں ان کے ناقدانہ مطالعہ پر مبنی ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ جہانگیر نے نور جہاں کو (یا مہر النساء کو جو شادی سے پہلے اس کا نام تھا) کبھی اس کی پہلی شادی سے پیشتر دیکھا تھا۔ برخلاف اس کے یہ یقین کرنے کی معقول وجہ ہے کہ اس نے نہ شیر اقلن کے جان لینے کی کبھی خواہش کی اور نہ ان کی بیوی کو حاصل کرنے کی۔ شیر اقلن کی بیوہ ہے جہانگیر کی شادی دیے ہی حالات میں ہوئی جیسے حالات میں اور شادیاں ہوتی ہیں۔ نور جہاں کے اقتدار کی نوعیت صورت اور نتائج کی تشریح کی گئی ہے۔

چوتھے باب میں مغل سلطنت کی نوعیت اور طریق کار کو کسی حد تک نظریہ سیاست سے ایک نئے زاویہ نظر سے بیان کیا گیا ہے۔ میں نے جو نتائج نکالے ہیں ممکن ہے کہ وہ عام طور پر قابل قبول نہ ہوں

مگر میں یہ ظاہر کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ یہ وسیع مطالعہ پر مبنی ہیں۔

میرا خیال شروع سے آخر تک سلیس مہارت لکھنے کا رہا۔ صرف چند موضوعوں پر جیسے فتح پور  
سیکری کی عمارتوں کی تفصیل میں مجھے اپنے ارادہ کے برخلاف گین کا اسلوب اختیار کرنا پڑا جس کا میں مطالعہ  
کر رہا تھا مگر مجھے یقین ہے کہ میں نے تمام لغامی اور لمبے چوڑے الفاظ سے پرہیز کیا ہے۔

میں خدا بخش اور ٹیمل پبلک لائبریری، بانگی پور، امپریل لائبریری کلکتہ، سینٹ زیویر  
لائبریری کلکتہ، جین سدھانت بھون آرہ، موزیم قلعہ دہلی، جڑ پائینس مہاراجہ جو دھپور وینارس و جھتر پور  
، و نواب صاحب رام پور دلالہ سری رام کامنوں ہوں کہ انھوں نے براہ کرام بڑی فیاضی سے مجھے اپنے  
یہاں کی تاریخی تصویروں اور مخطوطات کی نقلیں بہم پہنچائیں۔

بینی پرشاد الہ آباد



## تاریخوں کی تشریح

مسلم یا ہجری سنہ میں حسب ذیل مہینے ہیں۔ محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاول، جمادی الآخر، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ۔  
 چونکہ ہجری مہینہ چاند دیکھنے پر شروع ہوتا ہے اس لیے کسی مہینہ میں تیس دن ہوتے ہیں۔  
 اور کسی میں انیس، پورا سال 354 دن کا ہوتا ہے۔ ہجری سنہ 622ء سے شروع ہوتا ہے۔  
 سنہ الہی کے حسب ذیل مہینے ہیں۔ ہر مہینے کے ساتھ بریکٹ میں اس مہینے کے دن لکھ دیے  
 گئے ہیں۔ فروردین (31) اردی بہشت (31) خرداد (32) تیر (31) مرداد (31) شہریار (31)، مہر  
 (30)، آبان (30)، آذر (29)، دے (29)، بہمن (30)، اسفندر موز (30)، سال میں کل دنوں کی  
 تعداد 365۔

## پہلا باب

### بچپن

#### پیدائش

جہانگیر 30 اگست 1569ء (1) کو دودھ پھر کے وقت پیدا ہوا۔ اس کے والد، بانی سلطنت مغلیہ کے پوتے اس وقت اپنی عمر کے 27 سال اور اپنی تخت نشینی کے 13 سال اور حکومت سنبھالنے کے نو سال پورے کر چکے تھے۔

#### 1569ء کی مغل سلطنت

اکبر کی ذہانت اور جرأت نے جس کی تربیت سلطنت مغلیہ کے اصلی بحال کرنے والے پرانے جنگ آزما اور مدبر بیرم خاں (1553ء تا 1560ء) نے کی تھی، ہمایوں (1542ء تا 1553ء و 1553ء تا 1556ء) کی چھوڑی ہوئی چھوٹی سی ریاست کو ہمالیہ کے جنوب میں سب سے بڑی اور سب سے طاقتور سلطنت بنادیا۔ بنگال کے علاوہ جو شمالی ہند میں شورہ پشت عناصر اور تخت سے اتارے ہوئے حکمرانوں کا اڈہ تھا اکبر کی برادر است حکومت سارے ہندو گنگائی میدانی سر زمین پر تھی۔ اس کی برائے نام حکومت کامل پر تھی اور نیز غیر ترقی یافتہ گونڈ واند پر جو آجکل کم و بیش بندیل کھنڈ اور صوبہ متوسط ہے۔ لیکن اکبر کی جنگ آزمائی حکمت عملی اور تدبیر کے سب سے زیادہ نمایاں کارناموں کا میدان راجپوتانہ تھا۔ فنکاری اور قدرت نے مل کر چٹوڑ کے قلعہ کو تقریباً قابلِ تسخیر بنادیا تھا اور تاریخ میں بے مثال بہادری اور مافوق البشر مردانگی کے سارے وسائل اس کی حفاظت میں استعمال کیے گئے تھے مگر مغلوں کی فنی مہارت حسن تدبیر اور شجاعت نے 1568ء میں دھوا کر کے اُسے تسخیر کر لیا جس کی گونج سارے ہندوستان میں سنی گئی۔ رخصمبور اور کالنجر جو استحکام میں چٹوڑ سے دوسرے ہی درجہ پر راجپوتوں کے گڑھ تھے وہ بھی اس کے بعد تسخیر ہو گئے۔ مصالحت اور میل ملاپ کی پالیسی جو ہوش مندی اور فراخ دلی کی پیداوار تھی پورے زوروں پر

(1) ابوالفضل (ترجمہ پورنج) جلد دوم صفحہ 503 میں سنہ الہی کی تاریخ 18 شہر پوری ہے۔ جو حساب سے 30 اگست ہوتی ہے نہ کہ 31 اگست جیسا کہ راجس دیورج نے توڑک جہانگیری کے ترجمہ (جلد اول صفحہ 2) میں دی ہے اور نیز مین کی ہسٹری آف ہندوستان جلد اول صفحہ 104 میں ہجری تاریخ 17 ربیع الاول 977ھ ہے۔ دیکھو فرشتہ (برگس) جلد دوم صفحہ 233۔ بدایونی (کو) جلد دوم صفحہ 124، محمد ہادی صفحہ 4۔ آثار الاسراف صفحات 553 تا 555، عارف قدح دہلوی مخطوطہ رام پور صفحات 94، 95، جہانگیر (راجس دیورج) جلد اول صفحہ 3، تائر جہانگیری (مخطوطہ خدا بخش) صفحہ 3 نظام الدین احمد (راجس دیورج) جلد پنجم صفحہ 334 میں 18 ربیع الاول ہے جو ایک مغل مورخ کے لیے عجیب سی بات ہے۔ گلیڈون (صفحہ 1) نے 15 اگست لکھا ہے اور پرائس (صفحہ 6) نے 878ھ لکھا ہے جو ایک سال کی غلطی ہے۔

کار فرما ہو گئی سحر انوں کے درمیان سب سے نازک رشتہ معمول حکومت کے کاموں میں لگایا گیا۔ قرون وسطیٰ کے ہندوستان میں کوئی رشتہ اتنا خوشگوار اور بار آور نہ تھا جتنا جنوری 1563ء (2) میں امیر کے راجہ بھارمل کی لڑکی سے اکبر کی شادی جس نے ہندوستان کی سیاست میں ایک نئے باب کا افتتاح کیا اور ملک کو کئی ممتاز فرمانروا دیے اور مغل بادشاہوں کی چار نسلوں کو قرون وسطیٰ کے بعض بہترین جنگ آزما اور مدبرین کی خدمات حاصل ہو گئیں۔

### اکبر کی اولاد کی پیدائش اور موتیں 1563ء تا 1568ء

اب تک اکبر کے جو بچے پیدا ہوئے ان کا نسب کھوٹا تھا۔ 1562-63ء میں ایک لڑکی فاطمہ بانو بیگم پیدا ہو کر مر گئی جس کے بعد 1564ء میں جوڑوان بچے پیدا ہوئے اور لفظ درباری مورخ لکھتا ہے کہ ”ساحل سے ساحل تک مسرت کے قالین بچا دیے گئے۔ اور ساری انسانیت کو پیام مسرت دیا گیا۔“ ان کے نام پیغمبر اسلام کے نواسوں کے نام پر مرزا حسن اور مرزا حسین رکھے گئے لیکن ایک مہینہ کے اندر ہی یہ دونوں در شہور عالم بالا کو چلے جے (3)۔ اگلے چار برسوں میں جو بچے پیدا ہوئے ان کا بھی یہی انجام ہوا (4)۔

### اکبر نے اپنے وارث کی دُعا مانگی

اگرچہ پبلک سرگرمیوں اور درخشاں فتوحات نے اکبر کے قدم جوئے مگر خانگی حادثوں سے اس کے دماغ کو بے چینی تھی اس کی عمر اگرچہ صرف پچیس ہی سال کی تھی مگر اس کی قبل از وقت ہوشمندی نے اس میں پوری شفقت کا جذبہ جوش و خروش سے سرگرم عمل کر دیا تھا۔ رب العالمین سے دعائیں کرنے سے اس کا دل نہ بھرا تو اس نے زندہ اور مردہ بزرگوں کا سہارا لیا اور شیخ معین الدین چشتی (5) کے حزار پر ہر سال حاضری دی اور قسم کھائی کہ جیسے ہی اس کی مراد حاصل ہوئی وہ ہندوستان کی حبرک ترین درگاہ کا پیدل سفر کرے گا۔ (6)

(2) اکبر نامہ (پوربخت) جلد دوم صفحہ 242۔ نظام الدین (ایلیٹ وڈاؤن) جلد پنجم صفحات 473، 474 تا اثر امر اجلہ دوم صفحہ 113۔ بھارمل کو غلطی سے بھارمل یا بھدی ل لکھا جاتا ہے۔ امیر کے خانگی جھگڑوں نے متعہ فریو کو منظوں کی مدد حاصل کرنے پر آمادہ کیا اور کسی حد تک یہی وجہ اس رشتہ کی ہوئی۔ دیکھو بھلائی مخطوطہ ہے پور صفحہ 62۔

(3) اکبر نامہ (پوربخت) جلد دوم صفحات 356، 357۔

(4) اکبر نامہ (پوربخت) جلد دوم صفحہ 5، نظام الدین (ایلیٹ وڈاؤن) صفحہ 332۔ فرشتہ (برگس) جلد دوم صفحہ 233۔ بدایونی جلد دوم صفحہ 108 (نو) صفحہ 112۔ پرائس صفحہ 3 و 4۔

(5) معین الدین چشتی شیخ مودود کے پوتے اور سیستان کے خواجہ حسن کے لڑکے تھے۔ انھوں نے وسطی اور مغربی ایشیا کی وسیع سیاست کی اور بیس سال تک شیخ عثمان ہردنی کے پاس بطور شاگرد رہے۔ ان کی علمی فضیلت اور تقدس کا بہت بلند درجہ قلم و کلمہ بدایونی جلد سوم (ریک) صفحہ 87۔

(6) اکبر نامہ (پوربخت) جلد دوم صفحات 502، 503 نظام الدین (ایلیٹ وڈاؤن) جلد پنجم صفحات 333، 334۔ بدایونی (نو) جلد دوم صفحہ 127 جہانگیر (راجس پوربخت) جلد اول صفحہ 1-2 محمد ہادی صفحہ 3۔

## شیخ سلیم چشتی 1479ء تا 1570ء

شیخ سلیم چشتی جو ہندوستان میں اس زمانہ کے مشہور ترین بزرگوں میں تھے اُن کے پاس وہ بار بار گیا اور ہمتوں قیام کیا۔ شیخ سلیم ایک اونچے اور نامور خاندان کے تھے جو اپنا نسب فرخ شاہ بادشاہ کابل سے ملاتے تھے۔ ان کے قریبی اجداد دہلی میں آباد ہو گئے تھے اور وہیں 1479ء میں وہ پیدا ہوئے۔ انھوں نے خواجہ فیصل بن الیاز کے روحانی جانشین خواجہ ابراہیم کے سامنے زانوئے ادب نہ کیا اور یہ دونوں اس عہد کے نامور بزرگ تھے۔ دوسرے وہ ہندوستان سے باہر گئے اور بائیس سال عرب، شام، ایشیائے کوچک اور عراق کے مسلم بزرگان کے محرابوں اور خانقاہوں میں صرف کیے۔ باہر رہ کر وہ ہر سال بلاتناغہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جاتے رہے اور ان دونوں مقامات مقدسہ میں سب ملا کر آٹھ سال صرف کیے۔ انھوں نے اسلامی دینیات کے تمام مکاتب خیال کے ادب پر عبور حاصل کیا اور سخت ریاضتیں کیں، لیکن طویل، مراقبوں کے بعد وہ صوفیت کی طرف راغب ہو گئے، یعنی ایک حقیقی خدا پر شخصی اعتقاد اور اس سے براہ راست ربط کا ذوق۔ کچھ دنوں بعد جب پانی پت کے شیخ مان نے اُن سے پوچھا کہ ”آپ کا مقصد عقلی دلیل سے حاصل ہوا یا الہام سے“ تو انھوں نے جواب دیا ”دل کی دل کی راہ سے“۔ مغربی ایشیا میں ان کی شہرت دور دور پھیل گئی اور ان کے شیخ الہند کے خطاب نے انھیں تمام زائرین میں جو ہندوستان سے آئے تھے اوّل درجہ کا رتبہ دے دیا۔ بالآخر 1564ء میں جب وہ اپنے وطن واپس آئے تو مذہبی حلقوں میں جوش بھڑک اٹھا۔ انھوں نے شادی کر لی تھی اور کئی اولادیں تھیں۔ ان سب کو لے کر وہ آگرہ سے چوبیس میل کے فاصلہ پر موضع سیکری کی پہاڑی پر مقیم ہو گئے۔ یہاں وہ سچے ولی اللہ کی طرح زہد و تقویٰ میں بسر کرتے تھے۔ دن میں دو بار غنڈے پانی سے نہاتے تھے اور اپنی ضعیفی کے زمانے میں بھی پہاڑی کی شدید گرمی اور سردی میں وہ بجز ایک باریک کرتے اور باریک اچکن کے کچھ اور نہیں پہنتے تھے۔ ان کی ریاضت کی جگہ چلہ گاہ کے نام سے آج بھی موجود ہے اور پہاڑی کی دوسری عمارتوں میں گھری ہوئی ہے۔ وہ اتنے روشن خیال تھے کہ انھوں نے ابو الفضل اور فیضی کے والد شیخ مبارک کو پناہ دی اور ان کی مدد کی حالانکہ انھیں مذہبی جونیوں نے آگرہ سے نکال دیا تھا۔ انھوں نے کئی مریدوں کی تربیت کی جیسے الور کے کمال، بنگال کے پیارا، حسین خادم، سنبھل کے فتح اللہ ظارم اور اجودھن کے رکن الدین۔ ان مریدوں نے اپنے پیر کے پیام حق کی روشنی و فاداری کے ساتھ بعد کی نسلوں تک پھیلائی۔ (7)

## اکبر کی سیکری میں

درویشوں اور عالموں کے ان مقتدا کی عمارت نوے سال ہو چکی تھی اور عوام میں ان کے بہت سے معجزے مشہور ہو گئے تھے جس وقت ہندوستان کا طاقتور حکمران ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے استدعا کی کہ اُس کے وارث تاج و تخت کے لیے دعا فرمائیں تو بزرگ درویش نے تعمیل کی اور مستعدی

(7) بدایونی جلد سوم (جیک) صفحات 18، 27۔ دربار اکبری صفحات 790، 796۔ اکبر نامہ (پوربیت) جلد دوم صفحہ 503۔  
تاریخ الامم (پوربیت) جلد اول صفحات 169، 170۔ بلوک مین کاپیاں (539) بہت مختصر ہے۔ تفسیرات (کلیئرٹس صفحہ 642) کے دائرہ پر مداحیوں اور اسلامی نقطہ نظر سے شرمناک افعال کے: حج ہیں قطعی متعجبانہ ہے۔

بادشاہ کو جلد ہی اس کی مراد پوری ہونے کی خوشخبری دی۔ شہنشاہ نے قسم کھائی کہ شاہزادہ جب پیچا ہو گا تو اُسے وہ ان کی حفاظت میں دے گا اور شیخ نے اُس کا نام اپنے نام پر رکھنا منظور کر لیا۔ سیکری میں شہنشاہ کے بار بار آنے اور قیام کرنے سے اس گاؤں کی حالت بدل گئی۔ پرانی چھوٹی سی خانقاہ کی جگہ خوبصورت خانقاہ اور اس سے بھی خوبصورت مسجد بن گئی۔ پہاڑی کی بلندی پر شہنشاہ کا عالی شان محل تعمیر ہو گیا اور امر ہونے بھی جلد ہی اس کی تقلید کی اور اپنے قیام کے لیے خوبصورت محلات تعمیر کر لیے۔ (8)

## مریم الزماني سیکری میں

شروع 1569ء میں راجپوت ملکہ میں جو مریم الزماني کہلاتی تھی محل کے آثار پیدا ہوئے اور اُسے بعد اس کے محققین کے ”منحوس“ شہر آگرہ سے بوڑھے درویش کے قرب میں منتقل کر دیا گیا۔ شہنشاہ باری باری آگرہ اور سیکری میں قیام کرتا رہا اور اس درمیان میں بے چینی سے انتظار کرتا رہا۔ ایک جمعہ کو جب وہ چیتے کا شکار کر رہا تھا تو اُسے اطلاع ملی کہ بچہ ماں کے پیٹ میں حرکت نہیں کر رہا ہے تو اُس نے فوراً قسم کھائی کہ وہ آئندہ سے کبھی جمعہ کو چیتے کا شکار نہیں کرے گا اور اس کا یا بند رہا۔ (9)

## شہزادہ سلیم کی پیدائش

تھوڑے ہی دن بعد شہزادہ سلیم تولد ہو گیا۔ (10)۔ اکبر کو آگرہ میں خبر ملی۔ پرانی رسم کے

(8) نظام الدین (ایلیٹ وڈوں میں جلد پنجم صفحات 432، 433۔ بدایونی (لو) جلد دوم، صفحہ 21، فرشتہ (برٹس) جلد دوم صفحہ 233 تا 248 اور لاہور (پنج) جلد اول صفحہ 169۔ تاثر جہانگیری صفحات 4، 3۔ جہانگیر (راجس) و پور پنج جلد اول صفحہ 2 نے اس معمولی واقعہ کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے وہ لکھتا ہے: ”ایک روز شیخ سلیم کی خدمت میں وہ (اکبر) پریشان بیٹھا تھا اور اس نے شیخ سے دریافت کیا کہ اس کے کتنے بچے ہوں گے؟ شیخ نے جواب دیا: ”دینے والا بلا مانگے ہوئے آپ کو تین لڑکے عطا کرے گا۔“ میرے والد نے کہا: میں نے قسم کھائی ہے کہ میرا پہلا بچہ جب پیدا ہو گا تو اسے آپ کے دامن میں لاکر ذیل دروں کا آپ کی شفقت و حمایت کو میں اس کا کنبہ بن جاؤں گی شیخ نے اس خیال کو پسند کیا اور فرمایا: ”میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور میں اسے اپنا نام دوں گا۔“ (9) جہانگیر کی ماں کا راجپوت نام کسی مورخ نے نہیں لکھا ہے۔ بھمان رائے (غلامرضا) التواریخ مطبوعہ دہلی 1913ء صفحہ 374) نے صرف سرکاری نام لکھا ہے۔ ابو الفضل (پور پنج جلد دوم صفحہ 53) نے صرف ”خوش طالعی کے سورج کی کوکھ“ لکھا ہے۔ فرشتہ (برٹس) جلد دوم صفحہ 33) نے ”منظور نظر سلطان“ لکھا ہے۔ نظام الدین (راجس) وڈوں میں جلد پنجم صفحہ 334 اور بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 113) نے شہنشاہ کی ایک ملکہ لکھا ہے۔ بلوکیں (صفحہ 310) نے پہلے اسے جو دھانی خیال کیا لیکن بعد کو (صفحہ 619) میں اس کی تردید کر دی۔ پور پنج (جزئی آف انڈیا) کسوسا نی بنگال 1887ء جلد اول صفحات 164 تا 167) نے ایک جگہ یرم خاں کی بیوہ سلطانہ سلیم لکھا ہے مگر یہ نہ قابل یقین ہے کہ۔ کیوں (پنڈیک گانڈ، آگرہ صفحہ 58) جس کی تقلید بی ڈبلیو فارست نے سٹیز آف انڈیا پاست اینڈ پریزنٹ (صفحہ 195) نے بھی کی ہے سر امر غلطیوں سے بھرے ہیں اور اسی طرح آگرہ ڈسٹرکٹ مزی نیر صفحات 147، 148 خانی خاں، جتوڑ خاں وغیرہ کی فارسی تاریخوں میں بھی کوئی نئی بات نہیں ہے۔

(10) پیدائش کے حالات نے انسانوں کی نگاہ اختیار کر لیا۔ ”کہا جاتا ہے کہ شہنشاہ کی آمد کے وقت درویش کے ایک چھ ماہ کا دودھ پیتا ہوایچھا جو ایک دن باپ کو دیکھ کر گھر سے مراجع میں چلا گیا اور شہنشاہ کی آمد پر بول اٹھا کہ ”آپ نے فاع عالم کو پاس کیوں دیکھا؟“ مشاہدات کے بموجب درویش نے جواب دیا کہ ”بادشاہ کے بچے شیر خوار کی سی میں فوت ہو جائیں گے جب تک کوئی خدا پتا چھان کی جگہ مرنے کے لیے نہ پیش کرے۔“ بچے نے برجستہ مگر ادب سے کہا: ”آپ کی اجازت سے میں مر جاؤں گا تاکہ جہاں پتہ وارث سے عروہ نہ رہیں۔“ اور اپنے والد کی ممانعت کا انتظار کیے بغیر وہ سرگیدہ نو ماہ بعد شہزادہ پیدا ہوا (انجلی کی کہیں۔ گائیڈ بک آگرہ (صفحہ 39) اس افسانہ کی بنیاد پر کہیں نے شبہ ظاہر کیا ہے کہ بادشاہ کے امہر ایچ پیدا ہونے پر درویش نے اپنا بچہ اس کی جگہ کر دیا (ہینا) مگر یہ تمام مستند مورخین کے بیان کے بالکل خلاف ہے اور اس سے کم فیاض خیال جس کا یہاں

بانی شاید اگلے صفحہ پر ...

مطابق کہ جو بچہ بڑی تناسل سے پیدا ہوا ہے کچھ دنوں تک اُس کے والد کو نہ دیکھنا چاہئے اکبر نے سیکری کی رودادگی ملتوی کر دی لیکن حکم دیا کہ ایک ہفتہ تک جشن منایا جائے۔ تجھے اور خیرات پوری سہولت سے تقسیم ہوئی۔ لشکر خانہ کھول دیا گیا اور قیدی رہا کیے گئے۔ بقول ابوالفضل وہ زمانہ کے دماغ میں مسرت بھر گئی۔ "شاعر اور نظم کہنے والے قصیدے اور مبارکباد سنانے کے لیے دور دور سے آکر جمع ہو گئے۔ استوانہ شاعری اور محض لغاضی پورے جوش و خروش سے دکھائی گئی۔ مرد کے خواجہ حسن کی نظم سب پر فوقیت لے گئی جس کے ایک مصرع سے شہنشاہ کی تاج پوشی کا اور دوسرے مصرع سے شہزادے کی پیدائش کا یادہ تاریخ نکلتا تھا اور شاعرانہ کمال بھی تھا۔ چنانچہ انھیں دلا دلا کر انعام دیا گیا۔ (11) اس سے کم قیمت تاہم شاندار تحفہ شیخ المصطفیٰ یعقوب شاہ کشمیری کو دیا گیا اور دوسرے کم درجہ کے شعرا کو بھی تحفے دیے گئے۔ (12) منجھوں نے دو جہنم پترے بنائے۔ ایک ہندوستانی حساب سے اور ایک یونانی حساب سے مگر دونوں میں پختہ تالیف مزاج تھا (13)

### شہزادے کی انائیں

پیدا ہونے کے پہلے دن شہزادہ کو اُس کے دینی باپ کی بہو نے دودھ پلایا جو نوزائیدہ بایزید کی مالہ تھی اور بایزید بعد کو معظم خان کے لقب سے موسوم ہوا دوسرے دن شہزادہ شیخ کی صاحبزادی کو سپرد کیا گیا جو خوبو کی ماں تھی۔ دی مستقبل کا بد انجام قلب الدین۔ ان خاتون نے شہزادہ کو بڑے چاچا اور پیرا سے

(بقرہ حاشیہ نمبر 10....) شہزادہ کیا گیا اور صفحہ ۱۱ پر صاف صاف ظاہر کیا گیا ملک اور درویش دونوں کے خلاف ہے اور مطلق قابل توجہ نہیں۔ شہزادہ کے پیدا ہونے کی جگہ آج بھی ایک شکستہ محل کے اندر جامع مسجد کے جنوب مغرب اور مسجد سنگ ترشان کے قریب بتائی جاتی ہے۔ اس عمارت کو پہلے رنگ گل کہتے تھے۔ یہ بچے کی منزل میں ہے اور بہت ہی گندی حالت میں ہے۔ یہ ٹونٹ چھانچ لی اور آٹھ فٹ چار انچ چوڑی اور صرف دس فٹ اونچی ہے۔ اس محل میں اب شیخ کی نسل کے ایک صاحب رہتے ہیں جن کا نام محل حسین ہے اور گھر وہ ان کے زمانہ خانہ کے اندر ہے اس لیے زائرین کو بہت کم دکھایا جاتا ہے۔ (ای ڈبلیو اسمتھ کی کتاب "مغل آرکیٹیکچر آف فتح پور سیکری حصہ سوم صفحہ 10)

(11) پورے نظم بدایونی کے فارسی نسخہ جلد دوم صفحات 121 تا 123 میں اور لوی جلد دوم صفحات 125 تا 127، اور تل کی ملاح التواریخ صفحات 109 تا 110 میں اور اقبال نامہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اکبر نامہ (نسخہ فارسی) جلد دوم صفحہ 348، اور بیورج جلد دوم صفحات 507 تا 508 میں بھی اس کے کچھ اشعار دیے گئے ہیں۔ پہلے چھ اشعار کو بیورج نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ جس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

بادشاہ کے لشکر کے لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔

ایک شاندار موتی انصاف کے سمندر سے حاصل ہوا گیا۔

سلطنت کے آشیانہ سے ایک پرندہ اتر آیا۔

حسن و شوکت کے آسمان سے ایک ستارہ آگیا۔

ایسا گلاب کا درخت چمن میں نہیں نظر آسکتا۔

ایسا لالہ لالہ زار میں نہیں ہے۔

(12) سلیم کے پیدا ہونے پر جشن و شادی کے حالات کے لیے دیکھو اکبر نامہ (بیورج) جلد دوم صفحات 514 تا 515، نظام الدین (ایلیٹ ڈاؤن) جلد دوم صفحہ 334۔ بدایونی (لو) جلد دوم صفحات 124 تا 127۔ بلوچین صفحہ 474۔

چند یادہ تاریخ یہ ہے: گو بیورج کا کبر شادی در شہر لہا جو اکبر، شامت تیمور۔

(13) اکبر نامہ (بیورج) جلد دوم صفحات 506 تا 507، جہنم پترے فارسی نسخہ میں دیے گئے ہیں۔ کرہ پیدائش کے باہر کے منظر کی ایک قصیدہ بھی ہے۔ برلن آف انڈین مد کیٹ ایڈ انڈسٹری جلد 5) نمبر 120۔ ہیٹ 9 میں جہنم پترے کا نقشہ ہے۔

پرورش کی اور اتنی دیکھ بھال کی کہ شہزادہ کے ذہن پر اس کا مدت العمر تاثر رہا۔ شہزادہ نے ان کا ہمیشہ اپنی ماں کی طرح احترام کیا اور ان کے انتقال پر ان کا ذکر درد انگیز الفاظ میں کیا۔ (14)

### اکبر کا پیادہ سفر

شہزادہ کا نام محمد سلطان سلیم رکھا گیا مگر پیار کا نام شیخو بابا تھا۔ اکبر نے اپنی دعاؤں اور تمناؤں کے فرزند کو کبھی کسی اور نام سے نہیں پکارا۔ (15)۔ بادشاہ نے تشویش کے زمانہ میں جو حلف لیا تھا وہ مسرت کے زمانہ میں نہیں بھولا۔ 20 جنوری 1570ء کو جمعہ کے دن وہ دار السلطنت سے روانہ ہوا اور اوسطاً چودہ میل روزانہ پیدل سفر کرتا ہوا 3 فروری کو اجیر پونچا اور فوراً نزار پر فاتحہ پڑھنے حاضر ہو گیا۔ محبت اور زہد کی راہ میں یہ 328 میل کا پیدل سفر اپنے عہد میں اور آئندہ نسلوں کے لیے یادگار رہ گیا۔ (16) لیکن بادشاہ کے فولادی جسم اور مسرت بھرے ذہن کے لیے اس کی کوئی حقیقت نہ تھی۔

### شہزادے کے بھائی بہن

قسمت نے ابھی تک بادشاہ سے جو بے رخی کی تھی اب اس کی تلخی کرنے لگی، 21 نومبر 1569ء کو ایک لڑکی شہزادی خانم سے پیدا ہوئی۔ (17) شہزادہ مراد 7 جون 1570ء کو شیخ سلیم کے مبارک گھر سیکری کی پہاڑی پر پیدا ہوا اور اس لیے پہاڑی کہا جاتا تھا (18)۔ دو سال بعد 9 ستمبر 1572ء کو شیخ دانیال کے مکان پر سب سے چھوٹا شہزادہ دانیال پیدا ہوئے شیخ دانیال نے خود اپنے نام سے موسوم کیا۔ (19) کچھ دنوں بعد بی بی دولت شان کے بطن سے دو لڑکیاں شکر النساء بیگم اور آرام بانو بیگم پیدا ہوئیں۔ (20)

(14) جہانگیر (راجس دیورج) جلد اول صفحات 32، 84، 85، بلو کین صفحہ 492 لیلیف کی آگرہ صفحہ 164۔  
(15) ”میں نے اپنے والد کو کبھی نہ کی حالت میں یا بغیر نش کے اپنا نام محمد سلیم یا سلطان سلیم لیتے ہوئے نہیں سنا بلکہ ہمیشہ شیخو بابا کہتے تھے۔ جہانگیر (راجس دیورج) کے جلد اول صفحہ 2۔ بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 390 تاسیرات کی کسٹیرس صفحہ 644 جزویت فرقہ میں سلیم کا نام شیخو مشہور تھا۔

(16) اکبر نامہ (دیورج) جلد دوم صفحات 91، 110 تا جہانگیری (مخطوطہ خدابخش) صفحہ 5 (ب) کوہلم فتح (پرچہ جات 41، 44) کی لایٹ (ترجمہ تصحیف صفحہ 272۔ چیز مندی دوم 226۔ تھیوٹ سوم باب 27 صفحہ 49 برت صفحہ 60 میں یہ فساد لکھا ہے کہ بادشاہ نے قلعوں پر ستر کھیل بعد کے مورخین مثلاً غازی خاں، مسیح الدین، بخاری خاں نے شائد الفاظ میں اس ستر کو ذکر کیا ہے۔  
(17) اکبر نامہ (دیورج) جلد دوم صفحہ 509 جہانگیر (راجس دیورج) جلد اول صفحہ 34 پر اس (صفحہ 46) نے اسے سلیم بیگم کی لڑکی کہا ہے لیکن مستند مورخ کامیان قابل ترجیح ہے۔ وہ اپنی داوی میدہ بانو بیگم کی بیٹے سرکاری طور پر مریم مکانی کہتے تھے۔ حفاظت میں پروردگی مئی تھی۔

(18) اکبر نامہ (دیورج) جلد دوم صفحہ 513۔ حکام الدین (الیٹ ڈبوس) جلد پنجم صفحہ 335۔ بدایونی (لو) جلد دوم صفحات 185، 186۔ فرخ (برگس) جلد دوم صفحہ 234۔ جہانگیر (راجس دیورج) جلد اول صفحہ 24 میں صاف لکھا ہے کہ شہزادہ کی ماں ایک داشت عورت تھی وہ بھی جزویت فرقہ میں اپنے مرئی نام سے مشہور تھا۔ میکلائسن جرنل آف ایشیاک سوسائٹی بنگال 1896ء جلد اول صفحہ 31۔

(19) اکبر نامہ (دیورج) جلد دوم صفحہ 342۔ جہانگیر (راجس دیورج) صفحہ 34۔

(20) جہانگیر (راجس دیورج) جلد اول صفحہ 34۔

## فتحپور سیکری کی تعمیر

خانگی مسرتوں نے شہنشاہ اکبر کو اس پر آمادہ کر دیا کہ وہ منحوس آگرہ کو چھوڑے دے اور اپنی حکومت کی شان و شوکت کو سیکری میں نمایاں کرے اور اس کی خود اپنے اس حوصلہ پر بھی نظر تھی، ایک ایسا شہر تعمیر کرے جس سے اس کے عہد کی شوکت اور اس کی دلی خواہش کا مظاہرہ ہو۔ سیکری کی پہلاڑی پر مگر یہ بھی سخت ہوتی تھی۔ اور سردی بھی سخت اور قریب میں کوئی دریا یا جھیل ایسی نہ تھی جو ایک بڑے شہر کو کافی پانی بہم پہنچا سکے۔ لیکن اولوالعزم بادشاہ کا حوصلہ کسی بات سے پست نہ ہوا۔ پہلاڑی کئی میل تک چلی گئی تھی اور اس کے چاروں طرف جنگل تھے اور دونوں میں تعمیر لیے کبھی نہ ختم ہونے والا ذخیرہ تھا جسے ہزاروں مزدور اور کاریگر جو شاہی دولت و اقتدار نے اس محکم بالشان کام کے لیے جمع کر دیے تھے تراش اور کاٹ کر لے آتے تھے اور حسب ضرورت کام میں لاتے تھے اور ایک ایسا شہر تعمیر کرتے تھے جو اپنی خوبصورتی اور حسن تناسب میں لا جواب تھا۔ ریتیلی پہلاڑی جنوب مغرب اور شمال مشرق کی طرف ایک میل سے اوپر تک چلی گئی ہے جس کے دونوں طرف تقریباً سات میل رقبہ کامیدان ہے۔ مغرب کی طرف ایک مصنوعی جھیل دو میل لمبی اور نصف میل چوڑی ہے جسے اور وسیع کر کے بند باندھ دیا گیا ہے۔ اس سے شہر کے لیے پانی مینا ہو گیا اور موسم گرما کی حدت معتدل ہو گئی۔ دوسرے خیوں رخ پر سنگ سرخ کی دیواریں بلند کر دی گئیں اور تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر مورچے قائم کر دیے گئے جن کی حفاظت کے لیے نیم مدر برجیاں اینٹ چھر کی بنیادی گئیں اور اندر جانے کے لیے نصف درجن دروازے۔ آجکل ایک ریلوے لائن اس علاقہ سے ہو کر گذرتی ہے اور آج بھی مسافر بوسیدہ شہر پنہ کے دور اور استحکام کو دیکھ کر تعریف کرتے ہیں۔ اس وقت جو کھیتوں یا گھاس پھوس کے میدان نظر آتے ہیں وہاں پہلے خوبصورت باغیاں شاندار محل تھے۔ پہلاڑی کے دامن میں ایک وسیع بازار نصف میل سے زیادہ لمبا چھر کا بنایا گیا جو آج بھی اپنی خستہ حالت میں اپنی خوبصورتی اور موزونیت کے لحاظ سے آنکھوں میں کھب جاتا ہے۔ ماسٹراٹ نے جب اسے دیکھا تو ”یہ ہر قسم کے تجدد کی سامان سے حیرت انگیز طور پر بھرپور تھا اور بے شمار لوگ ہجوم در ہجوم وہاں جمع رہتے تھے۔“ ماسٹراٹ حکام اور امرانے اپنے خرچ سے عالی شان محل تعمیر کیے جو اپنی خوبصورتی اور ساخت میں ایک دوسرے پر فوقیت رکھتے تھے لیکن پہلاڑی کے اوپر جو شاہی محلات تھے ان سے ساری عمارتیں پست ہو گئیں تھیں۔ (21) جہانگیر کے جہانگیری محل پر اس عہد کی بہترین منائی اور فنکارانہ ذہانت فیاضی سے صرف کی گئی تھی۔ (22) محل خاص (شاہی محل) (23)، دیوان خاص، (24) بیچ محل، (25)، سنہر ا مکان، (26) اور مریم کا مکان (27) خوبصورتی اور فنکاری کا بہترین نمونہ تھے۔ وسیع دیوان عام (28)، دفتر خانہ (29)، نوبت خانہ، (30)، خزینہ، (31) دارالغرب (32) اور دیگر سرکاری عمارتیں فنکاری کا معجزہ تھیں۔ ابوالفضل (33) اور فیضی (34) کے نام کی اور راجہ بیر مل (35) کے نام کی اور دوسری چھوٹی چھوٹی

(21) ڈبلیو اسمتھ نے آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کی پانچ جلدوں میں فتحپور سیکری کی تعمیرات کا احاطہ کر کے ان کا مفصل محل لکھا ہے اور تصویریں دی ہیں۔ (دی مثل آرکیالوجیکل سروے آف فتحپور سیکری مطبوعہ گورنمنٹ پریس، الہ آباد۔ نیز دیکھو فرگوسن جلد دوم صفحات 297-299 (22) ڈبلیو اسمتھ جلد دوم صفحات 34-17، 4-1 (23) ڈبلیو اسمتھ جلد اول صفحات 85-1 (24) ایضاً صفحات 22-24 (25) ایضاً صفحات 14-21 (26) ایضاً صفحات 8-31 (27) ایضاً صفحات 8-15 (28) ڈبلیو اسمتھ جلد سوم صفحات 44-36 (29) ایضاً صفحات 41-43 (30) ڈبلیو اسمتھ جلد سوم صفحات 57-58 (31) ایضاً صفحات 33-36 (32) ایضاً۔ (33) ایضاً صفحات 29-30 (34) ایضاً صفحات 31-32 (35) ڈبلیو اسمتھ جلد دوم صفحات 1-15



عمر تیس ایسی ہیں جو بذات خود شہر کی عظمت کی نشانیاں ہیں۔ حمام خانوں، اصطبل اور اسلحہ خانوں کی شکستہ  
عمر تیس اس وقت بھی خوبصورتی میں نظر فریب ہیں۔

مانسیراٹ نے لکھا ہے: ”شہر کی حفاظت کے لیے دو میل کے دائرے میں ایک قلعہ تھا جس کی  
تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بیٹاروں سے آرائش کی گئی تھی۔ اس میں صرف چار دروازے تھے اگر یہ دروازہ  
شرق میں ہے۔ عظیم رانا دروازہ مغرب میں، چوک دروازہ شمال میں اور دولت پورم دروازہ جنوب میں۔  
ان میں سب سے زیادہ نمایاں چوک کا دروازہ ہے جس میں سے گزرا کر بادشاہ اکثر چوک میں اترتے تھے۔ اس  
دروازے کی حفاظت بظاہر ہاتھی کے دو ٹمبے کر رہے ہیں جو بالکل ہاتھی کے قد کے برابر ہیں اور سوٹروپ کو  
اٹھائے ہوئے ہیں یہ اتنے شاندار اور ہو بہو ہاتھی کی شکل کے ہیں جن کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ  
فیض لیس کی فنکاری ہیں۔ چوک کے پاس ہی دو اہرام ہیں جن سے سنگ میل (یا نصف میل) کی پیمائش ہوتی  
ہے اور جو شرق کی طرف جانے والی آگرہ کی سڑک پر اور مغرب کی طرف جانے والی عظیم میرس (اجمیر)  
کی سڑک پر دو سن شاہراہوں کے طرز پر نصب ہیں۔

حضرت شیخ سلیم چشتی کا پریل 1572ء میں انتقال ہو گیا اور انھیں ایک ایسی درگاہ میں دفن کیا  
گیا جو ہندوستان کی خوبصورت ترین عمارتوں میں ہے۔ (36) جامع مسجد خوبصورتی اور شکوہ میں فن تعمیر کا  
دوسرا نمونہ ہے۔ جنوب کی طرف بلند دروازہ دیکھنے والے پر رعب طاری کر دیتا ہے اور اگرچہ یہ مسجد میں  
جانے کا خاص دروازہ ہے مگر اس سے خود مسجد کی شان دب گئی ہے اگرچہ خود مسجد بھی کافی شاندار ہے۔ نیچے  
سے دیکھنے سے یہ دروازہ ایک بلندی پر بنا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی شکل ہندوستان کی بلکہ دنیا کی کسی  
مسجد سے بھی زیادہ شاندار ہے۔ (37)

جہانگیر کا بیان ہے کہ عمر تیس چودہ پندرہ برس تک بنی رہی (38) لیکن شہر کا بیشتر حصہ اور  
نہایت محل 1575ء تک مکمل ہو گیا تھا۔ (39) آبادی دن دو دن رات چو گئی بڑھتی رہی۔ جیسا کہ خطبہ کی  
بنیاد پر ممکن نے لکھا ہے۔

”جہاں حکومت کا مستقر قائم ہوتا ہے وہاں خود بادشاہ اور اس کے وزیر اور حکام عدالت اور محل  
کے خانگی ملازم ملک کی آمدنی کا کافی حصہ صرف کرتے ہیں۔ صوبہ جات سے سب سے زیادہ امیر لوگ  
دلچسپی اور فرائض اور تفریح کے لیے اور محض شوقیہ اس طرف کھینچ کر آئیں گے ملازموں، کارکنوں اور  
تاجروں کا ایک تیسرا اکثر طبقہ جو اپنی محنت سے روزی کما رہا ہے یا اونچے طبقہ کی ضرورت یا قیص سے نفع کھاتا  
ہے وہ بھی جمع ہو جائے گا۔“ چند ہی برسوں میں سیکری اپنی آبادی کی کثرت اور تجارت اور دولت میں آگرہ  
سے ٹکر لینے لگا۔ زمین کی منجائش جلد ہی بڑھتی ہوئی تجارت اور آبادی کے لیے ناکافی ہو گئی اور مضامعات اور  
بازار دور دور آگرہ تک پھیلنے لگے 1585ء میں انگلستان سے ہندوستان آنے والے اولین سیاح ہرافس نے  
یہ رائے ظاہر کی کہ آبادی میں سیکری آگرہ سے بڑا ہے اگرچہ سڑکوں اور عوام کے مکانوں میں آگرہ سے کم  
ہے اور یہ کہا کہ دونوں شہروں میں سے ہر ایک لنڈن سے بڑا ہے۔ دونوں شہروں کے درمیان کی شاہراہ

(36) ڈی ڈبلیو اسمتھ جلد سوم صفحات 92-94۔ لطیف (آگرہ صفحات 143-145 نے کتبہ مراہ کی اصل دی ہے)

(37) فرگوسن جلد دوم صفحہ 580۔

(38) جہانگیر (راجس و پور تاریخ) جلد اول صفحہ 2۔

(39) مانسیراٹ (صفحات 642-643) یہ بھی کہتا ہے کہ شہر بہت تیزی سے تعمیر ہو گیا۔

بازار سے بھری ہوئی تھی اور ایک بڑا شہر معلوم ہوتی تھی۔ تجارتی چیزوں میں اُسے خصوصاً ریشم، کپڑے، عقیق، ہیرے اور موتی نظر آئے۔ امراسونے چاندی سے منقش ریشم سے ڈھکی ہوئی دو پہیوں کی خوبصورت گاڑی پر گزرتے تھے جن میں دو چھوٹے چھوٹے گھوڑے جتے ہوئے تھے جن کی رفتار تیز گھوڑے سے بھی زیادہ تیز ہوتی تھی۔ (40)

### اس شہر کی بربادی

اس شہر کا نام 1573ء میں ہجرات کی مہم کی کامیابی پر فتح آباد رکھا گیا جو بدلنے بدلنے فقہار ہو گیا۔ (41) اس کا قابل فخر نام کئی وجوہ سے موزوں تھا۔ اس کی زبردست خوش حالی اور تجارتی فروغ نے معتدل آب و ہوا اور جہاز رانی کے قابل دریا نہ ہونے کی جو کمی تھی اُس کی تلافی کر دی لیکن قدرت نے جلد ہی اپنا انتقام لے لیا۔ اُس کی گرمی سب کو پریشان کر رہی تھی۔ سیاحوں اور تاجروں کو دریائی نقل و حمل کی سہولت نہ ہونے کی سخت کمی محسوس ہو رہی تھی پانی کی بہم رسانی کا اگرچہ جمیل سے معقول انتظام تھا مگر آفات ناگہانی کا ہر وقت خطرہ تھا۔ 1582ء میں جمیل کا بند ٹوٹ گیا اور شہزادے اور ان کے ہمراہی ”ڈوبے“ ”ڈوبے“ آگرہ پر جو نحوست مسلط تھی وہ معلوم ہوتا ہے کہ وقت گزرنے پر ختم ہو گئی۔ چنانچہ 1585ء میں شاہی دربار پھر آگرہ واپس آ گیا جس کے بعد اس کے سارے متعلقین وہیں پہنچ گئے۔ مگر اس کی دیواریں، محلات، مسجدیں، مقبرے، حمام، آب رسانی کا نظام، بازار، پھاٹک، شکستہ استعمالات، پہلے کی بارکیں اور اصطبل آج بھی باقی ہیں اور دنیا کے چاروں طرف سے آنے والے سیاحوں کو ہجرت میں ڈالتے ہیں۔ (42) اپنی فرسودہ حالت میں انھوں نے سیاحوں کے روزناموں اور فن کے نقادوں کی تحریروں کی شاندار تقریروں کے صفحات بھر دیے ہیں۔ (43)

لیکن اپنے چند روزہ پر شباب و شاداب با عظمت دور میں یہ شہزادہ سلیم کا گوارہ رہا ہے۔ یہیں ہم تصور کر سکتے ہیں کہ خوشنما محلوں کے شاندار شہر کے دربار میں حضرت شیخ کی صاحبزادی اُن کی پرورش کر رہی ہیں اور سب شہزادہ کو پیار کر رہے ہیں اور سب کے دل باغ باغ ہو رہے ہیں۔

### شہزادے کا ختنہ

اکبر کو طبیعتاً اپنے بچوں سے بڑی محبت تھی اور ان کی تربیت میں اُسے خاص دلچسپی تھی۔ وہ اکثر

(40) (الف) فتح افغانستان سے ہندوستان آنے والا اولین سیاح۔ مرتبہ بدین رابی صفحات 97-99

(41) اکبر نامہ (ج) جلد دوم صفحہ 531۔ جاگیر (راجس دبیورج) جلد اول صفحہ 2۔

(42) سولہویں اور سترہویں صدی میں فتح پور ٹیکری کے حالات کے متعلق دیکھو آئین (جلد دوم صفحات 180-184)

184۔ جاگیر (راجس دبیورج) جلد دوم صفحات 71-73 قبل نامہ صفحہ 122۔ ماسیرات (ہوائے لینڈ و ٹری) صفحات

30-32 ہندوستان کالون اگر بڑیاں فتح پور رابی صفحہ 98۔ پارہ جات 9 میں صفحہ 174۔ فتح (پرچہ جات 4 صفحات 41-42)

(43) ذی لائٹ (ترجمہ لکھنؤ، کلکتہ ریویو 51 1870ء صفحہ 71)۔ پیر منڈی جلد دوم صفحات 227-231۔ ہر مٹ صفحہ

61۔ اٹھارویں صدی میں اس کے حالات کے لیے دیکھو تافض بکسر جلد اول صفحہ 179۔

(43) علامہ ابوالخیر اسماعیل فرگوسن دہلی کے دیکھو بشپ ہر جلد دوم صفحات 349-355۔ طیف کی کتاب آگرہ میں تفصیل مل ہے۔

درے پرائیسی ساتھ لے جاتا تھا۔ 22 اکتوبر 1573ء کو تینوں شہزادوں کا ختمہ حسب معمول بڑے حرم دھام سے ہوا۔ (44)

## شہزادے کی تعلیم

تقریباً ایک ماہ بعد شہزادے کی تعلیم شروع ہوئی۔ مغلوں میں یہ قدیم دستور تھا کہ جیسے ہی کسی شہزادے کی عمر ہجری سنہ کے حساب سے چار سال چار ماہ چار دن کی ہو جائے ویسے ہی اُس کی بسم اللہ کردی جائے۔ چنانچہ 18 نومبر 1573ء کو مولانا میر کمال ہردی کو سب سے بڑے شہزادے (سلیم) کی مغلّی پر باضابطہ مقرر کر دیا گیا۔ (45)

## مغلوں میں علیت اور تعلیم

عام طور پر لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ مغلوں میں تعلیم کا کتنا زبردست احساس تھا اور علوم و فنون کی وہ کتنی قدر کرتے تھے۔ بانی خاندان تیمور کا شمار انسانیت کو عذاب دینے والوں میں ہے۔ لیکن اس کا ایک روشن پہلو بھی ہے۔

## تیمور

مگن کا بیان ہے کہ تیمور ”اپنی بے تکلفانہ گفتگو میں سنجیدہ اور بردبار تھا اور فارسی اور ترکی زبانوں میں فصاحت اور شائستگی سے گفتگو کر سکتا تھا۔ اُسے تاریخ اور علوم پر عملاً سے گفتگو کرنے میں بڑی خوشی ہوتی تھی۔ اُس کی فراخ دلانہ فیاضیوں سے دور و نزدیک کے اہل علم کھینچ کر آگئے تھے۔ شیرازی کی لوٹ میں شاعر حافظ کے مکان کو ہاتھ نہیں لگایا گیا تھا۔ دمشق کے مورخ ابن خلدون کو جب کہ اُس کے ہم وطن جنگ اور لوٹ مار کی ہولناکیوں میں مبتلا تھے نہ صرف محفوظ رکھا گیا بلکہ انعام و اکرام سے بھی نوازا گیا۔ سرقد اور بخارا کو تیمور نے تہذیب اور علوم و فنون کا گہوارہ بنادیا تھا۔ اس نے جو بکثرت مدرّسے، کالج اور کتب خانے تعمیر کیے تھے ان میں سے بعض بہت دنوں بعد انیسویں صدی تک باقی رہے۔ (46)

(44) اکبر نامہ (بیورج) جلد دوم صفحہ 102-103 نظام الدین لٹ ڈاؤن) جلد پنجم صفحہ 370۔ بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 173۔ ابوالفضل کا بیان ہے کہ ”فیاضی کے دروازے کھل گئے۔ مسرتوں کا سلمان مہیا کر دیا گیا اور خوشی دربار خاص سے نکل کر دربار عام میں آگئی۔ حساس تصور کر سکتا ہے کہ کیسی بھرپور فیاضی اور ضیافت کا مظاہرہ کیا گیا۔“ بعض یورپین سیاحوں مثلاً (سفارت مرجہ فاسٹر صفحہ 313) کو ریات (کردی نیرن ان پیچل) سال یک (لیکچر رورینڈ ہائی ایسٹ ایشیا کینی، جلد ہفتم صفحہ 185) کا بیان ہے کہ سلیم کا کبھی ختمہ نہیں ہوا اور یہ کہ لفظ مغلّ کے معنی ختمہ شدہ ہیں۔ لیکن ان بیانات کی کوئی سند نہیں ہے۔

(45) اکبر نامہ (بیورج) جلد سوم صفحات 105-106 نظام الدین (ایلیٹ وڈو سن) جلد پنجم صفحہ 270 بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 173۔

(46) تیمور کے حالات کے لیے دیکھو روٹی گا زلاس ڈی کلا پیچ کی سفارت تیمور کے دربار میں (6-1403ء بعد مقدمہ قسطنطینس مارکم۔ ہنگویٹ سوسائی 1859ء تاریخ رشیدی (ایس دراس) حصہ اول، اسکرین دراس کی ہارٹ آف ایشیا صفحات 172-19، مغز حالات تیموری یا تو زک تیموری (ایلیٹ وڈو سن) جلد سوم صفحات 89-473 دی انسی ٹیونس آف تیمور۔ ڈیوی اینڈ وہاٹ۔ مگن کی ڈکلائن اینڈ فال آف روم باب 65۔

## تیور کے جانشین

تیور کے جانشینوں میں میران شاہ، محمد سلطان، ابو سعید، النجیب اور عمر شیخ نے قابلیت کے ساتھ تیور کی روایات کو برقرار رکھا۔ ان کے دور حکومت میں ترکی کی شہرت کو چار چاند لگ گئے اس لیے کہ خود ان کی شائستگی اور قدردانی نے علماء اور اہل فن کی بہت بڑی جماعت جمع کر لی تھی جن کے کارناموں نے انجمن کی عرب حکومت کی یاد تازہ کر دی۔ شاہ رخ اعظمی درجہ کا شاعر تھا اور النجیب نے ریاضیات اور نجوم کے مشکل علوم میں دستگاہ حاصل کی۔ ان کے خاندان کی تاریخ میں ایسے شعرا فلسفی اور عالم دین گزرے ہیں جن کا نام آج تک مشرق میں روشن ہے۔ (47)

## بابر

بابر جس کی سربراہی میں چغتائی ترک ہندوستان میں داخل ہوئے اس کی علمی شہرت خصوصاً اُس کی دلچسپ خود نوشت حالات زندگی سے قائم ہے۔ اس کے معاصر اس کے کئی اور ممتاز ادبی کارناموں کو بھی اس سے منسوب کرتے ہیں، اس کے چچا زاد مرزا حیدر دو غلات کا بیان ہے کہ ترکی ادب میں اُس کا شاہر امیر علی شیر سے دوسرے ہی درجہ پر ہے۔ اُس نے اپنا دیوان خالص ترین شستہ ترکی زبان میں تصنیف کیا اور شعر کے ایک نئے اسلوب بین کی ترکی زبان میں رائج کیا۔ اس نے اصول قانون پر ایک نہایت ہی مفید کتاب تصنیف کی جو خوش اسلوبی میں اس فن کی دوسری کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ وہ موسیقی اور دیگر فنون کا بھی ماہر تھا۔ اس نے خوش نویسی کا ایک اسلوب بابر کی طرز کا ایجاد کیا اور قرآن مجید کی نقل کر کے ایک نسخہ شریف مکہ کو بھیجا۔ معاصر تاریخوں میں اس کی کافی شہادت ہے کہ وہ علم کی فیاضانہ سرپرستی کرتا تھا۔ (48)

## ہمایوں

باوجود اپنی مسلسل فوجی اور سیاسی سرگرمیوں کے بابر نے اپنے لڑکوں کی تعلیم پر پوری توجہ کی۔ بڑا لڑکا ہمایوں بڑھ کر اعظمی درجہ کا ماہر طبیات و ریاضیات و نجوم و جغرافیہ ہوا۔ اُس نے شاعری میں بھی کمال حاصل کیا اور اعظمی درجہ کا ادبی ذوق پیدا کیا۔ اُس کے لڑکے کے درباری مورخ نے اُسے بہادری میں سکندر اور ظلم میں افلاطون کا مجموعہ کہا ہے۔ اسے بزرگوں اور اہل علم کی صحبت میں سب سے زیادہ خوشی ہوتی تھی جس کے متعلق ان کا خیال تھا کہ ”اس سے دائمی خوش حالی حاصل ہوتی ہے۔ اس کی فوجی مہموں میں اُس کا کتب خانہ اور کتب خانہ کا مہتمم ہمیشہ اُس کے ساتھ رہتے تھے حتیٰ کہ ایران میں اُس کے قابل رحم فرار کے وقت بھی۔ اس کے عہد حکومت میں جیسا کہ ابوالفضل نے لکھا ہے: قابل اور ذی استعداد لوگوں

(47) مسکن ہند راسدات آف ایشیا صفحات 179 و 180 نیز صفحات 173 و 178۔ نیز دیکھو تاریخ رشیدی صفحہ اول۔  
(48) تاریخ رشیدی (ایلیاس داس) صفحات 173 و 174 مسکن کی ہسٹری آف اٹلیا جلد اول صفحہ 521۔ نوک بابر خصوصاً صفحہ 291، مسکن کے ترجمہ میں۔ بدایونی جلد اول (ریٹنگ) صفحات 449 و 451۔ دیوان شہنشاہ مرتبہ ذہبی سن راس۔ جرم آف اینٹیک سوسائٹی بھل۔ اکثر نمبر 1910 صفحات 156 و 43۔ دہانویہ کی دی ایمر اکبر جلد اول۔ باب نجم صفحات 124 و 141۔

پرنواز شات کی ہارش ہوئی۔ (49)

اکبر

اکبر نے کبھی لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تو اس میں اُس کے والد کا قصور نہ تھا۔  
”بیچارہ بیٹھو۔ یہ کھیل کا وقت نہیں ہے۔“  
یہ کام اور عمل کا وقت ہے۔“

یہ وہ سنجیدہ تنبیہ تھی جو اکبر کے والد نے اپنے آوارہ گرد بیٹے کو کی تھی مگر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔  
البتہ اکبر جیسے ہی پردہ سے باہر نکلا پورے انہماک کے ساتھ اپنی خاندانی روایات پر چل پڑا اور کانوں سے سن کر اُس نے مذہبی اور دنیاوی علوم میں حیرت انگیز ملکہ حاصل کر لیا۔ اُس کے سخت ترین دشمن بھی اُس کے بے پناہ حصول علم کے شوق اور تلاش و تحقیق کے جذبہ اور اُس کی لامحدود حقیقت کی تلاش، علمی مباحث میں اس کی غیر معمولی دلچسپی اور اُس کی قابل لوگوں کی سرپرستی کی تعریف کرنے پر مجبور تھے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ وہ تقابلی مذہب کا مطالعہ کرنے والوں میں اولین اور عظیم ترین افراد میں تھا تاریخ میں عبادت خانہ جیسی کوئی اور مثال نہیں ہے جو فقہ و سیکری میں مذہبی مباحث کا ایک ایوان تھا جس میں اکبر کی سربراہی میں راسخ العقیدہ اور غیر راسخ العقیدہ اسلام، ہندویت، مسیحیت، یہودیت اور پارسیت کے علماء جمع ہو کر مذہب و اخلاق پر رات گئے تک بحث کرتے تھے۔ قدرت نے اکبر کو اعلیٰ ترین ذہانت عطا کی تھی اور غیر معمولی قوی اور صحیح حافظہ محنت اور مسلسل مشق نے فطری قوتوں کو اور تیز کر دیا تھا جو انسانی علوم کے سارے دائرہ پر حاوی تھا۔ اُس کی مشقی ایجادوں نے اُسے ایک ممتاز فرد بنادیا تھا۔ اُس کی تاریخی صحت سے خصوصی دلچسپی نے اُسے فن تاریخ میں امتیازی حیثیت دے دی تھی۔ اُس نے گلبند بیگم کے دلکش ہالوں نامہ کی اور جوہر دبا بید کے سوانح اور نظام الدین احمد کی طبقات اکبری اور تاریخ اعلیٰ کی تحریک کی تھی اور توزک بابری اور گلشن کی راج تہذیبی میں کرنے کی اسی کی ذمہ داری تھی۔ تہذیبی ادب کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ رامین، مہابھارت، ہرہی و ہنس پوران، شیخ تہز اور راجہ تل کی کہانی کو فارسی روپ دیا گیا۔ مذہبی ادب پر بھی کافی توجہ کی گئی۔ سہت فرانس اعظم کے پیچھے زیور کو حضرت مسیح کے حالات زندگی فارسی میں لکھنے پر آمادہ کیا گیا۔ کئی اور سنسکرت، ہندی، عربی اور یونانی زبان کی کتابوں کو فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ سیکڑوں شعرا و علماء اور علوم و فنون کے ماہرین آگرہ اور فقہ و سیکری میں شاعری نواز شوں سے مستفید ہو رہے تھے۔ متحدہ ہندی شعرا جو دربار شاعری سے وابستہ تھے اُن میں سے ایک کا حال قطعی طور پر معلوم ہے کہ اُس کی قابلیت کا پادشاہ کی طرف سے انعام ملا۔ ادبی قابلیت کے لوگوں پر اکبر کی فاضیات نوازش کے حالات زبان زد خلالت تھے اور اس کے بہت سے قصے مشہور ہیں۔ (50)

(49) اکبر نامہ (بجورج) جلد اول صفحات 287 و 309 ہالوں نامہ گلبند بیگم (ترجمہ ایٹن لیس بجورج) صفحات 124، 125 ہالوں نامہ خود میر (ایٹن ڈالون) جلد بیجم صفحات 13 و 122۔ نظام الدین (ایٹن ڈالون) جلد بیجم صفحہ 240 ہالوں نامہ اول (ریٹنگ) صفحہ 602 فرشتہ (برگس) جلد دوم صفحات 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086،

اکبر کی فطرت کی ہمہ گیری اور نیرنگی کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے لیکن ایک بات کو واضح کر دینا ضروری ہے کہ وہ غیر معمولی ذہانت اور قوی دماغ کا مالک تھا اور اُس کی ستر اعلیٰ مزاج کے زیر سایہ سلیم کے دماغ کی ساخت ہوئی اور علوم و فنون کے ماحول کے سانچے میں وہ ڈھالا گیا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اکبر نے اپنی اولاد کو براہ راست اپنی داشت و پرداخت میں رکھا اور بچپن سے ان کے دماغوں کو وہ ہدایت دی جس کی انھیں اہلیت تھی۔ (51) اکبر کی تعلیم کے تصور میں جیسا کہ آئین میں واضح کیا گیا ہے اُس کی اولاد کی تربیت ہی کے زمانہ میں نشوونما ہوئی تھی۔ ابو الفضل کا بیان ہے کہ: ”ہر لڑکے کو اخلاقیات، ریاضی، طبیعیات، طب، علم قیافہ، زراعت، امور خانگی، قوانین حکومت، طب، منطق، طبیات، علوم ریاضی والہی اور تاریخ کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے، اور ان سب علوم کو رفتہ رفتہ حاصل کرنا چاہیے۔ ان علوم میں سے کسی کو نظر انداز نہ کرنے دینا چاہئے جن کی موجودہ زمانہ میں ضرورت ہے۔ (52) یہ اسکیم غیر مرتب مگر آزادانہ اور جامع ہے۔

### مولانا میر کلان ہروی

معلموں کے انتخاب میں اکبر نے اپنی فطری قوت فیصلہ کا اظہار کیا ہے۔ مولانا میر کلان ہروی ملا خواجہ خراسانی کے پوتے اور میران شاہ ولد میر جلال الدین کے شاگرد تھے جو بہت بڑے محدث تھے اور بحیثیت زبردست عالم اور ماہر علوم دینیہ کے شروغ ہی میں نام پیدا کر لیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ماں کی تربیت اور مثال کا اُن پر گہرا اثر ہوا تھا۔ وہ بڑی نیک طینت اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ ان کی عمر جب سو سال کی تھی تو ان کے اکلوتے لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ جس وقت اُس کے انتقال کی خبر سنی تو وہ قرآن شریف کی تلاوت کر رہی تھیں۔ انھوں نے ایک آہ بھی نہ کی اور نہ کوئی غم کے اظہار کا لفظ کہا بلکہ صف انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر بدستور تلاوت میں مصروف رہیں۔ ماں کی خاطر سے میر کلان نے شادی کا خیال ترک کر دیا اس اندیشہ سے کہ کہیں اُن کی بیوی اُن کی ماں کی نافرمان نہ ثابت ہو۔ مولانا اپنی ماں کے ساتھ ہجرت کر کے ہرات سے ہندوستان آئے اور عالم حدیث کی حیثیت سے اُن کی شہرت سارے ملک میں پھیل چکی تھی چنانچہ انھیں اکبر کی سرپرستی حاصل ہو گئی۔ جب وہ شہزادہ سلیم کے معلم مقرر ہوئے تو اُن کی عمر اٹھتر برس کی تھی۔ رواج کے مطابق انھوں نے شہزادہ کو گود میں اٹھالیا اور سب نے نعرہ مسرت بلند کیا۔ مولانا پر قیمتی جواہرات کی بارش ہو گئی۔ انھوں نے شہنشاہ کو ایک خوبصورت تختہ دیا اور شہنشاہ نے انھیں ایک بیش قیمتہ دیبا۔ بسم اللہ اور کلمہ پڑھ کر شہزادے نے الف بے پڑھی لیکن بد قسمتی سے اگلے

(بقیہ حاشیہ..... 50) ہجری صفحات 56، 57، 126، 134، 136، 138، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086، 2087، 2088، 2089، 2090، 2091، 2092، 2093، 2094، 2095، 2096، 2097، 2098، 2099، 2100، 2101، 2102، 2103، 2104، 2105، 2106، 2107، 2108، 2109، 2110، 2111، 2112، 2113، 2114، 2115، 2116، 2117، 2118، 2119، 2120، 2121، 2122، 2123، 2124، 2125، 2126، 2127، 2128، 2129، 2130، 2131، 2132، 2133، 2134، 2135، 2136، 2137، 2138، 2139، 2140، 2141، 2142، 2143، 2144، 2145، 2146، 2147، 2148، 2149، 2150، 2151، 2152، 2153، 2154، 2155، 2156، 2157، 2158، 2159، 2160، 2161، 2162، 2163، 2164، 2165، 2166، 2167، 2168، 2169، 2170، 2171، 2172، 2173، 2174، 2175، 2176، 2177، 2178، 2179، 2180، 2181، 2182، 2183، 2184، 2185، 2186، 2187، 2188، 2189، 2190، 2191، 2192، 2193، 2194، 2195، 2196، 2197، 2198، 2199، 2200، 2201، 2202، 2203، 2204، 2205، 2206، 2207، 2208، 2209، 2210، 2211، 2212، 2213، 2214، 2215، 2216، 2

ی سال ان کے ضعیف العمر استاد دنیا سے چل بسے۔ (53)

### شیخ احمد

شہزادے کے دینی باپ شیخ احمد جو ایک جوشیلے۔ خوش مزاج بہادر فوجی سالار اور زبردست عالم تھے وہ شہزادہ کے اتالیق مقرر ہوئے اور 1577ء میں اپنی وفات تک شہزادہ کی تربیت کرتے رہے۔ (54)

### قطب الدین محمد خاں

شہزادہ کے بعد کے اتالیقوں میں قطب الدین محمد خاں انکے کام لیا جاسکتا ہے جو بلندرتبہ کے امیر تھے اور بیگمار نیکی کے باعث خطاب سے ملقب تھے۔ (55) لیکن اکبر کے بعد شہزادہ کی ذہنیت کو جس نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ عبدالرحیم خاں تھے۔

### عبدالرحیم خاں

یہ 17 دسمبر 1556ء کو لاہور میں پیدا ہوئے تھے اور ابھی چار ہی برس کے تھے کہ ان کے والد بیرم خاں اعظم مہجرات میں جن کے مقام پر قتل کر دیے گئے۔ ان کی والدہ اور ان کے ملازم محمد امین دیوانہ اور بابا زبور بال بال بچ گئے۔ افغانوں نے ان کا تختی سے تعاقب کیا اور یہ بھاگ کر الہ آباد اور وہاں سے آگرہ پہنچے۔ شاہی فرمان کی تعمیل میں لڑکے کو 1562ء میں دربار میں پیش کیا گیا اور اسے شاہی مگرانی میں لے کر مختلف علوم کی اعلیٰ تعلیم دی گئی جس نے اُس کی فطری ذہانت سے مل کر اسے اپنے عہد کا اولین صاحب فراست بتا دیا۔ وہ فارسی عربی ترکی سنسکرت اور ہندی زبانوں کا ماہر ہو گیا اور ہندوستان میں اُس کی شہرت سب سے بڑے ماہر السنہ کی حیثیت سے ہو گئی۔ بعد کے مصنفین نے اقبال کیا کہ وہ دنیا کی بیشتر زبانوں میں آسانی سے گفتگو کر سکتا تھا۔ اُس کی نثر میں قوت اور نظم میں مشکل تھی اُس نے اپنے عہد کے ادب میں لافانی شہرت چھوڑی۔ اُس نے تو زک باری کا جو فارسی ترجمہ کیا وہ تاریخی مہارت کا ایک قابل یاد کار کارنامہ ہے۔ اُس کی فارسی نظم میں قدرتی روانی اور لطافت و عطرانیت کی چاشنی تھی۔ اُس کے ہندی دوہے اپنی پاکیزگی اور بندش، تخیل کے توازن اور جذبات کی بلندی کے لحاظ سے ہمیشہ قابل قدر سمجھے گئے اور جب تک یہ زبان زندہ ہے ذوق و شوق سے پڑھے جائیں گے۔ ادب کے سرپرست کی حیثیت سے مغل امرا میں اُس کا درجہ سب سے بلند ہے تاثر جمعی میں تیس ایسے فارسی شاعروں کے حالات اور نمونہ کلام محفوظ ہیں جنہیں رحیم کی سرپرستی حاصل تھی۔

لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ عبدالرحیم ایک عملی انسان تھے۔ اُس نے مہجرات میں ایک زبردست بغاوت کو فرو کیا اور دکن کی سرحد پر جہاں کئی مغل سالاروں کی شہرت خاک میں مل گئی تھی اُس

(53) اکبر نامہ (بیورنگ) جلد سوم صفحہ 107۔ بدایونی جلد دوم (لو) صفحہ 173 جلد سوم (بیگ) صفحات 211، 212، نظام

الدین (الیٹ و ڈاوسن) جلد چہم صفحہ 370 جو سکین صفحہ 540 کلیدون کی رین آف جہا نکیر صفحہ 111۔

(54) اکبر نامہ (بیورنگ) جلد سوم صفحہ 209۔ آثار الہ (بیورنگ) جلد اول صفحہ 170۔

(55) اکبر نامہ (بیورنگ) جلد سوم صفحہ 401۔ نظام الدین (الیٹ و ڈاوسن) جلد چہم، صفحہ 413۔ بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 278۔

کی فنی قابلیت پر اسے طور پر جلوہ گر ہوئی۔ اس کی سہلاتی مہارت حیرت انگیز تھی اور بہتوں کے لیے ناقابل فہم اور ششدر کرنے والی چنانچہ ایک سے زیادہ مرتبہ اسے بدوقائی کے شبہ انگین الزام سے دوچار ہونا پڑا۔

### شہزادہ سلیم کی تعلیم

اس صلاحیت کی شخصیت تھی جسے 1582ء میں شہزادہ کی اتالیقی پر مقرر کیا گیا مین اس وقت جبکہ وہ اپنی عمر کے جذباتی دور میں داخل ہوا (56) شہزادہ نے بہت کچھ قاری ادب پڑھا اور قاری میں گفتگو کی معقول مہارت حاصل کر لی۔ اس نے ترکی زبان بھی سیکھی جو بعد کو اس کی فائنل ہانس سے گفتگو میں بطور اظہار خیال کے کام آئی اور جس زبان میں اس نے اپنے ایک ملازم سے رازدارانہ گفتگو کی جب کہ وہ مہارت خاں کی حراست میں تھا۔ اس نے ہندی سے بھی کچھ واقفیت حاصل کر لی اور ہندی کبھی سن کر وہ خوش ہوتا تھا اس کی طبیعت کچھ شاعری کی طرف مائل ہو گئی تھی اور اپنے دلی رچان کو اکثر اشعار میں ظاہر کرتا تھا نیز گفتگو میں اشعار نقل کیا کرتا تھا۔ اسے کہانیوں کا بڑا شوق تھا اور اپنی تحریر میں شوقی پیدا کرنے کا سلیقہ حاصل کر لیا تھا۔ اس کا قاری خط بہت خوش خط تھا جس کے نمونے آج بھی موجود ہیں۔

مشکل علوم کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا تھا اور اس کا روزنامہ جو اس کی عمر کے آخری دنوں میں لکھا گیا تھا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسے تاریخ اور جغرافیہ سے کافی واقفیت تھی نہایت وسیع انیات میں اسے دلچسپی تھی وہ کسی شاہلہ سائنس دان کے لیے باصلاحیت تھا۔ اس کے روزنامہ کو پڑھنے والا یقیناً اس کے جذبہ تحقیق، مشاہدہ کی صحت اور مختلف معلومات کے حصول کی کاوش سے متحیر ہو جائے گا۔ اس کے ادبی اور سائنسی ذوق نے اسے تعلیم یافتہ محبت کا شائق بنادیا تھا جو اس کی آخر عمر تک قائم رہا۔

### جمال الیاتی تربیت

سلیم کی پرورش ایک ایسے دربار میں ہوئی تھی جو فنون کا بہت بڑا سرپرست تھا اور ایک ایسے شہر میں جو بجائے خود فنکاری کا حیرت انگیز کارنامہ تھا اس لیے اس کی جمالیاتی استعداد غیر معمولی طور پر ترقی کر گئی تھی۔ بعد کے دنوں میں وہ بیک نظر مختلف نقوش میں یا ایک ہی تختہ کے نقوش میں مختلف فنکاروں کے قلم کا امتیاز کر سکتا تھا۔ اس کی سرپرستی میں ہندوستانی روغنی مصوری کو اعلیٰ ترین ترقی ہوئی۔ خوبصورت جواہرات اور مرصع کمر اور یا قبضوں کو دیکھ کر اسے بھید خوشی ہوتی تھی۔ قدرت کی رنگینیوں سے اس کی دلچسپی اور ذوق بھی اتنا ہی غیر معمولی تھا۔ کشمیر کے پھولوں اور چشموں کی تعریف اس نے شاعرانہ جوش سے کی۔ خوبصورت گلاب یا گل لالہ یا پہلاڑی چشمہ کو وہ حیرت اور تحسین کے ساتھ خوبیت سے دیکھتا تھا۔ (57)

(56) اکبر نامہ (ج 2) جلد سوم صفحہ 583، ماقبل نامہ صفحہ 287، آثار الاسرار (ج 2) جلد اول صفحہ 50-55۔  
بوئین صفحہ 334-339، علی کی اور علی یا کر علی گل ڈاکٹری صفحہ 11۔ ستر نامہ نکس صفحہ 569۔

(57) ”جو نگہ میرا چراغ شاعرانہ سے اس لیے میں اکثر لو کا جاؤں وہ شعر یا ربائی کہتے گت ہوں“ ”جا نگہ (راجس ویدر ج) جلد اول صفحہ 328۔ کبھی کبھی وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی دعاؤں کو قلم کر لیتا تھا۔ ایسا جلد دوم صفحہ 322 شاعری پر وہ نہایت اشتیاق سے گفتگو کرتا تھا۔ ایسا جلد دوم صفحہ 29 وہ اکثر ایسی مجلسیں منعقد کرتا تھا جس میں ہر مہمان کو ایک قلم پڑھنا ہوتا تھا۔ ایسا جلد دوم صفحہ 15۔ دوسرے مشہور مصطفیٰ کے اشعار نقل کرنے کے حلقہ دیکھو ایسا جلد اول صفحہ 100-133-141-169-188 جلد دوم صفحہ 95-96-104-105-115-118۔ جا نگہ نے خود عمری میں خیام کا ملاحظہ نہیں کیا تھا مگر اس نے ہاؤ کے

بانی حاشیہ اگلے صفحہ پر.....



## جسمانی ورزش

تعلیم و تربیت نے شہزادہ سلیم کے ذہن کو سنوارا اور اس کے ذوق سلیم کو درست کیا اور جسمانی ورزش نے اس کے جسم کو تقویت دی۔ اکبر جس کے جسم کو فولادی ساخت ملی تھی اور جو اپنے وقت کا بہترین نشانہ باز اور سپاہی تھا شہزادہ سلیم کی پیدائش کے وقت اپنی صحت اور قوت کے پورے شباب پر تھا راجپوتی ملک مریم اثر ملی تھا مضبوط جسم اور قوی اعصاب کی ہوگی، ان دونوں سے سلیم نے مضبوط جسمانی ساخت، خوبصورت چہرہ اور تناسب اعضاء ورثہ میں پائے تھے۔ بچپن میں اس کی صحت برابر اچھی رہی اور وہ کبھی بیمار نہیں ہوا قردن و سہلی کے شہزادوں کے لیے جنگی مشق کی تربیت بہت ضروری تھی۔ سلیم نے دکن کے مرتضیٰ خان سے نیزہ بازی سیکھی جسے بعد کو اس نے ورزش خان کا خطاب دیا وہ اعلیٰ درجہ کا نشانہ باز ہو گیا اور جلد ہی اس نے سہلی میں ورزش کی مہارت حاصل کر لی۔ وہ خوش ہو کر دوڑتا اور چشموں پر چھلانگ

بقیہ حاشیہ نمبر 57 ایک سہلی ستون پر ایک رہائی کھدی ہوئی دیکھی تو اس کی دل سے تعریف کی (راجرس و بیورن) جلد دوم صفحہ 26 اس کے شاعرانہ رجحان کی دوسری مثالوں کے لیے دیکھو اپنا جلد اول صفحات کی 18، 51، 53، 57، 61، 65، 99، 150، 158، 159، 203، جلد دوم صفحات 36، 37، 144، 176، 183، جہانگیر کی زبان ملی کی مہارت کے حقیقی دیکھو توزک جہانگیری (راجرس و بیورن) جلد اول صفحات 109، 141، اقبل بندہ صفحہ 257 (ایلیٹ ڈائن) جلد ششم صفحہ 422۔ سز نامہ آکسن صفحہ 400

اس کی ارتقی انقلاب دماغی اس عہد کے عجائبات میں ہے۔ ہندی اور فارسی کی تعلیمیں وہ ایسے فن سے چڑھا تھا کہ دل کے مہل درمل چلتے تھے سینے آئندہ خان، کا عنوان بنا کر اسے خوش کر دیا۔ ہندی زبان میں اس کے معنی سرست اور آرام کے ہیں۔ جہانگیر (راجرس و بیورن) جلد اول صفحہ 422۔ ایک اور ہندی شاعر بونا (برکھ رائے) جہانگیر کا پسندیدہ قلمصر بندہ صر بود جلد اول صفحہ 422

جہانگیر کے ہاتھ کے کئے نوٹ دیوان حافظ کے ایک نسخہ میں دیکھے جاسکتے ہیں جڑباگی پور کی خداداد پیش لا بیری میں محفوظ ہے نیز بلوچستان نے ایک دلچسپ مضمون میں جہانگیر، شاہجہاں، شہزادہ اور احمد نیرہ کی تحریروں کے نمونے دیے ہیں۔ (جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی 1870ء صفحات 170-179)۔ یہی آف سر طاسد کے ہائر ایلیٹیشن میں صفحہ 114، قاتل جو قصور ہے اس کے نیچے کی تحریر جہانگیر کے خط میں ہے نیز دیکھو جرنل آف ایشیاٹک رائل سوسائٹی 1909ء صفحات 69-73۔ تاریخ اور کہانیوں سے جہانگیر کی دلچسپی کے حقیقی دیکھو مونا اس کے خودنوشت سوانح خصوصاً جلد اول صفحات 24 تا 51، 377، 414، 418، 424، 432، جلد دوم صفحات 50، 52، 53، 54۔

”معد کی شام کو میں طاہور نیک لوگوں اور درویشوں اور تہک الہ نیا لوگوں کی صحبت میں بیٹھا ہوں“ جہانگیر (راجرس و بیورن) جلد اول صفحہ 21۔ علم نباتات سے جہانگیر کی دلچسپی کے حقیقی دیکھو اپنا جلد اول صفحات 83، 84، 140، 141، 142، 143، 155، 248، 272، 322، 343، 307، 310، 410، 436، 437، 444، 445، جلد دوم صفحات 7، 16، 18، 19، 23، 24، 25، 32، 39، 42، 43، 46، 88، 89، 130، 200، 219، 220، 221، 228۔ حیوانات سے اس کی دلچسپی کے حقیقی دیکھو اپنا جلد اول صفحات 80، 97، 98، 353، 360، 361، 362، 383، 387، 412، 413، جلد دوم صفحہ 134۔ کشمیر کی اس نے جو تعریف کی ہے اس کے لیے دیکھو اپنا جلد دوم صفحات 131 تا 198۔ قدرتی صمن سے اس کی پرورش سرست کی ور مثالوں کے حقیقی دیکھو اپنا جلد اول صفحات 7، 8، 269، 361، 383، 384، 386، 388، 412، 413، جلد دوم صفحات 57، 58۔

جہانگیر کی فنکاری سے دلچسپی اور مہارت کے حقیقی دیکھو اپنا جلد اول صفحات 200، 201، 319، 322، 379، 400 جلد دوم صفحات 20، 21، 96، 99، 116، 117، 118، سز نامہ سر طاس رد صفحات 210، 211، 244، 246، 248، 249، صفحہ 130۔

مظلوں میں یہ ہوشمندانہ دستور تھا کہ شہزادوں کو شروع ہی سے امور عامہ میں قریبی رابطہ قائم کر دیتے تھے۔ 1511ء میں کامل کی اہم مہم میں شہزادہ سلیم اور شہزادہ مراد کو بڑے بڑے فوجی دستوں کی رسی کمان دے دی گئی تھی اور جن لوگوں نے ان کے طرز عمل کو دیکھا انھوں نے ان کے جوش اور بہادری کی بڑی تعریف کی (60) اگلے سال سلیم کو حرم شاہی کی مکہ معظمہ سے واپسی پر ان کی پیشوائی پر تعینات کر دیا گیا (61) تقریباً اسی زمانے میں اسے عدالت اور درباری تقریبات کے شعبوں کی رسمی سربراہی پر مقرر کر دیا گیا۔ (62) سب سے زیادہ اہم بات یہ تھی کہ شہزادہ برابر اکبر سے ملتا اور نامہ و پیام کرتا رہا اور اکبر اسے عہد کے ذہن ترین انسانوں میں تھا۔ (63)

اس قسم کے لادھی اور تعصب کے بغیر ذمہ دارانہ بیانات مظلوم کی تہذیب کے متعلق غلط فہمیوں کے ذمہ دار ہیں۔

## اخلاقی کمزوری

لیکن دولت و ثروت کے ماحول میں پیدا ہونے کی جو خامیاں ہوتی ہیں ان کی تلافی کسی چیز سے نہیں ہو سکتی۔ بار و اکبر کی ذہانت کی تربیت ذاتی تجربے اور عسرت کی درس گاہ میں ہوتی تھی۔ سلیم کو بیس برس کی عمر سے پہلے کسی مشکل یا مصیبت سے سابقہ نہیں پڑا تھا وہ خود اس کی ہی غلطی کی وجہ سے ہو جس سے عہدہ براہونے کے لیے اسے جدوجہد کی ضرورت ہوتی۔ متعدد دعاؤں، تمناؤں اور پادیاہ پائیوں کے بعد جو لڑاکا پیدا ہوا اور اپنے زمانے کے سب سے زیادہ دولت مند اور با شوکت حکمران کی اولاد ہو اور فتح پور سیکری کے بارود قلعے میں چھوٹوں بدوں کی آنکھ کا تار اہو تو اسے اپنے رستہ میں ہر طرف پھول ملیں گے۔ عسرت اور جدوجہد کے بادلوں میں جو روشنی کی شعاع ہوتی ہے اور اس سے جو شاندار مواقع حاصل ہوتے ہیں، فطرت انسانی کی حقیقت معلوم کرنے، فراست اور تلاش و ساساں اور استعداد اور جرأت حاصل کرنے کے مواقع اسے نہ حاصل ہو سکیں گے اور مختصر اے وہ جرأت نہ حاصل ہو گی جو اعلیٰ اخلاق کی بنیاد ہے۔ سلیم نے اپنی ساری عمر اراوے کی کمزوری اور عزم کے فقدان میں گزاری اور اعلیٰ قابلیت اور فن کے ماہرین کی سپردگی سے افسوس ناک طور پر بے نیاز رہا۔

## سخت شراب نوشی کی عادت

مزاج کی اس خالی میں شراب نوشی کی اس عادت نے اور اضافہ کر دیا جو اسے شروع جوہنی عی میں پڑ گئی تھی اور جس نے اس کی زندگی کا جلد خاتمہ کر دیا۔ شراب نوشی مغلیہ خاندان کی ایک مستقل کمزوری تھی۔ بابر نے بڑی صفائی سے اور شرح طور پر ان شراب نوشی کی پادریوں کا ذکر کیا ہے جو انکار و آلام کو ڈوب دیتی ہیں۔ ہمایوں نے شراب اور انجون سے اپنی صحت برباد کر لی۔

اس کے لڑکے محمد حکیم نے شراب نوشی میں جان دی اور اکتیس سال کی جوان عمری میں مر گیا۔ اکبر بحیثیت مجموعی مستحق تھا لیکن ابتدائی عمر میں وہ قفا و قفاور کبھی کبھار بھی شراب نوشی اس کے خلاف معمول نہ تھی (64) اس کے چھوٹے لڑکے مراد اور دانیال شراب سے بدست ہو کر بری موت مرے۔ سلیم نے اپنی حسب معمول صاف گوئی سے بیان کیا ہے کہ اپنی شروع جوانی میں کس طرح وہ اس قسم کی موت سے بچ گیا۔ اپنی سترہ سال کی عمر تک اس نے شراب کو ہاتھ نہیں لگایا۔ بجز بچپن میں دوا کے طور پر 1585ء میں ایک ملازم کے کہنے سے شکار کی چھکن دور کرنے کے لیے ایک جام نوش کیا "جس کے بعد میں شراب نوشی کا عادی ہو گیا اور جب شراب انگوری سے تسلی نہیں ہوئی تو میں نے اسپرٹ پیما شروع کر دی۔ میری شراب دو آٹھ اسپرٹ کے تیس جام تک پہنچ گئی۔ چودہ جام دن میں اور باقی رات میں۔ اس کا وزن ہندوستانی پیپر اور ایرانی ایک من ہوتا ہے۔ ان دنوں میری خوراک کی مقدار روٹی اور نوشہری

(64) ایک مرتبہ اس نے راجپوتوں کی طرح غزوہ سے لڑنے پر امر کیا اور یہاں تک کہ قریب آگاہا گھومتا دیکھن یہاں تک کہ تیرا  
(بجورج) جلد سوم صفحات 43، 44، جہاں تحریر نے ذکر کیا ہے کہ اس نے اپنے والد کو اکثر شراب کا  
پیارا ہے دیکھ لیا تو کہ (راجا راجہ) جلد اول صفحہ 2۔ غزوہ 307 نیز دیکھو ماسرہ کی کتب میں صفحات 58، 242،  
وہ صفحہ 41) نے بھی یہی لکھا ہے۔ مرزا محمد حسین کے انجم کے حلقہ دیکھو اکبر نامہ (بجورج) جلد سوم صفحہ  
703۔ بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 357۔

کے ساتھ ایک مرغ کی تھی۔ اس کا چاہ کن اثر جو اس کے قوی پر ہوا وہ سب کو نظر آیا لیکن نصیحت کا اس پر اثر نہیں ہوا۔ اس صورت حال میں ”جیسا کہ خود اس کا بیان ہے حالت اتنی قابل رحم ہو گئی کہ ”نشہ کی حالت میں اپنے میں اپنے احمہ سے جام نہیں سنبھال سکتا تھا دوسرے لوگ مجھے پلاتے تھے۔ شاہی طبیب حکیم ہام جن سے جہانگیر نے مشورہ کیا انھوں نے صاف صاف لفظوں میں آگاہ کیا کہ اگر اس نے شراب ترک نہ کی تو چھ ماہ کے اندر وہ بوجی کے ساتھ قبر کے کنارے پہنچ جائے گا۔“ چونکہ خوبصورت زندگی مجھے عزیز تھی۔ اس لئے جہانگیر نے مقدار کم کر دی اور اسپرٹ میں دوٹی انگوری شراب ملا کر پینے لگا۔ رفتہ رفتہ اس نے مقدار اور بھی کم کی اور پھر شراب کی جگہ انھون کا استعمال شروع کیا۔ 1601ء تک اس نے مقدار 181/2 شقال فی سال کے چھ پالوں تک کم کر دی۔ (65) پھر اپنی باقی زندگی اتنے ہی میں خوش رہا جسمانی قوت اور مصروفیت کی محنت نے خراب نتائج کو اس کے بڑھاپے کی حد تک روک رکھا لیکن زندگی کے آخری پانچ سال جسمانی قوت کے ازالہ اور سخت تکلیف میں گزرے۔

(65) جہانگیر (راجس وچر رنج) جلد اول صفحات 307-309۔ سید احمد نے اپنے توڑک جہانگیری کے ترجمہ میں چندہ سال کی عمر لکھی ہے جب جہانگیر نے شراب شروع کی لیکن پورنج کا بیان ہے کہ اٹھیا آفس اور رائل ایٹیاکف سوسائٹی کے دو مخطوطات میں الفدہ سال (سنہ جری) لکھے ہیں جو پچیس یا زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ یہ واقعہ شروع 1586ء میں ہوا۔ یہ ذہن نشیں رہے کہ جیسا پیشتر کہا جاتا ہے کہ جہانگیر کی جزدی اصلاح اور جہاں کی وجہ سے نہیں ہوئی جس سے اس کی شادی بہت بعد میں ہوئی۔

## دوسرا باب

### عہد شباب

#### شہزادہ سلیم کی امیر کی شہزادی مان بائی سے شادی

ہندوستان کی تاریخ میں کوئی چیز اتنی جاذب نظر نہیں ہے جتنی ہندو اسلامی تہذیب طور طریقہ اور رسم و رواج جسے ہم اب تک اختیار کیے ہوئے ہیں جیسے ہی مسلمان تارکان و ملن ٹھیک طور سے آباد ہو گئے انہوں نے اپنے ہمسایوں پر اثر ڈالنا شروع کر دیا اور خود اپنے ہندوستانی ہمسایوں سے اس سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ متاثر ہوئے۔ صفر سنی کی شادی جس کی بنیاد کچھ ہندوستانی آب و ہوا پر ہے اور کچھ عام سماجی حالات پر اسے ہندو نو مسلموں نے قائم رکھا اور مسلمان نو آباد کاروں کے بیشتر حصہ نے بھی اسے قبول کر لیا۔ شاہی خاندان بھی راجپوتوں میں شادی بیاہ کر کے اس سے الگ نہ رہ سکا۔ سلیم ابھی مشکل سے پندرہ برس کا تھا کہ اس کی معقنی اس کی ماموں زاد بہن امیر کے راجہ بھگوان داس کی لڑکی مان بائی سے ہو گئی۔ نکاح پر مہر دو کروڑ فکڑ مقرر ہوا۔ شہنشاہ خود اپنے امرا کے ساتھ 13 فروری کو راجہ کے محل پر گیا اور مسلم قاضیوں کی موجودگی میں نکاح پڑھایا گیا اور بعض مخصوص ہندو رسمیں بھی ادا کی گئیں۔ بھگوان داس نے جو جہیز دیا اس میں ایک سو ہاتھی، قطار در قطار، گھوڑے، بکثرت جواہرات، مختلف قسم کے برتن جواہرات جڑے ہوئے، سونے چاندی کے برتن اور قسم قسم کی دوسری چیزیں شامل تھیں جن کی تعداد کا شمار نہیں ہو سکتا تھا۔ شاہی امرا کو سنہری کاشیوں سے مزین ابریشمی، ترکی اور عربی گھوڑے دیئے گئے۔ دلہن کے ساتھ متحدہ ہندوستانی، افریقی اور سرکیشیائی نسل کے مرد اور عورت غلام دیئے گئے۔ شاہی جلوس جب قیمتی کپڑے پہنے ہوئے راستہ پر روانہ ہوا تو شہنشاہ نے دلہن کے ڈولے پر بے شمار سونا اور جواہرات بچھاور کیے۔ نیا فتوں اور جلیے جلوس کی حد نہ رہی۔ قصیدے اور قطعات تاریخ سیکڑوں کی تعداد میں آئے۔ (1)

شادی بیاہ کے سیاسی رشتے اکثر انفرادی مسرت کو قربان کر کے سلطنت کے اعلیٰ مقاصد کے لیے کار آمد ثابت ہوئے ہیں لیکن اس موقع پر مان بائی کی دل کشی اور ذہانت اور دل موہ لینے والے اطوار نے شہزادہ سلیم کی پرورش محبت حاصل کر لی۔ باوجود موردی ٹھیکانی کے جو شدید مصائب سے جنون کی حد تک

(1) اکبر نامہ (پیر ج) جلد سوم صفحات 677-678 بدایونی (کو) جلد دوم صفحہ 352۔ غلام الدین ایلٹ وڈو سن) جلد پنجم صفحہ 447 محمد ہادی صفحہ 6۔ آثار الابر (پیر ج) جلد دوم صفحہ 286۔ گھدوون صفحہ 3۔ جوگی راجستان (ردیج) جلد دوم صفحہ 286 سلیم کی صبح عمر شادی کے وقت 15 سال 13 ماہ 5 دن تھی۔ ابو الفضل (اصل کتاب جلد سوم صفحہ 451) نے لکھی بدایونی ص 150 مستند موزوی ہے۔ فیضی نے ایک کلم لکھی جس کے ہر شعر سے بدایونی نکلتی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔

سلطان سلیم کی موتوں کی ہمارے کرنے والی شادی مبارک جس نے پرامید سال کو خوشگوار بنادیا  
برج دلو کی سورج کی پرورش کرنے والی حفاظت سے چاند نور زہرہ کا اتصال ہو گیا

پہنچا دیتی ہے مان بانی نے اپنے شوہر کو خوش اور مسرور رکھا۔ 1604ء میں اس کی خودکشی نے سیم کو شدید غم میں مبتلا کر دیا۔ پورے چار دن تک اس کی حلق میں کھانے کا ایک لقمہ نہیں گیا۔ کچھ دنوں تک غم سیدہ روح کو کسی چیز میں دلچسپی نہیں رہی۔ دو سال بعد جب اس نے مان بانی کی اعلیٰ ذہانت، شرافت اور نیکی کا ذکر کرنے کی کوشش کی تو اس کی زبان سے الفاظ ادا نہ ہو سکے (2)

### سلطان التسلہ بیگم کی پیدائش

اس شادی کا پہلا ثمرہ ایک لڑی سلطان التسلہ بیگم تھی جس نے 26 اپریل 1586ء میں دنیا کی روشنی دیکھی۔ وہ ساٹھ سال زندہ رہی۔ مگر تاریخ میں کوئی نمایاں کردار نہیں ادا کیا۔ (3)

### شہزادہ خسرو کی پیدائش

دوسرا بچہ 6 اگست 1587ء کو پیدا ہوا اور جس کا نام خسرو رکھا گیا اس کا مقصود اس سے بالکل مختلف تھا۔ اس کی زندگی شورش میں گزری اور اسے خون آلود قبر ملی۔ شہزادہ خسرو کی پیدائش پر مان بانی کو شدید غم کا خطاب دیا گیا (4)

### سلیم کی دوسری شادیاں

اس دوران میں سلیم نے کافی بڑا حرم جمع کر لیا تھا۔ 1586ء میں اس نے جودہا بانی یا جگت گوسائیں سے شادی کی جو اوڑے سنگھ موٹاراچہ کی لڑکی تھی۔ (5) پھر بیانیہ کے رائے سنگھ کی لڑکی (6) اور سعید خاں گھمکر کی لڑکی (7) اگلے دس برسوں میں اس نے مختلف قوموں اور مذہبوں کی سولہ اور لڑکیوں

(2) جہانگیر (راجہ سوہر ج) جلد اول صفحات 55-56

(3) جہانگیر (اصل کتاب) جلد سوم صفحہ 493 میں اس کی پیدائش کی الٹی تاریخ (16 مئی 994 دی ہے۔ محمد ہادی صفحہ 7) اس کا نام سلطان نذر بیگم لکھا ہے اور خانی خاں (جلد اول صفحہ 445) نے اس کا نام سلطان بیگم لکھا ہے۔ جہانگیر (راجہ سوہر ج) صفحہ 15 جلد اول میں اسے صرف ولاد اکبر لکھا ہے۔ (پرائس صفحہ 20) کا بیان ہے کہ وہ اپنے بھائی خسرو سے ایک سال بڑی تھی۔ اس کا انتقال 1587ء میں مقام آگرہ میں ہوا اور اسے سکندرہ میں دفن کیا گیا اگرچہ اس نے خود اپنے لیے خسرو باغ آلہ آباد میں قبر بنوائی تھی (نیل کی اور نیل بیا کر ٹیکسٹ و شری صفحہ 392) پادشاہ مدہ جلد دوم صفحہ دوم صفحات 603-604۔

(4) نظام الدین (اہلیت و ذہن جلد ہفتم صفحہ 456) نے خسرو کی پیدائش 1588 (996ھ) میں لکھی ہے اور خانی خاں (حصہ اول صفحہ 245) نے 1589 (997ھ) لیکن جہانگیر (راجہ سوہر ج) جلد اول صفحہ 19 میں صاف لکھا ہے کہ خسرو پروزے دو سال دو ماہ پہلے پیدا ہوا جس کے معنی 1587ء ہیں۔ اکبر کے تاریخ نویس نے جہانگیر کی تاریخ سے اتفاق کیا ہے۔

(5) محمد ہادی صفحہ 6، جہانگیر (راجہ سوہر ج) جلد اول گھنڈون صفحہ 3۔ بلوکیں صفحہ 619۔

(6) اکبر مدہ (سورج) جلد سوم صفحہ 749، بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 364، جہانگیر دوم صفحہ 145۔ اس کا نام کسی نے نہیں لکھا ہے۔ ابو الفضل (اصل کتاب جلد سوم صفحہ 496) نے شادی کی تاریخ 16 تیر۔ 26 جون 1586ء لکھی ہے۔

(7) اکبر مدہ (سورج) جلد سوم صفحہ 494۔ بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 368۔

سے شادی کی۔ (8) تخت نشین ہونے کے بعد اس نے چند اور شادیاں کیں۔ محبت سنگھ کی لڑکی (9) راجہ ہنر بندیلہ کی لڑکی (10) اور سب سے آخری اور سب سے اہم مہر القیادہ سے جو نور جہاں کے نام سے مشہور ہے۔ (11) داشتہ عورتوں کو ملا کر حرم کی تعداد بے پناہ تین سو تک پہنچ جاتی ہے۔ (12)

### سلیم کی دوسری اولادیں

ان بیویوں سے بہت سے اولادیں ہوئیں۔ شہزادہ پرویز 2 اکتوبر 1589ء کو صاحب جمال کے بطن سے پیدا ہوا۔ (13)

### بہار بانو بیگم

کئی بچے جو اس کے بعد پیدا ہوئے بچپن ہی میں فوت ہو گئے لیکن بہار بانو بیگم جو ستمبر 1590ء میں کرم سی کے بطن سے پیدا ہوئی بڑی عمر تک زندہ رہی۔ (14)

(8) (برہم گن) سیکل مئی صفحہ 75 کا بیان ہے کہ 1597ء میں شہزادہ سلیم کی بیس ہاشمہ شاہہ شدہ بیویاں تھیں۔ چار کا ذکر لوہر ہو چکا ہے چنانچہ کے نام ولدیت اور قومیت محفوظ نہیں ہیں۔ دوسری گیارہ بیویاں حسب ذیل ہیں۔

(1) صاحب جمال، زین خاں کوکا کے چچا لوبھائی حسن خاں کی لڑکی (2) ملکہ جہاں جہلمیر کے راجہ کلیان کی لڑکی اس کا دلہنچوٹی نام معلوم نہیں۔

(4) صاحب بانو دختر قاسم خاں

(3) نور القیادہ بیگم، بمشیرہ مختار حسین

(6) چھوٹے جت کے راجہ لدا اے کی لڑکی جسے محل سنیر

(5) کرم سی دختر راجہ کیٹو داس راجپوت

حلی مرزا ایک کاہلی لائے تھے۔

(7) کشمیر کے مہاراجہ چک کی لڑکی

(9) شہ خاندیش کی لڑکی فوت 1597ء

(8) کشمیر کے حسین چک کی لڑکی

(11) مختار خاں زآرہ کے لڑکے مرزا سنجری کی لڑکی

(10) خوجہ جہاں کاہلی کی لڑکی

اکبر نامہ (اصل کتاب) جلد سوم صفحات 261، 267، 639، 659۔ بدایونی (جلد دوم صفحہ 388) محمد ہادی صفحہ 7 بلو کین صفحات 310، 371، 464، 477، (نوٹ) 619 گلیڈون صفحہ 3۔ ہلا (جلد دوم صفحہ 145) نے یہ غلط لکھا کہ رائے سنگھ کی لڑکی پرویز کی ماں تھی۔

(9) جہا گنیر (راجہ س دیور رنج) جلد اول صفحات 144، 145 اس کا نام کہیں مذکور نہیں ہے۔ تاج جہا گنیر کی ماں سر بیہ زبانی کے مکان پر ہو۔

(10) جہا گنیر (راجہ س دیور رنج) جلد اول صفحہ 160 اس کی شادی 1609ء میں اس کے باپ کی درخواست پر ہوئی تھی جس کی بدولت محل میں فرد کی گئی تھی۔

(11) دیکھو آٹھواں باب آگے

(12) (اکبر نامہ) نے 1611ء میں لکھا ہے کہ جہا گنیر کی بیویوں کی تعداد 300 تھی جن میں سے خاص ملکہ تھیں (سفادت نامہ) ہا کسن صفحہ 721 اس میں کوئی شک نہیں کہ اس تعداد میں داشتہ عورتیں بھی شامل تھیں۔ نمبری جلد 1619ء میں مغل دربار میں رہا اس کا بیان ہے کہ ہلا شہ کی ایک بڑا حسین بیویاں تھیں۔ اگرچہ ان کے رنگ گندے تھے۔ (ایٹ انڈیا کی سفادت صفحات 405) لیکن یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ 1611ء میں نور جہاں سے شادی کے بعد حرم شاہی میں اتنی تیزی سے اضافہ ہوا ہوگا۔ ظاہر نمبری نے نئی سنائی باتوں پر اعتبار کیا ہوگا اور با اس نے زمان خانہ کی ملازمتوں کو بھی اس میں شامل کر لیا ہوگا یہ ذہن نشین رہے کہ انھوں نے جو جن کے والدین کا نہیں علم ہے۔ ان میں سے سات ہندو تھیں اور گیارہ مسلمان۔

(13) (اکبر نامہ) (اصل کتاب) جلد سوم صفحہ 568 جہا گنیر (راجہ س دیور رنج) جلد اول صفحات 18، 19 محمد ہادی صفحہ 7۔

(14) جہا گنیر (راجہ س دیور رنج) جلد اول صفحہ 19۔ محمد ہادی صفحہ 7۔

## شہزادہ خرم

5 جنوری 1592ء کو بھکت گوسائیں کے بطن سے لاہور میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام خرم رکھا گیا۔ (15) اور جس کی پیدائش پر سارے دربار میں بڑی خوشی منائی گئی اور جسے شیب و فراز کی اور قابل یادگار زندگی نصیب ہوئی۔ اگلے بارہ سال میں جتنے بچے پیدا ہوئے وہ بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ 1605ء میں داؤد خور توں کے بطن سے دولہ کے جہاندار اور شہزادہ پیدا ہوئے جن کے مقوم میں مختصر شرمناک زندگی تھی۔ (16)

## مسلم قانون وراثت کا ابہام

سن کھولت پر پہنچے تک سلیم کنی عورتوں کا شوہر اور متعدد اولاد کا باپ بن چکا تھا۔ جولائی کے ابھار کا پہلا جوش ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ اس نے اپنی زندگی کے مستقبل پر سنجیدگی سے غور کرنا شروع کر دیا۔ یعنی اپنے سیاسی مفاد پر نظر رکھنا اور ہر اس خطرہ سے حفاظت کرنا جو اس کی تخت نشینی کی راہ میں حائل ہو مسلم قانون نے قیادت کے لیے وراثت کی جگہ انتخاب کا قاعدہ رکھا مگر عملاً سیاسی اقتدار کی وراثت اکثر پچھلے حکمران کی وصیت پر منحصر رہی۔ اس قانون کی بنیاد ابتدائی عرب روان میں ملے گی جو یقیناً قبائلی عرب جمہوریت کے لیے بالکل درست تھا لیکن اس اصول کا عرب کے باہر نفاذ تباہ کن نتائج کا حامل ہوا۔ یہ تو صحیح ہے کہ اس سے بچائے انب کا مقصد حاصل ہوا لیکن اس سے زیادہ تر خائگی ناچاقی مسلسل سازشوں، خانہ جنگی اور بے رحمانہ قتل عام کا راستہ صاف ہوا۔ اس قانون کے ابہام نے ہر شہزادہ کو تاج کا حوصلہ کرنے کی ہمت دلائی۔ اپنے باپ کا منظور نظر بننے، پارٹیاں بنانے اور اپنے بھائیوں کو اگر قتل نہ کرنا تو ان کے اثر توڑنا اور انتہائی کمینگی اور بیدردی کا مظاہرہ کرنا۔ ہندوستان کے مغلوں نے اس سیاسی خلفشار کو دور کرنے کی یہ کوشش کی کہ شروع ہی سے اپنے لڑکوں میں سے ایک کو اپنا جانشین نامزد کر دیا اور ولی عہد کو جبر کہ فیروز پور کی جاگیر دے دی جو ایک طرح سے انگلستان کے پرنس آف ویلز کی طرح ہے۔ اس کا بادشاہ سے قریب رابطہ رہتا اور وہ عموماً دربار سے وابستہ رہتا۔ اسے امرا میں سب سے اعلیٰ منصب دیا جاتا۔ اعلیٰ حکام اور امرا اور زیر پناہ حکمران اور عام لوگ اسے اپنا مستقبل کا بادشاہ سمجھنے کے عادی ہو جاتے۔ لیکن اس کے عزیزوں کی امیدوں کو کسی طرح ختم نہ کیا جاسکتا۔ وہ ایک طے شدہ معاملے کو بگاڑنے کی کوشش کرتے اور سازشیں کرتے اور جنگ کرتے۔ اس جھگڑے میں جو دلوں میں غہل پیدا ہوتا وہ شہزادوں کے لیے تخت یا تختہ کے درمیان کوئی راستہ نہ چھوڑتا۔ شکوک و شبہات، بے وفائی، بغاوت اور سازشوں کے ماحول میں اکثر بادشاہ وزلی عہد کے درمیان کدورت پیدا ہو جاتی۔ خود غرضی، پارٹی بندی حتیٰ کہ حقیقی مفاد عامہ کا جذبہ کدورت کی اس خلیج کو اور وسیع کرنے کے لیے موجود ہوتے۔

(15) کبیر نامہ (اصل کتاب) جلد سوم صفحہ 607۔ محمد ہادی صفحہ 7۔

جہانگیر (راجہ) جو بیرونی (تج) جلد اول صفحہ 19 میں خرم کی پیدائش کا سال غلطی سے 1000ھ کے بجائے 999ھ دیا ہے۔

بادشاہ نامہ کا مصنف عبدالمجید لاہوری نے ابو الفضل سے اتفاق کیا ہے۔

(16) جہانگیر (بیرونی) جلد اول صفحہ 20۔



## ہندوستان کے مغل خاندان میں پھوٹ

اختلاف اور خونریزی کے مناظر قدرتی مظاہر کی طرح ہر مغل حکمران کے عہد میں تواتر سے ظہور پذیر ہوئے۔ باہر نے واضح طور پر ہمایوں کو اپنی جانفیں کے لیے تاحزد کر دیا تھا لیکن سازشوں نے اس کے مستقبل کو مبہم کر دیا اور اس کی ایک جلد بازی کی حرکت نے اس کے والد کو تقریباً اسے محروم کر دینے پر آمادہ کر دیا تھا۔ مگر عورتوں کی مداخلت نے اسے روک دیا۔ البتہ تخت نشین ہونے پر ہمایوں نے اپنے بھائیوں کو اپنا سب سے زیادہ دشمن پایا۔ ہمایوں کے لڑکے اسے جھوٹے تھے کہ اس کی زندگی میں انہیں جھگڑا کرنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن مرزا محمد سلیم جو افغانستان میں قلعہ بند تھا اس نے اکبر کی بھی بالادستی کو کبھی بخوشی قبول نہ کیا۔ اس نے اپنے بھائی کے خلاف باغیوں کو پناہ دی اور ہندوستان میں اندرونی غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی اور ایک مرتبہ اس نے پنجاب پر حملہ بھی کر دیا اور اس کے انتقال کے بعد ہی اکبر کو کامل پر موثر حکومت کرنے کا موقع ملا۔ اولاد کی ناشناسی نے اکبر کی زندگی کے آخری دنوں کو غبار آلود کر دیا تھا اور اس کے خاتمہ کو قریب کر دیا۔ جہانگیر نے اپنے عہد میں اپنی حکومت کے آغاز میں اپنے بوسے لڑکے کی بغاوت سے متزل پایا۔ اس نے خرم کو اپنی جانفیں کے لیے منتخب کر لیا تھا لیکن سازشوں کے اس جتنے نے جو اس کے دوسرے بھائیوں کے حامی تھے دربار کو مسلسل سازشوں کے طویل سلسلے نے پریشانوں میں رکھا اور بالآخر خرم کو علانیہ بغاوت پر ابھار دیا۔ پرویز کی موت سے دوسری حکیم خانہ جنگی رک گئی۔ شاہجہاں نے اپنی تاجپوشی کو اپنے قریبی عزیزوں کے قتل عام سے داغدار کر دیا۔ انتقام نے خود اسے بھی جہنم نہ لینے دیا۔ جبکہ اس کے تیسرے لڑکے اورنگ زیب نے طویل خونریز خانہ جنگی کے بعد دلی عہد دار اور اپنے سب سے چھوٹے بھائی مراد کو قتل کر دیا۔ شجاع کو مشرقی پہاڑیوں میں آوارہ گرد ہو کر جان دینے پر مجبور کیا اور اپنے باپ کو قید میں ڈال دیا۔ اورنگ زیب کی حکومت کی مشکلات میں اس کے منحرف لڑکوں کی سرگرمیاں کچھ کم پریشان کن نہ تھیں جو شکوک و شبہات اور حب چاہ پرستی تھیں۔ ابھی وہ قبر میں بھی نہ پہنچا تھا کہ اس کی سلطنت میں تین طرفہ خانہ جنگی کی جہاد کاری پھیل گئی۔ مغل خاندان کی بعد کی تاریخ جافرے کے اس پیام کی یاد دلاتی ہے جو اس نے اپنے باپ ہنری دوم کو جو انجمن خاندان کا بارہویں صدی میں سربراہ تھا۔ گستاخ اور بیباک نوجوان نے ایک خانگی جھگڑا بھرنے پر بھیجا تھا ”کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ یہی ہماری اصل فطرت ہے جو ہمارے اجداد کی وراثت نے ہم میں جاگزیں کی ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک دوسرے سے محبت نہ کرے اور ہمیشہ بھائی بھائی سے اور لڑکا باپ سے دست و گریباں ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ ہمیں اپنے موروثی حق سے محروم کریں یا ہماری فطرت ہم سے سلب کرنے کی بے نتیجہ کوشش کریں۔“ یہ دلچسپ بات قابل لحاظ ہے کہ جافرے نے جس برائی کی اس صفائی سے تفصیل کی ہے وہ اسی وراثت کے ابہام کی پیدوار ہے۔

## اکبر کے سلیم سے تعلقات

اکبر کی حسن تدبیر، حکمت عملی اور سب سے بڑھ کر اس کی گرم جوشانہ شفقت اور ضبط نے اس روگ میں تخفیف کر دی مگر اسے قطعی طور پر ختم کرنا اس کے اختیار سے باہر تھا اس نے اپنی حکومت

میں واضح طور پر اعلان کر دیا کہ وہ سلیم کو اپنا جانشین کرنا چاہتا ہے۔ 1577ء میں سلیم کا منصب بڑھا کر دس ہزار کار کر دیا گیا۔ حالانکہ اس کے بھائی مراد اور دانیال کو سات سو اور چھ سو کے منصب دیئے گئے تھے (17) 1585ء میں تینوں شہزادوں کو الگ الگ خلعت، نشان پرچم اور غارے دیئے گئے اور سب سے بڑے لڑکے کو بارہ ہزار کے منصب پر ترقی دی گئی حالانکہ اس کے چھوٹے بھائیوں کو نو ہزار اور سات ہزار کے منصب پر قانع ہونا پڑا۔ (18)

اگلے حیرہ برسوں میں جب کہ شاہی دربار شمال مغرب میں رہا سلیم کا اکبر سے قریبی تعلق رہا۔ لیکن سیاسی سازشوں اور دوسرے کارروائیوں کا غبار جو پھیلا ہوا تھا۔ اس نے رفتہ رفتہ تعلقات کو غبار آلود کر دیا اور باپ بیٹے کے دل ایک دوسرے سے بے گانہ ہو گئے اور بالآخر ان میں سخت کشمکش شروع ہو گئی۔ 1591ء میں سلیم نے اقتدار پر قبضہ کرنے کا ناشائستہ شوق ظاہر کر دیا۔

اکبر کی اپنے لڑکے سے ناراضی کی ایک وجہ بھی تھی۔ دلی عہد کو جوانی کی حماقتوں سے باز رکھنے میں نہ اس کی تعلیم کارگر ہوئی اور نہ اس کا اعزاز جس سے اکبر کو سخت ناگواری ہوئی۔ (19) شہزادہ جس طرح خود کو لودر اپنے خاندان کو ذلیل کر رہا تھا اس کا بادشاہ کو شدید احساس ہوا اس میں شک نہیں کہ شہزادہ اپنی شراب کی کثرت سے جتنا حیرت انگیز طور پر بڑھتا جا رہا تھا اسے اکبر غصہ اور غلامت اور نفرت سے دیکھتا تھا۔ سلیم کے طرز عمل سے اکبر کو جو ناراضی تھی اسے ابوالفضل نے جس کے اقتدار نے شہزادہ کی بدگمانی اور دشمنی کو ابھارا تھا وہ شہزادہ کے ساتھ اور بھڑکا دیا۔

### ابوالفضل

مشہور اہل علم شیخ مہدک کالڑا تھا جو 14 جنوری 1551ء کو پیدا ہوا۔ بچپن ہی میں وہ فیر معمولی طور پر ذکی تھا اور جوان ہو کر بڑی ذہانت کا مالک ہو گیا۔ 15 سال کی عمر میں وہ فلسفہ اور علم حدیث کا استاد بن لیا گیا۔ بچپن ہی کی ذہانت اور علمی قابلیت سے اس نے ایک قدیم مخطوطہ کو جس کے ہر صفحہ کا نصف حصہ غائب تھا مکمل کر دیا۔ اس کی قوت بیان تحریر کا شکوہ اور اسلوب کی خوبصورتی فارسی کے دس نسلوں کے علماء اور نقادوں کے لیے باعث رشک تھی۔ اتنی ہی لاعلمی تاریخی تصانیف میں اس کی ذہانت تھی۔ اس کی تصنیف آئین اکبری جغرافیہ، حیوانات، انتظامات ملکی اور تہذیبی حقائق کے ذخائر کا مجموعہ ہے جو ترتیب کی پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ جمع کر دیے گئے ہیں جس میں انیسویں صدی کی مزید معلومات ہی سے اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کا اکبر نامہ باوجودیکہ اس کا لہجہ خوشامد اور لغات خانہ ہے اور مصنوعی اختراعات سے بھر ا ہوا۔ تاہم وہ کثیر محنت اور تحقیق کا کارنامہ ہے اور انسانی فصاحت و بلاغت کا آئینہ دار۔ اس کے خطوط کی جب تک فارسی زبان زندہ ہے تعریف کی جائے گی۔ حق کی جستجو آزادی خیال اور مذہبی بے قصبی اس نے اپنے باپ سے ترکہ میں پائی تھی۔ سترہویں صدی میں یورپ اور ایشیادوں میں جو غیر مقلدانہ فضا

(17) اکبر نامہ (پیر پت) جلد سوم صفحہ 308۔

(18) بدایونی (کو) جلد دوم صفحات 353-354۔ حسن پانچ جو شہزادوں کو عطا ہو وہ ایک علم تھا جو اعلیٰ ترین اعزاز تھا اور جو سب سے بڑے امرا اور شہزادوں کے لیے مخصوص تھا۔ دیکھو آئین اکبری (جو کین صفحہ 50)

(19) جمیل اکبر نامہ (ایلیٹ ڈکشن) جلد چہارم صفحہ 107 چہارم جلد دوم صفحہ 540۔ فرن نویر کی اکبر جلد دوم صفحہ 385 میں منقول۔

بھلی ہوئی تھی اسی کی رو میں وہ بھی رواں ہو گیا تھا۔ اس کے دشمن جو اس کی ذہنی اور روحانی بلندی تک نہیں پہنچ سکے تھے اسے ہندو، پارسی اور دہریہ کہتے تھے دراصل وہ اللہ پر خلوص کے ساتھ ایمان رکھتا تھا مگر کسی نے اسے عقیدہ کی پیچیدگیوں کو قبول نہیں کرتا تھا۔ ہمدردانہ رویہ سے جو باریک بینی پیدا ہوئی تھی اس سے اس کے ذہن میں ہر مذہب کی کوئی نہ کوئی بات جاگزیں ہو گئی تھی۔ عیسائی مشنری جن سے اسے سابقہ پڑاس کی فراخ دلانہ رواداری کی تعریف میں رطب اللسان میں سب سے مصالحت اس کے تھلہ نظر کا امتیاز تھا مگر اس کا مذہب خود اس کا ذاتی معاملہ تھا۔

اس کی علیست کہ شہرت سے اکبر بھی متاثر ہوا تیس سال کی عمر میں وہ دربار میں طلب ہوا اور اس کا اعزاز کے ساتھ استقبال ہوا۔ 1585ء میں وہ ایک ہزار کے منصب پر فائز ہو گیا۔ اور 1592ء میں دو ہزار کے منصب پر اور اس کے جلد ہی بعد اس کا منصب چار ہزار کا ہو گیا۔ دربار میں ساری قلم رو میں اس کا جواثر تھا اس کا کوئی مقابلہ نہ تھا۔ اکبر نے اس میں اپنا ایک ہم جنس پایا اور قلبی، ذہنی اور روحانی ہمدردی بڑھ کر گرجو شائد دوستی ہو گئی۔ جزیوت پادریوں نے بالکل ٹھیک ہی سمجھا جو اسے اکبر کا مثالی ہوموطن کہا وہ سلطنت میں وکیل مملکت تھا اور دفتر شامی سے جو فرامین جاری ہوتے تھے ان میں سے اکثروں میں ابو الفضل کا ہاتھ صاف ظاہر ہوتا تھا۔ مجلس شوریٰ میں جو اراکین شورے ہوتے تھے ان کی روداد اگر ہمیں معلوم ہوتی تو ہم دیکھتے کہ اس کی قابلیت بحیثیت مدیر کے اس کے ادبی امتیاز سے بھی جو اس کا پورا حق ہے بہت بلند ہے۔ اس کے دو سخت ترین دشمن بدایونی اور جہانگیر بھی بادل ناخواست اس کی ہلکی اور سیاسی معاملات میں ہوشمندی کے شاہد ہیں۔ (20)

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس میں ابو الفضل کا اثر اپنے پورے عروج پر تھا اور سلیم نے خود کو اقتدار کے مناسب حصہ سے محسوس کیا۔ ابو الفضل کی اعلیٰ ذہانت کے اس کے والد کے ذہن پر جو غلبہ حاصل کر لیا تھا اسے زائل کرنے کی خود میں قدرت نہ پا کر سلیم اس وزیر سے سخت متنفر ہو گیا اور اس پر کاری ضرب لگانے کا منصوبہ بنایا جیسا کہ قیاس کیا جاسکتا ہے۔ سلیم نے اپنے ناہندہ شخص کو مطعون کیا اور اس کے خلاف سازش کی۔ ابو الفضل نے اس کے جواب میں سلیم کی زندگی کی بے ضابطگیوں کو بادشاہ کے گوش گزار کر دیا۔ ان دونوں کی شدید خصامت نے اکبر کو سخت روحانی لایت دی۔ اس نے اپنے لڑکے کو فہمائش کی اور کچھ دنوں کے لیے ابو الفضل کا عہدہ کم کر دیا۔ (21) مگر اس نے دونوں میں مصالحت کرانے

(20) ابو الفضل کے زندگی کے حالات معاصر تاریخوں میں منتشر ہیں۔ خود ابو الفضل کا بیان خصوصاً قابل قدر ہے۔ دیکھو حالات جلد سوم صفحات 417، 454 (نیز ہوائے لینڈ و برنجی) صفحات 53، 56 سب سے زیادہ تفصیلی حالات زندگی شاہنواز خاں ماثرا لمر صفحات 117، 148۔ اور بلوچین کے مقدمہ آئین اکبری صفحات 42، 44۔ اور دربار اکبری میں ہیں ابو الفضل کے اسلوب پر بعد کے مورخین کی رائے کا غلام مآثر الامرا کے مصنف نے حسب ذیل دیا ہے:

”شیخ کا لہجہ اسلوب بڑا ہی دلکش تھا۔ اس میں دفتری لٹا لٹائی یا کتبائی طرز کی قریب کدھی مطلق نہ تھی اور اس کے الفاظ کی قوت علی انداز بیان سادہ الفاظ کا استعمال اور انشاء کا سحر انگیز زور و دلد انداز لیے ہیں کہ کوئی اور ان کی نقل نہیں کر سکتا چو نکہ اس نے قاری الفاظ کے مخصوص استعمال کی کوشش کی اس لیے اس کے مصنف یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے قاری کے پہلے ہی ان کو ستر میں منتقل کر دیا۔“

مختلف تنقید کے لیے دیکھو جلد ۱ کا مقدمہ ترجمہ آئین اکبری جلد دوم۔

(21) شکیل اکبر نامہ (الینڈ و اس) جلد ششم 207، خانی خاں جلد اول صفحہ 223۔ چامرس جلد دوم (مترجمہ) اس نویر جلد دوم صفحہ 284 جہانگیر (راجس و پیرنچ) جلد اول صفحہ 24۔

کی کوشش کی ہوگی تو وہ بے سود ثابت ہوئی۔ شہزادہ کے سینے میں جو آگ بھڑک رہی تھی اس کی قحطی خون  
عی سے ہو سکتی تھی۔

### اکبر اور سلیم میں مذہبی اختلاف نہ تھا

باپ بیٹوں میں کشیدگی کی توجیہ کے لیے یہ واقعات کافی ہیں کہ سلیم چاروں طرف سے  
سازشوں میں گھر گیا تھا۔ خود اس کا چال چلن خراب تھا اور وہ برے اثرات قبول کر لیتا تھا اور اکبر کے گھر سے  
دوست سب سے زیادہ پادشہ وزیر سے اس کی محاصرت تھی لیکن یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ حال کے  
معصومین نے ان حقائق کو نظر انداز کر دیا ہے اور سلیم کے مفرقانہ طرز عمل کی بالکل قیاسی توجیہ کی ہے وان  
نویر یا اس کے مرتب کرنے والے نے سنجیدگی سے استدلال کیا ہے اگرچہ دوسروں نے محض خاموشی سے  
فرض کر لیا ہے کہ سلیم اسلامی رائج عقیدہ کی کاہلیبر دار تھا جو اس کے باپ اور وزیر کے برخلاف تھا۔ (22)

### اس وقت کی مذہبی لہریں

یہ ٹھیک ہے کہ مذہبی مباحث مختلف مذہب کے لوگوں سے رابطہ و ضبط مبارک اور ابو الفضل  
کے اثرات اور سب سے بڑھ کر وقت کے ماحول اور گہرے غور و فکر نے اکبر کے دلی اعتقاد کو متاثر کیا تھا۔  
جب ہندوستان کی حقیقی تاریخ لکھی جائے گی تو معلوم ہو گا کہ چند روئیں اور سولہویں صدی کی بنیادی حقیقت  
ہر عقیدہ اور مذہب کے خلاف سرگرم احتجاج کا جذبہ تھا جس کے نتیجے میں براہ راست روح اعلیٰ سے رابطہ  
پیدا کرنے کا مذہب وجود میں آیا اور اس وقت یہ ہوا کہ اسلامی تصوف اور ہندو جھگڑتی نل کر ایک زبردست  
لہر پیدا کی جس نے پرانے سنسان راستوں کو آباد کیا اور ملک کا نقشہ بدل دیا۔ اکبر کی پیدائش سے پچاس سال  
پہلے ایک غریب جلا ہے کبیر نے ہندو اور مسلمان دونوں کے سروچہ مذہب کو دلیل اور وطن و مصلحت اور  
تسمنر اور مضحکہ سے جھجھوڑا اور ایک جاں نثار مقلدین کی جماعت جمع کر لی اور اپنے پیچھے نہ صرف ایک بڑی  
تعداد چیلوں کی بلکہ ایک طاقتور مذہبی لہر بھی چھوڑی (23) رائے داس ایک ہندو چمار، سائیں، جھام، دھنا  
جاٹ اور پچا ایک حکمران نے اس کی تقلید کی اور اس کے ایک جی و نجوم خدا پر زندہ شخص عقیدہ کی تبلیغ  
کی۔ (24) تاہم نے سکھ قوم کو انہیں اصلاحی اصولوں پر منظم کیا۔ سولہویں صدی میں بھی اسی طرح مسلم  
درویش اور مصلح ہوئے جنہوں نے روایت اور روایتی ذہنیت کو ترک کر دیا اور عقیدہ کی سب سے بڑی اہمیت  
پر زور دیا۔ (25)

(22) سلیم کی فطرت اور حالات دونوں نے اسے رائج عقیدہ مسلمانوں کی طرف مائل ہونے پر مجبور کیا جس کے ماننے والوں کو  
بائبل یا نام ملکہ کے زمرہ میں جگہ مل سکتی تھی۔ ابو الفضل کا عقیدہ سلیم کے ہاں ملتا تھا۔ وان نویری کی کتاب اکبر جلد  
دوم صفحہ 282۔

(23) کبیر کی بچک، کبیر، کونی کبیر کی ساکھی، میخالیف کی کتاب سکھ دیلیجن جلد ششم، رسالہ کٹ کی کتاب کبیر اینڈ کبیر پاتھ  
جنی پر ساد کی کتاب کبیر کل کے دن میں 1924ء۔

(24) رائے داس کی ہائی، رائے داس کی پرچی، دھنا کی پرچی، میخالیف کی سکھ دیلیجن۔

(25) بدایونی کی منتخب التواریخ جلد سوم، نجات الرشید۔ بلوچین کی لائف آف ابو الفضل، آئین جلد اول صفحات 264-1 و 264  
کھو کی پنشن، خطوط خدا بخش، تاتر الامراء، بیا کر بلیر آف عبد القیوم و خدم الملک (بیرتج) جلد اول صفحات 44، 41، 44، 43، 43

97 دکن کے درویشوں کے لیے دیکھو رٹازے کی راز آف مراد پادہ صفحات 143، 172۔

## اکبر کا مذہبی عقیدہ

سارے ملک میں جو فضا پھیلی ہوئی تھی اس نے جلد ہی دربار شاہی پر بھی حملہ کیا جو علم و ادب کی سرپرستی کی وجہ سے ہر جدید نقطہ خیال سے قریبی تعلق رکھتا تھا۔ اکبر کی فطری فرہنگ دلی نے اس کا گرم جوشی سے خیر مقدم کیا۔ اس نے اکبر اور اس کے اکثر احباب پر مسکور کن اثر ڈالا۔ کافی ذہنی کشش کے بعد وہ صحیح مذہبی نقطہ نظر کے اسلام سے منحرف ہو گئے۔ (26) اکبر نے فرہنگ دلی سے تمام مذاہب کا مطالعہ کیا اور جو عقیدہ اس کے ضمیر کو درست معلوم ہوا اسے اختیار کر لیا تین مسیحی مبلغین جو اس کے طلب پر گواہ آئے ان کے اثر نے بھی یہی رجحان پیدا کیا۔ بعض مسلم مبلغین کی تنگ نظری نے اکبر کے دل میں اسلام سے نفرت پیدا کر دی۔ اگر بدایونی اور جردیت پادریوں کا بیان صحیح ہے تو اس نے مسلمانوں پر بڑی سختیاں کیں۔ بہر نوع اس کا طرز عمل ایسا تھا کہ عام طور پر یہ خیال کیا جانے لگا کہ اس نے مسجدوں کے میندر گرا کر انہیں اصطبل یا گودام میں تبدیل کر دیے۔ قرآن کو جلایا اور جنگلی سوروں کی لڑائی اور ان کے قلعی شدہ سروں سے مسلمانوں کی تذلیل کی۔ (27)

## سلیم کا مذہبی عقیدہ

یہ ٹھیک ہے کہ اکبر بہت دنوں سے اپنے ہم مذہبوں میں امتیازی حیثیت کا نہیں رہا تھا۔ لیکن سلیم کی حالت بھی اس سے بہتر نہ تھی بچپن میں اس پر اپنے باپ کی شخصیت کا اثر پڑا اور پھر مختلف مذاہب کے معلوم اور عیسائی پادریوں کا اور سب سے بڑھ کر اس فضا کا جو دربار پر چھا گیا تھی بچپن میں اس نے کچھ سبق جردیت معلوموں سے پڑھے جو اس زمانہ میں بہترین معلم تھے اور پادری روڈلفو انیکو دا ووا سے جو اکبری دربار میں جردیت پادریوں کا سربراہ تھا۔ گہری دوستی پیدا کر لی۔ 1590ء میں ضعیف الاعتقاد نائب ڈیکن لیو گریمان کو یہ یقین ہو گیا کہ سلیم خاص طور پر عیسائیت قبول کر چکا ہے۔ چند سال بعد زیور نے دیکھا کہ وہ حضرت محمد کی تعظیم کرتا ہے اور زیور کی مشن کی ہر طرح مدد کرنے کو تیار ہے۔ سلیم حضرت مسیح اور مریم عذرا کی عزت کرتا تھا مگر مسیحی مذہب کا بھی معتقد نہ ہو سکا۔ (28)

(26) "..... یہاں تک کہ شک پر شک جو ہتار ہوا اس کا (اکبر کا) کوئی صمیم مقصد نہیں رہ گیا اور صحیح راہ اور حقیقی مذہب پال کر دیے گئے حتیٰ کہ پانچ سو سال بعد اس میں اسلام کا مطلق کوئی اثر باقی نہ رہا۔" بدایونی (نو) جلد دوم صفحہ 363۔  
(27) بدایونی (نو) جلد دوم صفحات 202 تا 204، انسیراٹ کی کملر لیں۔ جردیت پادریوں کا حال میٹھا کن جنرل آف ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ 1896ء جلد اول صفحات 38 تا 113، دان نویری کی اکبر جلد اول صفحہ 329۔ دی اے اسمتھ کی اکبر صفحات 253، 264، 171، 179 تا 179 اکبر کی مذہبی حیثیت اور پبلک پراس کا جو اثر ہوا اس کا خلاصہ پیر وٹشی نے خوب کیا ہے۔

"شہنشاہ مسلمان تو نہیں ہے بلکہ ہر طریق مذہب سے مشتہ ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ خدا کا خاص پسندیدہ کوئی مذہب نہیں ہے اس لیے کہ ہر مذہب میں اسے کوئی نہ کوئی بات معقولیت اور منطق کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔..... دربار میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ دھریہ ہے، کچھ کہتے ہیں کہ وہ عیسائی ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ خود کو نیا مذہب ایجاد کرنے والا ہے لیکن زیادہ سمجھدار لوگوں کے نزدیک وہ مذہبیاتی نہ دھریہ اور نہ مسلمان اور یہی بات سب سے زیادہ صحیح ہے یادہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہے تو مسلمان لیکن سب کو خوش کرنے کے لیے وہ بظاہر سب عقیدوں پر عمل کرتا۔"

(28) انسیراٹ میٹھا کن اسمتھ اے اسمتھ میٹھا کن صفحات 53، 55، 62، 66، 67 تا 69۔

زیور لکھتا ہے "شہنشاہ ہم سے بہت الفت کرتا اور جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ ہمارے سے حاصل کر دیتا ہے پہلے ہی دن جب ہم نے اس سے بات چیت کی تو اس نے گرجا کی قبر کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی اس سب کا وعدہ کر لیا اور ہمارے کو قبر کی جگہ تجویز کرنے پر آمادہ کرنے کا انتظام کر دیا۔ اس برسات کے موسم میں ہم نے اسے یاد دلانے کی جرات کی اور کہا کہ وہ ہمارے سے انتظام کرواے کہ اس کام کے لیے فوراً آدمی مقرر کر دیے جائیں۔"

جزیہ کاغذات سے سلیم کی جو وسیع الشربلی ظاہر ہوتی ہے اس کی پوری پوری تائید خود سلیم کے روزناموں سے ہوتی ہے۔ وہ اللہ سے تو انکسودا کرتا ہے مگر حضرت محمدؐ کا کبھی نام نہیں لیتا۔ ایک طرف وہ تو شہزاد اور عید مناتا تھا تو دوسری طرف اسی التزام سے ہندو تقریبات دیوالی، دسہرہ، رکشا بندھن اور شیو راتری بھی مناتا تھا، جیسا ذوق اور اہتمام کسی ہندو دربار میں ہوتا (29) وہ پورے شوق اور مسرت کے ساتھ پارسی تقریب نوروز میں حصہ لیتا تھا جسے رابع العقیدہ اور تک زب نے موقوف کر دیا۔ وہ اپنے روزنامہ میں تاریخ عموماً شمس سال کی لکھتا ہے اس نے پختہ عقیدہ کے مسلمانوں کی روایت کے برخلاف قرآن مجید کے ترجمہ کرانے کا حکم دیا۔ (30) اس نے عیسائیوں کو سور کا تختہ بھیج کر مسلمانوں کی تعظیم کی۔ (31) اس کے دہریت کے خیالات سے یہ شہرت ہو گئی کہ وہ دل سے دہریہ ہے۔ (32) مختصر یہ کہ اس قیاس کی مطلق گنجائش نہیں ہے کہ سلیم رابع العقیدہ مسلمان تھا یا کبر کے مقابلہ میں وہ رابع العقیدہ کی کاسور مانتا۔ بادشاہ اور شہزادہ کے درمیان جو کشیدگی ہوئی اس میں مذہب کا کوئی حسد نہ تھا اور سارا قصہ غیر مذہبی تھا، غیر مذہبی بنیاد پر لڑا گیا۔ (33)

### اکبر کا سلیم پر شبہ

جو کچھ اس سال یکریسی اور 1599ء میں ابھر پڑی وہ 1591ء میں ظاہر ہوئی تھی۔ اکبر کو درویش کا دورہ پڑا اور شمس کی حالت میں اس نے سلیم پر شبہ ظاہر کیا کہ شاہی طبیب اور مہتمم پاور پنی خانہ حکیم ہام کے ذریعہ سے اسے زہر دیا گیا ہے۔ (34) یہ شبہ تو بے بنیاد تھا مگر بیماری بہت سنگین تھی۔ چونکہ تخت کے خالی ہونے کا امکان قریب نظر آیا اس لیے سلیم نے اپنے بھائی مراد کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لیے آدمی مقرر کر دیے۔

(29) جہانگیر (راجس پور راج) جلد اول صفحات 246، 268، 361، جلد دوم صفحات 94، 95، 100، 176، 186، روکایاں ہے کہ وہ (جہانگیر، بعض اوقات مورد (مسلم) عقیدہ کو ظاہر کرتا ہے مگر ہمیشہ کافروں کی تقریبات اور رسوم مناتا ہے۔ ایسی صفحہ 314۔

(30) تو زک جہانگیری، ترجمہ قرآن کے حلقہ دیکھو۔ جہانگیر (راجس پور راج) جلد دوم صفحات 34، 35۔  
(31) خطوط موصول ایٹ اطیائہ کتب جلد چہارم صفحہ 10 میں (جلد اول صفحات 155، 159) نے جہانگیر کے روزہ رمضان کی تعظیم کی روایت نقل کی ہے اور مسلمانوں کی تذلیل کے لیے سور کے سیر کے بت ڈالنے کی۔

(32) صفحات 313، 314۔

(33) پرائس کی جہانگیر، صفحات 32، 33 نے پچھ ایک جملہ اس کے خلاف لکھا ہے مگر اس کی کسی اور تصدیق نہیں کی اس لیے ناقص لفظ ہے۔

(34) بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 49 اکبر کے اصل الفاظ درج کئے گئے ہیں ”ہاں جنہو می چو کہ یہ ساری سلطنت تہذیبی عیاس جانے کی مگر تم نے میرے سو پر یہ حملہ کیوں کیا کہ میری جان لے لو؟ اس زبانی کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر تم نے مجھ سے مانگی ہوئی تو میں خود ہی تمہیں دے دیتا اور اس نے حکیم ہام کو جس پر اکبر کو پورا بھروسہ تھا یہ الزام دیا کہ اس نے کھانے میں کچھ ملا دیا ہے حکیم ہام مستدہا ہر طعام اور حکیم، خطا، شاعر اور مدبر تھا۔ اس کے حلقہ دیکھو آثار الامراء (اصل کتاب) جلد اول صفحات 63 تا 65 پہلی تصویر میں حکیم ہام کو اکبر کے نورتنوں میں دکھایا گیا ہے۔

### شہزادہ مراد

مراد کی عمر اب اکیس سال کی ہو گئی تھی۔ اس نے مختلف معلموں سے پڑھا تھا جن میں شریف خان بھی 1581ء تک رہا جس کے بعد وہ سب سے مشہور جزیٹ مدرسوں کو سپرد کر دیا گیا۔ شجی اس کی اعلیٰ قابلیت کی بہت تعریف کرتا ہے اور اس کے خوشگوار مزاج اور محنت کی عادت کی۔ اس کا معلم مانسرات اسے معیاری طالب علم کہتا ہے۔ انکی دایہ اوجہ مانسرات کے چلے جانے کے بعد مقرر ہوا، اس کی فطری ذہانت کی بڑی تعریف کرتا ہے اور پر نکالی اور مسیحی علوم میں اس کی رفتار ترقی کی تعریف کرتا ہے (35) لیکن جیسے ہی اس نے جوانی میں قدم رکھا اس نے وہ تمام بری عادتیں اختیار کر لیں جو کسی انسانی فطرت کے لیے باعث ذلت ہو سکتی ہیں۔ شراب اور عیاشی نے اس کی فطری قوت سلب کر لی اور اس کی زندگی کی تمام توقعات کو خاک میں ملادیا۔ اس کی نخوت اور گستاخانہ انداز نے شامی حکام کو اس سے بھڑک کر دیا اور اس سے تعاون قطعی ناممکن ہو گیا۔ (36) سلیم کی خوش قسمتی تھی کہ اس کا رقیب انسانیت کا اتنا بے مصرف نمونہ تھا اور اس کے چھوٹے بھائی دانیال کا حال بھی اس سے بہتر نہ تھا۔ لیکن محض ان کی موجودگی سیاسی ماحول کو ختم کرنے کے کافی تھی۔

### اکبر اور سلیم کے تعلقات

اکبر اور سلیم کی ناچاقی کے بعد حالات کا پتہ نہیں چلتا۔ اگر بدایونی کی صحت اور طاقت کچھ دنوں اور برقرار رہتی اور وہ بدنام کن افواہوں کو لکھتا رہتا تو وہ شامی خاندان کے پراسرار بغض کی رفتار پر کچھ روشنی ڈالتا لیکن اس کی تاریخ اب مختصر ہوتی مئی اور 1595ء پر جا کر رک جاتی۔ (37) کسی اور مورخ میں اتنی غیر جانب داری اور جرأت یا اکبر سے کافی نفرت نہ تھی کہ وہ ہمیں پردہ سازشوں کا حال بیان کرتا۔ اب پھر جب پردہ اٹھتا ہے تو اکبر تیزی سے دکن کے میدان جنگ کی طرف جا رہا ہے اور سلیم کو ہدایت کرتا ہے کہ میواڑ کے راتا پر حملہ کرے۔ دکن کے مغل سالاروں نے اس ہم کی نوعیت کو نہیں سمجھا جس میں وہ مصروف تھے اور اپنی شکست کی ایک دوسرے پر الزام رکھ کر اور طعن و تشنیع کر کے طعانی کرنے لگے۔ شہزادہ مراد کی موجودگی سے یہ توقع تھی کہ وہ مکان دلدروں میں اتحاد اور عملی تعاون پیدا کرے گا مگر وہ شراب خوری کی انتہائی ذلت، میں گر گیا اور ہر ایک کو بھڑکاو بیزار کر دیا اور حالات کو بد سے بد تر بنایا۔

(35) اکبر نامہ (جو راج) جلد سوم صفحہ 458 بدایونی (نو) جلد دوم صفحہ 267 مانسرات کی کھیر میں صفحات 570-571

589-582-622-625-629 میلکان (جزل آف ایشیاک سوسائٹی) جلد اول صفحات 515-516

اسے اسمہ کی اکبر صفحات 175 و 204

(36) بدایونی (نو) جلد دوم صفحات 50-51 اکبر نامہ اصلی کتاب) جلد سوم صفحہ 744 (ایلیٹ و ڈوین) جلد ششم 95 نمبر اول

کے انتقال کے بعد سلیم نے بڑی غامضی سے لکھا کہ "وہ گھر اور حاکم انداز اس کی نقل و حرکت سے بے گھر تھے اور انسانیت اور

بہادری اس کے انداز سے واضح تھی۔ (جہانگیر (راجس و راج) جلد اول صفحہ 34)

(37) اس کے حالات زندگی کے لیے دیکھو بلوئین (جزل آف ایشیاک سوسائٹی) جلد اول صفحات 1896-1897 جلد اول صفحہ 118 (ایلیٹ

وڈوین، جلد پنجم صفحہ 477

## سليم کی بغاوت

(40) اکبر نامہ (اصل کتاب) جلد سوم صفحہ 831 (لیٹ و دو سو ن) جلد ششم صفحات 98-99 مآثر جہانگیری اخطبوط خدا بخش  
صفحات 12 (الفہ ہے) 13 (الفہ ہے) خانی خاں جلد اول صفحات 216، 217، 218، 223۔ مآثر الامور (اصل کتاب)، جلد  
دوم صفحات 162، 168 (مورخ جلد اول صفحہ 119۔ ذورن کی ہسری آف دی افغانس صفحہ 183۔ دور ہادر کی قصایر  
باب 12 صفحات 112، 113۔ نیری (صفحہ 408) اکامیان ہے کہ سلیم نے اپنی سو قتل ماہر تلک کی عزت پر حملہ کرنے کی کوشش  
کی اور مہار کی کر دیا گیا اور اپنے باپ کے قہاب کے خوف سے شرقی کی طرف بھاگ گیا اور بھنوت کر دی۔ ڈی لایت (ترجمہ) لیتھو  
برج کلکتہ، ریلوے 1871ء صفحہ 5 جس نے نیری کے بیان کی نقل کی ہے۔ سلیم کے اس قسم کے قصور کا مشہور کتابت ہے جس کے  
بعد دور اشرقی کی طرف بھاگ گیا اور آدابہ قبضہ کر لیا۔ لیکن سلیم کی بھنوت کے حالات سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ سلیم کی  
بھنوت کے افویض حالات کے متعلق دیکھو پیر منڈی جلد دوم صفحہ 102، دو خوشی (ترجمہ جلد اول صفحہ 131)



## تیسرا باب

### سلیم کی بغاوت

#### اکبر کی مضبوط حیثیت

اس طرح وہ بغاوت شروع ہوئی جس نے سلطنت کو پانچ سال تک بھیان میں رکھا اگرچہ حکومت کے استحکام کو خطرہ میں نہ ڈال سکی۔ اکبر کی شخصیت نے سلطنت کو صخر کر رکھا تھا۔ اس کی شاندار کامیابی اور خوش قسمتی اس کی سب سے بالاتر شان اور اس کی فیاضی نے اس کی رعایا میں پر جوش، ہر دلعزیزی اور تفکرانہ عقیدت حاصل کر لی تھی۔ اس کے پرانے تجربہ کار جنرل اور اس کی فوج کے سپاہی اور اس کی دولت اور سامان جنگ کے زبردست وسائل ایسے تھے کہ کسی بڑی سی بڑی شورش کو فوراً قلع قمع نہیں کر دیا۔ خود سلیم کو کر سکتے تھے۔ یہ اس کی پدرانہ شفقت تھی کہ اس نے سلیم کی شورش کا فوراً قلع قمع نہیں کر دیا۔ خود سلیم کو بھی اپنی کمزوری کا احساس تھا جس کی وجہ سے وہ معاملہ کو آخری حد تک پہنچانے سے گریز کر رہا تھا۔ وہ پس و پیش کرتا ہے موقع محل دیکھتا ہے۔ گفت و شنید کرتا ہے۔ پشیمان ہوتا ہے اور جھک جاتا ہے۔ کبھی کبھی وہ اپنے پسندیدہ لوگوں کے اثر کو بھی اکھاڑ پھینکتا ہے۔

#### سلیم کے دوست

اس زمانہ میں شہزادہ کے قریب ترین احباب میں اس کے دودھ شریک بھائی اور ساتھ کھیلے ہوئے شیخ سلیم چشتی کے پوتے خوب تھے اور خلاف قیاس نہیں ہے کہ اس کی انا جس کی وہ اپنی ماں کے برابر عزت کرتا تھا (1) اس کے باغیانہ منصوبوں کو آگے بڑھانے میں شریک رہی ہو شہزادہ کے دوسرے بااثر ساتھی سید عبداللہ (2) اور زمانہ بیک تھے جو مہابت خاں کے نام سے مشہور ہوئے۔ (3)

#### سلیم اگر ہ جاتا ہے

معلوم ہوتا ہے شورش کا جو مولدیک رہا تھا اس کی بھنگ کچھ مان سنگھ کو لگ گئی اور اسے توڑنے کے لیے مان سنگھ نے شہزادہ کو مشورہ دیا کہ وہ شرعی صوبوں پر قبضہ کرے جس سے وہ افغانوں سے دست و کر بیان ہو جائے۔ (4) مگر شہزادہ نے اسے نہ مانا بلکہ اپنی فوج کو میواڑ کی جہ سے واپس بلا لیا اور یہ سوچا کہ

(1) جہانگیر (راجس و پور راج) جلد اول صفحہ 105

(2) جہانگیر (راجس و پور راج) جلد اول صفحہ 7۔

(3) جہانگیر (راجس و پور راج) جلد اول صفحہ 24۔

(4) آثر جہانگیری (مخطوطہ خدائش) صفحہ 12 مان سنگھ کی روانگی کی وجہ سے صحیح معلوم ہوتی ہے۔

پنجاب کے جنگجو سرحدی صوبہ پر قبضہ کر لے۔ اس دوران میں وہ شہباز خاں کبہہ کی جائداد ایک کروڑ نقد اور املاک حاصل کر کے مالدار ہو گیا تھا (5) شہباز خاں کبہہ کا حال ہی میں انتقال ہوا تھا لیکن پنجاب پر قبضہ کا منصوبہ شاید بہت خطرناک خیال کر کے ترک کر دیا اور وہ تیزی سے آگرہ کی طرف بڑھا جہاں بیس کروڑ روپے سے زیادہ کا خزانہ تھا۔ (6) قلعہ دار قطب خاں کو شہزادہ کے باغیانہ منصوبہ کا پتہ چل گیا اور اس نے نہایت ہوشیاری اور مضبوطی سے کام لیا۔ اس نے سلیم کو قلعہ میں نہیں داخل ہونے دیا بلکہ خود ہی مناسب حقے لے کر باہر آ گیا اور انتہائی خوش اخلاقی اور ادب کا مظاہرہ کیا مگر اپنی ذمہ داری سے دست بردار ہونے سے قلعی انکار کر دیا۔ شہزادے کو اس کے سر بھرے دوستوں نے مشورہ دیا کہ بوڑھے قلعہ دار کو گرفتار کر لے مگر اس نے قلعہ کی طرف سے اس رائے پر عمل نہیں کیا۔ ضرورت کی آڑ لے کر اس نے قلعہ دار کو شہر کا پورا انتظام سپرد کر دیا اور مشرق کی طرف کوچ کی تیاری کی۔ یہ خبر سن کر اس نے روانگی میں اور غفلت کی کہ اس کی داوی مریم زبانی اسے فہمائش کے لیے آ رہی ہے۔ اس کے مغویانہ طرز عمل نے محل شاہی میں سخت ہل چل پیدا کر رکھی اور بیوہ ملکہ سے زیادہ کسی اور کو اتنا سخت صدمہ نہیں ہوا تھا اس لیے کہ اسے سلیم سے محبت اس کی ماں سے زیادہ تھی شہزادہ کی موجودہ ذہنیت میں اپنی داوی سے ملاقات اس پر سخت گراں گزری۔ اس نے جلدی سے الہ آباد کے لیے کشتی طے کی اور ملاحوں کو تیز چلانے کی تاکید کی اور فوج کو خشکی کے راستے سے پیچھے آنے کا حکم دیا۔ (7)

### سلیم الہ آباد میں

بارہ دن کے خوشگوار دریائی سفر نے شہزادہ کو الہ آباد (8) پہنچا دیا۔ جہاں اس نے اکبر کے پتائے ہوئے قلعہ میں خود کو قلعہ بند کر لیا اور اپنی حکومت بہار تک وسیع کر کے خود مختاری کا علم بلند کر دیا۔

### خود مختاری کا علم

خوب کو قلعہ الدین خاں کا خطاب دے کر بہار کا گورنر بنایا گیا اور کالپی پریا سین بہادر کو مقرر کیا گیا۔ بہار کے خزانہ کے تیس سالانہ روپیہ حاصل کر کے شہزادے کی خدمت میں صرف کیا گیا۔ خاص خاص حجاجوں کو جاگیریں اور خطابات دیے گئے۔ اوروں کے ساتھ عبداللہ کو خاں کا خطاب ملا۔ (9)

(5) کی لائن صفحات 192 تا 206 ترجمہ برج صفحہ 196 کا بیان ہے کہ خزانہ کی نقد ادائیگی کروڑ سے زیادہ تھی۔ کبہہ کی زندگی کے حالات کے لیے تاثر الاسرار ابوسکین صفحات 309 تا 402۔

(6) جزیعہ پادریوں کے خیال کے مطابق آگرہ کے خزانہ میں اکبر کے انتقال کے وقت 20,00,000 روپے کی رقم تھی۔ دیکھو دی لے اسمتھ جرنل آف رائل آف ایشیاک سوسائٹی نومبر 1915ء صفحات 235 تا 243۔

(7) اکبر نامہ (اصل کتاب) جلد سوم صفحہ 831 (ایلیٹ ڈاٹن) جلد ششم صفحہ 99 محمد ہادی صفحہ 8 تا 9 جگہ گجری (مخطوطہ خدا بخش) صفحہ 13 (ب) گلہڑون جلد چہارم۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 218 تا 219 الاسرار جلد دوم صفحہ 167۔ مرات العالم صفحہ 287 (ب) کی لائن (ترجمہ برج) صفحہ 196 (ایلیٹ ڈاٹن) جلد ششم صفحہ 104 کا بیان ہے کہ ہلاک شدہ سلیم کو عجم ہیا تھا کہ وہ اپنی فوجوں کو بھال میں مان سنگھ کی فوجوں کے ساتھ شامل کر دیے لیکن سلیم کی فوری روانگی کا نتیجہ یہ سبب قلعہ (8) سولہویں اور سترہویں صدی میں الہ آباد کے حالات کے حقائق دیکھو آئین (جلد 1) جلد دوم صفحہ 158۔ پیٹر منڈل جلد دوم صفحہ 108 تا 109 جلد اول صفحات 106 تا 107 خلاصہ دستور فتح ترجمہ سرحد کی انشیا آف یورگ۔ زیب میں صفحات 26 تا 27۔

(9) تا 9 جگہ گجری صفحہ 13 (ب) 14 (الف) گلہڑون جلد چہارم تا 9 جگہ محمد ہادی صفحہ 9۔ خانی خاں جلد اول صفحات 220 تا 221۔

## اکبر کی کوشش مصالحت

اکبر کو جس وقت ان واقعات کی خبر ملی تو وہ خاندیش کے ناقابل تغیر قلعہ اسیر کے سامنے تھا (10) اس کے مشیروں نے سخت کارروائی کی صلاح دی جسے اس نے رد کر دیا اور محض مہربانی شفقت اور پُر وقار الفاظ میں شہزادہ کے طرز عمل کی باز پرس کی، صلح اور مصالحت کے مقصد سے اُس نے خواجہ محمد شریف کو روانہ کیا اور جو بچپن میں شہزادہ کا تھیل کا ساتھی اور گہرا دوست تھا۔ مگر بزدل اور بے شعور شخص تھا۔ سلیم نے شاہی پیام کا پورے اعزاز و احترام سے استقبال کیا مگر اپنے دوستوں کے کہنے سننے پر پشیمانی کی کوئی علامت ظاہر نہیں کی اور جواب میں اپنی قطعی بے قصوری کا اظہار کیا۔ اس نے شریف کو آسانی سے پھلایا اور اپنا خاص وزیر بیٹا (11)۔ اور پھر بہت بڑی فوج جمع کرنے لگا۔

## اکبر کی آگرہ کو واپسی

1601ء کے وسط میں اکبر آگرہ پہنچ گیا اور سلیم میں ہزار کی فوج کے ساتھ اُس طرف بڑھ رہا تھا اور راستہ میں لوٹ مار اور غارت گری کرتا جاتا تھا۔ شہزادہ نے ظاہر یہ کیا کہ اس کے کوچ کا مقصد محض اپنے والد کو آداب بجالانا ہے مگر کسی نے اس بہانہ کو قبول نہ کیا۔

## تہدید ی فرمان

جب سارے مصالحت کے وسائل بے سود ثابت ہوئے تو اکبر نے اپنے لڑکے کے نام سخت فرمان جاری کیا کہ وہ اپنی فوج کو ہر طرف کر دے اور صرف چند منتخب ملازموں کے ساتھ آجائے یا خود الہ آباد واپس جائے۔

## الہ آباد کو واپسی

اس اعلان جنگ سے جس کے پیچھے یقیناً فوجی تیاری بھی تھی سلیم خوف زدہ ہو کر اطاعت پر مجبور ہو گیا۔ اٹاوہ سے اس نے میر صدر جہاں کو روانہ کیا کہ وہ بادشاہ کو اس کی وفاداری اور غیر متر لزل اطاعت شعاری کا یقین دلائے اور خود الہ آباد کی طرف روانہ ہو گیا۔ بادشاہ نے اُسے بنگال و اڑیسہ کی

---

(10) اس قلعہ کی حالت اور سارے مسلمان کے حلقہ دیکھ فیضی سرہندی کا اکبر نامہ (ایلیٹ ڈکشن) صفحات 141۳-139 جہانگیر (راج سہ پور ج) جلد اول صفحات 34-35 میں قلعہ کے حاصرہ اور بعد کو اکبر کی چٹائی کی طرف واپسی کا ذکر ہے۔ مگر خود اپنی بنوٹ کا حال کچھ نہیں لکھا ہے۔

(11) اکبر نامہ (اصل کتاب) جلد سوم صفحہ 831 (ایلیٹ ڈکشن) جلد ششم صفحہ 99۔ تاز جہانگیری صفحہ 14 (پ) محمد ہادی صفحہ 9 غنائی خان جلد اول صفحہ 230 گہڑون جلد چہارم، جہم تاز الامر جلد سوم صفحہ 626۔ شریف کے حالات زندگی کے لیے دیکھو تاز الامر جلد سوم صفحات 625-629، بلوئین صفحات 517-518۔ تاز الامر اکامیان ہے کہ سلیم نے شریف سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تخت طہین ہونے پر سلطنت کو نصف نصف تقسیم کرے گا مگر شاہد محض اختیارات کی تقسیم کے سوا اور کوئی بات نہ تھی۔

حکومت پر فائز کر دیا (12)

### سلیم کا خود مختار اندہ دربار

لیکن الہ آباد میں سلیم پھر بڑے اثرات سے متاثر ہو گیا۔ اس نے اپنے افسروں کا بحال اور وزیر کی حکومت پر بھیج کر خود کو کمزور نہیں کرنا چاہا۔ اس نے شاہی لقب اختیار کر لیا۔ اگرچہ اب بھی وہ اپنے باپ کو شہنشاہ کہتا تھا۔ اس نے اپنا باضابطہ دربار قائم کر لیا اور گوا کے صوبائی حکمران سے استدعا کی کہ وہ اس کے دربار میں اپنا نمائندہ مقرر کر دے اگرچہ اس میں کامیابی نہیں ہوئی اس نے گوا کے پرکاشی حکام سے کسی قسم کی فوجی مدد بھیجے کا مطالبہ کیا۔ اس نے فرامین جاری کیے اور خطابات اور جاگیریں دیں۔ (13)

### ابوالفضل کی واپسی

اس توثیق انگیز صورت حال میں اکبر نے اپنے سب سے زیادہ وفادار مشیر کو جسے دکن کے چار ج میں چھوڑ دیا تھا واپس بلالیا۔ سلیم نے خیال کیا کہ اس کا سخت ترین دشمن اس کے باپ کو جواب تک پرانہ شفقت کی برادری کا مظاہرہ کر رہا تھا اب قوت استعمال کرنے پر آمادہ کرے گا اور شاید اسے وراثت سے بھی محروم کر دے۔ چنانچہ اس نے طے کیا کہ اس باعزت شخصیت کو قتل کر اوسے اور اپنی حمایت پر تاعاقبت اندیش بندیلہ رئیس بیر سنگھ (14) کو آمادہ کر لیا۔

(12) بحوالہ اکبر نامہ (ایلیٹ ڈولون) جلد ششم صفحہ 105 آٹھ جاگیریں صفحات 15 تا 17۲ محمد ہادی صفحہ 10 گھنٹہ 6.5 خانی خاں جلد اول صفحات 221 تا 222 حمایت اللہ نے سلیم کی بغاوت کو کم کر کے دکھانے کی کوشش کی ہے اور اگر وہ جانتے ہوئے اس نے جو اعلان کیا تھا کہ اسی کو قتل کیا ہے۔

ڈی لائن (ترجمہ لکچر برج صفحہ 198) کا بیان اس سے مختلف ہے اور اس نے سلیم کی فوج کی تعداد ستر ہزار بتائی ہے ڈو جلدک (باب 13 صفحہ 113) کا بیان ہے کہ اکبر کے لیے سلیم بہت زیادہ طاقتور ثابت ہوا اور اکبر کی مجبوراً اسے راضی کرنا پڑا۔ یہ بیان بجائے خود ناقابل یقین ہونے کے علاوہ کسی دوسری معاصر تحریر سے اس کی تائید نہیں ہوتی ہے۔ (13) حمایت اللہ، آٹھ جاگیریں، خانی خاں اور گھنٹہ 6.5 جلد سوم باب 13 صفحات 113 تا 121۔ ڈی لائن ترجمہ لکچر برج صفحہ 198۔ میگلاکن صفحات 88 تا 89۔ ڈی۔ اے اسمتھ کی اکبر صفحہ 303۔ جردین سلیم سے معاملہ کرنے میں بہت محتاط تھے۔ زیور کو سلیم نے جو خط لکھا وہ اس نے اکبر کو دکھایا۔ ڈی لائن کا بیان ہے کہ اکبر سے گفت و شنید کے دوران میں سلیم نے اپنے باپ سے یہ اجازت چاہی کہ وہ ستر ہزار فوج کے ساتھ اس سے ملے، چھٹی جاگیریں اس نے دی ہیں وہ پختہ کر دی جائیں اور اس کے سداے حمایتوں کو عام معافی دی جائے۔ چنانچہ گفت و شنید نام کام ہو گئی۔ دیکھو ڈی لائن صفحات 1۹۹ تا 208 ترجمہ لکچر برج صفحہ 197) کی اے اسمتھ صفحہ 302۔

سلیم کے چلای کیے ہوئے فرامین میں سے ایک فرمان فیض آباد کی میوزیم لائبریری میں محفوظ ہے۔ (14) جاگیریں (راجس و رنچ) جلد اول صفحات 24 تا 25 آٹھ جاگیریں (ایلیٹ ڈولون) جلد ششم صفحات 122 تا 123، 423۔ پریس کی جاگیر (صفحات 32 تا 33) جاگیر کے رویہ کو پاد سائیڈ ابھی جذبہ پر معمول کرتا ہے جس کا مستند یادداشتوں میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

مجبوبات سے کہ حمایت اللہ (بحوالہ اکبر نامہ (ایلیٹ ڈولون) جلد ششم صفحہ 107 نے ابوالفضل کو واپس بلانے کی یہ دھمکی ہے کہ سلیم کی یہ ضابطگیوں کی جو اطلاع اس نے دی تھی اس سے اکبر ناخوش ہو گیا تھا۔ تاہم الامرا کا مصنف (بیورج جلد اول صفحہ 122 اور اس کی تقلید میں بلوکیں (مقدمہ آئین صفحہ 34) نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ابوالفضل کو اس لیے واپس بلالیا گیا کہ اکبر کے بہت سے بھترین افسر سلیم کے طرفدار ہو گئے تھے۔ درحقیقت بھترین افسروں میں سے کسی نے بھی سلیم کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ڈو جلدک ابوالفضل کو سلیم کے ساتھیوں میں آتا ہے۔

## بندیلے

ایک صدی پیشتر گیارہ راجپوت کا ایک قبیلہ بندیلہ نقل وطن کر کے جنوب کی طرف آگیا اور دریائے جمنہ کے جنوب میں آباد ہو گیا جو علاقہ اب تک بندیل کہلاتا ہے مضبوط جسم، قسمت آزمائی کا حوصلہ، ہمت، جرأت اور شجاعت کے جوش نے انھیں وہاں کے عام باشندوں سے ممتاز کر دیا تھا۔ وسط ہند کے گھنے جنگلوں، تیز بہتے ہوئے دریاؤں اور ڈھلوان پہاڑیوں نے انھیں مغلوں کی انتظامی کارروائیوں سے محفوظ رکھا تھا۔ تقریباً دو صدیوں سے ان لوگوں نے اس علاقہ میں جو گوند اوانہ (15) کو جمنہ کے دو آب سے علاحدہ کرتا ہے۔ شورش، باہری اور بد نغمی پھیلا رکھی تھی۔

## بیر سنگھ کی آمدگی

بیر سنگھ دیوبندیوں کا سردار تھا (16) اور اکبر کے خلاف کھلم کھلا برسرِ بغاوت تھا اور جب وسط 1602 میں سلیم نے اس سے کہا کہ وہ گھات لگا کر ابوالفضل کو قتل کر دے تو وہ فوراً آمادہ ہو گیا اور اپنی حسب معمول جسارت سے یہ انتقام کیا کہ جس راستے سے ابوالفضل گزرنے والا تھا اس پر گھات لگا دے۔

## ابوالفضل کی شمال کی طرف روانگی

اس سازش کا حال کھل گیا اور ابوالفضل کے دوستوں نے اسے صلاح دی اور اصرار کیا کہ وہ اپنا راستہ بدل دے مگر اس نے سختی سے جواب دیا کہ ”ڈاکوؤں میں کیا طاعت ہے کہ وہ میرا راستہ روکیں“ سردیج میں اسے سمجھایا گیا کہ وہ اپنی فوج کو اس فوج سے تبدیل کرے جو ایک شاہی افسر گوبال داس کھٹنے نئی بھرتی کی ہے اور باتوں کے علاوہ اس سے یہ بھی کہا گیا ہے وہ اپنے وقار و نائب اسد بیگ کو ہر طرف کر دے جسے وہ ساتھ لے جانے پر مصر ہے سرائے برابر اسے ایک فقیر نے صاف صاف الفاظ میں آگاہ کیا کہ اگلے دن ایک مسلح گروہ اس کا راستہ روکے گا۔ ابوالفضل نے اس اطلاع دینے والے کو انعام دے کر رخصت کر دیا مگر اس کے اختہ پر مطلق دھیان نہ دیا۔

## بندیلیوں کا حملہ

جمعہ کو سورج نکلنے ہی کو چ کا بگل بجایا مگر جیسے ہی فوج کی حرکت شروع ہوئی بندیلیوں کے ہر اول (15) بندیلیوں کی ابتدا اور ان کے نام کے متعلق مختلف روایات کے لیے دیکھو سرانجام المیت کی تاریخی یادداشت عوامی کہانیاں اور ہندوستان کی شمالی مغربی اقوام کی تقسیم، مرتبہ جان جس صفحات 45 و 46۔ بندیلیوں کی تاریخ کے لیے دیکھو ہندی شاعر لال کی جھٹ پر کاش پورگن کی ہسری آف بندی لاز خصوصاً صفحات 20 و 43 بندیلیوں کی جٹولی مخطوطہ جھٹ پر تیزوی اسے سمجھ کی ہسری آف بندیلی کھنڈ جرنل آف انیشیاک سوسائٹی پبلش 1881ء لکھنؤ کی لبریا لوجیکل سرورسے رپورٹ میں جلد 6 و 14 سپرمل گزٹیر جلد 9 صفحات 60 و 72 نیز دیکھو آثارالامر اجلہ دوم صفحات 131 و 136 و 317 و 323۔

(16) بیر سنگھ کے حالات زندگی کے لیے دیکھو آثارالامر (بیورج) جلد اول۔ وہدھو لکھو کا لاکا تھا (آثارالامر اجلہ دوم صفحات 131 و 136) پیشتر فارسی مورخین نے غلطی سے بیر سنگھ کا نام سنگھ لکھا ہے۔ سیاسی تاریخ کی حیثیت سے مشہور ہندی شاعر کیٹھو داس کی بیر سنگھ دیو تریا دہ قابل وقعت نہیں ہے۔

دست نے حملہ کر دیا مگر یہ حملہ پسپا کر دیا گیا۔ مرزا محسن جو پتروں پر گیا تھا اس نے اطلاع دی کہ بندیوں کی ایک بہت بڑی فوج پورے طور پر مسلح قریب ہی لڑائی کے لیے صف بستہ کھڑی ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے باصرہ کہا کہ وہ رفتہ تیز کر دیں لیکن موت نے ابو الفضل کے قدم روک لیے اور اس نے جھڑک کر کہا ”کیا تمہارا مطلب ہے کہ ہم بھاگ جائیں؟“ مرزا نے گھوڑے کو ایڑ لگا کر جواب دیا ”یہ بھاگنا نہیں ہے ہم اس طرح چلیں جیسے میں چل رہا ہوں ویسے ہی گوالیار تک آپ چلیں۔“ لیکن اس نازک موقع پر ابو الفضل کی عقل میں کوئی بات نہ آئی جب قریب آتے ہوئے دشمن کی کثیر تعداد نظر آئی اور صاف ظاہر ہو گیا کہ ان سے مقابلہ ممکن نہیں تو ابو الفضل کو مشورہ دیا گیا کہ وہ راجہ رائے سنگھ اور رائے رلیان کے یہاں پناہ لے جو چار میل کے فاصلہ پر دو ہزار فوج کے ساتھ خیبر زن ہیں لیکن ابو الفضل نے اس تجویز کو حقارت سے رد کر دیا۔ فوراً ہی اس کی مختصر جماعت پر پانچ سو زورہ بکتر سے مسلح سواروں نے حملہ کر دیا۔ انھوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

## زخمی

ابو الفضل کے ایک جاں نثار خدام گدا ئی خان افغان نے اپنے آقا کے گھوڑے کی راس پکڑ لی اور چلا کر کہا ”آپ کا یہاں کیا کام ہے؟ آپ چلے جائیں یہ ہمارا کام ہے“ لیکن ابو الفضل بزدل نہ تھا وہ ہمت اور شجاعت سے لڑا ایک دوسرے خدام نے اس گھوڑے کی راس پکڑ کر دوسری طرف کھمبائی لیکن عین اس موقع پر ایک راجپوت کا نیزہ ابو الفضل کے سینے کے آ رہا ہو گیا وہ سامنے کے ایک چشمہ پر کودنا چاہتا تھا مگر اس کو شش میں زمین پر آ رہا۔ اس کے ایک اور ساتھی جہد خاں نے بیہوشی کی حالت میں اسے گھوڑے کے نیچے سے نکالا اور ایک درخت کے سائے میں لے گیا۔ بندھے رہ گھروں کے بچے سے راستہ کاٹتے ہوئے وہیں پہنچ گئے۔ ایک قیدی فیلبان نے ابو الفضل کا نشان دیا۔ پھر سنگھ فوراً گھوڑے سے اتر پڑا اور زخمی کا سر اپنے زانو پر رکھ کر اپنے کپڑوں سے اس کا خون پونچھنے لگا۔ اس کی یہ ظاہری مہربانی دیکھ کر جبار وہاں سے ہٹ کر درخت کے نیچے چلا گیا۔ عین اس وقت ابو الفضل کو ہوش آ گیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر سنگھ نے اسے سلام کیا اور کہا ”فاتح عالم نے عزت کے ساتھ آپ کو بلایا ہے۔“ ابو الفضل نے خشکیں نظر سے اسے دیکھا پھر سنگھ نے قسم کھائی کہ وہ پوری حفاظت کے ساتھ اسے لے جائے گا ابو الفضل نے جھبہ سے اسے گالی دی پھر سنگھ کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ ابو الفضل کا زخم مہلک ہے اور وہ لے جانے کے قابل نہیں ہے۔ اس موقع پر جبکہ نے تھوڑا ٹھٹھکی لی اور کئی بندیوں کو قسم کر دیا اور قریب قریب پھر سنگھ کے پاس پہنچ گیا تھا کہ اتنے میں اسے محاسن کر کے روند ڈالا گیا۔

## قتل

پھر سنگھ ابو الفضل کے سر کے پاس سے اٹھا اور اپنے آدمیوں سے اشارہ کیا کہ اسے بیکسی میں ختم کر دیں۔ سر کو لے کر پھر سنگھ تیزی سے روانہ ہو گیا اور کسی اور سے تعرض نہیں کیا بلکہ جو قیدی اس نے گرفتار کیے تھے انہیں بھی چھوڑ دیا۔ سر کو ذلیل کرنے کے لیے الہ آباد بھیج دیا گیا اور جسم زیادہ اعزاز کے

ساتھ موضع انڈی میں دفن کر دیا گیا (17)

## اکبر کا غم

اس بے رحمانہ قتل نے آگرہ میں سخت ہلچل پیدا کر دی۔ بادشاہ کو اطلاع کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ چغتائیوں میں دستور تھا کہ کسی شہزادے کی موت کی اطلاع اس طرح کی جاتی تھی کہ اس کا سرکاری نمائندہ بازو پر نیلا رومال باندھ کر سامنے آجاتا۔ ابو الفضل کا وکیل اسی نشان کے ساتھ اکبر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس صدمہ سے اکبر کا حال ابتر ہو گیا۔ چوبیس گھنٹے تک وہ تھلا تاور بچوں کی طرح روتا رہا اس نے کہا ”اگر شہزادے کو سلطنت کی خواہش تھی تو وہ مجھے مار تاور میرے دوست کو نہ مارتا۔“ (18)

## بیر سنگھ کا سختی سے تعاقب

اکبر نے بیر سنگھ کو سخت سزا دینے کا فیصلہ کیا اور رائے رایان کو متعین کیا کہ اس کا خاتمہ کر دے۔ بندیوں نے چھاپہ مار جنگ کا طریقہ اختیار کیا جس سے ان شعلہ خیز پہاڑیوں نے اکثر اعلیٰ تربیت یافتہ فوجوں کا ناک میں دم کر دیا تھا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ میں تعاقب کرنے والوں سے بچتا ہوا بالآخر اس نے ایرج کے قلعہ میں پناہ لی۔ رائے رایان نے اس کا سختی سے محاصرہ کیا لیکن بندیلے ہر طرح کی کھمبائی سے بچ نکلے اور رات کی تاریکی میں جنگل کی طرف نکل بھاگے۔ بادشاہ کو افسران کی لا پرواہی پر سخت غصہ آیا اور اس نے اسد بیگ کو تعینات کیا کہ موقع پر چاکر سارے معاملے کی تحقیقات کرے۔ اسد بیگ نے کامل تحقیقات کے بعد رپورٹ کی کہ اگرچہ کوئی بھی غداری کا مرتکب نہیں ہوا مگر سب نے انتہائی غفلت برتی۔ بادشاہ نے سب کو معطل کر دیا اور تعذیبی مہم کی سربراہی پر ابو الفضل کے لڑکے عبدالمحسن کو مقرر کیا لیکن مغلوں کی انتہائی کوشش کے باوجود بیر سنگھ کو گرفتار نہ کیا جاسکا۔ ایک مرتبہ وہ زخمی بھی ہوا مگر چھالے پڑے ہوئے پیروں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ بندیوں نے کنود میں زیر ڈلوادیا، مغلوں کی رسد روک دی۔ مقابلے کی جگہ سے بچتے رہے اور اپنے دشمنوں کو سخت مشکلات میں مبتلا کر دیا۔ مگر بادشاہ کے عزم میں کسی بات سے کمی نہ ہوئی اور وہ اپنے دوست کے قاتل کو جہاں بھی ملے پکڑ لانے کے لیے اپنی حکومت کے آخری دن تک فوجی کمک بھیجتا رہا۔ (19)

(17) اسد بیگ و قاتل (ایلیٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحات 156 تا 160 تکمیل اکبر نامہ (ایلیٹ وڈاؤن) جلد چہارم صفحہ 107۔  
تآثر جہانگیری (ایلیٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحات 442 تا 444 جہانگیر (راجس پور ریج) جلد اول صفحہ 25 محمد ہادی صفحہ 10۔  
ابو الفضل کی قبر اب بھی ریاست گوالیار کے موضع انڈی میں موجود ہے۔ ایٹیاک کولڈرٹی ریویو صفحہ 370۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 223۔ آثار الاسرار ریج جلد اول صفحات 123 تا 423 کلڈون صفحہ 8۔

(18) قاتل اسد بیگ (ایلیٹ وڈاؤن) جلد ششم 155۔ آثار الاسرار (ریج) جلد اول صفحات 123 تا 124۔ کہا جاتا ہے کہ اکبر نے برہت ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ تھا ”ہر اشخ ذوق و شوق سے ہماری طرف آیا مگر ہمارے قدم چومنے کی خواہش نے اسے سر جی سے قسم کر دیا۔“ کہا جاتا ہے کہ سلیم نے ابو الفضل کے سر کو ایک گندی جگہ پھینکوا دیا۔

(19) قاتل اسد بیگ (ایلیٹ وڈاؤن) جلد ششم 160 تا 162 تکمیل اکبر نامہ (ایلیٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحات 108۔  
144۔ آثار الاسرار (ریج) جلد اول صفحات 411 تا 412 تا 423 تا 425۔ جہانگیر (راجس پور ریج) جلد اول صفحات 24 تا 25۔ اسد بیگ کے تحقیقاتی مشن ہی سے ابو الفضل کے قتل کے مفصل حالات معلوم ہوتے ہیں۔

## سلطان سلیم بیگم کی کوشش مصالحت

لیکن سب سے بڑا مجرم پدرانہ محبت، حرم شاہی کے اثرات اور سلطنت کے مصالح کی آڑ لے کر انصاف کی زد سے بچتا رہا۔ سلیم قطعی طور پر سنگین سزا کا مستحق تھا لیکن اکبر کی پدرانہ شفقت اور تدبیر انصاف کے فیصلہ پر غالب آیا۔ کوئی اور مصلحت شہزادہ ابراہانہ تھا جو عمر اور اہلیت کے لحاظ سے جانشینی کے لیے نامزد کیا جاسکتا۔ دانیال بد چلن شرابی نوجوان تھا اور تیزی سے قبر کی طرف جا رہا تھا۔ سلیم کے لڑکے بہت کم عمر تھے اور ان میں سے کوئی جانشین کیا جاتا تو خانہ جنگی کی ہولناکی اور ولایت کو دقتوں سے دوچار ہوتا پڑتا۔ مزید برآں سلیم کی سزائے موت سے حرم شاہی میں سخت طوفان برپا ہو جاتا۔ اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود وہ اپنی دادی اور اپنی لائق و فائق سوتیلی ماں بیگم سلیم سلطان کا نور نظر تھا۔ سلیم سلطان بیگم اپنی عطیت، دانشمندی اور ہوشیاری کی وجہ سے خدیجہ عصر کے امتیاز سے سرفراز تھیں (20)۔ ابو الفضل کے قتل کے چند ہی ماہ بعد اس نے پیش کش کی کہ صلح صفائی کی کوشش کے لیے وہ الہ آباد آجائے۔ شہزادہ نے دو منزل آگے بڑھ کر اس کا عزت و احترام کے ساتھ استقبال کیا۔ سلیم سلطان نے اسے فرض شناسی اور اطاعت شعلی کی راہ پر لانے کے لیے آمادہ کرنے میں اپنی انتہائی قابلیت اور اثر کو استعمال کیا اور وعدہ کیا کہ وہ بادشاہ سے اس کا قصور معاف کرانے کے لیے بیرونی کرے گی۔

## سلیم کی آگرہ چلنے پر آمادگی

سلیم کے نوجوان دوستوں نے اس سے اصرار کیا کہ وہ اپنی خود مختاری کے منصوبہ پر قائم رہے لیکن بیگم کا نیک مشورہ غالب رہا۔ وہ اپنے نور نظر کے ساتھ آگرہ روانہ ہوئی اور مریم مکانی کی شرکت سے یہ انتظام کیا کہ باپ بیٹوں میں جہاں تک ممکن ہو پوری طرح سے صلح صفائی ہو جائے۔ انادہ سے سلیم نے اکبر کو خط لکھا کہ وہ اپنے حال کے طرز عمل پر معافی کا خواستگار ہے اور یہ امید ظاہر کی کہ وہ عترب حاضر ہو کر قدم بوسی کرے گا۔ مریم مکانی نے ایک منزل آگے آکر اس کا استقبال کیا۔ بزرگ خاتون نے جب اپنے شاہہ خرچ پوتے کو گلے لگایا جس نے تین سال پہلے تا فرض شناسی سے اس سے بے رخی برتی تھی تو وہ بڑا برا اثر منظر تھا۔ شہزادہ کو اس نے خود اپنے ابوان میں ٹھہر لیا اور شہزادہ نے درباری منجموں سے خواہش کی کہ وہ اپنے باپ سے ملنے کا سعید وقت بتائیں لیکن اکبر نے کہا کہ میل ملاپ کی ملاقات کے لیے ہر وقت سعید ہے۔

## باپ بیٹے میں مصالحت اپریل 1606ء

جب اکبر اپنی ماں کے ابوان میں داخل ہوا تو وہ اور سلیم سلطان ٹھہری ہو گئیں اور سلیم کو باپ کے قدموں میں ڈال دیا۔ چاہنے والے باپ نے اسے گود میں اٹھالیا (21)

(20) سلیم سلطان بیگم کے حالات کے متعلق دیکھو گلبدن بیگم کا ہایوں نامہ مرتبہ آئی ٹی ایس بیورج صفحات 276 تا 281 جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحہ 232۔ قاضی خاں جلد اول صفحہ 271۔ رد باد اکبری صفحہ 736۔ وہ پیرم خان کی بیوہ تھی۔ (21) تازہ جہانگیری (مخطوط خدا بخش) صفحات 18، 19۔ محمد ہادی صفحات 11، 12۔ تھیل اکبر نامہ اہلیت و ذلوس، جلد ششم صفحات 108، 109 میں سلیم کی بنیاد کو زرم تر کے دکھایا گیا ہے۔ خانی خان (جلد اول صفحات 233 تا 225) نے تمام واقعات تازہ جہانگیری سے لیے ہیں۔ کلہیڈن صفحہ 7۔ بعد کو جہانگیر نے اس پر فخر کا اظہار کیا کہ اس نے اپنے دوستوں کے مشورہ



شہزادہ نے اپنے 354 ہاتھی نذر کر دیے اور اس طرح جزوی طور پر غیر مسلح ہو گیا۔ اس نے باپ کو ایک ہزار مہر نذر کیے جس کے بدلے میں خلعت مرصع نکوار اور نادر ہاتھیوں سے نوازا گیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بادشاہ نے اپنی پگڑی اتار کر اس کے سر پر رکھ دی اور اس کے پھر و لہجہ ہونے کا اعلان کیا عام کیا۔ مصالحت کی بنیادوں نے اگرہ شہر کو مسرتوں سے بھر دیا (22)

### میواڑ کی مہم پھر سے شروع کرنے کا حکم 1603ء

بادشاہ نے شہزادہ کو بری صحت اور مفسد عناصر سے دور رکھنے کے لیے اسے میواڑ کی مہم پر دور بارہ مقرر کر دیا جسے 1599ء میں اسے تکمیل چھوڑ دیا تھا۔ جس روز دربار میں ہندو تقریب (23) منائی جا رہی تھی اسی دن شہزادہ بہت بڑی فوج کے ساتھ روانہ ہوا اور اپنی جائے پیدائش فتحپور سیکری تک گیا لیکن وہاں سے آگے بڑھنے میں سخت پس و پیش کیا۔ جس مہم نے اکبر اور بھگوان داس اور تان سنگھ کو ہرا دیا تھا اس کو انجام دینے میں خود کو ناقابل محسوس کیا ہو گا۔ اس میں فوجی جوش، عمل کا جذبہ، فوجی قیادت کی قابلیت۔ سربراہی کی ذہانت، نظم کی استعداد اور اس خوش تدبیری کا فقدان تھا جو راجپوتوں کی تسخیر اور میواڑ کے جیل اور پہاڑیوں اور وادیوں پر قابو حاصل کرنے کے لیے ضروری تھی وہ یقیناً فوج اور عوام کی نگاہ میں ذلیل ہو جائے گا اور دشمنوں کے طعن و تشنیع کا نشانہ بنے گا وہ برسوں مرکز سے دور رہے گا اور اتنے برسوں میں اس کی جانشینی اور اس کی زندگی اور مقنوم کا فیصلہ ہو جائے گا۔

### فتحپور سیکری سے آگے جانے میں پس و پیش

اگر وہ ان تمام خطرات کو انگیز بھی کر لے تو اسے مرکز سے پوری مدد ملنے میں شبہ ہے۔ چنانچہ فتحپور سیکری میں اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب اور آگے نہ جائے گا۔ چونکہ مکمل ہوئی نا فرمانی کا مطلب بغاوت ہو تا اس لیے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے اس نے حیلے بہانوں کا طریقہ اختیار کیا۔ اس نے بار بار شکایت کی کہ شاہی افسران اسے اس مہم کے لیے سوار، توپخانہ اور سامان جنگ مہیا کرنے میں درلغ کر رہے ہیں اور کمک کے لیے وہ انتظار ہی کرتا رہ گیا اور یہ کہ ناکافی فوج سے وہ اپنی شہرت کو خطرہ میں نہیں ڈال سکتا۔ پھر اسے نے فوج اور روپیہ کے سبب آمیز مطالبات کرنا شروع کیے اور جب یہ نہیں پہنچے تو اس نے بڑبڑانا شروع کر دیا۔ اس نے عرض کیا کہ مسلسل طلب خود اس کے لیے شرمناک ہے اور بادشاہ سلامت کے لیے پریشان کن ہے اس لیے اسے خود اپنی جائیں پر جانے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ خود اپنے وسائل سے مہم کے لیے پورا بندوبست کرے۔

بانی شاہی۔ 21۔ پر سلطان سلیم تیموری رائے کو ترجیح دی، اپنے باپ کے خلاف بغاوت سے ہمیشہ کے لیے توبہ کر لی۔  
2۔ ولی بغاوت کی مذمت کرتے ہوئے اسے کہا "اے تباہ میں تھک نظر لوگوں نے مجھ سے بھی اپنے باپ سے بغاوت کے لیے  
نہ ان کا مشورہ قابل قبول تھا جسے میں نے دروید میں جانتا تھا کہ جس سلطنت کی بنیاد باپ سے دشمنی پر ہو وہ کتنے دن چلے گی۔  
"معتقویت اور مسرتوں پر عمل کرتے ہوئے میں اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا جو میرے مفتخر اور میرے دنیاوی خدا میں  
جس میں غلبہ و تعدد میں مجھ کو فداں حاصل ہوئی۔ چنانچہ (راجا جی) نے 65 صفحہ 66۔ نیز دیکھو صفحہ 68۔

(22)۔ مکمل آج۔ جامعہ انوار جلد دوم صفحہ 401 جلد اول صفحہ 225۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 225۔

(23)۔ اس وقت تھیں۔

## الہ آباد واپسی کی اجازت

سلیم کا ذہنی رجحان بالکل واضح تھا۔ اکبر نے شہزادے کی ایک پھوپھی بخت النساء کو اسے سمجھانے کے لیے بھیجا مگر اس میں ناکامی ہوئی۔ اکبر کا خیال نرم تدابیر پر مائل تھا اور اس نے اپنے مشیروں کے بہتر فیصلے کے برخلاف سلیم کو اجازت دے دی کہ وہ الہ آبادی واپس جائے اور پھر جب جی چاہے حاضر دربار ہو جائے۔ (24)

## پھر خود مختاری کا اعلان

10 نومبر 1603ء کو سلیم معمر اہوتا ہوا، الہ آباد پہنچا۔ (25) اپنے باپ کی مصالحت کی خوشی میں اس نے جشن منانے کا حکم دیا مگر الہ آباد کے ماحول نے جلد ہی پھر اس پر اپنا اثر ڈالا اور آزادی کا دربار پھر سجایا گیا۔ غیر معمولی فیاضی سے پسندیدہ لوگوں اور کاسہ کیسوں کو خطابات اور جاگیریں دی گئیں۔

## یکہ و تنہا اکبر

حالات جس طرح ابتر ہو رہے تھے اس سے اکبر کو بڑا دکھ تھا۔ اس کی صحت کچھ دنوں سے تیزی کے ساتھ گرتی جا رہی تھی۔ چالیس سال کی مسلسل سرگرمیوں نے اب اس کی کمر توڑ دی تھی۔ اس کے اکثر قریبی دوست اور ہم صحبت گزر گئے تھے۔ اس کی بھرپور زندگی میں یکے بعد دیگرے خلا ہو تا گیا۔ راجہ بیربل پیدا انٹی مزاجیہ قصہ گو 1586ء میں یوسف زئی قبیلہ کے مقابلہ میں کام آگیا۔ تین سال بعد ہندوستانی مایہ کا تاجدار راجہ نورمل اور بہادر فیاض جنرل راجہ بھگوانداس چالیس دن کے اندر ہی دونوں فوت ہو گئے۔ 6 اگست 1593ء کو مذہبی نقطہ خیال کا زبردست علمبردار اور ابوالفضل اور فیضی کا باپ شیخ مبارک نوے سال کی طویل عمر پا کر فوت ہو گیا۔ خود فیضی دربار کا شاعر اعظم اور زبردست اہل علم 4 اکتوبر 1595ء کو اپنے باپ کے بعد اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ سب سے آخر میں سب سے عظیم سانحہ 1604ء میں چش امیہا کہ ابوالفضل وسط ہند کے جنگل میں بے درد دی سے قتل ہوا۔ (26) اور اس

(24) تخیل اکبر نامہ ایلٹ وڈاؤن، جلد ششم صفحہ 110۔ محمد ہادی صفحات 12 تا 13۔ خانی خاں جلد اول صفحات 225 تا 226 تاڑچا نگیری (مخطوطہ خدائیش) صفحات 20 تا 21۔

فتح پوری کے دوران قیام میں زبور و مرجہ اس سے ملنے آیا اور اس ک پر جوش استقبال کیا گیا۔ شہزادہ ہمیشہ کی طرح میٹائیوں کا بڑا دوست اور تثلیث کا احترام کرنے والا تھا۔ سخت شراب نوشی کا وہ اب بھی عادی تھا۔ زبور کا بیان ہے کہ ”جب میں اس سے رخصت ہوا تو شہزادہ نے گر جا کے لیے مجھے پانچ سو روپے دیئے۔ شہزادہ کی نشست ذرا اونچی تھی اور جب میں اس کی قدم بوسی کے لیے بڑھا تو اس نے مجھے ایک عزیز بھائی کی طرح گود میں اٹھالیا۔ اور مجھ سے انتہائی کہ حضرت سچ سے اس کے حق میں پروردگار شکر کروں۔“ دیکھو میٹھا کس صفحات 61 تا 62۔

ان ملاقاتوں کا ذکر 6 ستمبر 1604ء کے ایک خط میں ہے مگر چونکہ مورخین نے سلیم کے دوبارہ فتح پوری کے قیام کا ذکر نہیں کیا ہے اس لیے یہ ملاقاتیں 1603ء میں ہوئی ہوں گی۔

(25) تاریخ برہم پٹھان صفحات 91 تا 92 کا بیان ہے کہ شہزادہ نے آگرہ سے اس لیے گریز کیا کہ وہ دوبارہ جیل میں پھنسا نہیں چاہتا تھا۔ یہ نہیں معلوم کہ پہلے وہ کس جیل میں پھنسا تھا۔

(26) ان سب کے حالات زندگی کے لیے دیکھو تاڑچا نگیری اور دربار اکبری بلوچین روایت۔

سے بھی زیادہ درد انگیزہ حالات تھے جن میں اس کی موت واقع ہوئی۔ سلیم سارے خاندان کا منظور نظر عیاشی، شراب خواری اور بغاوت میں مبتلا تھا اور ناعاقبت اندیش ہم صحبتوں کے کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔ مراد پہلے ہی بحالت زار ذلت کی قبر میں دفن ہو چکا تھا۔ دانیال تیزی سے قعر مرگت کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ یہ نوجوان جن کے باپ کو ضعیف العقیدہ عوام الناس نے خداوندی کے درجہ تک پہنچا دیا تھا۔ اس کے لڑکوں کا چال چلن ایسا شرمناک تھا۔ اس بے یار و مددگار حالت میں اکبر کے ذہن میں ان مایوسیوں کی کسک تھی جن سے اسے سابقہ پڑا تھا اور وہ ناپاسی اور بے وفائی جس سے وہ دوچار تھا۔ اس کی ذہنی اذیت نے واضح طور پر اس کے قوائے جسمانی کو متاثر کیا۔ جب اس کا آخری وقت نظر آنے لگا تو اس کی جائشی کے سوال نے سخت اہمیت حاصل کر لی۔

### سلیم کو محروم کرنے کی سازش

مغلوں کی تاریخ میں ایک مرتبہ اولاد اکبر کو ہنسی خوشی اور میل جول سے تخت سلطنت پر بیٹھنے کا موقع مل گیا ہو تا مگر خود سلیم کی بد چلتی کی عادات اور ناعاقبت اندیشی نے ان سب کے دلوں میں جو سلطنت کے جاں نثار تھے سخت اندیشے پیدا کر دیے۔ جو شخص عیاشی اور شراب خوری میں غرق ہو، اخلاقی کمزوریوں میں مجرمانہ حد تک مبتلا ہو، خود غرضانہ اور تنگ نظرانہ مشوروں کا غلام ہو، قابل نفرت، بے وفائی کا رجحان رکھتا ہو، حکومت کے لیے بے قرار ہو، فوجی قیادت اور تدبیر سے بالکل نا آشنا ہو، ایک شفیق اور محبت کرنے والے باپ کا ناشکر ہو اور ایک دل و جان سے محبت کرنے والی ماں اور وادی کی التجاؤں کی پروا نہ کرے اس سے کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ اکبر نے سلطنت کو عظمت اور خوش حالی کے اعلیٰ ترین عروج پر پہنچا دیا تھا۔ کیا اسے ایک ایسے شخص کی خاطر جو عوام کی شکر گزاری کا بالکل مستحق نہ ہو، مصیبت اور انتشار میں مبتلا ہو جانے دیا جائے؟ پرانے امرام میں جو باقی رہ گئے تھے انھیں سلیم کی جائشی پر اپنے منصب سے گر جانے کا اندیشہ نظر آیا۔ جس منصب کو انہوں نے عزت کے ساتھ اور سلطنت کی شان بڑھا کر انجام دیا اسے خود غرض کم عقل لوگ حاصل کر کے رسوا کریں گے۔ مفاد عامہ کا جذبہ اور ذاتی مفاد دونوں نے مل کر یہ منصوبہ بنایا کہ سلیم کو محروم کر کے کسی ایسے شخص کو چانشین کریں جو سلطنت کی روایات کو برقرار رکھے اور بڑے بوزھے تجربہ کار دانشمندوں کا جو شامی خدمت گزار ہیں احترام کرے۔ دانیال کا سوال نہ تھا۔ اس لیے نظر انتخاب سب سے بڑے لڑکے خسرو پر پڑی جواب سترہ سال کا ہو چکا تھا اور خون کے رشتہ سے سلطنت کے عظیم ترین امرام سے وابستہ تھا۔ وہ راجہ مان سنگھ کا بھانجا اور مرزا عزیز کوکا کا داماد تھا۔

### راجہ مان سنگھ

1562ء میں اکبر کی مریم الزمائی سے شادی نے کچھواہہ خاندان کو امرائے شامی میں بلند ترین درجہ اور رسوخ پر پہنچا دیا تھا۔ کسی امیر یا راجہ کی اکبر نے راجہ بھارمل سے زیادہ عزت افزائی نہیں کی۔ اس کے لڑکے بھگوان داس نے قابلیت اپنے باپ سے ورثہ میں پائی تھی اور 1569ء میں اس کا چانشین ہوا۔ اس نے گجرات، میواڑ، کشمیر اور افغانستان کی کئی مہموں میں امتیاز حاصل کیا تھا۔ شجاعت اور فوجی قیادت کے ساتھ اس میں صحیح راجپوتی خود داری اور اپنی بات کا پاس بھی تھا اور ٹھیک راجپوتی جذبہ خطرہ اور موت سے

بے خوفی کا رکھتا تھا۔ اس نے مغل خاندان سے پھر اپنا رشتہ استوار کیا اور اپنی لڑکی کی شادی اتنے شان و شکوہ سے کی جس نے دنیا کے سب سے زیادہ دولت مند حکمران کے دولت مند ترین امرا کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ اسے پانچ ہزار کے منصب تک ترقی حاصل ہوئی جو قریب ترین عزیز شہزادوں کے علاوہ کسی کو نہیں حاصل ہوا تھا۔ 1579ء میں اس کی دولت، ریاست اور رسوخ اور منصب اس کے لیے پالک لڑکے کنورمان سنگھ کو ملا جس نے بھیجی ہی سے اپنے گہرے سپاہیانہ، محان کا اظہار کر دیا۔ اس کی دلیرانہ جرأت، رستمانہ شجاعت اور مدبرانہ ہوشمندی گجرات، میواڑ، افغانستان اور بنگال کی جنگوں میں یادگار ہو گئی تھی۔ اکبر سے اسے بے پناہ عقیدت تھی اور اس کے لیے وہ انتہائی مصیبت اور ہر طرح کے ضرر کو جھیل سکتا تھا۔ پچھلے چند برسوں سے وہ شورہ پٹ بنگال کا گورنر تھا عثمان کی شورش فرد کرنے کے بعد وہ دربار میں حاضر ہوا اور اسے سات ہزار کے منصب پر ترقی دے دی گئی۔ (27) بنگال سے واپسی سے پہلے ہی اس نے خان اعظم مرزا عزیز کو کاسے جو سلطنت کا سب سے امیر تھا رشتہ اتحاد استوار کر لیا تھا۔

### مرزا عزیز کوکا

عزیز اکبر کا دودھ شریک بھائی ساتھ کا کھیلا ہوا اور گہرا دوست تھا۔ اسے حسن اتفاق سے جو عظمت حاصل ہو گئی تھی اسے وہ باعزت طور پر نباہ نہ سکا۔ اس کا ذوق نفس پرستانہ تھا۔ مزاج تشدد پسند، حاضر جوابی میں تیز اور زبان زہریلی اور بے باک۔ جب اس کے جذبات بھڑکتے تھے تو وہ نہ صرف سخت کلامی اور تشدد پر اتر آتا تھا بلکہ قطعی چالاک اور غداری پر بھی۔ اکثر موقعوں پر اس نے اکبر کو سخت ناراض کیا مگر اکبر کی عظیم المرتبت شخصیت نے سب کچھ برداشت کیا۔ اکبر کہتا تھا کہ ”میرے اور عزیز کے درمیان دودھ کا رشتہ ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا“ جب عزیز نے اکبر کو اس کی مذہبی بد عنوانیوں پر برا بھلا کہا اور ناراض ہو کر مکہ معظمہ چلا گیا تو اکبر نے اس کے عزیزوں اور متعلقین کی پورے طور پر سرپرستی کی۔ لیکن عزیز کا مذہبی جوش اس وقت ٹھنڈا پڑ گیا جب اس مقدس مقام کے دیوتاؤں نے اس کا خون چوسنا شروع کر دیا۔ جب وہ ہندوستان واپس آیا تو اس کے آقا نے محبت کے پورے جوش کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ اب اس نے اس جماعت میں شامل ہونے سے مطلق تامل نہ کیا جس کے ممبروں نے یہ قسم کھائی تھی کہ وہ اپنی جان اور مال اور عزت حتیٰ کہ مذہب تک اکبر پر قربان کر دیں گے اس میں استعداد کی بھی کمی نہ تھی۔ فوجی کمانڈر کی حیثیت سے اس کی ہوشمندی کا ہر ایک کو اعتراف تھا۔ وہ ممتاز مصنف اور خوش تقریر تھا جو وسیع جاگیر اور مشاہیر اسے ملتا تھا اس کا ایک حصہ وہ قابل ادیبوں کی سرپرستی میں صرف کرتا تھا۔ اس نے اپنی لڑکی کی شادی سلطان خرد سے کی تھی اور اسے خرد کے تخت نشین ہونے کی جو تمنا تھی وہ بالکل حق بجانب تھی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اکثر کہتا تھا کہ ”میں چاہتا ہوں کہ قسمت میرے داہنے کان میں اس کے حکمران ہونے کی

(27) مان سنگھ کے حالات زندگی کے لیے دیکھو آثار الامرا جلد دوم صفحات 160، 170، بلوچین صفحات 539 تا 541۔ اس کے کارناموں کے لیے دیکھو اکبر کے عہد حکومت کی کوئی تاریخ۔ نیراؤ کی اٹلس اینڈ انٹیلی کوئی ٹیز آف راجستان۔ میر کے گویوں اور شاعروں نے مان سنگھ کے کارناموں کو اس طرح بیان کیا ہے جیسے کسی خود مختار حکمران نے انجام دیے ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی بیچہ ہزار بیویاں تھیں اور چار ہزار لڑکے لڑکیاں لیکن اس میں سے بیشتر بھیجی ہی میں فوت ہو گئے۔

خوشخبری دے اور بائیں کان سے میری روح نکال لے۔ (28)

### سلطان خسرو

خسرو سترہ سال کا جوان تھا۔ بہت خوبصورت اور خوشگوار اطوار کا بے داغ چال چلن کا۔ اس تربیت کی گہرائی خود اکبر نے کی تھی۔ اس کی تعلیم ابو الفضل جیسے فاضل اجل کے ماتحت شروع ہوئی تھی جس کی مدد پر اس کا عالم و فضاں بھائی ابوالخیر تھا۔ کچھ دنوں راجہ مان سنگھ اس کا سرپرست رہا تھا۔ ایک ذی علم برہمن شیو بھٹ عرف بھٹا چارجی نے اسے ہندو علوم سے آشنا کر دیا تھا۔ دربار کے ماحول نے اس میں غیر معمولی ذہانت اور آزاد خیالی پیدا کر دی تھی۔ اپنے باپ اور چچاؤں کے بدنام کن اطوار کے برخلاف خسرو کی عام خوبیاں غیر معمولی طور پر بڑی قابل قدر تھیں جو سیاسی جھگڑے اس کے گرد پیش ہو رہے تھے ان سے اس میں حصول اقتدار کے وہ خوشی اپنے چچا اور خسرو کی جماعت میں شامل ہو گیا جو اسے تخت نشین کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ (29)

### شاہ بیگم کی خودکشی 16 مئی 1604ء

خسرو پورے جوش و خروش کے ساتھ اس سازش میں شریک ہو گیا اور اکثر اپنے باپ کو برا بھلا کہنے لگا۔ اس کے لڑکے اور شوہر میں جو تنازعہ تھا اس سے اس کی ماں کو انتہائی غلش ہوئی اس نے بار بار خسرو کو لکھا کہ وہ سلیم کا ساتھ دے اور اس کے دشمنوں سے قطع تعلق کر لے لیکن خسرو کے دماغ پر حکومت کا جوش چڑھا تھا وہ کسی طرح اتار نہ سکی۔ اس کی دلی اذیت اس وقت اور بڑھ گئی جب اس نے یہ سنا کہ اس کا بھائی بادشاہ سلیم بھی اس جماعت میں شامل ہو گیا جو اس کے شوہر کے خلاف ہے۔ اسے حراج کی محزونیت ترک کر لی تھی جس میں دماغی عدم توازن بھی شامل تھا اور جسے اس کے شوہر کی بد چلنی اور کثرت ازدواج کے گمرانے کے جھگڑوں نے اور تلخ کر دیا تھا۔ چنانچہ یہ دوہری اذیت شاہ بیگم کے دماغ کی برداشت سے باہر تھی۔ اکثر اوقات وہ خلل دماغ کے دورے میں مبتلا ہو جاتی تھی۔ آخر کار حالات کو سدھارنے اس کی ناکامی اور اس کی ناقابل برداشت اذیت اور صعوبت نے اسے خودکشی کرنے پر آمادہ کر دیا۔ 16 مئی 1603ء کو صبح کے وقت سلیم کو یہ پیغام بھیج کر شکار سے واپس بلایا گیا کہ اس کی چھیتی بیگم نے بڑی مقدار میں افیون کھالی ہے اور تشفیج کے دورے میں تڑپ رہی ہے لیکن سلیم کے چنبچے سے پہلے ہی

(28) عزیز کوکا کے حالات زندگی کے لیے دیکھو اقبل نامہ صفحہ 230 جس سے خانی خان نے کافی استفادہ کیا ہے۔ جلد اول صفحہ 20 تاثر الامر (پیر راج) جلد اول صفحہ 319-335۔ بلوکیں صفحہ 335-338۔ دربار اکبری صفحہ 739۔ نیز دیکھو منتشر حالات کے لیے ابو الفضل نظام الدین و بدایینی 1571ء میں عزیز کوکا نے اکبر اور اس کے ہمراہوں کی شاعرانہ مصافحت کی۔ صغیر سن شہزادہ سلیم بھی اکبر کے ساتھ تھا جسے خسرو نے قیمتی جوہرات تحفہ میں دیے ہیں۔

(29) خسرو کے حالات زندگی کے لیے دیکھو اکبر نامہ جلد سوم صفحہ 523، 547، 839۔ عمل صالح نیری کا سفر نامہ صفحہ 411 میں میر و چراگیر کے دربار میں جدیث مثنی کا تیسرا کن تھا وہ 1595ء کا ایک خوش کن مگر غیر اہم واقعہ بیان کرتا ہے کہ کن میر و نے بادشاہ کو حضرت مسیح اور مریم ہزار کی ایک تصویر دکھائی۔ وہ کہتا ہے کہ ”جب ہم نے یہ مہرک تصویر دیکھی تو ہم گھٹنوں کے بل جھک گئے اور یہ دیکھ کر کہ بادشاہ کا دس سالہ پوتا شہزادہ کالاکا بھی جھک گیا اور دونوں ہاتھ جوڑ لیے جس پر بادشاہ بہت خوش ہوا اور شہزادہ سے کہا ”ذرا اپنے لڑکے کو دیکھو“۔ میگلگن صفحہ 65۔ خسرو کی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی۔

سب کچھ ختم ہو چکا تھا (30) اسے اسی تفریحی باغ میں دفن کیا گیا جس میں چند سال بعد اس کے لڑکے خسرو کی قبر بنی اور جواب بھی خسرو باغ کے نام سے مشہور ہے۔ (31)

### اکبر کا تعزیت کا خط

خانگی رنجشوں کی اس سب سے بڑی مصیبت نے کچھ دنوں کے لیے سلیم کے حواس معطل کر دئے اور اکبر نے اسے ہمدردانہ تعزیت کا خط لکھا۔ (32)

### سلیم کا ظلم

لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلیم کے مزاج کی درشتی ہمیشہ سے زیادہ بڑھ گئی اس جھوٹے دربار کے جھگڑوں سے تنگ آکر بہادر عبداللہ خاں نے کنارہ کشی اختیار کی (33)، اور سلیم کا غصہ بے پناہ بڑھ گیا۔ اس نے اپنی پریشانیوں کو شراب اور افیون میں غرق کر دیئے کی کوشش کی مگر علاج مرض سے بھی بدتر ثابت ہوا۔ اس کی اس زمانہ کی حرکات اس کی شہرت پر سب سے زیادہ ہمدانہاں ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر وہ آپے سے باہر ہو جاتا اور فوراً وحشیانہ ظلم پر اتر آتا (34) ایک نہایت قابل نفرت واقعہ نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ اس کا فطرانہ مزمل دل اس بے رحمی کی حد تک پہنچ گیا تھا جو انتہائی ظلم کی قسم تھی۔

### ایک شرمناک واقعہ

ایک واقعہ نکار جس پر پہلے ہی سے سلیم کے قتل کی سازش میں شرکت کا شبہ تھا۔ شہزادے کے ایک مقرب خواجہ سرا پر عاشق ہو گیا اور اسے لے کر بھاگ گیا۔ اس نے جنوب کا راستہ اختیار کیا شاید شہزادہ وانیال کی پناہ میں جانے کے خیال سے جیسے ہی اس کے فرار کی اطلاع ملی ایک جماعت تیز رفتار سواروں کی اس کے تعاقب میں روانہ کر دی گئی۔ اپنی روانگی کے چھپنے نہ دیکھا اور الہ آباد لایا گیا۔ ایک اور شخص بھی اس سازش میں شریک پایا گیا۔ شہزادہ نے غصہ کی حالت میں یہ حکم دیا کہ تین میں سے ایک کو

(30) اکبر نامہ ایلین ڈاؤسن، جلد ششم صفحات 112 نے غلطی سے اس خود کشی کو اس کی ایک سوت کے جھگڑے سے منسوب کیا ہے۔ جہانگیر (راجرس دیورج) جلد اول صفحات 55-56، خانی خاں (جلد اول صفحہ 227) نے اس کی موت غلطی سے 1011ھ میں لکھی ہے۔ آثارالامر (دیورج) جلد اول صفحات 400 دیورج (جزل آف رائل ایٹانک سوسائٹی 1807ء صفحہ 62) عجیب بات ہے کہ سولی ڈسٹرکٹ گزیٹر جلد 23 مطبوعہ الہ آباد صفحہ 169 کا بیان ہے کہ خسرو کی حمایت پر اس کی ماں تھی۔ (31) یہ باغ الہ آباد ریلوے اسٹیشن سے ذرا فاصلہ پر آج بھی ہے اور اچھی حالت میں ہے۔ البتہ قبروں کی معقول حفاظت نہیں ہوتی۔ شاہ بیگم کی قبر مغرب کی طرف تیسری عمارت میں ہے جس میں علاوہ شاہ بیگم کی قبر کے کئی اور چھوٹی چھوٹی قبریں ہیں۔ شاہ بیگم کی قبر تو دیہی ہی خوبصورت اور شاندار نہیں لیکن اس کے اوپر ایک بہت خوبصورت چھوٹی سے عمارت ہے۔ اس کے کتبے اور ترجمہ کے لیے دیکھو دیورج (جزل آف رائل ایٹانک سوسائٹی 1907ء صفحہ 604۔ نیز بتل کی مصلح التورخ صفحہ 334۔ نیز جلد دوم 443 جے کی ہینڈ بک فار بنگل صفحات 203-204 میں کئی غلطیاں ہیں۔

(32) جہانگیر (راجرس دیورج) جلد اول صفحات 55-56 اکبر نامہ ایلین ڈاؤسن، جلد ششم صفحہ 112 خانی خان جلد اول صفحہ 227۔

(33) محمد بادی صفحہ 13 خانی خاں جلد اول صفحہ 227۔ آثارالامر (دیورج) جلد اول صفحہ 97۔

(34) مختل اکبر نامہ ایلین ڈاؤسن، جلد ششم صفحات 112-113 خانی خاں جلد اول صفحات 227-228۔

نعتی سے چٹا جائے، ایک کو آختہ کر دیا جائے اور ایک کی کھال کھینچی لی جائے۔  
اکبر کو یہ سن کر کہ شہزادہ اتلی وحشیانہ حرکت کا مرتکب ہوا، سخت صدمہ ہوا اور سخت فہمائش کے خط میں اس نے لکھا کہ وہ خود تو مردہ بکرے کی کھال کھینچتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ شہزادہ نے زندہ آدمی کی اپنے سامنے کھال کھینچتے ہوئے دیکھنا کیسے گوارہ کیا۔ (35)

سلیم کی یہ حرکت یقیناً ناقابل دفاع تھی مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ ملزمین نہایت کر بہہ اصلاحی جرم اور بدترین غداری کے مرتکب ہوئے تھے۔ قابل لحاظ بات یہ ہے کہ شہزادہ نے کھال کھینچنے کی وحشیانہ سزا جس کی سخت مذمت کی صرف اسی موقع پر دی تھی ورنہ اور بھی اس سے ایسی قابل نفرت حرکت سرزد نہیں ہوئی تھی جو انسانیت کو ذلیل کرنے والی ہو یعنی دوسرے کی اذیت دیکھ کر خوش ہو۔

### سلطان دانیال

اگر سلیم کے غیغیہ و غضب کے مستحق تعاقب کرنے والوں کے ہاتھ نہ آتے تو بھی وہ زیادہ دن محفوظ نہیں رہ سکتے تھے۔ سلطان دانیال ذلت کے انجام کے آخری دوروں میں مبتلا تھا۔ اس کے بچپن سے تو یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی جوانی خوشگوار اور شاندار ہوگی۔ اسے مضبوط جسم و دماغ ملا تھا۔ خوبصورت ناک و نقشہ، پسندیدہ اطوار اور بات چیت کا دل کش انداز، ورزش نے اس کی صحت بہتر کر دی تھی وہ بہت اچھا شکاری تھا اور گھوڑے پر تھیبوں کا شائق، اس کی تعلیم رایگان نہیں گئی تھی۔ وہ ہندی گانوں سے خوش ہوتا تھا اور ہندی شاعری کی کسی قدر مہارت حاصل کر لی تھی۔ اس کی شادی عبد الرحیم خاں خانان کی لڑکی سے ہوئی تھی اور یہ توقع تھی کہ شہزادہ پر اس کا خوشگوار اثر ہو گا۔

### دانیال کی شراب نوشی

لیکن جوانی کے قریب پہنچ کر وہ شراب نوشی اور عیاشی میں مبتلا ہو گیا۔ اکبر نے اسے ایک ذمہ داری کے منصب پر مقرر کیا مگر حسن اور شراب کی کشمکش نے کام کو بھی پس پشت ڈال دیا جب اسے دکن کا کام سپرد کیا گیا تو وہ شراب نوشی میں بالکل غرق ہو گیا۔ عبد الرحیم کی سمجھانے بھانے کی ساری کوششیں بیکار گئیں۔ اکبر نے دور بیٹھے ہوئے نصیحتیں کیں مگر بے کار ہوئیں۔ اکبر نے اسے دربار میں طلب کیا مگر شہزادے نے فرمان کی تعمیل نہ کی۔ اکبر نے عبد الرحیم پر بھی بے پروائی کا الزام لگایا اور اسے فہمائش کی کہ شہزادے کی اصلاح کی پھر سے کوشش کرے لیکن نوجوان شہزادہ سدھرنے کی حد سے گذر چکا تھا۔ 1604ء میں اکبر کے بھائی ابوالخیر کو بھی بھیجا کہ جس طرح ممکن ہو دانیال کو دربار میں لے آئے مگر اب وہ حرکت کرنے سے بھی معذور ہر چکا تھا۔ عبد الرحیم نے اس کی شراب کی رسد بند کر دی اور ممانعت کے لیے خت پہرہ بٹھایا مگر شہزادہ روئے اور دھڑلا کر نکلنے لگا اور محافظوں سے التجا اور منت سماجت کی اور رشوت بھی دی کہ کسی نہ کسی طرح شراب لادیں۔ بعض محافظ اسے ضعیف الاخلاق یا ذلیل تھے کہ وہ اپنی پگڑیوں میں چھپا کر شراب کی بوتل لائے اور سب سے بدتر یہ کہ بندوق کی تال میں بھر کر لائے خصوصاً سر شد علی خاں وہ آتش پرانی شراب دوتالی بندوق کی تال میں بھر کر لاتا اور بارود کی نکل میں بھر کر جس کے اثر کو مذاق میں جتانے کی طرح کا کہا گیا تھا۔

## موت

اس شراب کی تیزی نے زنگ کو کھلادیا اور شہزادے کی چینی موت کو اور قریب کر دیا۔ چالیس دن کی خرمن بیماری میں وہ اپریل 1504ء میں فوت ہو گیا۔ (36)

## اکبر کی الہ آباد کو روانگی

اس رنج و واقف نے سلیم کے راست سے ایک اور رقیب کو ہٹا دیا مگر سلیم برابر اپنی بد چلتی اور خداری کی راہ پر چلا رہا اور آخر کار اکبر کا بیٹا نہ مہر لبریز ہو گیا۔ اگست 1604ء میں بادشاہ نے اپنی بیمار ماں اور حرم کے جذبات کے نظر انداز کر کے یہ تہیہ کر لیا کہ شہزادہ کو بذور قوت اطاعت شکاری کی راہ پر لایا جائے اور آگرہ میں رکھا جائے تاکہ وہ الہ آباد کے برے اثرات سے دور رہے۔ سلیم سمجھا گیا مگر قسمت نے اسے پلک میں ذلیل ہونے سے بچا لیا۔ اکبر کی کشتی دریائے جمناس میں زیادہ دور نہیں گئی تھی کہ وہ ایک نیلے سے نکرا گئی اور بری طرح اس میں دھنسن گئی۔ دوسری کشتی منگا کر سفر جاری رکھا گیا مگر عین اس وقت موسلا دھار بارش ہو گئی جس سے سارا قریب و جوار ایک وسیع جھیل بن گیا اور فوج کی نقل و حرکت ناممکن ہو گئی۔

## مریم مکانی کا انتقال

اسی اثنا میں یہ خبر آئی کہ بیوہ ملکہ کی علالت نے تشویش ناک صورت اختیار کر لی ہے۔ بادشاہ نے فوراً ایک آدمی روانہ کیا جس نے واپس آکر یہ خبر دی کہ ملکہ کی نزاع کی حالت ہے۔ اکبر تیزی سے آگرہ کی طرف واپس ہوا مگر جب وہ پہنچا تو معزز ملکہ کی زبان بند ہو چکی تھی۔ چند گھنٹہ بعد سب کچھ ختم تھا۔ (37)

## سلیم کی معذرت

اکبر کو سخت صدمہ ہوا اور سارا دربار سوگ میں مبتلا ہو گیا (38) کہ الہ آباد کہ ہم کچھ دنوں کے لیے کوئی سوال نہ رہا مگر خوش قسمتی سے اب اس کی ضرورت بھی نہ رہی۔ فوجی قوت کے مظاہرہ نے سلیم کو

(36) جہانگیر (راجا سورج) جلد اول صفحات 34-36 فیضی سرہندی کا اکبر نامہ (ایلیٹ ڈکشن) جلد ششم صفحہ 146۔  
تخیل اکبر نامہ (ایلیٹ ڈکشن) جلد ششم صفحہ 113، 114، خانی خان جلد اول صفحہ 228 خلاصہ الخوارزم (دہلی ایڈیشن) صفحہ 438 کہا جاتا ہے کہ دانیال نے اپنی مرغوب بندوق پر ایک شعر کندہ کر دیا تھا۔

تیرے ساتھ فکر کی سرت میں زندگی نئی اور تیرہ دم ہو جاتی ہے  
جس کسی پر بھی تیرے تیر کا نشانہ لگے وہ جتارہ کے مانند ہے

(37) فارسی مورخین نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ اکبر کی ہم عصر صحت اور فہمائش کے لیے قبیح مگر حاسر حالات اور جڑیہ معصی کی واضح شہادت سے اس ہم عصر کی فوجی نوعیت میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ خاص کر یہ امر قابل غور ہے کہ اصلاح کے لیے پراگن کوشش کی مریم مکانی بھی طاقت نہ کرتی۔ دیکھو تخیل اکبر نامہ (ایلیٹ ڈکشن) جلد ششم صفحہ 133، 134، 15۔ کاز جہانگیری (مخطوطہ خدائیں) صفحہ 32 (ب) خانی خان جلد اول صفحات 228، 230۔  
دولایت (ترجمہ کچھ برج کلکتہ ریلوے 1873ء نمبر 113 صفحہ 199، یگانا کن صفحہ 96)

(38) بادشاہ اور اس کے درباریوں نے اپنے سرور و راز میں مونچھ منڈوا دیے اور کئی قدم تک چترے کو لے جانے میں مدد کی۔  
مریم مکانی کو دلی میں اپنے شوہر کی قبر کے پاس دفن کیا گیا۔ تخیل اکبر نامہ (ایلیٹ ڈکشن) جلد ششم صفحہ 113)



خوفزدہ کر دیا تھا اور مریم مکانی کی موت نے اسے اس کے سب سے بڑے سفارشی سے محروم کر دیا تھا اور سلیم نے یہ دن ذلت و رسوائی میں بسر کیے لیکن جن اصرار نے اب تک اس کی حفاظت کی تھی وہ پھر برسر کار ہو گئے۔

## رہائی

شہزادہ کی سوتیلی مائیں اور بہنیں اس سے ملیں اور اسے قسلی دی اور اس کی حمایت میں اکبر پر پورا زور ڈالا چنانچہ شہزادہ نہ صرف قید سے رہا کیا گیا بلکہ اس کے اعزاز اور منصب میں بھی اضافہ کیا گیا اور اس کی درخواست پر اس کے حمایتی بھی جھوڑے گئے اکبر نے کوشش کر کے اس کے جذبات کو مجروح نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جیسے دونوں کے درمیان کبھی کوئی غلط نہ تھی۔ (39)

سلیم نے قطعی مصالحت پر اکبر کے زخمی دل کو بڑی تسکین ہوئی لیکن چین اس کی قسمت میں نہ تھا مسلسل جسمانی سرگرمی اور ذہنی کوفت میں اس نے ترسٹھ سال کی زندگی گزار دی تھی۔ پچھلے چند برسوں کے صدمات نے اس کی صحت کو مہلک طور پر متاثر کر دیا تھا۔ اس کی تیزی سے گرتی ہوئی صحت نے جانشینی کے امیدواروں کی رقابت اور تیز کردی اور سلیم اور خسرو کی کشیدگی کو بدنامی کی حد تک پہنچا دیا 20 ستمبر 1605ء کو ہاتھیوں کی لڑائی کے سلسلہ میں اتنا بھگڑا ہوا کہ فریقین نے دھار اور تہذیب کے سارے احساسات گم کر دیئے اور اکبر کی زندگی کے دن اور گھلا دیئے۔

## ہاتھیوں کی لڑائی

قرون وسطیٰ کے ہندوستان میں ہاتھیوں کی لڑائی بہت مقبول اگرچہ بڑی بے رحمانہ تفریح تھی۔ (40) اکبر کی بیمار ذہنیت نے اس سے شگون لینا چاہا اس نے یہ انتظام کیا کہ دریائے جنا کے کنارے سلیم کے ہاتھی گیرن بار اور خسرو کے ہاتھی اپروالے لڑائی 1692 بادشاہی ہاتھی رن تھمیں ہارے ہوئے ہاتھی کی مدد کے لئے محفوظ رہے۔ لڑائی دیکھنے کے لیے بڑا جھوم جمع ہوا۔ آگرہ کے سارے شرفائیس لباس میں موجود تھے۔ سلیم اور خسرو اپنے اپنے حمایتوں کے ساتھ گھوڑے پر سوار تھے۔ اکبر اپنے جیسے پوتے خرم کے ساتھ جمروہ درشن میں بیٹھا تھا۔

درمیان کی مٹی کی دیوار گر اویسے پر دونوں ہاتھی زوردار ٹکڑے کے ساتھ لڑنے لگے۔ فریقین کی چند شدید ٹکڑوں کے بعد گیرن بار کا پلہ واضح طور پر بھاری ہو گیا۔ محفوظ ہاتھی رن تھمیں اپروا کی مدد کے لیے آگے بڑھا مگر سلیم کے حمایتوں نے لڑائی کے جوش میں آکر چٹنا شروع کیا "کوئی مدد نہیں، کوئی مدد نہیں" اور فیلیبان کو گالیاں دینا شروع کیا اور پتھر اڑا کر کے اسے زخمی کر دیا مگر بہادر فیلیبان اپنا فرض انجام (39) تکمیل اکبر، جلد دوم صفحات 415، 416، خانی خان جلد اول صفحہ 280، ڈی لانت (ایچ برج صفحات 199-200) : دونوں کا بیان ہے کہ اس نے (اکبر نے) اسے رہا کر دیا اور مزید براں اسے ایک محل اس کے منصب کے مطابق دیا۔ آخر میں اس نے ایسا سلوک کیا کہ جیسے دونوں کے مابین کبھی کوئی رنجش نہ تھی۔

(40) ہاتھیوں کی لڑائی کے متعلق دیکھو سر طامس روکاسٹر، مد (مرتبہ ناصر) صفحہ 106، 122، پیر منڈی جلد دوم صفحات 37، 128، 37، پراچہ جات چہارم 327، 439، 475، برنیر (مرتبہ کاشنیل) صفحہ 277۔ ہاتھی کو محفوظ کرنے کے متعلق جے طینچہ کہتے تھے اسے اکبر کی اختراعی ذہانت کا نتیجہ کہا جاتا ہے۔ (تاریخ الاسر، جلد اول صفحہ 570)

دینے کے لیے آگے بڑھتا رہا لیکن گیرن بارن تھمیں سے بھی زیادہ طاقتور ثابت ہوا۔

### سلیم اور خسرو میں جھگڑا

خسرو دوڑتا ہوا بادشاہ کے جھروکے میں گیا اور اپنے باپ اور اس کے ساتھیوں کو سخت برہملا کہا۔ اکبر جس نے فیلبان کی پیشانی سے خون بہتا ہوا دیکھا تھا۔ اس نے خرم کے ہاتھ سلیم کو پیام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو روکے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہ سارے ہاتھی اسی کے ہو جائیں گے۔ سلیم نے قسم کھا کر جواب دیا کہ اپنے مہرائیوں کی ہمت افزائی کرتا تو درکنار اس نے درحقیقت ہنگامہ کو فرو کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔ خرم نے یہ جواب جا کر اپنے دادا کو سنا دیا۔ اس دوران میں آگبازی چھوڑ کر ہاتھیوں کو الگ کرنے کی ساری کوششیں بیکار گئیں۔ اپروا بھاگ کھڑا ہوا لیکن رن تھمیں گیرن بار نے جتنا تک پیچھا کیا جہاں کشتیوں کے بیچ میں آجائے سے حملہ فرو ہو سکا۔ سانگھ اور عزیز کو کاکلی سازشوں نے اس کا آگرہ میں موجود رہنا بہت ضروری کر دیا تھا اس صورتحال میں مصالحت کی ضرورت اسے شدت سے محسوس ہوئی اور رحال کے خانگی مدمات نے جو صورت حال پیدا کر دی تھی اس سے فائدہ اٹھانے کا اس نے تہیہ کر لیا۔ اس نے اپنی دادی کا سوگ منایا۔ ظاہر ابھی اور یقیناً دل سے بھی۔ اس نے اپنے باپ سے تعزیت کرنے اور اپنے قصوروں کی معافی خود حاضر ہو کر مانگنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

### آگرہ میں آمد

الہ آباد کا انتظام شریف کو سپرد کر کے شہزادہ اپنے لڑکے پرویز اور اپنے چند مہرائیوں کو لے کر آگرہ کے لیے روانہ ہو گیا اور 9 نومبر 1604ء کو وہاں پہنچ گیا۔

### باعزت استقبال

عام دربار میں اس کا استقبال عزت اور شفقت سے کیا گیا۔ اس نے دو سو اشرفیاں ایک لاکھ روپیہ کی قیمت کے ایک ہزار دو سو ہاتھی نذر کیے۔

### سرزنش

لیکن جیسے ہی دربار پر خاست ہوا اکبر اسے اپنے خاص کمرے میں لے گیا اور سخت سرزنش کی۔

### قید

شراب نے شہزادہ کا داغ قتل کر دیا تھا اس لیے اسے حراست میں رکھنے اور طبیبوں کی سپردگی میں دینے کی ضرورت تھی۔ ان تہدید کی کارروائیوں پر عمل کیا گیا۔ پورے دس دن شہزادہ ایک کمرہ میں مقید رہا اور راجہ شالیمار ایک ممتاز درباری طبیب اور جن اور ایک حجام اور ایک ملازم اس پر مقرر کیا گیا۔ کچھ دن اسے شراب اور افیون نہیں دی گئی۔ اس کے خاص خاص حمایتی مگر قتل کر لیے گئے۔ البتہ راجہ باسو جسے

جس سے اس پار جمود دیا گیا تھا قیام کر نکل بھاگا۔ (41)

## اکبر کی مہلک بیماری

سلیم اور خسرو کی برسر عام بد مزاجی اور دشمنی کا مظاہرہ اور مستقبل میں اس کے عواقب کے تصور نے اکبر کے پریشان دماغ کو سخت اذیت دی۔ ایک رات اس کی بے چینی میں گزری جس کے بعد بخار ہو گیا جس میں دستوں سے اور پیچیدگی پیدا ہو گئی۔ شاہی طبیب حکیم علی گیلانی (42) نے آٹھ دن تک اس امید میں کوئی دوا نہیں دی کہ مریض کی طبعی قوت خود مرض کو قابو میں کرے گی لیکن جب تشویش انگیز علامتیں ظاہر ہونے سے یہ توقع پوری نہ ہوئی تو اس نے دوا دی جس سے پیشاب رک گیا جس کے بعد جلاب دیے گئے جن سے مریض بہت کمزور ہو گیا۔ کوئی دوا اس کے شدید جسمانی درد کو کم نہ کر سکی اور نہ کسی تدبیر سے اس کی رات دن کی سختی میں سکون ہوا۔ ساری تدبیریں ناکام ہونے پر علاج کرنے والے بالکل مایوس ہو گئے۔ (43)

(41) محمد ہادی صفحات 15، 16، النسخ الاخبار (الیت وڈاؤن) جلد ششم صفحات 247، 248، ٹاؤ جھانگیری (مخطوطہ خداداد) صفحہ 25 (ب) خانی خان جلد اول صفحہ 230، تمکین اکبر نامہ، وہ ان نویری کی اکبر جلد دوم صفحات 415، 416، ٹاؤ الاامرا (بیورنچ) جلد اول صفحات 392، 393، سلیم کی حراست کی مہاد کے متعلق مورخین میں اختلاف ہے۔ ڈی لائٹ دون لکھتا ہے۔ ڈرد و چارک تین، محمد ہادی تین دن، عنایت اللہ اور کامگاری دس دن، النسخ الاخبار بارہ دن، ٹاؤ الاامرا بارہ دن۔ چنانچہ مستند ترین تاریخوں میں دس دن ہیں۔ ڈی لائٹ (ترجمہ لیٹھ برنچ) صفحہ 160، کا بیان ہے کہ سلیم کا دربار عام میں پر جوش استقبال ہوا (مگر جب وہ قدم بوسی کے لیے جھکا تو اکبر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹا اور اندر کمرے میں لے جا کر اس نے کئی گھنٹے باندھے اور اس کی غذا دی پر اسے سخت سر زلزل کی اور نیز اس کی بزدلی پر کہ باوجود ستر ہزار سوار کے ساتھ موجود ہونے کے اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ وی اسے اسمعہ (اکبر صفحہ 329) اس بیان کو تسلیم کرتا ہے لیکن راقم سطور بذراکے اکبر کے (رحمان حراج کے بالکل خلاف معلوم ہوتا ہے۔ ٹاؤ جھانگیری کا بیان ہے کہ سلیم پورے دس دن انجون اور شراب سے محروم رکھا گیا لیکن ڈی لائٹ کا بیان ہے کہ اسے صرف چوبیس گھنٹہ حراست میں انجون اور شراب سے محروم رکھا گیا اور پھر اکبر نے خود انجون لاکر اپنے ہاتھ سے اسے دی۔

(42) علی گیلانی اکبر کی حکومت کے ابتدائی دنوں میں وسط ایشیا سے نقل و وطن کر کے ہندوستان آیا۔ اس وقت وہ محض دو سالہ تھا لیکن اس کی فنی مہارت اور طبی استعداد نے بہت جلد اسے ترقی دے دی۔ 1592ء میں اس نے ایک ایسا کمرہ بنوایا جس کا رتبہ ایک (چھ گزمرخ) تالاب سے ہو کر تھا مگر جسے پانی بالکل نہیں چھو تا تھا۔ 1595ء میں سات سو کا منصب ملا۔ اگرچہ دربار میں اسے جو اعزاز حاصل تھا اس کے برابر نہ تھا۔ اس نے کئی حیرت انگیز علاج کیے اور اس کی شہرت بجا طور پر اس عہد کے عظیم ترین طبیب کی تھی۔ بعد کی نسلوں میں اس کی یہ شہرت ہوئی کہ اس نے ساتھ ہزار کی قیمتی دوائیں مفت تقسیم کیں جس میں مالی یقیناً بادشاہ کی بھی تھی۔ اس کے حالات زندگی کے لیے دیکھو ٹاؤ الاامرا جلد اول صفحات 55، 57، بیورنچ جلد اول صفحات 8، 124، 152، 154، بلو کین صفحات 466، 467، جھانگیری (راجس و بیورنچ) جلد اول صفحات 68، 124، 153، میں اس کے متعلق ناموافق رائے ظاہر کی گئی ہے۔ ”ہو شیار سے زیادہ محنتی تھا جیسے اس کی ظاہری صورت اس کے حراج سے قطعاً اور اس کی کامیابی اس کی قابلیت سے زیادہ تھیں ہمیشہ مجموعی وہ دل کا خراب اور بد طبیعت تھا۔“

(43) محمد ہادی صفحہ 17، دقاغ احمد بیگ (ایلیٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحہ 189، جلد ششم تمکین اکبر نامہ (ایلیٹ وڈاؤن) ششم صفحہ 115، خانی خان جلد اول صفحہ 232، ٹاؤ الاامرا جلد اول صفحہ 571، بیورنچ جلد اول صفحات 182، 183، ٹاؤ الاامرا (جلد اول صفحہ 56) کا بیان ہے کہ جب دوا سے اس کے دستوں میں فائدہ نہ ہوا تو وہ حکیم علی پر سخت غضب ناک اور اسے اس کی حقیر ابتدا اور اس کی ناشکری اور اس کی نااہلیت کا طعنہ دیا اور اسے کدیر سے بدر کیا لیکن حکیم نے کہا کہ اگر ہادی میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے اور اپنی دوا کی تاثیر کا اس طرح مظاہرہ کیا کہ ایک برتن میں پانی جوش کر کے اس پر دوائیں ڈالیں۔ اکبر نے اس کے پینے پر اصرار کیا جس کے نتیجے میں اس کا پیشاب رک گیا۔

## سلیم کو گرفتار کرنے کی سازش

اکبر کے بستر مرگ کے گرد سازشوں، غداریوں، ساز باز سازش اور جواہی سازش منتقلو اور منصوبہ بازی کا ایک طوفان برپا تھا خاں اعظم عزیز کو کا جو نائب سلطنت تھا اس نے سارے عہدے اپنے حامیوں سے بھر دیئے تھے اور حکومت پر اپنا قبضہ کرنے کی فکر میں تھا۔ منصوبہ یہ تھا کہ جب سلیم اپنے باپ سے ملنے آئے تو اسے پکڑ کر قید کر لیا جائے۔

## سازش کی ناکامی

لیکن عین اس وقت جبکہ شہزادہ برہم کے نیچے کشتی سے اتر رہا تھا میر ضیہ الملک قزوینی نے سازش کا انکشاف کر دیا۔ سلیم اپنی جائے قیام پر واپس آگیا اور باہر نکلتا بالکل بند کر دیا لیکن خرم کو اپنے دادا سے الگ کرنے پر نہ وہ خود اور نہ اس کی ماں آمادہ کر سکی۔

## جانشینی کے لیے مشورے

عزیز کو کا اور مان سنگھ کی سازش کا قیل از وقت انکشاف ہو جانے پر ان دونوں نے کھلے خزانے اور بے خوفی سے اپنا کام شروع کر دیا۔ انہوں نے امر اور اعلیٰ افسران کو جمع کیا اور سلیم کو بنا کر خسرو کو تخت نشین کرنے کی مستعدی سے وکالت کی۔ سلیم کا چال چلن کسی سے پوشیدہ نہ تھا۔ اکبر کا خیال اس کے متعلق اچھا نہ تھا اور وہ اسے اپنا جانشین بنانا نہیں چاہتا تھا اس لیے سب کو متفق ہو کر خسرو کو تخت نشین کر دینا چاہیے۔ مختلف فریق کی سربراہی سید خاں بارہہ (44) کر رہا تھا جو قدیم مغل خاندان کا ایک ممتاز رکن اور شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے یہ دلیل دی کہ سلیم کی برطرفی چغتائی ضابطہ اور دستور سے انحراف ہو گا۔ سخت بخشا بخشی کے بعد وہ ملک خیر اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھ کر چلا گیا۔ خان اعظم غدر میں آپے سے باہر ہو گیا مگر اس نے اپنے غدر کو ضبط کر لیا اور مجلس برخواست ہو گئی۔

## اختلاف

اس طویل نزاع کے سلسلہ میں مجلس شوریٰ میں ایک فیصلہ کن فیصلہ تھا مان سنگھ اور عزیز کی جگہ سلیم کو برطرف کرنے پر اکبر کی تائید حاصل نہ کر سکے تھے اور امرائی کی اکثریت کی تائید حاصل کرنے میں ناکامی نے سازش کی قسمت پر مہر لگا دی۔ (45)

(44) بارہہ تھلہ ہے سرف سید خان ہوتا ہے۔ (مترجم)

(45) (1) فانی اسدیجک (دواؤن) جلد ششم صفحات 169-179 محمد ہادی صفحہ 18 خانی خاں جلد 1 صفحات 233-234 آقا ابور (پورٹ) جلد اول صفحہ 327؛ (2) (طس ایڈیشن) کوئی نیز آف راسٹھان) نے اس مقام کو اس سے مختلف بیان کیا ہے۔ برائش کی جگہ غیر صفحہ 33 نکلیا ہے پر اس جگہ ایڈیشن صفحہ 56) اور ڈی لاسٹ (ترجمہ نیو) نے جگہ برعکس بیان کیا ہے۔ 1871ء صفحہ 77) کا بیان ہے کہ آبر نے جانشینی کے لیے خسرو کو ہار دیا تھا۔ مگر دوسرے مورخین اس بات کا یہ نہیں کہتے۔ اکبر نے آقا ابور سے تھاج ایسا کر تھاج ابور ڈی لاسٹ (ترجمہ نیو) برقی صفحات 199-200 کو بھی یہاں ہے۔ (مترجم) (3) فانی اسدیجک (دواؤن) جلد ششم صفحات 169-179 محمد ہادی صفحہ 18 خانی خاں جلد 1 صفحات 233-234 آقا ابور (پورٹ) جلد اول صفحہ 327؛ (4) (طس ایڈیشن) کوئی نیز آف راسٹھان) نے اس مقام کو اس سے مختلف بیان کیا ہے۔ برائش کی جگہ غیر صفحہ 33 نکلیا ہے پر اس جگہ ایڈیشن صفحہ 56) اور ڈی لاسٹ (ترجمہ نیو) نے جگہ برعکس بیان کیا ہے۔ 1871ء صفحہ 77) کا بیان ہے کہ آبر نے جانشینی کے لیے خسرو کو ہار دیا تھا۔ مگر دوسرے مورخین اس بات کا یہ نہیں کہتے۔ اکبر نے آقا ابور سے تھاج ایسا کر تھاج ابور ڈی لاسٹ (ترجمہ نیو) برقی صفحات 199-200 کو بھی یہاں ہے۔ (مترجم) (3) فانی اسدیجک (دواؤن) جلد ششم صفحات 169-179 محمد ہادی صفحہ 18 خانی خاں جلد 1 صفحات 233-234 آقا ابور (پورٹ) جلد اول صفحہ 327؛ (4) (طس ایڈیشن) کوئی نیز آف راسٹھان) نے اس مقام کو اس سے مختلف بیان کیا ہے۔ برائش کی جگہ غیر صفحہ 33 نکلیا ہے پر اس جگہ ایڈیشن صفحہ 56) اور ڈی لاسٹ (ترجمہ نیو) نے جگہ برعکس بیان کیا ہے۔ 1871ء صفحہ 77) کا بیان ہے کہ آبر نے جانشینی کے لیے خسرو کو ہار دیا تھا۔ مگر دوسرے مورخین اس بات کا یہ نہیں کہتے۔ اکبر نے آقا ابور سے تھاج ایسا کر تھاج ابور ڈی لاسٹ (ترجمہ نیو) برقی صفحات 199-200 کو بھی یہاں ہے۔ (مترجم)

## سليم کی پریشانی

سليم کی جانشینی تو معکم ہو مگر جو افواہیں طرعی تھیں ان سے وہ سخت پریشان تھا۔ اسے یہ اطلاع ملی کہ خسرو کو تخت نشین کیا جا چکا ہے اور قلعہ کی بھاری توپوں کا رخ اس کے محل کی طرف کر دیا گیا۔ اسے ہر وقت اپنی جان کا خطرہ تھا۔ چنانچہ اس نے دریا کے راستے سے الہ آباد جانے کی پوری تیاری کر لی تھی اور کشتی پر سوار ہونے ہی کو تھا کہ رکن الدین روہیلہ نے اس سے امر وار کیا کہ وہ اہم مجلس کے فیصلہ کا انتظار کرے۔ مین اس موقع پر مرزا شریف یہ خبر لے کر آیا کہ سازش ناکام ہو گئی اور یہ کہ مرتضیٰ خاں سادات بارہہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس کا ساتھ دینے آرہا ہے اور راستہ ہی میں ہے۔

## سادات بارہہ

اس مشہور برادری کا نام ان بارہ گاؤں کی بنا پر ہو جو موجودہ ضلع مظفر نگر میں ان کی جاگیر تھے۔ اس فرقہ کا نشان اعتبار ان کاٹھ ہی جو شہر اور ساہیوان شہادت قلعہ میدان جنگ میں پیش پیش رہتا ان کا سرورٹی حق تھا۔ خان اعظم اگرچہ ان کا دوست نہ تھا لیکن اس نے یہ اعتراف کیا کہ سلطنت کی حفاظت کے لیے وہ ایکے پر ہیں۔ اٹھارہویں صدی میں وہ بلا شہر گرجے اور تخت سے اتارتے اور چلے جاتے تھے مگر سترہویں صدی میں بھی وہ ہندوستانی سیاست کا ایک اہم عنصر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اپنی تائید کے بدلے میں انہوں نے اسلام کی حفاظت کا وعدہ لیا۔

## سازش کی ناکامی

جب اس بلا شہر دن میں شہر لوے کے ساتھ ہوئے تو انہوں نے خوش میں غارے بجوائے لیکن بلا شہر کی ہڈی حالت کی وجہ سے باجہ کو روک دیا گیا۔ دن ڈھلنے سے پہلے پہلے سلیم کے بیشتر ساتھی بھی آکر اس سے مل گئے اور وہ فوراً سب کا قصور معاف کرنے اور بھول جانے پر آمادہ ہو گیا اور کسی کی ذات یا جائداد سے انتقام لینے کا احساس ترک کر دیا۔ زیادہ دن نہیں گزرے کہ خود خان اعظم نے بھی اپنی حمایت کا اعلان کر دیا اور اس کا بڑی عزت اور احترام کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ راجہ مان سنگھ جس کی طاقت کا انھما خاص کر اس کے راجپوتوں پر تھا زیادہ دن الگ رہا لیکن اس نے بھی یہ محسوس کیا کہ اس کی سازش بری طرح ناکام ہو گئی۔ اس نے سلطان خسرو کو اپنی حفاظت میں لیا اور اگلے دن بنگال روانہ ہونے کی تیاری کر دی۔ (46)

(46) کاٹھ اسمبلیک (پلاٹ ڈوٹن) جلد ششم 170 خانی خان جلد اول صفحہ 234۔ آژالاسر (پوربج) جلد اول صفحہ 523۔ اسلام کی حفاظت کا سبب لینے اور خسرو کے حمایتوں کو معاف کرنے کا ذکر صرف ڈو جاک (جلد سوم باب 16 صفحات 138، 139) نے کیا ہے۔ اس کے مان کی تائید جہانگیر کے تحت نشین ہونے پر طرہ عمل سے ہوتی ہے۔ پریش کی جہانگیر (صفحات 67، 70) سکھاسی ایلیٹن کلکتہ صفحات 122، 130 نے اکبر کی چھٹی اور سلیم کے خلاف کاہل غلط بیان کیا ہے۔ مگر جوے چنے کے قابل۔ سادات بارہہ کے حالات کے لیے دیکھو جہانگیر (جلد دوم صفحہ 269) بلوچین صفحات 390، 393 ایلیٹن کی گامری جلد اول صفحات 11، 297۔ مرتضیٰ خاں کے حالات زندگی کے لیے دیکھو آژالاسر (پوربج) جلد اول صفحات 521، 527۔

## اکبر کا انتقال

ہر طرف سے مطمئن ہو کر سلیم اپنے باپ کے آخری دیدار کے لیے روانہ ہو گیا۔ بادشاہ نزع کی حالت میں تھا لیکن جیسے ہی سلیم نے اس کی قدم بوسی کی اس نے آنکھیں کھول دیں اور ملازموں کو اشارہ کیا کہ سلیم کے سر پر دستار رکھ دیں اور خلعت پہنا کر خود اس کا منہجر سلیم کی کمر میں حائل کر دیں۔ ملازمین نے قبیل کی اور آخری بار اظہار عقیدت کے لیے اس کی قدم بوسی کی۔ بادشاہ نے سر جھکا اور اپنی آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند کر لیں۔ (47)

(47) کاغذ مسد بیک (الیٹ وڈاؤن) جلد چشم صفحہ 170 تا 172 تحصیل اکبر نامہ (الیٹ وڈاؤن) جلد چشم صفحہ 115۔ مسد بیک کے بیان کی تقریباً ہر تفصیل میں ذہدک نے جلد سوم باب 14 صفحہ 31 و 33 میں تائید کی ہے۔ آٹز جہانگیری (مخطوطہ خط ابٹل) صفحہ 29 (الف) کھڈن صفحہ 13 خانی خان جلد صفحہ 23 خلاصۃ التواریخ (دہلی ایڈیشن) صفحہ 449۔ اکبر کے انتقال کی جہزی تاریخ 12 جمادی الآخر 1014ھ ہے جو 17 اکتوبر 1605ء کے مطابق ہے۔ زہر خونی کا شہ: ذہدک (جلد سوم باب 16 صفحہ 132) کا بیان ہے کہ شہزادہ پر اکبر کو زہر دینے کا شہ کیا گیا۔ برٹونی جس کی وی اے اسٹو نے اپنی کتاب اکبر نے صفحہ 336 و 337 میں نقل کی ہے۔ کہتا ہے کہ اکبر کا انتقال زہر خونی سے ہوا۔ لیکن انتقال کے فوراً ہی پہلے کے حالات میں اس کا موقع نہ تھا۔ نہ سلیم کی یہ نیت ہو سکتی تھی کہ وہ اپنے باپ کو جلد ختم کر دے۔ شاید ہی پر قاس کر کے ایک اور قصہ گھڑا گیا جو بونڈی کے کاغذات میں محفوظ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اکبر نے راجہ مان سنگھ کو زہر دینے کی کوشش کی مگر غلطی سے زہر کی گولیاں جہان سنگھ کے لیے تھیں خود ہی نگل گیا۔ اس کوشش کی وجہ یہ تھی کہ مان سنگھ نے جانشین میں غلطی میں ڈالنا چاہا تھا۔ دیکھو (جلد اول صفحہ 279 و جلد دوم صفحہ 385) بریڈنٹ وان ڈن بریک ڈی لائن صفحہ 204 و 213۔ وی اے اسٹو کی اکبر صفحہ 325 تا 326) نے اکبر کی ندری کا نشانہ قصہ کے مرزا غازی کو کہا ہے۔ دیکھو ڈی لائن ترجمہ لیسے برج صفحہ 200) یہی بے بنیاد قصہ خفیف فقیر کے ساتھ۔ میری نے (صفحہ 408 و 809) ہر برٹ (صفحہ 72) بیٹر منڈی (جلد دوم صفحہ 102 تا 103) تودے و جملہ کی ہسٹری آف انڈیا جلد چہارم باب اول صفحہ 174 تا 188۔

نیز دیکھو دون کاؤت شوشی جلد چہارم صفحہ 420 میں اور کرکار ہاؤزل آف بمبئی رائل ایٹناک سوسائٹی نمبر 22 صفحہ 197 تا 208۔ پرائس کی جہانگیری (صفحہ 75 تا 76) حسب ذیل غلط بیان ہے جس نے کئی مورخوں کو گمراہ کیا ہے۔ "اس توشیح موقوفہ کے قتل میں (قتل کتاب کے مضمون میں) میرے والد نے مجھے اپنا لباس بھیجا اور اپنے سر سے اتاری ہوئی گجڑی اور ایک پیام جس کا مطلب یہ تھا کہ جب میں نہ ہوں اور تم اپنے باپ کی صورت دیکھے بغیر مطمئن رہ سکو ایسا باپ جو موجود نہ ہوئے پر نہ آرام پائے نہ سکون جیسے میرے والد نے اپنے پڑے پنے اور عاجزی کے ساتھ اوائے فرض کے لیے قلعہ میں حاضر ہو گیا۔ 8 تاریخ۔ جب کے دن میرے والد کی سانس مشکل سے آ رہی تھی اور ان کا خاتہر تقریباً بالکل قریب تھا۔ انہوں نے یہ خواہش کی کہ میں کسی کو بھیج کر سدا سے امر کو بلا اشتہان کی خدمت میں بلاؤں۔ انہوں نے کہا کہ "اس لیے کہ میں گولہ انہیں کر سکتا کہ تمہارے اور ان کے درمیان جنھوں نے اسے دونوں تک میری سرگرمیوں میں ساتھ دیا ہے اور سلطنت کی عظمت بڑھانے میں شریک رہے ہیں کوئی غلط فہمی نہ جائے۔" اپنے والد کی خواہش کی تعمیل کے لیے بیترہ ہو کر میں نے خواجہ عہد الوداع کو بھیجا کہ ان سب کو قریب المہر بادشاہ کے بیماری کے کمرہ میں بلالائے میرے والد نے ان سب کو حسرت آمیز نظر سے دیکھا اور کہا کہ اس سے واجبی طور پر غلطیاں ہوئی ہوں انھیں فراموش کر دیا جائے اور پھر منظوم الفاظ میں ان سے خطاب کیا۔

میرے عہد حکومت میں جو دامن دشمنوں نے آئے ہمارے پاس اور وہ شہور اور نظم جس سے ہمارے دہار کی زینت رہی ہے میری چھٹی سے پچھون میری عہد گردش کرتی ہوئی تھی کو یاد رکھنا اور وہ شہانہ جو میں نے نہ مصلحت کے لیے چھپا دیا ہے اس وقت میں نے محسوس کیا کہ شاید اس طاقتور حکمران کی یہ آخری سانس ہو اور یہ کہ وہ لمحہ آگیا ہے جبکہ مجھے اپنا آخری فرض ہمیشہ بنیاد کے انجام دینا ہے۔ بیترہوی کے آنسو بہا ۵۰ سال کے چنگ کے پاس گیا اور اپنا سر ان کے قدموں پر رکھ دیا۔ جب میں قسطنطنیہ کی گئے ساتھ تھیں میرے ان کے گرد پھر لگا پڑے ہوئے بادشاہ نے میرے مستقبل پر شبہ کرتے ہوئے مجھے اشدہ کہا کہ ان کی قوم لے کر ہلنے کے سامنے اپنے کمر میں حائل کر لوں۔ اس کی قبیل کے بعد سے میں نے پھر ان کی قدم بوسی کی اور اپنی عقیدت پیشی کے حلقہ کی تجدید کی۔

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر.....

## جنازہ

دوسرے دن جنازہ کو شاہان ترک و احتشام کے ساتھ جایا گیا اور آگرہ سے چھ میل دور سکندرہ میں لے جایا گیا۔ سلیم نے چند قدم تک جنازہ کو پیر کی طرف کاندھوں پر اٹھایا۔ بڑے امر ہو، اہل دربار، ملازمین اور فوج نے دور دور تک با عظمت مرنے والے کا اسی طرح احترام کیا۔ (48)

## اکبر کی قبر سکندرہ میں

اکبر کی میت اسی قبر میں دفن کی گئی جسے اس نے اپنے عہد میں مغل طرز پر بنوانا شروع کر دیا تھا۔ جہانگیر نے عمارت کو آگے بڑھانے میں بہت گہری دلچسپی لی اور ایک مرتبہ اس نے سارے نقشہ کو بدل دیا۔ تین ہزار سے زیادہ کارکنوں نے پندرہ لاکھ روپے کے خرچ سے 1612ء میں اسے مکمل کیا۔ (49) جیسا کہ ہوائی چاہنے تھا اس عمارت کا نقشہ ہندو عمارتوں کے نمونے سے لیا گیا تھا۔ یہ عمارت آج بھی ہندوستانی تعمیرات کے سلسلہ میں لاجواب ہے۔ (50) اس کی ہمیشہ سے چھوٹے بیڑوں میں عزت اور محبت ہوتی چلی آئی اگرچہ 1691ء میں جاٹ باغیوں نے اس کی بری طرح بے حرمتی کی تھی (51)

بقیہ حاشیہ..... 47۔ انھوں نے مجھ سے خواہش کی کہ میراں صدر جہاں کو بلاؤں تاکہ ان کے ساتھ وہ گھر شہادت پر میں۔ اور کہا کہ اسے انھوں نے آخری وقت تک ملٹی رکھا۔ اس امید میں شاید زندگی بچنے والا ان کی زندگی میں اضافہ کر دے۔ صدر جہاں کے آنے پر میں نے انہیں اپنے والد کے پاس اپنے زانو پر بٹھایا اور انہوں نے بلند آواز سے اور صاف صاف کہہ پڑھا اس جڑک موقع پر میرے والد نے مجھے اپنے قریب بلایا اور اپنے ہاؤد میری گردن میں حائل کر کے کہل

”میرے پیارے بیٹے (بابا) میرا آخری پیام سن لو..... یاد رکھو کہ میری پردہ نشیں اہل حرم کی حفاظت سے کبھی منہ نہ موڑنا..... اگرچہ میری موت کا جہاں دل پر بہت اثر ہو گا لیکن جو باتیں میں کہہ چکا ہوں انہیں فوراً نہ بھلا دینا۔ ہم دونوں میں بہت سے قول و قرار اور وعدے ہوئے ہیں۔ لیکن تم نے جو اقرار مجھ سے کیا ہے اس سے کبھی انحراف نہ کرنا خبردار میرے بعد ملازمین اور حلقہ میں گونہ بول جانا اور نہ معیت زدہ کو اس کی معیت کے وقت نظر انداز کرنا۔“ یہ کہنے کے بعد انہوں نے صدر جہاں سے ہجر کر پڑنے کو کہا اور خود کسی ہی بلند اور صاف الفاظ میں پڑھا اور صدر جہاں سے کہا کہ برابر پڑھتے رہیں۔ ان کی عکس کے پاس سورہ ناس اور ایک سورت اور سورہ یٰسین رکھ دی گئی تاکہ ان کی روح جس قدر آسانی سے ہو سکے کھلے چنانچہ صدر جہاں نے یٰسین پڑھ کر قسم کی اور جب سورہ کے آخری الفاظ ان کی زبان پر تھے تو میرے بزرگ باپ نے اپنی جان جان آفریں کے پر در کردی اور جو گوشہ چشم پر ایک قطرہ آنکھ کے کوئی اور علامت ظاہر نہیں ہوئی۔

عام شہرت یہ تھی کہ اکبر کا خاتمہ اسلام پر ہو ”چنانچہ وہ اپنے مذہب کے باضابطہ اقرار کے ساتھ فوت ہو کر سر طامس رو بہی مرتبہ فاضل صفحہ 302 میٹھا گن صفحہ 107 میں پادری کو پتہ ہو گیا ہے کہ ”آخر میں اس کا انتقال اس مذہب پر ہوا جس میں وہ پیدا ہوا تھا۔“ لیکن مسدیک کے بیان سے یہ نتیجہ اخذ کرنا حق بجانب ہو گا کہ اس کا انتقال اسلام پر نہیں ہوا بلکہ اسی حالت میں ہوا جیسی اس کی زندگی تھی۔

(48) قانع مسدیک (ایٹ ڈاؤن) جلد ششم صفحہ 172 تحصیل اکبر نامہ ایٹ ڈاؤن جلد ششم صفحہ 117 دو جلد (جلد سوم صفحہ 137) بیان ہے کہ جنازہ کے ساتھ آدمی بہت کم تھے۔

(49) جہانگیر (راجس و پرنس) جلد اول صفحہ 152 پائکس صفحہ 142۔ پرچہ جات جلد سوم صفحہ 51۔ ولیم ٹچ (پرچہ جات چہارم صفحہ 75-77) نے 1111ء میں نصف تعمیر شدہ عمارت کا بہت خوبصورت حال لکھا ہے۔

(50) ڈبلا مسکو کی فوسٹ آف اکبر صفحہ 7 فرگوسن۔ جلد دوم صفحہ 300-301 آئی بی ہارل (ایڈن آرئی ٹیگر صفحہ 176 صفحہ دی لے اسمتھ کی ہسٹری آف آرٹ ان انڈیا اینڈ ہیلن صفحہ 411)

(51) سنوٹی (مرتبہ اردن) جلد اول صفحہ 159 جلد دوم صفحہ 230 نیز نوٹ جس میں ایڈر داں باکری کی فتوحات عالمگیری کی عمارت نقل کی ہے۔ میں سنوٹی کی اس روایت پر یقین نہیں کر سکتا کہ اکبر کی بیڈیاں کھود نکالی گئیں اور جانوں نے انہیں جلادیں۔

## بشپ بھر کا بیان

بشپ بھر نے جنوری 1825ء میں اس عمارت کو دیکھ کر جو گفت اور پڑھنے کے قابل اس کی تفصیل بیان کی ہے اسے یہاں نقل کر دیتا مناسب ہو گا۔

”یہ تقریباً گری چالیس ایکڑ کے رقبہ میں چوکور بنی ہے جسے ایک قلعہ نما دیوار سوا دو گز بلند گھیرے ہوئے ہے جس کے زوایوں پر ہشت پہل مینار ہیں اور اوپر چھوٹی چھوٹی خوبصورت شہ نشیں ہیں اور چار شاندار سنگ سرخ کے چھاگ ہیں۔ سامنے کے چھاگ میں سنگ مرمر کی پٹی کاری ہے۔ چار بلند مینار ہیں اندر کے احاطہ میں درخت لگے ہیں جن کو ہزاروں سے تقسیم کیا گیا۔ یہ رویشیں اصل عمارت کی طرف مگی ہیں جو ایک طرح سے ٹھوس مصری اہرام ہے جس کے چاروں طرف حجرے، غلام گردش اور گنبد ہیں۔ عمارت بلند ہوتے ہوئے رفتہ رفتہ مختصر ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک سفید سنگ مرمر کے چوکور چبوترے پر ختم ہو جاتی ہے جس کے گرد سنگ مرمر کی نہایت کاریگری سے بنی ہوئی چالیاں ہیں جن کے وسط میں ایک چھوٹی سی چڑھلے کی قبر ہے اور وہ بھی سفید سنگ مرمر کی ہے جس پر نہایت باریک اور خوبصورت قاشی ہے اور عربی کی عبارتیں جو اس کی اصل آرائش ہیں اور بخوبی زیب دیتی ہیں عمارت کی تہہ میں ایک بہت بلند مگر چھوٹی سی عراب کے اندر اس عظیم فرمانروا کی اصل قبر ہے جو بالکل سادی اور بلا نقش و نگار کے ہے۔ مگر یہ بھی سفید سنگ مرمر کی ہے اس کے آس پاس کئی اور شکست عمارتیں ہیں جن میں بعض بظاہر خوبصورت ہیں مگر ایک انجینی کے لیے اکبر کی قبر دیکھنے کے بعد نہ وقت ہوتا ہے نہ خواہش۔ (52)

(52) بھر کا سفر نامہ جلد دوم صفحات 336 و 337

عمار کے اس حصہ کی پوری تفصیل اور تصویروں اور کتبوں کی نقل اور ترجمہ کے لیے دیکھو ایڈیٹر اسمتھ کی ”ڈرب آف اکبر“ جو آرکیالاجیکل آف انڈیا کی جلد 35ء ص 109 پر منسلک ہے۔ پلہ الہ آباد 1909ء کا حصہ ہے نیز عبد الحلیف کی آگرہ صفحات 182-187۔

فرگوسن جلد دوم صفحات 258 و 302ء ہول کی انٹرن آرکیالوجی 176ء ہول کی آگرہ انڈیا دی ساج ص 190ء مرے کی پنڈ بک فار پگال انڈیا جلد دوم پریسٹ پرلوئی صفحات 295 و 297ء کین کی پنڈ بک گائڈ ٹو آگرہ 43 و 48ء۔

اس عمارت میں اکبر کی جگہ دولت شاہ سے دو لاکھوں شہداء شہید و آرام پاؤں کی بھی قبریں ہیں دیکھو جہانگیر راجس و جہانگیر جلد اول صفحات 36 و 37) نیز دیکھو محمد شاہ عالم کے لڑکے سلیمان شاہ کی اور ان کی بیگم کی ایک اور قبر کہا جاتا ہے کہ اورنگ زیب کی بیٹی زیب النساء کی ہے۔



## چوتھا باب مغل حکومت

خصوصاً جہانگیر کے عہد سلطنت میں

### مغل سلطنت 1605ء میں

اکبر نے جو سلطنت اپنے لڑکے کے لیے ورثہ میں چھوڑی وہ وسعت، آبادی اور نظام حکومت کے اعتبار سے دنیا کی دوسری سلطنتوں میں تھی۔ 1558ء میں جب اکبر تخت نشین ہوا تو شمالی ہند بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور حکومتوں میں بٹا ہوا تھا اکبر کی حکومت کے آخر تک تقریباً یہ سب سلطنت مظہر میں شامل ہو گئی تھیں۔ مگر 73-1572ء میں فتح کیا گیا۔ زرخیز بنگال 80-1579ء میں، کشمیر کی سرد وادی 1588ء میں، گرم ریکی تائی سندھ 1592ء میں، غیر آباد بلوچستان 1595ء میں۔ مرزا محمد حکیم کے انتقال پر 1585ء میں کابل پلاکسی خوریزی کے مغل سلطنت میں شامل ہو گیا، اگلے سال درمیان کے شوبہ پشت قبائل کو جزوی طور پر تسخیر کیا گیا۔ قندھار کو اس کے غیر مطمئن اور متواتر حلقوں سے پریشان ایرانی گورنر نے بخوشی حوالہ کر دیا، دکن کی طرف خاندیش اور برادر احمد مگر کا کچھ حصہ اکبر کی عہد حکومت کے آخری دنوں میں فتح کر کے سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔ (1) اب تقریباً سارا ملک ایران کی مشرقی سرحد سے لے کر موجودہ آسام کی مشرقی سرحد تک اور ہمالیہ سے لے کر مہاراشٹر اور گودھاری کے درمیان سیدھے خط یک شہنشاہ کی حکومت کو تسلیم کرتا تھا۔

### آبادی

سلطنت کی آبادی کا قطعی طور پر صحیح اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے لیکن آئین اکبری کے زمانہ میں کاشت کی وسعت کا موجودہ زمانہ سے مقابلہ کرنے اور محاصرہ اور چین تار یخوں کا بغور مطالعہ کرنے پر ظاہر

(1) مگر 73-1572ء میں فتح کیا گیا۔ زرخیز بنگال 80-1579ء میں، کشمیر کی سرد وادی 1588ء میں، گرم ریکی تائی سندھ 1592ء میں، غیر آباد بلوچستان 1595ء میں۔ مرزا محمد حکیم کے انتقال پر 1585ء میں کابل پلاکسی خوریزی کے مغل سلطنت میں شامل ہو گیا، اگلے سال درمیان کے شوبہ پشت قبائل کو جزوی طور پر تسخیر کیا گیا۔ قندھار کو اس کے غیر مطمئن اور متواتر حلقوں سے پریشان ایرانی گورنر نے بخوشی حوالہ کر دیا، دکن کی طرف خاندیش اور برادر احمد مگر کا کچھ حصہ اکبر کی عہد حکومت کے آخری دنوں میں فتح کر کے سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔ (1) اب تقریباً سارا ملک ایران کی مشرقی سرحد سے لے کر موجودہ آسام کی مشرقی سرحد تک اور ہمالیہ سے لے کر مہاراشٹر اور گودھاری کے درمیان سیدھے خط یک شہنشاہ کی حکومت کو تسلیم کرتا تھا۔

(1) مگر 73-1572ء میں فتح کیا گیا۔ زرخیز بنگال 80-1579ء میں، کشمیر کی سرد وادی 1588ء میں، گرم ریکی تائی سندھ 1592ء میں، غیر آباد بلوچستان 1595ء میں۔ مرزا محمد حکیم کے انتقال پر 1585ء میں کابل پلاکسی خوریزی کے مغل سلطنت میں شامل ہو گیا، اگلے سال درمیان کے شوبہ پشت قبائل کو جزوی طور پر تسخیر کیا گیا۔ قندھار کو اس کے غیر مطمئن اور متواتر حلقوں سے پریشان ایرانی گورنر نے بخوشی حوالہ کر دیا، دکن کی طرف خاندیش اور برادر احمد مگر کا کچھ حصہ اکبر کی عہد حکومت کے آخری دنوں میں فتح کر کے سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔ (1) اب تقریباً سارا ملک ایران کی مشرقی سرحد سے لے کر موجودہ آسام کی مشرقی سرحد تک اور ہمالیہ سے لے کر مہاراشٹر اور گودھاری کے درمیان سیدھے خط یک شہنشاہ کی حکومت کو تسلیم کرتا تھا۔

ہوتا ہے کہ شمال اور وسط ہند کی آبادی بشمول افغانستان کے نو کروڑ اور دس کروڑ کے درمیان ہوگی۔ (2)

### اس باب کا دائرہ بحث

جی پی گوچ کا قول ہے کہ تاریخ کا کوئی بیان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا اگر اس میں مذہبی شعور کے ارتقا لٹریچر ذہنی اور جسمانی علوم اور سماجی زندگی کی رفتار ترقی کو نظر انداز کر دیا جائے۔ زندگی کے ان پہلوؤں کی تفصیل جن سے بقول ایکس تاریخ اپنا حسن حاصل کرتی ہے بعد کی جلدوں میں پیش کی جائے گی لیکن بعد کے مندرجہ واقعات کی وضاحت کے لیے یہاں جس قدر اختصار سے ممکن ہو یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اب سے تین سو برس پہلے ہمارے اجداد حکومت کے جس نظام کے ماتحت رہتے تھے اس کی شکل و صورت کیا تھی۔ جو بیان ناکافی اور منتشر مواد پر نہیں ہو گا وہ لازماً سطحی ہو گا لیکن آئین اکبری فارسی تاریخوں اور معاصر غیر ملکیوں کے بیانات اور دیسی زبان کے لٹریچر سے جو روشنی ملتی ہے وہ مل جل کر تخیل کی مدد سے جسے نام سین تاریخ اور شعری تخیل کا عنصر بتاتا ہے مغل سلطنت کی تشکیل اور بنیادی اصول کی واضح شکل پیش کی جاسکتی ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ مغل سلطنت کی بعض حیثیتوں کا دوسری بڑی سلطنتوں سے مثلاً روسی سلطنت، فرانسیسی سلطنت اور برطانوی سلطنت سے مقابلہ کیا جائے۔

### ہندوستانی سیاسی نظام کے ترکیبی عناصر

ہر نظام سیاست کی روح اور شکل و صورت کا عمومی حیثیت سے تعین جغرافیائی، معاشی سماجی اور ذہنی ماحول سے ملے کیا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کے میدانوں کی وسعت قطعی طور پر یہ تعین کر دیتی ہے کہ یہاں سماج کی تنظیم یونانی شہری ریاست کے طور پر نہ ہوگی بلکہ ملکی سلطنت کی بنیاد پر ہوگی۔ ملک کی غالب زرعی حیثیت سے یہ بات بھی ملے ہو جاتی ہے کہ وحدت گاؤں کی ہوگی ان دونوں سے مل کر یہ تعین ہو جاتا ہے کہ جب تک سائنس کی ترقی فاصلہ کو ختم نہ کر دے اس وقت تک یہاں کے لوگوں میں زندگی کی وہ ہماہمی، شہری جذبہ اور گہرا سیاسی رجحان نہ پیدا ہو گا جس سے قدیم یونان اور حال کی یورپین جمہوریت کی تشکیل ہوئی ہندوستان کے سیاسی نظام کی قدیم میں اور حال میں بھی میدان کے ملک میں صرف حکومت خواص یا شاہی نمونہ کی حکومت کی تشکیل ہو سکتی تھی۔ مختلف اثرات مل کر یہ تعین کرتے ہیں کہ شاہی طرز کی حکومت تو بالائزمام ہوگی اور حکومت خواص شاید نادر۔ حکومت خواص کا انحصار عموماً اعلیٰ اور دولتمند خاندان، جنگی فن کی صلاحیت یا سیاسی تجربہ پر ہوتا ہے۔ ہندوؤں کے ذات پات کے نظام میں یہ خصوصیات منقسم ہو جاتی ہیں اور کسی ایک طبقہ کو مستقل فوقیت نہیں حاصل رہتی۔ سب سے غریب اور سب سے جاہل برہمن کا طبقہ خود کو مغرور ترین صاحب جاں اودیا دولتمند تاجر سے اعلیٰ تر نسل کا سمجھتا تھا۔ یہ طبقہ بحیثیت مجموعی سماج کے دوسرے طبقوں کے مقابلہ میں پیش پیش ہو سکتا۔ ویش کو دولت اور تجارتی تجربہ سے جو فائدہ ہوتا تھا اس کا اثر ہونا لازمی تھا۔ جنگجو چھتری کو اپنے زور بازو اور سیاسی تجربہ کی بنا پر فوقیت حاصل تھی مگر وہ اس طبقہ پر تفوق نہیں حاصل کر سکتا تھا جس کا ذہنی رہنمائی اور مالی امداد پر انحصار تھا۔ مزید برآں اس

(2) ڈبلیو ایچ مور لینڈ نے (انڈیا اینڈ دی ڈیمو آف اکبر صفحات 22۴9) نے آبادی کا تخمینہ بہت کم کیا ہے یعنی افغانستان کو چھوڑ کر تقریباً پچاس لاکھ اس تخمینہ پر مبنی یہ تخمینہ کے لیے دیکھو میر اسماعیل انڈیا 1605ء اور نریو یو جی جنوری 1961ء صفحہ 16۔

طبقہ کی تعداد اتنی زیادہ اور اتنی منتشر تھی کہ ایک مخصوص جماعت یا چند افراد کا کام چلانے والا نظام حکومت نہیں بناسکتا تھا مسلمانوں میں طاقتور جمہوری جذبہ کسی طبقہ کے تفوق کو گوارا نہیں کر سکتا تھا۔

### شاہیت کا رواج اور نوعیت

ایک اور اثر جو شاہیت کی تائید میں کام کر رہا تھا وہ عام طور پر جنگ کا رواج تھا جس کا تقاضا قوت کی فراہمی اور اپنی استعداد اور طرز عمل تھا۔ ایک نقطہ نظر سے ہندوستان کی ساری تاریخ اجتماعی اور منقسم قوتوں میں مسلسل کشش پر مشتمل ہے۔ ملک کی بنیادی جغرافیائی اور تہذیبی وحدت کا تقاضا تھا کہ ہر ریاست اپنی حکومت کو سارے ملک پر مسلط کرنے کی کوشش کرے لیکن آمدورفت کی دشواری جو قرون وسطیٰ کی حکومتوں کی خاص دقت تھی اس سے اس عمل میں رکاوٹ پڑی اور ہر بڑی سلطنت کے دور افتادہ صوبوں کو یہ ترغیب ہوتی کہ وہ مرکز سے قطع تعلق کرے۔ اس کا نتیجہ دو صورتوں میں ظاہر ہوا یعنی ریاستوں کی تعداد اور ان کے آپس میں مسلسل جنگ و جدل۔ خطرے کی موجودگی یا اندیشہ نے حکومت کو واضح طور پر شاہیت کی شکل اختیار کرنے اور عوام کو مضبوط نظام حکومت قبول کرنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ صورت یہ ہوئی کہ بجز چند مستثنیات کے جن کی توجہ غیر معمولی حالات سے بہ آسانی ہو سکتی ہے ہندوستانی سماج نے میدانِ علاقوں میں جہاں مرکزی نظام کی ذرا بھی ضرورت تھی خود کو شاہیت کے ماتحت منظم کیا۔ مغل حکومت اپنی فطرت کے لحاظ سے مطلق شاہیت پسند تھی لیکن اسے محض من مانی استبدادیت سمجھ لینا حماقت ہوگی جس کے مزید تجربہ کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ اسطو کا خیال تھا شاہیت کی کئی قسمیں: خالص مطلق العنانی جس میں عسکران اپنے ماتحت ہر چیز کو اچھی یا بری طرح اپنی مرضی سے استعمال کرے۔ وہ ایک ایسی عجیب اقلیت چیز ہوگی جس کا فطرت یا سمجیدہ فلسفہ میں وجود نہیں ہے۔ خواہ کوئی کتنا ہی طاقت ور یا ہمہ مفت موصوف ہو بلا کسی طاقتور جماعت کی کم از کم جزوی رضامندی کے اپنی قوت کو کثیر استعداد افراد پر زیادہ دنوں تک مسلط نہیں کر سکتا۔ اسے اپنے اقتدار کے لیے کسی طاقتور جماعت کی رضا کارانہ تائید کا سہارا لینا پڑے گا۔ اسٹوارٹل نے یہ ضابطہ مقرر کیا ہے کہ حکومت یا تو سماج کے طاقتور ترین طبقہ کے ہاتھوں میں ہوتی ہے یا ان کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے اور یہ ضابطہ شاہی کے لیے بھی اتنا ہی صحیح ہے خواہ مشرقی استبدادیت ہو یا چند افراد کی یا خصوصی طبقہ کی حکومت ہو یا جمہوریت۔ حکومت کا مطالعہ کرنے میں سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ سماج کا کون طبقہ اس کا حمایتی ہے اور کون موثر طور پر اس کی مزاحمت کر سکتا ہے (اس لیے کہ تائید کے مفہوم میں مزاحمت کی استعداد بھی شامل ہے) جس طبقہ کو اسے راضی رکھنا ہے اور جس کے فرائض، استعداد اور انسانیت پر اسے اپنے طریق عمل کو ڈھالنا ہے۔

### مغل کوئی ذات نہیں ہے

مغل خاندان یا مغل نظام حکومت سے ایک مغل ذات کا تصور ہوتا ہے جو بالکل غلط ہے۔ ہمارے موجودہ مقصد کے لیے یقیناً یہ امر قابل لحاظ نہیں ہے کہ چھٹائی ترک زیادہ صحیح نام ہے اس لیے کہ اس سے بھی ذات کا تصور ہوتا ہے۔ درحقیقت سترہویں صدی میں کوئی حکمران طبقہ نہ تھا جس سے حکمران متعلق ہو اور جس کی تائید کلا سے سہل ہو۔ معاصر مورخین مغل کے لفظ سے چکر اگئے اور انھوں نے اس کے

خیال مفہوم پیدا کیے۔ ایسا اٹھیا کینی کا ایک ملازم سالہنک جو جہانگیر کے عہد حکومت میں کئی سال اس ملک میں رہا تھا وہ کہتا ہے کہ اس لفظ کا اطلاق ایرانیوں، ترکوں اور تاتاریوں پر ہوتا ہے اور ”ہاں اکثر لوگ جیسائیوں کو بھی مغل کہتے ہیں۔“ وہ اور نیز طاس رو کہتے ہیں کہ اس لفظ کا مفہوم ”قتل شدہ“ ہے (3) گویا اس کا اطلاق تمام مسلمانوں پر ہوتا ہے۔ برنیر کا قول ہے کہ مغل کہلانے کے لیے صاف رنگ اور مسلمان ہونا کافی ہے۔ (4) بول لایل گوز اور جان فرایر صرف صاف رتہ ہو یا اس لفظ کا مفہوم بتاتے ہیں۔

سیہ مظلوم کا بادل جو تیرہویں اور چودھویں صدیوں میں شمال مغربی سرحد پر چھا گیا تھا انھوں نے اس فتنہ کو لوگوں میں رائج کیا۔ بعد کی صدیوں میں یہ فتنہ آدھوی کے ساتھ ان سب لوگوں کے لیے استعمال ہوا تھا جو 1526ء میں بابر کے ساتھ آئے۔ خود بابر آدھا چٹائی اور آدھا مغل تھا۔ اکبر آدھا ایرانی تھا جو گنیر آدھا راجپوت تھا اور شاہجہاں ترک سے زیادہ راجپوت تھا۔ مغلوں کے فوجی اسر مختلف قومیتوں کے تھے جن میں کسی ایک قومیت کا غلبہ نہ تھا۔ ترک تاتاری۔ ایرانی، افغانی، ہندی، مسلم اور ہر ذات کے راجپوت۔ (5)

ممانعت تھی کہ وہ بادشاہ کی مرضی کے بغیر کوئی شادی کا رشتہ قائم کریں۔

### زمینداری نہ تھی

مغل سلطنت کے بیشتر حصہ میں آجکل کی طرح زمینداری کا رواج نہ تھا۔ سلطنت کے اندر زیر حفاظت راجپوتانہ کے نل ریاست ہندورنیں یا پہاڑی یادورا قیادہ علاقوں میں تھے۔

### مغل سلطنت قوت کے زور پر نہ تھی

چنانچہ جس چیز پر مغل سلطنت کی بنیاد تھی وہ ذات نہ تھی۔ سلطنت کے نقطہ سے قوت کا تصور ہوتا ہے۔ یہ تو یقیناً فوراً تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ہر سلطنت کا جزوی طور پر دار و مدار قوت پر ہے لیکن اول تو قوت کا مطلب ایک رضامندی فوج کا وسیلہ ہے جو کسی قوم کے افراد پر مشتمل ہو یا عام طور پر بھرتی کی جائے۔ دوسرے یہ کہ قوت ریاست کے سہارے کا صرف ایک جزو ہے لیکن خالص یہی یا خصوصاً یہی سہارا نہیں ہے۔ سنگین سے سب کام لیا جاسکتا ہے مگر اس پر بیٹھا نہیں جاسکتا۔

یہ بات قدر ناممکن تھی کہ ایک وسیع ملک میں آبادی کی کثیر تعداد لاکھوں دیہاتوں اور قصبوں میں پھیلی ہوئی محض قوت کے زور پر زیادہ دنوں تک قابو میں رکھی جاسکے۔ مزید براں قرون وسطیٰ کی ساری تاریخ کے مطالعہ میں یہ بات برابر ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں ریاست کی باضابطہ فوج اور غیر تربیت یافتہ مسلح مجمع میں بہت کم فرق تھا۔ قوت کے استعمال سے قوت کو اشتعال ہو گا اور سلطنت بہت جلد خطرہ سے دوچار ہو جائے گی۔ میکالے نے ایک فقرہ میں جو لفظی تفسیر کے ساتھ انگلستان کی تاریخ کی طرح ہندوستان کی تاریخ پر بھی منطبق ہوتا ہے اور جس کی اہمیت وقت گزرنے پر اور زیادہ ہو گئی ہے۔ اس خیال کو بڑے اچھے الفاظ میں ظاہر کیا ہے اس نے لکھا ہے کہ ”ایک انیسویں صدی کے انگریز کے لیے یہ تصور کرنا بہت مشکل ہے کہ چار سو برس پہلے یہ روک (مادی قوت) کس طرح بروئے کار لائی جاتی تھی۔ مدت سے لوگ اسلحہ کا استعمال بھول گئے۔ لڑائی کا فن اب اتنا مکمل ہو گیا ہے کہ پہلے زمانہ میں اس کو جو دنہ تھا اور اس فن کا علم صرف ایک طبقہ میں محدود ہے۔ اچھے تربیت یافتہ اور معقول قیادت کے ماتحت ایک لاکھ سپاہی کا لشکاروں اور اہل حربہ کے دس لاکھ کے مجمع کو قابو میں رکھ سکتے ہیں۔ حفاظتی فوج کے چند دستے ایک بڑے دار السلطنت کی غیر مطمئن آبادی کو مرعوب کرنے کے لیے کافی ہیں۔ (ساج کی موجودہ حالت میں) مزاحمت کو ایسا علاج سمجھنا چاہئے جو سلطنت پر آئی ہوئی ہر معیبت سے زیادہ جان لیوا ہے۔ اس کے برعکس قرون وسطیٰ میں سیاسی بے چینی کے لیے مزاحمت ایک معمولی تدبیر تھی اور ایسی تدبیر جو بروقت موجود تھی اور اگرچہ اس وقت وہ شدید تھی مگر اس کے مابعد بڑے نتائج نہیں ہوتے تھے۔ اگر کوئی مقبول عام رئیس مفاد عامہ میں علم بھادوت بلند کرتا تو ایک بے ضابطہ فوج ہر وقت جمع کی جاسکتی تھی۔ باضابطہ فوج کا اس وقت وجود نہ تھا۔ ہر شخص میں ذرا سپاہیانہ جذبہ تھا اور ایسے شہاد نثار ہی لوگ تھے جو اس سے زیادہ سپاہیانہ جذبہ رکھتے ہوں۔“ کسی آبادی کو محض فوجی قوت سے دبائے رکھنا جیسا آج مشکل ہے اس سے زیادہ اس وقت مشکل تھا۔ مغل حکومت کو ڈیڑھ صدی سے زیادہ قائم رہنے کے لیے اس سے زیادہ شوس بنیاد کی

ضرورت تھی۔ (7)

## مغل حکومت مذہبی نہ تھی

لیکن اس بنیاد کو مذہب میں نہ تلاش کرنا چاہئے۔ یہ تو صحیح ہے کہ حکومت کا سیاسی تصور مذہبی ہی ہے موسوی ضابطہ میں بادشاہ کو محض خلیفۃ اللہ سمجھا جاتا تھا جو الہامی قانون کا پابند تھا۔ اسلام خلیفہ یا امیر المومنین کو یہ حکم دیتا ہے (اور مغلوں نے خود ہی خلافت کے اختیارات اپنا لیے تھے) کہ وہ قرآن کے مطابق حکومت کرے۔ علاوہ فاضل دینیات اور فقہانے باوجود اسلام کے خلاف ہونے کے خود اپنی پیشوایان دین کی جماعت بتائی تھی، وہ اس کے مدعی تھے کہ انھیں قرآن کی تفسیر کا حق ہے اس لیے وہ سلطنت کی پالیسی کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔

## یورپ اور ہندوستان میں مذہبی جماعت اور حکومت کے مابین کشمکش

ہندوستان میں اسلامی حکومت نے ابتدائی زمانہ میں مذہبی جماعت سے رابطہ کو بخوشی قبول کر لیا۔ یورپ کی طرح ہندوستان میں بھی مذہبی جماعت تربیت دینے والی دایہ بنی ہوئی تھی۔ لیکن جیسے ہی حکومت سن شعور کو پہنچی اس نے اس دایہ کو برطرف کر دیا اور جس اقتدار کو اس نے اتنے دنوں تک اپنایا تھا اس سے دست بردار ہونے سے انکار کر دیا۔ جس کا نتیجہ شدید کشمکش کی صورت میں ظاہر ہوا۔ مقدس سلطنت رومہ اور پاپائیت کے مابین اور انگریزی پلان ٹی جٹ اور کنٹربری کے آرچ بشپ کے مابین اور شاہان فرانس اور پوپ کے مابین طویل کشمکش تاریخ یورپ کا ایک دلچسپ باب ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں بھی اس کا نمونہ مفقود نہیں۔ یہ عجیب مطابقت ہے کہ جس وقت فریڈرک دوم جو قرون وسطیٰ میں ایک واضح طور پر جدید حکمران تھا پوپ اینوسنٹ سوم اور نورس سے زندگی اور موت کی جدوجہد میں پھنسا ہوا تھا ہندوستان میں علاء الدین خلجی جو کئی حیثیت سے ہندوستان کی تاریخ کے تاریک ترین دور میں انوکھا جدید طرز کا حکمران تھا اسلام کی مذہبی جماعت سے برسر پیکار تھا۔ فرانس کے فلپ چہارم کی پاپائیت سے کشمکش کا وہی زمانہ ہے جس زمانہ میں محمد توفیق علیا سے برسر پیکار تھا۔ سولہویں صدی تک ہندوستان میں اور نیز یورپ میں حکومت مذہبی غلبہ سے آزاد ہو گئی تھی۔ اس آزادی میں یورپ کی طرح ہندوستان میں بھی احیائے جدید یا اصلاحی تحریکات کا بعض صورتوں میں یکساں اور بعض صورتوں میں مختلف انداز کا بوجھ تھا۔ ہندوستان میں اکبر نے اور انگلستان میں الٹریجٹ نے سولہویں صدی کے نصف آخر میں اس عمل کی تکمیل کر دی۔ ہندوستان میں اکبر کے سامنے ذرا مشکل کام تھا مگر جو تابو توڑ ضروری اس نے لگائیں وہ مہلک ثابت ہوئیں۔ مذہبی جماعت کو مجبوراً سماج میں اپنے فطری مقام پر چلا جانا پڑا۔ اب حکومت کو ان کی سربراہی گوارا نہیں رہی تھی۔ انھوں نے عوام الناس میں اپنا بیشتر اثر کھو دیا تھا اس لیے کہ انھوں نے زمانہ کا ساتھ نہیں دیا تھا ان کی تلک نظرانہ، متعصب اور رجعت پسند پالیسی لازمی طور پر آبادی کے طاقتور حصہ کو ان سے برسر عداوت کر دیتی۔ خاص کر ہندوستان میں مذہبی جنون یا نظام سے ہندوستان کی کروڑہا آبادی ان

(7) حکومت کی اخلاقی بنیاد کے لیے دیکھو ایچ کرین کے خطبات پر لیکچر آئی کیمن پر صفحات 141 تا 142۔ نیز بوسان کے کی فلاسوفیکل میجوری آف انیٹیٹ۔

سے برافروختہ ہو جاتی اور سلطنت کی چولیس ہلا دیتی۔ سترہویں صدی کی آخری چوتھائی میں اورنگ زیب نے اس تجربہ کی کوشش کی مگر جلد ہی مشکلات میں گھر گیا۔ جہانگیر اپنی ہوشمندی اور تدبیر سے اپنے والد کی واضح طور پر بنائی ہوئی پالیسی پر ٹھیک ٹھیک عامل رہا۔

### عوام الناس نے بخوشی قبول کیا

چنانچہ سترہویں صدی کی مغل حکومت کی بنیاد میں ہمیں نہ مذہب کا سہارا نظر آئے گا نہ قوت کا اور نہ ذات کا۔ یہ سہارا ہمیں عام طور پر لوگوں کی سرگرم یا جامد رضامندی میں نظر آئے گا۔ جمہوری شکل میں استبدادیت کبھی نمودار نہیں ہو سکتی مگر جس حد تک یہ عوام کی مرضی کی نمائندہ ہو اس میں جمہوری اصول کی روح پائی جائے گی۔ اس طرح اتھینس میں پی سٹافس کی استبدادیت رومہ میں آگھٹس کی استبدادیت اور جرمنی میں شارلیمان کی استبدادیت تھی۔ قرون وسطیٰ کے انگلستان میں نارمن انجمن استبداد حریص جاکیر دار امرا کے خلاف بادشاہت کے عوام سے غیر رسمی اتحاد پر مبنی تھی۔ پروتھیر و نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ٹیڈو اشاہی لازمی طور پر قومی بادشاہت تھی۔ تھیوس نے نہایت شوخ رنگ آمیزی سے اس جوش و خروش کی تصویر کھینچی ہے جس سے فرانسیسی قوم نے 1799ء میں خود کو چھو لین بونا پارٹ کے بازوؤں میں ڈال دیا تھا۔ اگر ہم ظاہری شکل و صورت سے بالکل دھوکہ نہ کھائیں تو ہم دیکھیں گے کہ شاہیت حکومت خواص اور جمہوریت کے اصول حکومت کی شکل سے غیر متعلق ہے اور یہ کہ یہ کسی طبقہ کے ادارے میں ایک دوسرے سے قحط نظر آئیں گے۔ مغل حکومت کو منتخب مجالس کا کوئی علم نہ تھا اور نہ آئینی حقوق کا مگر اس میں اس قدر جمہوری عنصر تھا کہ اس کی عام پالیسی عوام کی خواہشات اور جذبات سے ہم آہنگ تھی۔

### عام رضامندی کی شرط۔ مذہبی آزادی

عام رضامندی کی ایک شکل ہندوستان میں یقیناً مذہبی عقیدہ اور طریق عبادت کی آزادی تھی۔ مسلم حملہ آوروں نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ مذہبی آزادی کی کتنی اہمیت ہے اور اسی کے مطابق اپنی پالیسی کی تشکیل کی۔ آٹھویں صدی عیسوی میں محمد بن قاسم کی سندھ میں حکومت اعتدال اور رواداری کی روشن مثال ہے۔ تیرہویں صدی میں شمالی ہند کے حملہ آوروں نے ایک دوسری پالیسی کا تجربہ کرنا چاہا اور اسے مایوس کن پایا۔ پندرہ صدی عیسوی تک منضبط جبر کا زمانہ ختم ہو گیا سولہویں اور سترہویں صدیوں میں ہندوستان بحیثیت مجموعی مذہبی آزادی کے معاملہ میں اس عہد کے یورپ کے بالکل ضد تھا۔ اکبر سے جس غلط طور پر رواداری کی ساری پالیسی منسوب کی جاتی ہے اس نے دراصل اپنے عہد کی روح کو اپنا لیا تھا اس نے اس پالیسی کو عقلی حد تک پہنچا دیا لیکن خود یہ پالیسی محض ضرورت وقت کا نتیجہ تھی۔ یہ حکومت کے قیام ہی کے لیے لازمی شرط تھی۔ خود اورنگ زیب نے اسے بالکل بدل دینے سے احتراز کیا۔ جہانگیر اور شاہجہاں کے عہد میں جن یورپین سیاحوں نے یہاں کا دورہ کیا وہ سارے ملک میں بحیثیت مجموعی کامل مذہبی

رواداری کی پرزور شہادت دیتے ہیں۔ (8)

### سماجی آزادی

مغل حکومت کے سہارے کی ایک اور اخلاقی صورت سماجی زندگی کی آزادی تھی۔ کوئی حکومت جو لوگوں کے سماجی رسم و رواج اور طور طریقے بدلنے کی کوشش کرتی وہ ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکتی تھی۔ اندر سے اصلاح ہو سکتی تھی اور ہوئی بھی لیکن اس میں حکومت کی مداخلت برداشت نہیں کی جاسکتی تھی۔ اکبر نے بیوہ کو زندہ جلانے کی ظالمانہ رسم ختم کرنے اور اتنی ہی ظالمانہ رسم جبری بیوگی کو ختم کرنے اور بچپن کی شادی اور کثرت ازدواج (9) کو روکنے کی کوشش کی۔ یہ قوانین اگرچہ مقبولیت اور انسانی ہمدردی پر مبنی تھے۔ مگر انھیں کبھی کموار کے زور پر مسلط نہیں کیا گیا۔ سنی کی ایک اور ہولناک شکل نو مسلم ہندوؤں میں رائج تھی کہ بیوہ کو اس کے شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ دفن کر دیتے تھے (10)۔ چنانچہ گھبرنے اس کی سختی سے ممانعت کی مگر محض فہمائش پر انتفا کی اور ہندوؤں کی رسم سنی کے متعلق (11) بھی۔ ذات پات کے متعلق ہندوؤں کے غیر معقول احساسات کا برابر احترام کیا جاتا تھا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان شادی بیاہ کے رواج کو فروغ دینے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ بعض پہاڑی قبائل میں (12) جو ایسی بائبل فرنی شادیاں رائج تھیں ان کی چھانگیر نے ممانعت کی جو یقیناً ہندو اور مسلمان دونوں کی خوشی کی بات تھی۔

### گاؤں کی خود اختیاری کا احترام

مغلوں سے وفاداری کی ایک تیسری فطری بنیاد گاؤں کی اس بہت ہی قدیم خود اختیاری کا احترام تھا جو اٹھارویں صدی عیسوی تک ہندوستان کے معاشی اور سماجی نظام کی مرکزی خصوصیت تھی دیکھی (مخاتبت جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس میں پانچ یا زیادہ آدمی ہوتے تھے جیسا کہ عموماً ہوتا تھا قدیم رسم و رواج کے خلاف ورزی پر کڑی نظر رکھتی تھی۔ نظم اور باہمی تعاون پر قرار رکھتی تھی اور چھوٹے چھوٹے جھگڑے فیصل کرتی تھی۔ جس زمانہ میں حکومت کا بازو اتنا وسیع نہ تھا جتنا آج ہے اور بڑے بڑے زمینداروں کا وجود نہ تھا اس وقت دیکھی نظام ملک میں حقیقی قوت تھا۔

(8) رابرٹ ایڈورڈ ڈیڑی کا بیان ہے کہ تمام مذاہب سے رواداری برٹی چلی اور ان کے باوری خوش و خرم ہیں خود مغل اعظم نے انھیں اکثر قیاد سے مخاطب کیا۔ پرچہ جات 9 صفحہ 52 (جہانگیر) تمام مذاہب سے راضی ہے، البتہ وہ تہذیب مذہب کو پسند نہیں کرتا۔ تاس روایہ ص 314۔ ڈیڈیل نے یہ دیکھا کہ ہندو مسلمان سب مل کر رہے ہیں اس لیے کہ مغل اعظم اگرچہ وہ خود مسلمان ہے (مگر ایمان خاص نہیں جیسا لوگ کہتے ہیں) تاہم وہ اپنی سلطنت میں ایک دوسرے سے امتیاز نہیں کرتا اور اس کے دربار پر فوج میں سنی کہ اہل ترین مہدوں پر بھی سب کا برابر لحاظ اور احترام کیا جاتا ہے۔ سفر نامہ جلد اول صفحہ 30 ڈیڈیل کے ایک ذیلی خانہ کے دلچسپ واقعہ کے متعلق جسے مغل پالیسی کا مظہر تھا اس لیے اس نے جلدی سے اپنا مذہب بدل لیا دیکھو سفر نامہ جلد اول صفحات 120 تا 129 جہانگیر نے خود اپنی قوت کوک میں اپنے والد کی مذہبی پالیسی کی اہمیت کا ذکر کیا ہے۔

(9) بدایونی (نو) جلد دوم صفحہ 367۔

(10) جہانگیر (راجس دیورج) جلد دوم صفحہ 181۔

(11) آخر الذکر سنی کے بارے میں دیکھو پیڑ منڈی جلد دوم صفحات 34، 36، 179 تا 180۔ نور نیہ (مرتبہ ہال) جلد اول صفحہ 219 جلد دوم صفحات 207 تا 234۔ سرکار کی ہنری آف اورنگ زیب جلد سوم صفحہ 104۔

(12) جہانگیر (راجس دیورج) جلد دوم صفحہ 181۔



## حکومت کی سرگرمیوں کا دائرہ

مذہبی اور سماجی زندگی اور دینی زندگی میں مداخلت سے حکومت کے احترام کا موما یہ مطلب سمجھا جائے گا کہ اس کی سرگرمیوں کا دائرہ بہت محدود ہو جائے گا لیکن اس وقت کے حالات میں یہ ناگزیر تھا۔ جیسا کہ ارسلو نے کہا ہے انسان ایک سیاسی ہستی ہے اور جیسا کہ برک نے کہا کہ سماج یا سلطنت کوئی مصنوعی پیداوار نہیں ہے۔ فرد کو اپنی حقیقت کا احساس کرنے اور اپنے مقوم کو حاصل کرنے کے لیے اسے سلطنت کا رکن ہونا چاہیے لیکن وہ اس پر آمادہ نہیں ہو سکتا کہ بلا قید و شرط کسی کا پابند ہو جائے۔ ضابطہ کے بموجب کوئی حکومت جب تک وہ برہنہ راست یا نامائندہ جمہوریت نہ ہو عام مذہب یا نظام کو ہاتھ لگانے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ ان شعبوں میں اسے سماج کو خود اپنی تنظیم کرنے کے لیے آزاد چھوڑ دینا چاہیے۔

## مغل حکومت کے فرائض۔ آئینی اور عملی

باجو اس کے مغل حکومت کا دائرہ عمل بہت وسیع تھا اسے بیرونی خطرہ سے ملک کی حفاظت کرنا تھا اور خارجہ پالیسی کو منظم کرنا تھا اور جرائم کی سزا دینا اور افراد کے مابین معاہدوں کے حقوق کا قیام کرنا ان آئینی فرائض کے علاوہ اس نے بہت سے عاملانہ فرائض بھی اختیار کر لیے تھے۔ اس نے سکے کی قیمت مقرر کی، تجارت اور حرفت کو منظم کیا۔ شاہراہوں کو درست رکھا، کچھ شفاخانے کھولے اور علم و فن کی بڑے پیمانہ پر بہت افزائی کی۔ چنانچہ جہانگیر نے تخت نشین ہونے پر ان حاصل اور ٹیکسوں کو منسوخ کیا جو جاگیرداروں نے اپنے فائدہ کے لیے عائد کیے تھے۔ (13) اس نے یہ حکم دیا کہ تاجروں کی گھڑیاں جو راستہ میں چٹکی کے محصول کے لیے کھولی جلیا کرتی تھیں وہ نہ کھولی جلیا کرے۔ (14) اس نے مسافروں کے لیے آرام گاہیں، مسجدیں، مدرسے اور اسپتال تمام بڑے شہروں میں تعمیر کرنے اور سرکاری خرچ پر طبیب مقرر کرنے کا حکم دیا۔ (15) اگر کسی شخص کے مرنے پر اس کے وارثوں کا پتہ نہ چلا تو اس کی املاک مدرسے، مراٹے، تالاب اور کنوؤں کی تعمیرات اور پلوں کی مرمت میں صرف کی جائے۔ (16) بعد کو گجرات کے نمونہ پر محلوں کے سستانے کے لیے دیواریں تعمیر کی گئیں۔ (17) اس نے شراب اور تمباکو کی ممانعت کی اور شرقی بنگال میں آختہ کرنے کے مروجہ رسم کو موقوف کرنے کے لیے ایک فرمان جاری کیا۔ اور رنگ زیب نے سترہویں صدی کے نصف آخر میں باضابطہ طور پر اخلاقی اصلاح کی تدبیر شروع کی۔ محاسب اخلاق عامہ کی مدد کے لیے مصدراؤں اور اہدیوں کا عملہ مقرر کیا گیا۔ صوبائی گورنروں کو حکم دیا کہ وہ اس اہم کام میں مدد دیں اور اس میں غفلت بادشاہ کی ناراضی کا موجب ہوگی۔ اس کی حکومت کے سارے زمانہ

(13) جہانگیر (راجس دیورج) جلد اول صفحہ 7۔ جہانگیر کی تخت نشینی پر جو بارہ دستور اصل نافذ کیے گئے تھے ان میں یہ پہلا ضابطہ ہے۔ جہانگیر (راجس دیورج) جلد اول صفحہ 8۔

(14) جہانگیر (راجس دیورج) جلد دوم صفحہ 8 ضابطہ نمبر 3۔

(15) مرات اموی از علی محمد خاں جلد اول صفحہ 209۔ خانی خان جلد اول صفحہ 249۔ جہانگیر (راجس دیورج) جلد دوم صفحات 9، 8 ضابطہ نمبر 10، تاریخ جہان جہاں از جہاں خاں۔ مخطوطہ ایضاً یک سوسانی بنگال جس کی این این لائے اپنی کتاب پر دوشن آف رنگ دیورگ جون ٹائمر کے صفحہ 175 پر نقل کی ہے۔

(16) جہانگیر (راجس دیورج) جلد دوم صفحہ 8 ضابطہ نمبر 4۔

(17) جہانگیر (راجس دیورج) جلد دوم صفحہ 420۔ ان تعمیرات کا حکم 1618ء میں دیا گیا تھا۔

میں فرمان پر فرمان جاری ہوتے رہے کہ شرع شریف کے مطابق ادا کرو اور نواہی کا نفاذ کریں۔ پرانی مسجدوں کے علاوہ خانقاہوں کی بھی مرمت کی گئی۔ طالب علموں کے لیے وظیفے مقرر کیے گئے کہ وہ اطمینان کے ساتھ علم دین حاصل کر سکیں۔

دربار میں موسیقی اور دوسرے تفریحی مشاغل کی ممانعت کر دی گئی اور جب موسیقاروں نے موسیقی کا جتازہ نکالا تو ان سے سکون کے ساتھ کہا گیا کہ وہ اسے گہرے میں دفن کریں۔ بھنگ اور چرس کی کاشت ممنوع کر دی گئی۔ طوائفوں اور پیشہ ور عورتوں کو اور بنگ زیب نے حکم دیا کہ وہ باتونکاح کر لے ورنہ ملک سے نکل جائیں۔ سنی کی پھر سختی سے ممانعت کی گئی۔ محرم کے جلوس بند کر دیے گئے۔ ہندوؤں کے ہولی تہوار میں اب نقش گانے نہیں گائے جاسکتے تھے۔ (18)

یہ تو صحیح ہے کہ ان احکام کی ہمیشہ پورے طور پر تعمیل نہیں ہوئی مگر اس کی وجہ ان کی نیت میں نقص نہ تھی بلکہ آمد و رفت کی دشواریاں دور کرنے سے بہر حال اس سے حکومت کے مزاج کی زبردست شہادت ملتی ہے لیکن حکومت کی فیاضانہ خصوصیت سب سے زیادہ علوم و فنون کے سلسلہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ فارسی مورخین نے ایسے اہل علم کی طویل فہرست دی ہے جنہیں مظلوموں کی فیاضی نے حاجتمندی سے بے نیاز کر دیا بلکہ مالامال بھی کر دیا۔ (19) اگر ہم فارسی اور ہندی شعراء کی سوانح حیات کا مطالعہ کریں تو ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوگی کہ کتنے کثیر التعداد لوگوں نے دربار کی سرپرستی کی خواہش کی اور حاصل کی۔ (20) اس زمانے میں دنیا کی کسی سلطنت میں تعلیم عامہ کا کوئی مستقل محکمہ نہ تھا۔ مظلوموں نے اس کیوں کو پورا کرنے کے لیے علمی قابلیت کی وسیع پیمانے پر سرپرستی کی۔ ہندوستان کے فن مصوری سے جہانگیر کی دلچسپی اور کوشش نے اس فن کو بہت بلند درجہ تک پہنچا دیا۔ رد اور شیر دی بار مصوروں کی اعلیٰ مقامی دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔ (21) لاہور میں تصویروں کا کمرہ جس میں شاہی خاندان اور امرا کی تصویریں ہیں دنیا کے خوبصورت ترین تصویروں میں شمار ہونے کے قابل ہے۔ (22) فن موسیقی کو مالامال کر دیا گیا

(18) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحہ 8 ضابطہ نمبر 5۔ نیز جلد اول صفحات 370 تا 371 جلد دوم صفحات 151 و 68۔ لیکن دیکھو نیری (صفحہ 96) فریہ (صفحہ 52) تہا کو نوشی پر خطوط، موصولہ جلد اول صفحہ 300 ہاوری صفحہ 97۔ تہا کو نوشی کے رواج کے بارے میں دیکھو احمد بیگ (ایلیٹ ڈائون) جلد ششم صفحات ۱۶۵ تا ۱۶۷ منوشی مرتبہ اردن جلد دوم صفحات 95 تا 97 سرکار کی اور بنگ زیب جلد سوم صفحات 102 تا 104۔

(19) شلا اکبر کے عہد کے لیے آئین اکبری اور شاہجہاں کے عہد کے لیے عہد المید لاہوری۔ اقبل نامہ صفحہ 300 محمد ہادی صفحہ 28 جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحہ 46 جلد دوم صفحات 345 تا 257 وغیرہ جہانگیر کے عہد کے لیے۔

(20) مصر اور اس کی مصریہ مروجہ جلد اول و دوم، شیو سنگھ سرچانول کشور پریس، لکھنؤ، کاشی ناگری پرچاری سجادو تاسی کے ہندی مخطوطات پریس رچرچ رپورٹ۔ بنی پرشادی اسے نیو اسٹینس آف انجی کیشن اینڈ لٹریچر انڈیا کی گریٹ مٹلس، انڈین ہسٹریکل کمیشن کے پانچویں اجلاس کی روپداد۔ کہا جاتا ہے جہانگیر نے سورداں کی نظموں کو جمع کرنے اور مرتب کرنے کا حکم دیا اور ہر ناچن جو درخشاں ہو اس پر ایک مہر کا انعام مقرر کیا، اور یہی وجہ ہے سورداں کے اتنے ضخیم ہونے کا ہے لیکن یہ روایت غالباً صحیح نہیں ہے تاہم یہ قابل لحاظ ہے۔

(21) ایک درباری نے اصل تصویر کی جو نقل اتاری تو سرطاس رد کو اصل اور نقل میں امتیاز کرنا مشکل ہو گیا۔ جہانگیر نے انھیں اجازت دی کہ وہ جو تصویر چاہیں انگلستان لے جا کر دکھائیں کہ ہم اتنے بڑے فنکار نہیں ہیں جیسادہ سمجھتے ہیں۔ انھیں صفحات 211 تا 210۔ نیری صفحہ 135۔ نیز دیکھو کمد سوانی کا مضمون جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی 1910ء صفحات

874 تا 881۔

(22) اس کی تفصیل کے لیے دیکھو دہلی (پروچہ جات جلد چہار صفحات 53 تا 55)۔

اور خوش نویشی کی تربیت بطور فنون لطیفہ کے حاصل کی گئی۔ (23)

### مغل سلطنت۔ ایک تہذیب

یہ واضح ہے کہ سلطنت مغلیہ ایک قانونی یا تعزیری حکومت سے ترقی کر کے ایک تہذیبی سلطنت بن گئی۔

نظام حکومت مغل حکومت کے سترہویں صدی میں یہ مقاصد اور یہ سرگرمیاں تھیں۔ یہ وہ حکومت نہ تھی جسے سر جان پیلے نے غیر منظم قسم کی حکومت کہا ہے۔ قطعی سیاست کے طریقوں کی روشنی میں اس کے نظام حکومت کا گہرا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے اور اس کی مرکزی اور صوبائی دونوں حیثیتوں پر نظر ڈالنا مناسب ہوگا۔

### بادشاہ اور اس کی مجلس

حلقہ کامرکزی نقطہ یقیناً بادشاہ تھا۔ آجکل کے مفہوم میں آئین کا کوئی وجود نہ تھا لیکن اعلیٰ اعلیٰ ذہنیت کا انسان حتیٰ کہ جوئیس ریز اور پولین بھی ایک وسیع سلطنت کے گوناگوں مسائل کو بلا دوسرے دماغوں کی مدد کے حل نہیں کر سکتا تھا۔ ایک پرانے تجربہ کار مدبر نے جو انتظامی امور کی مہارت رکھتا تھا کہا تھا کہ اسے کوئی تجویز ایسی نہیں معلوم جس میں کم از کم ادنیٰ ذہانوں کی مدد کے بغیر سدھار ہوا ہو۔ حکومت جو تمام عملی فنون میں سب سے مشکل ہے متعدد دماغوں کی امداد کی متقاضی ہے۔ ہر استبدادی حکومت لازمی طور پر ایک کونسل کے اقتدار کے تابع ہوتی ہے۔ بادشاہ اور مشیروں کے متعلقہ اثر کا تعین شخصی مساوات سے ہوگا لیکن مجلس مشاورت شاہی کا لازمی جزو ہے قدیم ہندو حکمرانوں کی مجلس وزرا تقریباً آٹھ افراد کی ہوتی تھی جسے سرہند حکمران شیواجی نے سترہویں صدی کے آخر میں پھر سے قائم کیا۔ رومن شہنشاہوں کی اپنی مشیر جماعت تھی۔ نارمن انجمن استبدادیت کیورار جس کی مدد سے چلتی تھی۔ نیوڈور استبدادیت کو پریوی کونسل کا عہد زریں کہا جاتا ہے۔ پولین کی کونسل آف اسٹیٹ تھی جس کا برابر اجلاس ہوتا تھا۔ ہونڈلرون کی اسٹراٹھ جیسے جو شمش فریڈرک نے 1604ء میں قائم کر دیا تھا اور جیسا کہ وڈر اولسن نے کہا ہے۔ بحیثیت مجموعی انگلستان کی پریوی کونسل کی ہم جنس تھی۔ انہیں نے انیسویں صدی کے آغاز میں اسے از سر نو منظم کرنے کی کوشش کی۔ قیاسی طوfoحات کا اس قطعی تاریخی شہادت سے اتفاق ہے کہ مغل شہنشاہ کی ایک نامزد کردہ مجلس تھی جس کا اکثر اجلاس ہوتا تھا اور اس میں تمام اہم معاملات پر غور و خوض ہوتا تھا۔ اس میں اعلیٰ حکام ہوتے تھے جنہیں خاص طور پر مدعو کیا جاتا تھا اور جسے دیوان خاص کہتے تھے۔ جس کمرے میں اس کا اجلاس ہوتا تھا اس کا نام غسل خانہ ہو گیا اس لیے شیر شاہ نے اس کا اجلاس یہیں طلب کیا تھا جب کہ وہ بالوں کی لٹیں غسل خانہ میں سکھار ہا تھا۔ اس مجلس کی رونمادیں ضائع ہو گئیں لیکن فارسی تاریخوں میں موقدہ بہ موقدہ اندراجات اور یورپین سفرت ناموں سے ہم اس کے طریقہ کار کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ بادشاہ اس کا صدر ہوتا تھا اور جو تجویز پیش ہوتی تھی اس پر باری باری ہر مشیر اپنی رائے ظاہر کرتا تھا۔ یہیں امور

(23) فنکاری کے اعلیٰ نمونے نذرا بخش لاہوری باگی پور میں اور نیز پرائیویٹ لوگوں کے پاس محفوظ ہیں۔

خارجہ پر بحث ہوتی تھی ہر دلی سزا سے ملاقات ہوتی تھی۔ مہموں کا نقشہ بنایا جاتا تھا اور کمانڈر نامزد کیے جاتے تھے۔ یہاں اعلیٰ منصبیوں کے قصوروں کی تحقیقات ہوتی تھی اور یا تو کشتی کے سپرد کردی جاتی تھی اور یا وہیں فیصلہ کر دیا جاتا تھا۔ (24)

### خاص نکاح حکام و کیل

سب سے اونچا عہدہ دار وکیل یا نائب شاہ یا چانسلر یا سلطنت کا وزیر اعظم ہوتا تھا۔ اس کے مقابل ترکی کا وزیر اعظم یا جرمن سلطنت کا چانسلر یا گلے رومن کا جسٹی سیر ہو سکتا تھا۔ اس کے اختیارات کا تعین اس کی شخصیت کے اعتبار سے ہوتا تھا۔ خلافت عباسیہ میں یہ اکثر خلیفہ کا امز او یا دلی دوست ہوتا تھا۔ بعض اوقات صدر اعظم کی جگہ خلیفہ ہی تھی یا اسے کوئی خاص کام تفویض ہو جاتا تھا۔

### دیوان

اس کے بعد کا عہدہ دیوان چانسلر آف اس چیکر کا تھا جو ملی امور کا سربراہ تھا۔ اس عہدہ کا نام نظام خلافت سے لیا گیا ہے اور جیسا کہ عباسیوں کی حکومت میں ہوتا تھا اسے کوئی خاص کام تفویض ہو جاتا تھا۔

### بخشی

بخشی کے ذمہ بہت سے جنگی فرائض تھے اور کبھی وہ معتد جگہ اور تنخواہ تقسیم کرنے والے دوسرے فرائض پر معور کر دیا جاتا تھا۔

### صدر الصدور

قاضی القضاۃ یا صدر الصدور سلطنت کے عدالتی امور کا سربراہ تھا وہ وزیر امور مذہبی و امور فخر و عظمت تھا مگر اکبر نے اس کے اختیارات بہت کم کر دیے تھے۔

### میر عرض

میر عرض کے ذمہ وہ ہزاروں درخواستیں ہوتی تھیں جو بادشاہ کے پاس آتی تھیں اس کا مقابلہ رومن امپائر کے اس عہدہ سے کیا جاسکتا ہے جسے میر چیا کہتے تھے اور جو راجا اب اعزاز کا تعین کرتا تھا۔

### چھوٹے بخشی اور دیگر عہدہ دار

چھوٹے خلیعوں کے ذمہ شاہی فرامین کا مسودہ بنانا مہر کرنا اور جاری کرنا تھا۔ دوسرے خاص خاص عہدہ دار، میر مال، قوریگ، میر بحر، میر بر میر منزل، فشی اور میر توڑک اور آختہ بیگ تھے۔ اورنگ زیب کے عہد میں عوام کے اخلاق معظم کرنے کے لیے ایک محاسب کا عہدہ قائم کیا گیا۔ مرکزی حکام،

(24) صفحات 106، 108، 110، 112۔ مائٹلار (ہجیر ج) جلد اول صفحہ 3 بلوئین جنرل آف انڈیا (1904) 297۔ انٹرنیٹ (ہوائے لینڈ و نری صفحہ 203-204)

صوبائی حکام، تمام سرکارات و اضلاع کے حکام اور سب سے بڑھ کر مالیہ شعبہ کے ملازمین کے لیے ضوابط عمل بتائے گئے۔ ان کے دائرہ عمل کا تعین کیا گیا۔ ان کے فرائض مفصل طور پر مقرر کیے گئے اور طریقہ عمل کے دستور بتائے گئے۔

### محل شاهی کے حکام

روشن شہنشاہوں، میردو نصیب، بادشاہوں اور تارکین بادشاہوں کی طرح مظلوموں کے محل میں بھی اعلیٰ حکام تھے جن کے وسیع اختیارات تھے۔ خاندان یا محل شاهی کا تختہ یا قرون وسطیٰ کی یورپین اصطلاح میں میز آف دی پلس جو محل کے نظم ضابطہ اور شاهی ملازمین اور کارخانوں کی دیکھ بھال کرتا تھا۔

### سکرٹریٹ

ہر بڑے حاکم کے گرد ایک سکرٹریٹ یا دفتر خانہ، کلرکوں کا عملہ اور دفتر شاهی حکومت کا ساز و سامان جمع ہو گیا تھا۔ (25)

### حکومت کے آداب کا عملہ

ان کارکن عملوں کے علاوہ ایک اور عملہ جسے بیج ہاٹ نے حکومت کے آداب کا عملہ کہا ہے مقرر تھا جس سے آبادی پر عرب قائم ہوتا۔ وفاداری اور اعتماد پیدا ہو تا اور کارکن عملہ کی نوعیت ظاہر ہوتی۔

### جھروکے

ہر شام کو بادشاہ اور یا کی طرف قلعہ کی ایک کھڑکی میں بیٹھ کر نیچے ہزاروں کے مجمع کو درشن دیتا تھا۔ بادی النکر میں یہ رسم مظانہ معلوم ہوتی تھی مگر اس سے عوام کا حکومت سے ربط قائم ہو جاتا تھا جس کی اشد ضرورت تھی۔ جہاں تک اس کی اہمیت کا احساس تھا۔ اس لیے اس نے اپنی بیماری میں بھی کبھی اس میں تاخیر نہیں کیا۔ یہی وہ ہر مشکل کو مقدمے فیصل کرتا تھا اور غریب سے غریب آدمی کی بھی شکایت سنتا تھا اور کسی کو منع نہیں کرتا تھا بلکہ ہمیشہ دونوں فریق مقدمہ کی بات سنتا تھا۔ یہیں ہر روز دو چہر کو آکر ہاتھیوں اور جنگلی جانوروں کی لڑائی دیکھتا تھا۔ اس لیے کہ انسان ہمیشہ طاقت کا سر نہ جھکتا ہوا دیکھنا پسند کرتا ہے۔ ہر شام کو بہت بڑا دربار منعقد ہوتا تھا جس کی شان و شوکت ہر نظر کو خیرہ کر دیتی تھی۔ اوپر ایک شہ نشیں میں بادشاہ نہایت بیش قیمت لباس پہنے بیٹھا ہوتا تھا جس کے گرد اس کا دفتری عملہ ہوتا تھا۔ اس کے نیچے ایک بلند چوڑا تھا جس پر خوبصورت قالین اور لوہے پر ریشم اور مخمل بچھا ہوا ہوتا تھا۔ یہاں بڑے امروہ، سفیر اور معزز غیر ملکی مہمان ہوتے تھے۔ انکا کھڑنچہ عام شرفا کے لیے تھا اور احاطہ پورا عوام الناس سے بھر ہوا تھا۔ اسے دیوان عام کہتے تھے جہاں اکثر اہم ملکی معاملات پیش ہوتے تھے لیکن اس کا اصل مقصد عوام کو مرعوب کرنا تھا۔ (26)

(25) آئین ہند بول صفحات 8، 5۔

(26) جہاںگیر (راجس و پیرنک) جلد بول صفحات 266، 267 جلد بول صفحات 106، 108، 110، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086، 2087، 2088، 2089، 2090، 2091، 2092، 2093، 2094، 2095، 2096، 2097، 2098، 2099، 2100، 2101، 2102، 21

## نوروز

لیکن سب سے زیادہ شاندار منظر دربار کا تقریبات کے موقع پر ہوتا تھا۔ موسم بہار کا سالانہ نوروز کے نوروز کہتے تھے اور جسے اکبر نے پارسیوں سے لیا تھا جہاں تک ہر سال انیس دن مناتا تھا۔ دیوان عام میں ایک ساتھ قدم لبا اور چالیس قدم چوڑا شامیانہ نصب کیا جاتا تھا۔ جس کے چاروں طرف نہایت قیمتی مٹیل، ریشم اور زربفت کی نہایت خوبصورت کڑھی ہوئی چھولدا ریاں ہوتی تھیں جن میں سونے موتی، جواہرات، سونے کے پھلوں، نفرتی تصویروں اور روغنی تصویروں کی جھلکیاں تھیں اور اس میں ریشمی اور زرکار قالیوں کا سفرش ہوتا تھا۔ چارپایوں کا چوکور شاہی تخت جس میں سیپ کی بچی کاری ہوتی تھی بیچ میں رکھا جاتا تھا جس کے گرد نرم گدوں کی چند کرسیاں ہوتی تھیں۔ بادشاہ موتیوں اور جواہرات سے لدہ اور اس پر بیٹھتا تھا۔ حرم شاہی کے لیے گوشہ کے کمرے ہوتے تھے بادشاہ کے خیمے کے گرد تقریباً پانچ ایکڑ کے رقبہ میں امر کی کرسیاں ہوتی تھیں اور ہر امیر شان و شوکت ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تھا۔ عجائبات میں چاندی کی دوکانیں لگی ہوتی تھیں۔ بادشاہ ہر حجرے میں جاتا تھا اور عموماً جب تک کہ کچھ تحفے قبول کر لیتا تھا جس کے عوض میں وہ خطابات، اعزازات، جاگیریں اور ترقیاں دیتا تھا۔ شراب کے دریا بہتے تھے اور نظموں اور قصیدوں کی بحر بار ہوتی تھی۔ موسم بہار کی اس تقریب کے انیس دنوں میں ہر چیز پر شاؤمانی اور مسرت کا غلبہ ہوتا تھا۔ ایک مینا بازار لگتا تھا جس میں امر کے خاندانوں کی عورتیں دوکانیں لگاتی تھیں۔ بادشاہ اور حرم شاہی حسین دوکانداروں سے ہنسی مذاق کے ساتھ بھاؤ کرتی تھیں۔ رقص اور موسیقی کے جلے دن رات منفقہ ہوتے تھے۔ (27)

## بادشاہ کا تولد جانا

نوروز کے بعد اور شان و شکوہ میں نوروز سے دوسرے ہی درجہ پر بادشاہ کی شہسی اور قمری تاریخ پیدائش پر اس کے تولدے جانے کی رسم ہوتی تھی۔ قمری تاریخ پیدائش پر اسے آٹھ مرتبہ اور شہسی تاریخ پیدائش پر بارہ مرتبہ تولد جاتا تھا۔ جن قیمتی اشیاء سے تولد جاتا تھا وہ درباریوں اور غریبوں میں تقسیم (27) سرخاسر (ایکسی جلد اول صفحہ 142 منزل سلوک صفحہ 41) اور خود نیری نے بھی غلطی سے نوروز سے نودن مراد لیے ہیں لیکن ضمیمہ نمٹ (جلد سوم باب 27، صفحات 49-59) نے اس کا صحیح معلوم سمجھا ہے یہ تقریب فارسی سال کے فروردین مہینہ کی پہلی تاریخ کو شروع ہوتی تھی جبکہ سورج برج حمل میں داخل ہوتا تھا۔ اکبر کے عہد میں اس تقریب کے جشن کے لیے دیکھو آئین جلد اول صفحات 276-277 اکبر نامہ جلد سوم صفحات 32، 200، 236، 237، 265، 295، 347، 355، 358، 369، 385، 389، 436، 437، 445، 464، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

48۔ گوریات کی کردی نیران پچھ پرچہ 9 صفحہ 401 رد کا صفحات نامہ صفحات 143-144۔  
 بعد کی تقریبات کے بارے میں دیکھو شاہجہاں کے عہد کی فارسی تاریخیں خصوصاً عبدالحمید لاہوری کا بادشاہ نامہ پٹیر مندی جلد دوم صفحات 237-238 قیو نمٹ جلد سوم باب 27۔ صفحات 49، 50 برنیر (ایڈیشن کانسٹیبل یہ صفحات 272-273 سنوٹی (مرتبہ ارون جلد اول صفحہ 195)

کونڈہی اور جم زبیب نے اپنی تخت نشینی کے چند سال بعد اس تقریب کو بند کر دیا۔

کردی جاتی تھیں۔ شان و شکوہ اور طمع طراقت کی کوئی حد نہ تھی۔ (28)

(28) یہ رسم اکبر نے جلدی کی تھی، شہزادوں کی عمر جب دو سال کی ہوتی تھی تو انہیں بھی تولی جاتا تھا مگر اس وقت صرف ایک چیز سے ہر سال کے اضافے پر ایک چیز بڑھاتی جاتی تھی یہاں تک کہ ان کی تعداد سات یا آٹھ تک پہنچ جاتی تھی مگر بادشاہ سے زیادہ کبھی نہیں ہوتی تھی۔ یہ سب چیزیں محتاجوں اور فقیروں میں تقسیم کر دی جاتی تھیں اور اکبر کے عہد میں اکثر برہمنوں میں بھی اس طرح کے حساب کتاب کے لیے الگ خزانچی اور محاسب مقرر ہوتے تھے جن چیزوں سے وہ تولی جاتا وہ سونا، پادہ، ریشم، عطریات، تانبہ، روح موتیا، مٹی، چاول، دودھ، سات قسم کا تاج اور ننگ تھیں۔ ان چیزوں کی ترتیب ان کی قیمت کے لحاظ سے ہوتی تھی۔ بادشاہ کی عمر جتنے سال کی ہوتی تھی اتنی ہی بھڑیں، بکریاں اور مرغیاں ان لوگوں کو دی جاتی تھیں جو ان کی پرورش کرتے تھے بہت سے چھوٹے چھوٹے جانور بھی چھوڑے جاتے تھے۔ آئین جلد اول صفحہ 266۔ اکبر نامہ (بیورنگ) جلد سوم صفحہ 580 آٹھ چیزیں جن سے بادشاہ اپنی قریبی تاریخ کی سالگرہ میں تولی جاتا تھا۔ چاندی، نین کیڑے، سیدہ پھل، سرسوں کا تیل اور بنریاں ہوتی تھیں۔ آئین جلد اول صفحہ 266 نیز دیکھو آئین صفحات 266، 267 نوٹ پہلا اکبر نامہ (بیورنگ) جلد سوم صفحہ 581۔ بدایونی جلد دوم صفحہ 84، 85 جاگیر (راجپوت پورنگ) صفحات 77، 78، 232، 234۔ بادشاہ نامہ جلد اول صفحہ ۴۳۔

سر عاقل سرور نے سبھی سال 1617ء میں تولے کا حال بڑی وضاحت سے اس طرح بیان کیا ہے کہ کلم تبر بادشاہ کی پیدائش کی تاریخ تھی اور اس کے تولے کی تقریب میں شریک ہوا اور ایک خوبصورت باغ میں لے جایا گیا جس کے چاروں طرف پانی ہی پانی تھا اور کنارے کنارے پھول اور درخت لگے تھے۔ باغ میں ایک برقی تھی جس میں بادشاہ کے تولے کا سامان رکھا تھا۔ ترادو ایک ننھی دار کا بنے پر لٹکا تھا اور چھائیں جس پر سونے کا طبع تھا۔ ترادو ٹھوس سونے کا تھا جس کے کناروں پر جواہرات چھتی اور فیروزے جڑے تھے۔ زنجیر لمبی اور ٹھوس سونے کی تھی جسے ریشم کی ڈوریوں سے کس دیا گیا تھا۔ یہاں کالیوں پر امرا بیٹھے تھے یہاں تک کہ بادشاہ آتے جو میرے، مفتی، موتی اور دیگر بیش قیمت زیوروں سے لدے ہوئے تھے اتنے عظیم اتنے شاندار، ان کی کٹور، ڈھال اور تاج اتنے ہی بیش قیمت تھے ان کے سر، گلے سینے اور کہنیوں پر بازو اور کلائی میں زیورات تھے اور ہر انگلی میں دو تین انگوٹھیاں زنجیر دار بازو اتارے ہوئے ہیرے تھے۔ اخروٹ کے برابر اور بعض اس سے بھی قیمتی ہوتے اتنے بڑے کہ میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ دھڑا بادشاہ آکر عورتوں کی طرح اکڑوں ترادو پر بیٹھ گئے اور ان کے مقابل دوسرے چلڑے پر وزن کے لیے قیلر رکھ دیے گئے جو چڑھتے رہتے۔ بدلے گئے اور کہتے ہیں کہ وہ سب چاندی کے تھے اور میر انیال ہے کہ ان کا وزن نو بڑا سو روپیہ ہو گا جو بیٹھا ایک بڑا پونڈ کے برابر ہے۔ اس کے بعد سونا اور جواہرات رکھے گئے لیکن میں نے انہیں نہیں دیکھا اس لیے کہ یہ سب قیلوں میں تھے۔ ممکن ہے کہ محض پھر ہی ہوں۔ اس کے بعد ریشم، ریشم وغیرہ۔ لیکن سالے اور مختلف قسم کی چیزیں لیکن میں محض یقین کرتا ہوں اس لیے کہ یہ سب چیزیں قیلوں میں تھیں۔ آخر میں کھانا، غلہ وغیرہ رکھا گیا جو کھا جاتا ہے کہ سب بیوں کو دیا گیا مگر میں نے دیکھا کہ یہ سب بچا کر لیا گیا اور کوئی چیز تقسیم نہیں کی گئی صرف چاندی غریبوں کے لیے محفوظ کر لی گئی۔ اگلے سال کے استعمال کے لیے۔ بادشاہ رات کے وقت کچھ غریبوں کو بلاتا تھا اور بڑی شفقت اور عاجزی سے انہیں روپیہ تقسیم کرتا تھا جس ترادو پر وہ ایک طرف بیٹھا تھا وہ اس نے مجھے حمایت کر دی اور مجھے جواہرات اور دولت عطا کی اور مسکرایا مگر کوئی بات نہیں کی اس لیے کہ میرے ترجمان نہیں بلائے گئے تھے تو لے جانے کے بعد بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھا اس کے سامنے اخروٹ بادام اور ہر قسم کے سالے تسلیوں میں رکھے تھے جو اس نے لٹا دیے اور اس کے امرا چھپنے کے لئے پیٹ کے تل لٹ گئے اور بادشاہ نے دیکھا کہ میں نے ایسا نہیں کیا تو اس نے ایک تسلی میری طرف بڑھا دیا اور میرے دامن میں اٹھل دیا۔ بادشاہ کے امرا اتنے شرم سے کہ انہوں نے اس میں مضایاں بھر لیں اور میرے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ صرف جتنا دامن میں نگارہ گیا تھا وہ بگاڑا۔ میں نے سنا کہ میرے آنے کے وقت تک وہ سونا نکھیرتے رہے اور جب میں پہنچا تو صرف چاندی رہ گئی تھی اور مجھے کئی سکے صرف ایک بڑا کے ملے جن کا وزن بیس روپیہ ہو گا۔ میں نے تقریباً بیس روپے بچائے جو ایک تشری بھر تھے جو میں نے دکھانے کے لیے رکھ لیے اس لیے کہ بادشاہ نے اس روز ایک سو پونڈ لٹائے ہوں گے۔ رات کے وقت وہ اپنے امرا کے ساتھ قیمتی پیلوں میں شراب پیتا تھا۔

رد صفحات 411، 413۔ نیز دیکھو ٹھہری صفحات 376، 378 کوربات کی کرڈی نیز ان پچھ پر جات چار چہارم صفحہ

479۔ ستر نامہ ہاکس صفحہ 440۔ توڑک جہانگیری میں کئی سال کی تقریب کا حال اقبال نامہ۔ تازہ جہانگیری۔ منتخب المہلب

جہانگیری کے عہد کے بعد کی تقریب کے لیے دیکھو بادشاہ نامہ جلد اول صفحہ 243 وغیرہ مات سلوہ صفحہ برنیر مرتبہ کاشانی صفحہ

260۔ نور بدایونی صفحہ 379 اور تک زیب کی تخت نشینی کے چند سال بعد نور زور تولے کے دونوں برہمن ختم کر دی گئیں۔

سر کاکر کی تاریخ اور تک زیب جلد سوم صفحات 92، 93، 97، 99۔

## ہندو اور مسلم تیوہار

ہندو اور مسلمانوں کے تیوہار بلا تفریق شاندار طریقہ پر منائے جاتے تھے۔ دسہرہ کے دن یعنی رام کی راکششوں پر فتح کی سالگرہ پر شای گھوڑے اور ہاتھی، مرصع ساز و سامان کے ساتھ قطار در قطار بادشاہ کے سامنے پیش ہوتے تھے راکشا بندھن کے دن ہندو اور برہمن بادشاہ کی کلائی پر راکھی باندھتے تھے۔ دیوالی میں محل شای میں جواکھٹا جاتا تھا۔ شیوراتری کا تیوہار بھی منایا جاتا تھا اور مسلمانوں کے تیوہار عید اور شہرات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاتا تھا۔ (29)

## درباری آداب

بادشاہ اور اس کے دربار کی شان و شوکت کا کہیں جواب نہ تھا مطلق العنانی اختیارات میں ہمیشہ عیش و عشرت کی ترغیب ہوتی ہے۔ (30) دولت و ثروت کے مظاہرہ سے یہ تو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس کے جذبات دبے رہتے ہیں۔ مگر یہ ماننا پڑے گا کہ اس کا غمیزہ بہت بھاری ہوتا ہے غریبوں کی محنت کا سرمایہ چند بڑے لوگوں کی لذت کو شای اور کامرانی اور خواہشات اور ترنگوں اور رنگ رلیوں میں پانی کی طرح بہتا ہے۔ اس بے لطف اور کھوکھلے شان و شکوہ کا جسے مام سین نے بجا طور پر دربار کا لازمہ کہا ہے۔ مغل حکومت کے دامن پر بہت بڑا دھبہ ہے۔ دربار کے آداب ایک طرف تو بے جا نمودتے اور دوسری طرف غلامانہ انداز تھا۔ یہاں بھی نظر آئے گا کہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں یکساں حالات، یکساں نتائج کے حامل ہوتے ہیں، ایرانی، چینی، رومن اور بازنطینی سلطنتوں کی تواریخ پر نظر کرنے سے بعض اوقات ہر جگہ مغل دربار کا نمونہ نظر آتا ہے۔ دیا کلیشین اور اس کے جانشینوں کے بارے میں گمین نے لکھا ہے کہ ”جب کوئی محکوم بالآخر بادشاہ کے حضور میں بار بار جاتا ہے تو اسے مجبوراً سر ہنجد ہوتا اور اپنے آقا اور ملک کی مشرقی دیوتا کی طرح پرستش کرتا ہوتا تھا“۔ اکبر جس نے سخت مخالفت کے باوجود دیا کلیشین کی طرح ایرانی آداب اختیار کیا۔ رومن شہنشاہوں کی طرح اس نے یہ خیال کیا ہو گا کہ عبودیت کے عادات سے احترام کے جذبات لا شعوری طور پر پیدا ہوتے ہیں لیکن انسانی وقار کا جو نقصان ہوتا تھا وہ ہولناک تھا۔ جہانگیر نے اس ذلیل کرنے والی ڈرامائیت کو پورے طور پر قائم رکھا، اگرچہ اسلامی تعصب کے لحاظ سے اس نے عدالتی حکام میر عدل اور قاضیوں کو اس ذلیل سے مستثنیٰ کر دیا۔ (31) غیر ملکی سفراء کو حتیٰ کہ عالم اسلامی کی عظمت و رعنائی کے نمائندہ ایران کے ایچیوں کو اس دستور پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ البتہ سرطاس رو کی تعریف کرنا چاہئے کہ اس نے اپنے ملک کے وقار کو قائم رکھا اور انسانوں کی طرح آداب بجالایا۔ (32) یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کہ دربار میں اہل دربار بادشاہ کے سامنے کھڑے رہتے تھے۔ جہانگیر نے جب شاہجہاں کو

(29) جہانگیر (راجس و بیورنچ جلد اول صفحات 246، 289، 361، جلد دوم صفحات 9704، 100، 175، صفحات سرطاس و صفحہ 212۔

(30) دیکھو آئین جلد اول مختلف شای عملوں اور ان کے اخراجات کے متعلق۔

(31) جہانگیر (راجس و بیورنچ) جلد اول صفحہ 203 اس تقریب کی تفصیل کے لیے آئین جلد اول صفحات 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166۔

(32) درجہ جلد اول صفحات 135، 295۔ اس رسم کو شاہجہاں نے ختم کر دیا تھا۔ دیکھو عبد الحمید لاہوری کا بادشاہ نامہ جلد اول صفحہ 110۔



بیٹنے کی اجازت دی تو اسے غیر معمولی اعزاز سمجھا گیا۔ بادشاہ کو لمبے چوڑے القاب اور عاجزانہ لہجہ اور ادبی زبان سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ امرا باری باری شاہی محل کا پہرا دیتے تھے اور جو حکم دیا جاتا تھا وہ بجالاتے تھے۔

## مرکزی حکومت کی مشکلات

لیکن باوجود تمام شان و شکوہ کے مظاہرے کے مغل حکومت کو اپنے صوبوں میں موثر اقتدار قائم کرنے میں دشواری محسوس ہوتی تھی۔ آج تو ہم جہازوں، ریلیوں، تار، برقی، ٹیلیفون، سستی ڈاک اور سستے اخبارات کے دور میں رہتے ہیں ہمارے لیے یہ قیاس کرنا مشکل ہے کہ قرون وسطیٰ میں اہل سیاست کو فاصلوں کے مسائل نے کس قدر تنگیں بنادیا تھا۔ سانج کا ہمیشہ یہ رجحان رہا ہے کہ خود کو مقامی بنیاد پر منظم کرے۔ وقادار گورنر بھی جن کے اختیارات وسیع ہوتے ان اختیارات کو اور وسیع کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ تافران گورنروں کو عملاً آزادی یا پوری خود مختاری اختیار کرنے کی رغبت ہوتی تھی۔ لاسرکزی کے رجحان پر کڑی نگرانی دیکھ بھال اور قابو رکھنے کی ضرورت تھی۔

## صوبے

مغل اہل سیاست نے رد من مدبروں کی طرح اس مشکل کو صوبوں کی تقسیم اور مدت حکومت میں کمی کر کے حل کیا۔ اکبر نے اپنی سلطنت کو پندرہ صوبوں میں تقسیم کیا۔ جہانگیر کے زمانہ میں کشمیر، قندھار، ازبک اور تھلہ اگرچہ نام کو سرکار تھے مگر عملی حیثیت سے الگ الگ صوبے تھے اور دکن کے تین حصے خاندیش، برار اور احمد نگر دراصل مل کر ایک صوبہ تھے۔ اس طرح سلطنت دراصل سترہ صوبوں میں تقسیم تھی۔ (33) اگر ہم کابل کو نظر انداز کر دیں جواب خود مختار تھا اور کشمیر جو ملک محروسہ تھا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ سرسری طور پر ایک مغل صوبہ آج کل کے شمالی ہند کے صوبہ کا نصف ہو جاتا تھا۔

(33) مسلمہ پندرہ صوبے: (1) کابل (2) لاہور (3) ملتان (4) دہلی (5) آگرہ (6) الہ آباد (7) لودھ (8) بہار (9) بنگال (10) مالوہ (11) گجرات (12) بھیر (13) خاندیش (14) برار اور (15) احمد نگر تھے۔ قندھار 1652ء میں آخری طور پر سلطنت سے نکل گیا لیکن ازبک، کشمیر اور تھلہ شاہجہان کے عہد میں الگ الگ صوبے بنائے گئے دیکھو محمد شریف خلی و بختور خاں (ایلیٹ وڈوئن) جلد ہفتم صفحات 137-138، 164-165 پور بن سیاحوں نے صوبوں کی جو فہرست دی ہے وہ حیرت انگیز طور پر اندازہ ست ہے چنانچہ سر طاس رو نے 37 سلطنتوں اور صوبوں کا شمار کیا ہے جو مغل اعظم جہانگیر کے ماتحت تھے جن کے نام وہ کہتا ہے کہ اس نے شاہی رجسٹر سے لیے ہیں ان سے میوات، سنجل، جون پور وغیرہ کو الگ الگ صوبے بنائے ہیں اور گور اور بنگال کو بھی الگ الگ صوبے بنائے ہیں۔ (ایسی صفحات 430-441) نیری (دائرہ نو ایسٹ انڈیا صفحات 74-84) میں بقول خود نمیک دی نام دیتے ہیں جو اس نے خود بادشاہ کے رجسٹر سے لیے ہیں۔ "ڈی لائن (مرتبہ لہجہ برج کلکتہ ریو جلد 187051ء صفحات 240-247) نے دی 30 صوبے نقل کیے ہیں۔ جان جورڈین (جرنل صفحہ 189) نے چودہ صوبے گنائے ہیں جن میں چند واقعی ہیں اور کئی اس نے اپنے دماغ سے کھڑے ہیں۔ مثلاً (1) کابل (2) کشمیر (3) قندھار (4) دکن (5) دہلی (6) بھیر (7) سندھ (8) بنگال (9) بن (10) ناٹھ (11) گوالیار (12) حصار (13) دکن کا ایک حصہ اور (14) پورب ہاکس (سفر نامہ ہاکس صفحہ 430) صرف یہ کہہ کر قانع ہو جاتا ہے کہ سلطنت چار بڑی سلطنتوں میں تقسیم ہے۔ یعنی پورب، بنگال مالوہ، دکن اور گجرات۔

## صوبائی گورنر کے انتظامی اور فوجی اختیارات

صوبائی گورنر کا لقب پہ سالار اور صاحب صوبہ یا صرف صوبہ دار ہوتا تھا اور بعد کو صرف صوبہ۔ بادشاہ شاہ و تاجدار ہی کسی گورنر کو اس کی اجازت دیتا تھا کہ وہ خود دربار میں حاضر رہے اور صوبہ کا انتظام اپنے نمائندہ نائب کو سپرد کر دے۔ یہ طریقہ خلفائے بنی امیہ کے زمانے میں وسیع پیمانے پر رائج تھا جس نتیجہ میں بہت کچھ تغلب اور ظلم ہوتا تھا اور خلافت کے زوال میں اس کا بڑا حصہ تھا۔ مغلوں نے اسے اعلیٰ سیاست کے شدید دباؤ میں اختیار کیا۔ صوبائی گورنروں کو وسیع انتظامی اور فوجی اختیارات حاصل تھے یہاں مثل دستور بحیثیت مجموعی کا نسلن ناٹن اور اس کے جانشینوں سے مختلف اور بہتر تھا۔ مگن کا بیان ہے کہ متضاد مزاجوں اور بے میل طور طریقوں کی وجہ سے جو ایک دوسرے کی نقل اور بعض اوقات مخالفت جو دو پیشوں میں رائج تھی اس سے مفید اور معز نتائج ظہور پذیر ہوئے تھے۔ اس کی توقع بعید تھی کہ صوبہ کے عام یا انتظامی گورنر شورش کی سازش کریں گے یا اپنے ملک کی خدمت کے لیے متحد ہو سکیں گے جب کہ ایک طرف مدد دینے میں تامل ہوتا تھا تو دوسری طرف مدد مانگنے میں تردد ہوتا تھا جس سے فوج کو عموماً احکام نہیں ملتے تھے یا رسد نہیں پہنچتی تھی حفظ عامہ بے وقائی کے نذر ہو جاتا تھا اور پبلک و حبشیوں کے غیظ و غضب کا شکار ہو جاتی تھی۔ کانسٹنٹائن نے جو منقسم نظام حکومت قائم کیا تھا اس سے سلطنت کی قوت گھٹ جاتی تھی۔ گوبادشاہ خود محفوظ ہو جاتا تھا۔

## مختصر مدت حکومت

مغلوں نے بادشاہ کی سلامتی کا متعدد حاصل کرنے کے لیے جس میں سلطنت کی قوت میں کمی نہ آئے گورنر کے اختیارات پر کئی روک لگانے کا طریقہ رائج کیا۔ اول تو وہ صرف دیا تین سال کے لیے عہدہ پر رہتا تھا۔ قابل منتظموں کی صلاحیت کو ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں منتقل کر کے کام میں لایا جاتا تھا اور عموماً کسی گورنر کو اس کا موقعہ نہیں دیا جاتا تھا کہ وہ کسی علاقہ میں اپنا مستقل قدم جما سکیں۔

## تمثیلی جدولیں

حسب ذیل جدولیں جو بیشتر تو زک جہانگیری، اقبال نامہ، معتمد خاں منتخب الملباب، خانی خاں اور شاہنواز کی تاثر الامراسے لی گئی ہیں۔ اس کی وضاحت کریں گی۔ (34)

(34) میں نے جو دوسرے صوبوں کی فہرست مرتب کی ہے اور جس کے درج کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے اس سے صرف یہی نتیجہ نکلتا ہے نیز دیکھو تیری صفحات 364، 365، یہ ذہن نشین رہے کہ سترہویں صدی میں پرگانی ہند کے دائرہ کے کسی مدت عہدہ اور ساتین سال ہوتی تھی۔ فرابر جلد اول صفحہ 189 جلد دوم صفحہ 124۔

## بنگال

نمبر شہر	تاریخ تقریر		نام گورنر	کیفیت
	سنہ ہجری	سنہ عیسوی		
1	1015ھ	1605ء	راجہ مان سنگھ	نور جہاں کے پہلے شوہر شیر افغان سے
2	1015ھ	1606ء	قطب الدین خاں کوکا	مقابلہ میں قتل ہوا۔
3	1016ھ 1017	1607ء 1608ء	جہانگیر قلی خاں اسلام خاں	
5	1022ھ	1613ء	قاسم خاں	گلیڈون (صفحہ 115) نے بنگال کے
6	1026ھ	1617ء	قلچ خاں	گورنروں میں اس نام کو شامل نہیں کیا ہے لیکن دیکھو جہانگیر (راجہ سہ) یورینج (جلد اول صفحات 352 و 373)
7	1026ھ	1617ء	ایراہیم خاں فتح بیگ	برادر نور جہاں بیگم
8	1032ھ	1623ء	آصف خاں	انہوں نے دراصل صوبہ کے انتظام کو ہاتھ میں نہیں لیا۔ 1634ء میں باغی شہزادہ شاہجہاں کے مقابلہ میں ایراہیم خاں فتح بیگ کے فوت ہونے کے دونوں بعد تک یہ صوبہ شاہجہاں کے قبضہ میں رہا جس کی طرف سے داراب خاں کو انتظام سپرد تھا۔
9	1013ھ	1623ء	مہابت خاں	واپس بلا گیا
10			خانہ زاد خاں	واپس بلا لیا گیا
11	1035ھ	1626ء	مقرب خاں	
	1036ھ	1627ء	فدائی خاں	

## بہار

نمبر	تاریخ تقرر		نام گورنر	کیفیت
	سنہ ہجری	سنہ عیسوی		
1	1013ھ	1604ء	آصف خاں	
2	1014ھ	1605ء	باز بہادر	
3	1016ھ	1606ء	جہانگیر قلی خاں	
4	1016ھ	1607ء	اسلام خاں	
5	1017ھ	1608ء	افضل خاں	
6	1021ھ	1612ء	ظفر خاں	
7	1024ھ	1615ء	ابراہیم خاں	
8	1026ھ	1617ء	جہانگیر قلی خاں	
9	1027ھ	1618ء	مقرب خاں	
10	1036ھ	1626ء	مرزا رستم صفوی	

## گجرات

نمبر شمار	تاریخ مقرر		نام گورنر	کیفیت
	سنہ بھری	سنہ عیسوی		
1	1014ھ	1605ء	محمد قلی خاں	راجہ بکرماجیت جن کا نام لیا جاتا ہے
2	1017ھ	1608ء	مرتضیٰ خاں	انہوں نے بظاہر انتظام ہاتھ میں نہیں لیا۔
3	1017ھ	1608ء	مرزا عزیز کوکا خان اعظم	انہوں نے اپنے لڑکے جہانگیر قلی خاں کو اپنے نائب کے طور پر مقرر کیا۔
4	1020ھ	1611ء	عبداللہ خان	
5	1025ھ	1616ء	مقرب خاں	
6	1027ھ	1618ء	شہزادہ شاہجہاں	انہوں نے اپنے کارندوں کے ذریعہ سے حکومت کی خاص کر برہمن سند عرف راجہ بکرماجیت کے ذریعہ سے
7	1032ھ	1623ء	شہزادہ داود بخش	خان اعظم خاں اس کے گارمین تھے
8	1033ھ	1624ء	مرزا صفی (لواب صفی) خاں جہانگیر شاعی	

## دیوان خاص

دوسرے درجہ پر صوبائی گورنر کا دیوان یا مہتمم مالیہ کا تقرر، ترقی اور برطرفی مرکز کی ذمہ داری تھی اور مرکزی کو وہ جواب دہ ہوتا تھا۔ مالی معاملات میں اس کی حیثیت عہد خلافت کے صاحب الخراج جیسی تھی اور گورنر کے ہم پلہ۔ مالیہ شعبہ کی سیاسی لقمہ و نسق سے علاحدگی ہندوستان اور مغربی ایشیا میں بحیثیت مجموعی ٹھیک ٹھیک چلتی رہی۔

## وقائع نويس

اس کی ہم پلہ حیثیت وقائع نويس کی تھی جسے فرانس میں وزیر ریاست کہا جاتا تھا اور جس کا مقابلہ قیوٹاٹ نے ڈائریکٹوریٹ کے تنظیم صوبہ سے کیا ہے۔ (35) زیادہ تر جی طور پر اس کی مشابہت عام وقائع نگار کی ہے جسے خلافت عباسیہ میں غلط طور پر صاحب البرید یا پوسٹ ماسٹر کا لقب دیا گیا تھا۔ (36) وقائع نويس کا یہ فرض تھا کہ وہ صوبائی حکام کے تمام کاموں کی اور ہر اس بات کی جس سے دلچسپی یا حیرت پیدا ہو خواہ فوجی یا سیاسی یا تجارتی یا زراعتی یا حیاتیاتی یا کیسائی یا نفسیاتی اس سے برابر صدر کو مطلع کرتا رہے۔ ان کی رپورٹیں اگر محفوظ ہونے میں تھیں تو ان سے مغلیہ تاریخ کا بہت ہی وافر مواد ملتا۔ اس میں شک نہیں کہ بقول برنیر اکثر گورنر اور وقائع نويس کے درمیان ذلت آمیز ساز باز کی صورتیں پیدا ہوتی تھیں۔ (37) حال کی ترکی میں مسئلہ اور بعد کو گرتا بھی کی ناکامی اسی قبیل کی تھی۔ اکثر صدر کی عنایت کے مقابلہ میں گورنر کی دوستی زیادہ سودمند ہوتی تھی لیکن اس کی بھی مثالیں ہیں کہ وقائع نويس کی رپورٹ میں اکثر بد انتظامی کی شکایتیں دیکھی گئیں جن کا انسداد کیا گیا۔ زیادہ تر اس شعبہ کی موجودگی انسداد کا کام دیتی تھی۔

## سرکار

ہر صوبہ کی کئی سرکاروں میں تقسیم کی جاتی تھی جو آج کل کے ضلع کے مماثل ہے۔

## فوجدار

جس حاکم کا سرکار پر انتظامی اور فوجی اختیار ہوتا تھا اسے فوجدار کہتے تھے اور وہ گویا آج کل کے کلکٹر و مجسٹریٹ و فوجی کمانڈر کا مجموعہ تھا۔ روزمرہ کے انتظامات کی بنیاد اس پر تھی۔ (38) ماتحت تو دراصل وہ گورنر کا تھا لیکن اس کا تقرر، تبادلہ اور برخاستگی کا اختیار صدر ہی کو تھا جو گورنر پر ایک دوسری روک تھی۔ (39)

(35) قیوٹاٹ جلد سوم باب 2 صفحہ 19۔

(36) جہانگیر (راجس دیورنچ) جلد اول صفحہ 231، میں اس ادارے کی افادیت کا واضح طور پر اعتراف کیا گیا ہے 37 برنیر مرتبہ کائنات جلد اول صفحہ 247، وقائع نويس کو جو بدایات دی جاتی تھیں ان کی تفصیل سرکار کی مثل ایڈمنسٹریشن صفحہ 97۔

100 میں ہے۔

(38) آئین (جلد دوم صفحہ 40، 41) فوجدار کو جو بدایتیں دی جاتی تھیں ان کی تفصیل سرکار کی مثل ایڈمنسٹریشن صفحہ 91 تا 93 میں ہے۔

(39) جہانگیر اکثر فوجداروں کے تقرر کا ذکر کرتا ہے۔ مثلاً توڑک (راجس دیورنچ) جلد اول صفحہ 166، جلد دوم صفحہ 102۔

## پر مچنے

سرکار کو پھر پر مچنوں یا محال میں تقسیم کیا جاتا تھا جو ہماری آج کل کی تحصیل کے مماثل ہے اور جو مالی یا پولیس کی وحدت کا کام دیتا تھا۔ اس حصہ کا حاکم کون ہوتا تھا اس کا آئین میں ذکر نہیں ہے مگر جہانگیر، معتمد خاں اور خانگی کاغذات سے بہ آسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا لقب چودھری ہوتا تھا۔ (40)

## کو توالی

تصبات اور شہروں کو کو توالی کے انتظام میں رکھا گیا تھا جس کے اختیارات آج کل کے کو توال سے بہت زیادہ تھے۔ اس سے یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہ ان تمام فرائض کو انجام دے گا جو آج کل کے میونسپل بورڈ کے ذمہ ہیں اور وہ پرنسڈنٹ پولیس، مجسٹریٹ اور بہت کچھ اور بھی ہوتا تھا۔ وہ بازار اور بازار کے بھاؤ کو منظم کرتا تھا، ٹاپ تول کی نگرانی کرتا تھا۔ سڑکوں اور مکانات کی فہرست رکھتا تھا۔ اجینی لوگوں کی نقل و حرکت پر نگرانی رہتا تھا۔ بعض مقدمات بھی فیصل کرنا تھا اور سزائیں دیتا تھا۔ صدر کو اس سے یہ توقع تھی کہ وہ اس کے احکام اور فیصلوں کی تعمیل کرائے گا۔ اپنے حلقہ میں چوری اور ڈاکہ زنی کی ذمہ داری اسی کی تھی۔ چنانچہ وہ رات کے وقت لوگوں کو شہر کے اندر آنے یا باہر جانے سے منع کرتا تھا۔ اہل حرفہ کی پچاسیوں پر وہ کڑی نظر رکھتا تھا اور مناسب انتظام کے لیے وہ شہر کو محلوں میں تقسیم کر دیتا تھا۔ محلہ کے عمال سے وہ باضابطہ رپورٹیں لیتا رہتا تھا اور اس کے علاوہ ایک جرائم کی اطلاع کا بھی شعبہ رکھتا تھا۔ (41) اس کا لقب کو توال خاں ہوتا تھا (42) اور وہ پرنسپل کے مائنسٹریٹ (43) یا صدر قرق امین یا جیہا کہ لکھا ہے کہ انگلستان کے قرق امین کے مماثل تھا۔ (44)

## نظام عدلیہ۔ قاضی دیر عدل

کو توال کے فرائض ہی پر نظر کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مغلوں کا عقیدہ تقسیم فرائض پر نہ تھا اگرچہ تمام متمدن نظام حکومت میں کسی حد تک مہارت خصوصی لازمی ہے۔ عدلیہ کا انتظام بالکل الگ تھا اور اس کے خود اپنے حکام تھے۔ بجز سنگین مقدمات کے دیہی اور فرقی پچاسیتیں ایک قسم کا حلقہ اختیار رکھنے کے لیے آزاد تھیں۔ لیکن ہر شہر میں حتیٰ کہ چھوٹے شہروں میں بھی ایک قاضی اور ایک میر عدل ضرور ہوتا تھا جو باہم مل کر عدالتی اجلاس کرتے تھے۔ قاضی مقدمہ کی تحقیقات کرتا تھا اور میر عدل فیصلہ سناتا تھا بعض اوقات یہ دونوں عہدے ایک ہی میں شامل کر دیے جاتے تھے۔ اکثر مقامات میں اپیل کی سماعت یا نظر ثانی کے لیے ایک صدر قاضی ہوتا تھا۔ تمام اہم مقدمات میں صوبہ کے دیوان یا قاضی

(40) مٹا جہانگیر (راجس و پور پنج) جلد اول صفحہ 66 تا 67۔ اکثر خانہ انوں میں آج بھی وہ سندیں موجود ہیں جو ان کے اجداد کو چودھری کے عہدہ کے لیے دی گئی تھیں۔

(41) جہانگیر (راجس و پور پنج) جلد اول صفحات 262، 263، 264، 265۔

(42) میر منڈی صفحات 232، 282 حیوانات جلد سوم باب 9 صفحہ 20۔

(43) انسبرٹ (موسٹن جنرل آف ایشیاٹک سوسائٹی بنگال جلد ششم 1912ء صفحہ 200)۔

(44) میری راج ٹوایت اٹھا صفحہ 365۔

یا گورنر کے اجلاس میں اپیل ہو سکتی تھی اور مشترک کے آس پاس کے مقدمات کی برادر است سماعت بھی اسی اجلاس میں ہوتی تھی۔ صوبائی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اہم مقدمات میں اپیل شاہی دیوان یا قاضی کے اجلاس میں یا خود بادشاہ کے حضور میں پیش ہو سکتی تھیں اور مشترک کے آس پاس کے مقدمات کی برادر است سماعت بھی یہاں ہوتی تھی جب بادشاہ جبرو کہ میں ہوتا تھا تو کوئی شخص برادر است بھی اسے عرضی دے سکتا تھا جس کی سماعت ہوتی تھی اور فیصلہ ہوتا تھا۔ جبرو کہ سے بادشاہ تقریباً آٹھ بجے صبح دیوان خاص میں آتا تھا اور دوپہر تک تخت شاہی پر بیٹھ کر مقدمات کی سماعت کرتا تھا۔ اس کمرہ میں شاہی حکام عدالت، قاضی، مفتی، علماء، فقہاء اور دفنہ عدالت اور کوتوال شہر جمع ہوتے تھے۔ کسی اور اہل دربار کو آنے کی اجازت نہ تھی جب تک اس کی موجودگی کی خاص ضرورت نہ ہو۔ حکام عدالت مسخینوں کو ہادی ہادی پیش کرتے تھے اور ان کی شکایتیں بیان کرتے تھے۔ بادشاہ پورے سکون کے ساتھ حقیقت سے مطمئن شدہ واقعات سننا تھا اور ملائے مشورہ کرتا تھا۔ اکثر ملک کے اقتدار اعلیٰ سے انصاف حاصل کرنے دور دور سے لوگ آتے تھے۔ ان کی شکایتوں کی تحقیقات اپنے مقام پر ہی ہو سکتی تھی۔ اس لیے بادشاہ ان مقامات کے گورنروں کے نام فرمان جاری کرتا تھا اور ہدایت کرتا تھا کہ حقیقت حال معلوم کر کے یا خود انصاف کریں یا اپنی رپورٹ کے ساتھ فریقین کو پھر صدر دروند کریں۔ (45)

### جہانگیر کی زنجیر عدل

اس خیال سے کہ ملازمین شاہی عام لوگوں کو نہ روکیں جہانگیر نے اپنے کمرے اور دریائے جہنا کے کنارے کے درمیان ایک زنجیر لٹکائی تھی جسے ہر شخص ہلا سکتا تھا اور اس کے سرے پر گھنٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ (46)

(45) آئینہ (حدیث) جلد دوم صفحہ 41، نیز جلد اول صفحہ 258۔ ہنسرین (تاجر) ہوسٹن، جرجل آف انڈیا ایک سوسائٹی جلد 8 1912ء صفحہ 200) کمپٹرس (سے لینڈ اور بنری) صفحہ 209، 210، 211۔ رائے بھدی ل کب الیورن ہند (ایلیٹ وڈو سن) جلد ششم صفحات 172 تا 173 کوریات کروڈی نیز ان پیچڑ پرچہ جات جلد چہدم صفحہ 475 جردین کا جرجل صفحہ 159۔ یہ ایس سرکار مظاہرین مغل اٹلی صفحات 14، 70، 46۔

(46) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحہ 7۔ اس نے زنجیر کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے۔ ”میں نے انہیں حکم دیا کہ ایک خاص سونے کی زنجیر میں گزلیں جائیں جس میں سات گھنٹیاں ہوں۔ اس کا وزن چھ ہندوستانی من ہو جو چالیس عراقی من کے برابر ہے۔ اس کا ایک سر اٹھ گز کے شاہ برج کی فصیل سے منبوط جردین اور دوسرا سر پھر کے اس ستون سے جو دریا کے کنارے نصب ہے۔“ یقین نہیں آتا کہ جہانگیر اتنا بے وقوف تھا کہ وہ ساری زنجیر کو جتنی کہ جو حصہ قلعہ کے باہر لٹکا ہونے کی حالت کا حکم دیتا اس میں بھی شک ہے کہ آیا یہ زنجیر بھی استعمال ہوئی۔ لیکن خود وہ استعمال ہوتی ہو یا نہ استعمال ہوئی ہو۔ اس کے لٹکانے کا لوگوں پر رعب پڑا ہو گا۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 248) نے سوال کے بعد لکھتے ہوئے اس کا ذکر تعریف کے ساتھ کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جہانگیر نے یہ اعلان کیا کہ جس شخص پر کوئی ظلم ہو وہ ان گھنٹیوں کے ذریعہ سے اس کے گوش گزار کر دے۔ ایک فارسی خطوط (رقائق) صفحہ 21 (الف) نے لکھا ہے کہ ایک گورنر نے دریا کے کنارے جتنے ہوئے زنجیر ہادی کو اس کی حقیقت ہوئی کہ اسے کیا حکمت ہے تو معلوم ہوا کہ اس کا تجویز مالک اس کی نگہداشت اچھی طرح نہیں کرتا ہے تو اسے جبر سے کی گئی اس طرح ایک زنجیر عدل ایک ایرانی بادشاہ نے لگائی تھی۔ ذہدک جلد سوم باب ۷ میں لکھا ہے کہ زنجیر سونے کی نہیں بلکہ چاندی کی تھی۔ لیکن (پاچہ جات جلد چہدم صفحہ 774) لکھتا ہے کہ زنجیر میں سونے کی گھنٹیاں تھیں۔ محمد شہ نے اسے پھر رائج کیا تھا اور حسن راج جس کا رخ دریائے گھاگڑ کے ایک زنجیر لٹکائی تھی (سیرالسخیرین جلد اول صفحہ 302)



## تحریری ضابطہ قانون کا وجود نہ تھا

مستقل قانون یا ضابطہ عدالت کا کوئی ضابطہ نہ تھا جیسا سرطاس رونے لکھا ”وہاں کوئی تحریری قوانین نہیں ہیں۔“ (47)

## دیوانی مقدمات

دیوانی مقدمات ہر دوسرے دیوان فیصل کیے جاتے تھے اگرچہ فریقین کے دیوان میں اختلاف پر دشواریاں پیدا ہوئی ہوں گی۔ قدیم رومہ کے پریئر پرلی رائٹش کی طرح ایسی صورتوں میں ججوں نے اپنے اختیارات تیزی سے کام لیا ہو گا۔ دیوانی قانون کا تحریری ضابطہ نہ ہونے سے ایک تو خرابی تھی لیکن ہر خرابی میں ایک بھلائی بھی ہوتی ہے کہ اس سے دیوانی قانون کی نشوونما اور ترمیم کا موقع ملتا ہے ایک سے زیادہ ممتاز ماہرین قانون نے یہ شکایت کی کہ آج کل کی ہائی کورٹوں نے ہندو دیوان کو غیر فطری طور پر بالکل بے لوج کر دیا ہے۔

## فوجداری مقدمات

فوجداری مقدمات ایک سخت گیر بے لکھے ہوئے ضابطہ کے بموجب فیصل ہوتے تھے جو قرآنی احکام، مسلم روایات ہندوستانی رسم و رواج اور شاہی احکام کے بموجب بناتھا۔ قتل، ڈاکہ زنی، چوری، زنا اور خداری کی سزا موت تھی یا تاج کاٹ ڈالنا، مقروض کو فروخت کر کے غلام بنایا جاسکتا تھا۔ (48)

## ضابطہ عدالت

عدالتوں کا طریق عمل سادہ و سرسری تھا۔ لازم گرفتار ہوتے ہی عدالت میں پیش کر دیا جاتا تھا۔ شہداء اور عیادیاں ہوتا تھا کہ کسی کو مقدمہ پیش ہونے کے لیے چوبیس گھنٹہ سے زیادہ انتظار کرنا پڑے۔ ہر دیوانی فوجداری مقدمہ کی قاضی تحقیق کرتے تھے۔ گولہ طلب کیے جاتے تھے اور ان سے سختی سے جرح کی جاتی تھی۔ ہندوؤں کو گائے کے قسم کھانی ہوتی تھی۔ مسلمانوں کو قرآن پر ہاتھ رکھ کر اور جیسائیوں کو انجیل پر ہاتھ رکھ کر۔ محفل حکومت کی روشن خیالی اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ عدالتی تحقیقات میں جسمانی ثبوت کی آزمائش کا طریقہ نہیں رکھا گیا تھا۔ مشکل مقدمات میں قاضی متحدہ بار و بیدلو کا سامنا کرتے تھے۔ انسٹرٹ نے یہ تحریک رکھ چھوڑی ہے کہ بادشاہ کی عدالت میں مختلف قسم کی لالچوں کی دھمکی تو دی جاتی تھی مگر شہداء ناوری ان پر عمل کیا جاتا تھا۔ جیسے ہی فیصلہ سنایا جاتا تھا اس کی تعمیل کر دی جاتی تھی۔ بجز اس صورت کے کہ مقدمہ میں تاخیر ہونے والی ہو یا منظور کا انتظار ہو۔ (49) ٹیری کامیان ہے کہ ”سادہ و فوری انصاف سے

(47) سفارت سرطاس رد صفحہ 120۔

(48) ٹیری صفحہ 365۔ فیوٹ جلد سوم باب 10 صفحہ 19۔

(49) ٹیری نڈ کور صفحات 353 و 354 فیوٹ کامیان ہے کہ (جلد سوم باب 10 صفحہ 19) کہ ہندو کی قسم یہ تھی کہ گائے کی بوہا تھ رکھ کر یہ کہہ دے کہ اگر اس کامیان غلط ہو تو وہ اسی کا گوشت کھائے۔ لیکن اکثر لوگ ایسی قسم کھانے کی بجائے مقدمہ میں ہل جانے کو ترجیح دیتے تھے اس لیے کہ بت پرستوں میں ایسی قسم کھانے والے ملعون سمجھے جاتے ہیں۔ انسٹرٹ (ہولے لینڈ ٹری) صفحہ 211۔

لوگوں پر قابو اور عب رہتا تھا اور موت کی سزائیں بہت نہیں ہوتی تھیں۔ (50)

## سزا

جہاگیر نے ناک، کان کاٹنے کی سزا موقوف کر دی تھی مگر اور طرح کی قطع و برید کی سزا کو بدستور رکھا تھا۔ (51) جہاگیر نے اپنے عہد میں کھل کھینچنے کی ہولناک سزا کو گوارا نہیں کیا۔ لیکن اس نے اکثر عظیم سامی اور سیاسی جرائم کی سزا جسم میں سبج ٹھکرا کر یا درندوں کے آگے ڈال کر یا ہاتھی کے پیروں سے پکڑا کر ہولناک موت کی سزائیں دیں۔ (52) جیل کی سزاشاذ تھی اور عموماً ایسے طرہوں کے لیے مخصوص تھی جو سامی یا سیاسی نظام کے لیے خطرناک ثابت ہوں۔ گوالیار کا قلعہ جس کا کماندار بہادر اعلیٰ رائے دلاں تھا۔ جہاگیر کے عہد میں بہت بڑا جیل خانہ تھا۔ جیلوں نے قہدان پر افسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ انیسویں صدی کے آغاز تک وہ بالکل جہنم کا نمونہ تھے۔

یہ بات پورے طور پر واضح نہیں ہے کہ ہر حاکم کو کتنی سزا دینے کا اختیار تھا۔ آئین کے بموجب صوبائی گورنروں کو قید کی سزا دینے یا جسمانی سزا دینے کا اختیار تھا مگر انہیں سختی سے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ موت کی سزا دینے سے پہلے کافی غور کر لیا کریں۔ (53) مانشریٹ کا بیان ہے کہ جب کبھی بادشاہ موجود ہوتا تھا تو اس کی اجازت کے بغیر موت کی سزا کی تعمیل نہیں ہو سکتی تھی (54) تھیوٹاٹ نے 1697ء میں لکھا ہے کہ دیوبلی یا فوجداری کے موت کے فیصلوں کی تعمیل کے لیے بادشاہ کی منظوری ضروری تھی۔ (55) میری اور رو کے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جہاگیر کے عہد میں صوبائی گورنر موت کی سزا کا حکم سناتے تھے اور اس کی تعمیل کرتے تھے۔ (56) نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ صوبائی گورنر سے نیچے کسی حاکم کو موت کی سزا دینے کا اختیار نہ تھا۔

## دیکھ کر نہیں ہوتے تھے

عدالت کی کارروائی میں شروع سے آخر تک دیکھ کر بالکل نہیں ہوتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے مسلم اور ہندو خاتون کو تربیت یافتہ قانون دانوں کے اس طبقہ سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا جس نے رومن قانون کو منظم کر کے سائنس کے اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیا اور جن میں بہتوں نے بلند مرتبہ

(50) نیری صفحہ 354۔

(51) جہاگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحہ 9۔

(52) نیری صفحات 554، 555 جہاگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحہ 353۔ فیلبان کی ہدایت کے مطابق باقی یا تو مجرم کو ایک دم پھل دیتا تھا یا ایک ایک عضو ہلک ہلکا تھا اکبر اور جہاگیر کے عہد میں سزا کے طریقے ایک ہی تھے۔ دیکھو مانشریٹ کی کھربیں نیز ترجمہ ہاشن جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی جلد 8 1912ء صفحہ 194۔ (ہوائے لینڈن نیری) صفحات 211، 212 مانشریٹ نے صاف کہا ہے کہ غیر فطری جرائم کا کتاب کرنے والوں کو اکثر چڑے کے کوڑے سے مارنے کی سزا دی جاتی تھی۔

(53) آئین (جالت) جلد دوم صفحہ 37۔

(54) مانشریٹ (ترجمہ ہاشن جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی جلد 8 1912ء صفحہ 194۔

(55) تموات جلد سوم باب 10 صفحہ 19۔

(56) غلام سرطاس رد صفحہ 120 نیری صفحہ 364۔ نیز سزاؤں کے لئے ہر منڈی جلد دوم صفحات 73، 72 پر چہ جات 9 صفحہ

47 جہاگیر (راجہ جیورج) جلد دوم صفحہ 28۔

حاصل کر کے اپنے فرائض خالص دیانتداری اور اعلیٰ ہوشمندی سے انجام دیے۔ انہی عظیم قانونی نمائندوں کے وسیلے سے رومہ نے آنے والی نسلوں کو بہت بڑا تحفہ دیا لیکن قانونی پیشہ کا اقتدار کبھی بے میل فیض نہیں رہا ہے۔ گمن نے بڑی خوبی سے ان خرابیوں کی تفصیل بیان کی ہے جو قدیم رومہ میں اس باعزت پیشہ کے اندر داخل ہو گئی تھیں اور آج بھی ہر اس شخص کو صاف نظر آتی ہیں جسے اس وقت کے طریق عدالت سے کچھ بھی واسطہ پڑا ہو۔ انہوں (وگلا) نے قانون کی تشریح شخصی مفاد کے مطابق کی اور ان کی یہی مضرت رساں خصوصیت سلطنت کے عام انتظامی امور میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ رومہ کے اصول قانون کے زمانہ میں وگلا کی ترقی عموماً فساد اور رسوائی سے بھری ہوئی تھی یہ شریفانہ فن جو کبھی رومہ کے طبقہ امرانے بطور ایک حبرک ورثہ کے محفوظ کر رکھا تھا۔ آزاد شدہ اور ادنیٰ درجہ کے افراد کے ہاتھوں میں چلا گیا، جنہوں نے ہوشیاری سے نہیں بلکہ چالاکی سے اس کثیف اور مضرت رساں تجارت کو جاری رکھا۔ ان میں سے بعضوں نے اپنی اور اپنی برادری کے منافع کثیر کی خاطر اونچے خاندانوں میں رسائی حاصل کر کے مقدمہ بازی اور باہمی مخالفت کی بہت افزائی کی اور بعضوں نے تجلہ میں بیٹھ کر اپنے دولت مند موکلوں کو سارے حقائق توڑ موڑ کر قانونی باریکیاں بتانا شروع کر دیں اور قطعی اور عادی کے دلائل سے رنگ آمیزی کرنے لگے۔ اس اعلیٰ اور ہر دلعزیز طبقہ میں ایسے وگلا بھر گئے جو لغا خانہ بلاغت سے ایوان پر جمائے۔ کہا جاتا ہے کہ انہیں شہرت اور انصاف کی پروا نہ تھی اور بیشتر جاہل اور بید حریص رہنا تھے جو اپنے موکلوں کو کثیر اخراجات، تاخیر اور مایوسیوں کی راہ سے لے جاتے تھے جس سے کئی سال کی مسلسل دشواریوں کے بعد بالآخر انہیں رہائی ملتی تھی جب کہ ان کا پیانہ صبر لبریز ہو چکا ہوتا تھا اور جب ان کی دولت تقریباً ختم ہو چکی ہوتی تھی۔

### وقائع نویس خبر رساں

انتظامی، عدالتی اور مالی حکام کے وسیع پھیلاؤ کی نگرانی بادشاہ کثیر التعداد وقائع نویسوں اور خفیہ خبر رسالوں سے کرتا تھا۔ خفیہ خبر رسائی سے گندگی کی بو آتی ہے لیکن کوئی حکومت خصوصاً خطرے کے وقت اور قرون وسطیٰ کی حکومتوں کو ہر وقت کسی نہ کسی طرف سے خطرہ رہتا تھا ان کی خدمات کو نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔ تیرہویں صدی میں علاء الدین خلجی نے اسے فن لیلیف کے درجہ تک پہنچا دیا کرادیا تھا۔ مظلوم نے اسی نظام کو قبول کیا اور اسے ترقی دی۔ مظلوم کے دو طرح کے ایجنٹ تھے۔ ایک تو اعلانیہ جنہیں وقائع نویس کہتے تھے اور دوسرے خفیہ۔ خفیہ ایجنٹ عموماً سرکاری افسروں کے پیچھے لگے رہتے تھے اور اعلانیہ ایجنٹ ہر قسم کی خبریں پہنچاتے تھے۔ ان کی تحریریں اگر عناصر کی دست برد سے محفوظ رہ گئی ہوتیں تو قرون وسطیٰ کی تاریخ اتنی تفصیل اور وضاحت سے لکھی جاسکتی تھی کہ کسی ملک یا عہد کی تاریخ اس کا مقابلہ نہ کر سکتی۔ جہاں معتد خاں وغیرہ نے جو غلامی اور اقتباسات محفوظ کیے ہیں ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو کچھ بھی دیکھتے یا سنتے تھے اس کی مقررہ اوقات پر اطلاع دیتے تھے۔ محکمہ اطلاعات کی مستعدی کا یہ قابل تعریف کارنامہ ہے کہ جب ہائکنس سورت میں اپنے ساتھ بدسلوکی کی شکایت کرنے آیا تو اسے یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ شہنشاہ جہانگیر کو سارے واقعہ کی پہلی ہی اطلاع مل چکی تھی اور اس نے تلافی کی تدابیر شروع کر دی تھیں۔ ظاہر ہے کہ اس کے لیے ہر کاروں کا بہت بڑا عملہ رکھا جاتا ہو گا۔ ہر

کاروں کو سائنٹفک طریقہ پر تربیت دی جاتی تھی۔ سداون ”وہ پیدل اس طرح دوڑتے تھے جتنا کہ ایک پوری تیز رفتاری سے سوار جاسکتا تھا“ عام طور پر حکومت کی ڈاک کا انتظام خلافت کے شاندار عہد کی طرح شاہراہوں پر بدلی چوکی کے گھوڑوں کے ذریعہ سے کیا جاتا تھا۔ (57)

### بادشاہ کے دورے 1616ء کے ضوابط

مقامی حکمرانی کی تکمیل بادشاہ کے دوروں سے ہوتی تھی۔ پھر بھی مقامی حکام دفن فوٹا اپنے اختیارات کی حد سے آگے بڑھ جاتے تھے اور شاہی اختیارات میں مداخلت کر بیٹھتے تھے۔ 1612ء میں جہانگیر نے کئی فرمان جاری کیے جن کے بموجب سرحدی حکام کو لوگوں کے سجدہ کرانے یا اپنے ماتحتوں سے سپردہ کام لینے یا جبر و کم میں بیٹھنے یا خطابات دینے یا دورہ پر فخرہ بھانے یا سفر میں شاہی ملازمین کو پیدل لے جانے یا شاہی حکام کے مراسلہ پر مہر لگانے یا جبریہ ختم کرنے یا آنکھیں ٹکالنے یا ناک کان کاٹنے کی سزا دینے کی ممانعت کی گئی۔ اسی طرح ہاتھیوں کی لڑائی کرانے یا جو گھوڑے اپنے ماتحتوں کو دیتے انہیں گام یا ہمیز لگانے کی ممانعت کی۔ (58)

### ظلم کرنے والے گورنروں کی سزا

جن گورنروں کے متعلق وقائع نویس کی رپورٹ یا خیرہ ایجنٹوں کی اطلاع سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے اقتدار یا اختیار کا غلط استعمال کرتے تھے انہیں فوراً واپس بلا لیا جاتا یا جبریہ کی جاتی یا عہدہ گھٹا دیا جاتا یا سخت سزا دی جاتی۔ ملک میں بہت سے ایسے مظالم ہوتے ہوں گے جن کی اطلاع بادشاہ تک نہ پہنچی ہوگی لیکن اکبر یا جہانگیر نے کبھی اپنی رعایا پر ظلم کو گوارا نہیں کیا۔ اور ہمیشہ اپنے افسروں کے حریصانہ یا خالمانہ طرز عمل کا فوراً تذکرہ کیا اور سزا دی۔ سعید خاں جسے جہانگیر نے اپنی تخت نشینی کے فوراً بعد پنجاب کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اسے واضح طور پر جبریہ کی گئی کہ اگر اس کے بدکردار خواجہ سراؤں نے لوگوں پر ظلم کیا تو میر انصاف کسی شخص کے ظلم کو برداشت نہ کرے گا اور انصاف کے ترازو میں چھوٹے یا بڑے کا لحاظ نہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد بھی اس کے لوگوں کی طرف سے اگر کوئی ظلم یا سختی دیکھی گئی تو بلا رو رعایت سزا دی جائے گی۔“ (59) شہنشاہ کے مقرب خاص مقرب خاں کو صرف ایک خالمانہ فعل پر اس کا منصب نصف کم کر دیا گیا۔ (60)۔ مرزا ستم گورنر تھو جس نے لوگوں پر ظلم کرنا شروع کیا تھا اسے فوراً واپس بلا لیا گیا اور عہدہ گھٹا کر شاہی قیدیوں کے نامی محافظ بنی رائے سنگھ کو حوالے کر دیا گیا کہ تحقیقات کے بعد اسے عبرت انگیز سزا دی جائے۔ لیکن کچھ دنوں بعد مرزا نے پشیمانی کا اظہار کیا اور معافی مانگی چنانچہ کافی ذلیل

(57) سفر نامہ ہائیکس صفحات 400، 401۔ سنسکریٹ (ہوئے لینڈ و سرنجی) صفحہ 212۔

(58) جہانگیر (راجا سوجیو راج) جلد اول صفحہ 205 (ایلیٹ ڈوائس) جلد ششم صفحہ 325۔ اقبال نامہ 59 خاں جلد اول صفحہ 272 تا جہانگیر کی (مطلوٹ خدا بخش) صفحات 78 ب۔ 79 ایف۔

(59) جہانگیر (راجا سوجیو راج) جلد اول صفحہ 13۔ آثار الامر جلد دوم صفحہ 405 اس میں یہ بھی ہے کہ سعید خاں نے یہ منہات دی تھی کہ اگر اس کا کوئی ملازم ظلم کرے تو خود اس کا سر قلم کر دیا جائے۔ بلوئین صفحہ 331۔

(60) جہانگیر (راجا سوجیو راج) جلد اول صفحہ 176۔

کرنے کے بعد اسے معاف کر دیا گیا۔ (61) اسی طرح جو نچور کے خاتمہ گورنر چیمین قلعہ خاں کو واپس بلا لیا گیا اور اگر وہ راستہ میں فوت نہ ہو گیا ہوتا تو مقتول سزا دی جاتی۔ (62) راجہ کلیان سنگھ کے بارے میں تاگوار واقعات سنے گئے تھے جن کی تحقیقات کی گئی مگر وہ بالکل بے قصور ثابت ہوا۔ (63) سلطنت کے بہادر سپہ سالار اور طاقتور شاہجہاں کے مقرب خاص عبداللہ خاں فیروز جگ گورنر کمرات کو واپس بلا لیا گیا۔ (64) اور بری طرح ذلیل کیا گیا اور اپنے سر پرست شاہجہاں کی سفارش پر معافی مل سکی۔ شاہجہاں کو جب کہ وہ اپنے اثرات کے پورے عروج پر تھا سخت عیبہ کی گئی۔ اس لیے کہ اس کے ماتحت سورت کے گورنر نے انگریز تاجروں پر ظلم کیا تھا۔ (65) ایسے ہی اور بہت سے واقعات پیش آئے۔ ہائیکس نے لکھا ہے ”اگر ان کے صوبائی گورنروں کے ظلم کی شکایت بادشاہ کے گوش گزار ہوتی تو ان کے حق میں بھی بہتر ہوتا کہ وہ محض اپنی جائداد کی ضبطی پر مبر کر لیں۔“ (66) انصاف جہا تکیر کی سب سے بڑی مفت تھی۔ اس نے لکھا ہے کہ ”خدا کی پندہ اگر ایسے معاملات میں میں شہزادوں کا لحاظ کر دوں۔ امیروں کا لحاظ الگ رہا۔“ (67)

### منصب دار یا انتظامی اور فوجی حکام

یہ صورت تھی مغل حکومت کی اور یہ جہا تکیر کے عہد میں اس کا طریق عمل تھا۔ حکومت کے اعلیٰ عہدہ دار مشترک فوجی اور انتظامی عہدوں میں منقسم تھے اور منصب دار کہلاتے تھے۔ ہر منصب دار کا یہ فرض تھا کہ وہ مقررہ تعداد پیادہ اور سوار سپاہ کی تیار کر کے مہیا کرے اور مقررہ تعداد کا عملہ رکھے۔ درجہ بندی اس تعداد کے حساب سے ہوتی تھی جس کی ہر منصب دار سے رکھنے کی توقع کی جاتی تھی۔ اگرچہ وہ اصلی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہوتی تھی۔ زیادہ مقرب حکام کو سلطنت کے لیے خاص کر فوجی دستے رکھنا پڑتے تھے اور اس کا انھیں مقتول معاوضہ دیا جاتا تھا۔ مشاہیرے نامزد شدہ تعداد کے حساب سے دیے جاتے تھے اور سالانہ فرق لکھو لکھا ہوتا تھا۔ لیکن یہ تسلیم کر لینا حق بجانب ہو گا کہ تنخواہیں سال میں چند مہینے کی دی جاتی تھیں جس کا کچھ حصہ ملے پر صرف ہوتا تھا اور کچھ حصہ تنخواہوں اور ضبطی جائداد کے سلسلہ میں سرکاری خزانہ کو واپس چلا جاتا تھا۔ اکبر کے عہد میں خونی رشتہ کے شہزادوں کا سب سے اونچا منصب بارہ ہزار کا تھا اور دوسروں کے لیے پانچ ہزار کا اور بعد کو سات ہزار کا۔ (68) جہا تکیر کے عہد میں شہزادہ خرم کو تیس ہزار ذات اور بیس ہزار سوار کے منصب پر ترقی دی گئی مگر جب اس نے بغاوت کی تو شہزادہ پرویز کو اس سے اونچا منصب چالیس ہزار ذات اور تیس ہزار سوال کا دے دیا گیا۔ اعتماد الدولہ کو نو ہزار ذات و سوار کا منصب حاصل ہو گیا اور جہا تکیر کے عہد میں سات ہزار کے منصب پر کئی امرا تھے اور پانچ ہزار کے منصب

(61) جہا تکیر (راجہ سورج) جلد اول صفحات 389-390۔

(62) جہا تکیر (راجہ سورج) 312-301۔ آثار الہرام جلد سوم 351۔

(63) جہا تکیر (راجہ سورج) جلد اول صفحات 389-390۔

(64) جہا تکیر (راجہ سورج) جلد اول صفحہ 421۔

(65) رد صفحات 116-117۔

(66) سفر نامہ ہائیکس پرچہ چلت جلد سوم صفحہ 43۔

(67) جہا تکیر (راجہ سورج) جلد دوم صفحہ 211۔

(68) راجہ مان سنگھ مرزا شاہ رخ نور عزیز کو کاخاں اعظم یہ تین امرا تھے جو سات ہزار کے منصب پر فائز تھے۔

## خطابات

## اظہار خصوصیات

## سلطنت رومہ کی طرح

اعلیٰ ترین اعزاز

(69) پراچینی (کو) جلد دوم صفحات 193، 194 آئین جلد اول صفحات 236، 239، 111-112 میں جو تحریر است  
منصب داروں اور ان کے مہدوں اور ترقیوں کی قدسی اور توہین سے چل کر ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ جو کچھ گہرے کے مہد کا کچھ بڑا  
کامیاب رہا اور اس میں اس درجہ سے آئین کے مہد کے منصب دار سے کٹر قصور اور اکثر اوقات میں جو بھی کٹر - منصب دار کی نظام  
کے حقوق دیکھو آئین جلد اول صفحات 235، 245 (بلوچین) صفحات 535، 536 نیز کی صفحات 590، 591 نیز (ترجہ  
کا منہل) صفحات 212، 214۔ دونوں کی آرمی آف انڈیا میں مخلص جرنل آف ایسٹاک سوسائٹی 1915ء صفحہ 448

## ہاکنس کی دلچسپ درجہ بندی

## فوج

ہر منصب دار جو فوج فراہم کرتا تھا وہ جاگیر کے عوض میں تھی یا رضا کارانہ فوج کسی جنگ کے چمڑ جانے یا کسی بغاوت کے وقت انہیں جلد سے جلد حاضر ہو کر شاہی دستہ کے مرکزی حصہ سے مل جاتا چاہئے۔ اکبر کی مستقل فوج میں پینتالیس ہزار سوار پانچ ہزار ہاتھی اور کئی ہزار پیادہ فوج تھی۔ ان میں سپاہیانہ استعداد خفیف سے کچھ ہی زیادہ تھی۔ یہ قدیم طرز کی دستی بندوق سے مسلح ہوتے تھے۔ اگرچہ وہ اس نظم و ضبط سے نا آشنا تھے جو سترہویں صدی میں تورین، کانڈے اور لکسبرگ میں تھی۔ ہاتھی البتہ انتہائی استعداد کے درجہ تک تربیت یافتہ ہوتے تھے۔ منگولی، ایرانی، ترکی اور وسط ایشیائی پوری رفتار سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے دھڑلہ پھر کر اپنا نیزہ ایسی کارگر انداز سے پھینکتے تھے کہ دشمن کی آنکھ میں گھس جاتا تھا۔ 1526ء میں بابر کے توپ خانہ نے پانی پت کے میدان میں پٹھانوں کا پانسہ پلٹ دیا تھا۔ بعد کی صدی میں مغلوں کی متعدد اصلاحیں دکن کی فوجوں کے خلاف کارگر ثابت ہوئی تھیں لیکن سائنٹیفک پریڈ اور تربیت تقریباً ابتدائی نوعیت کی تھی۔ اس معاملہ میں رومن سپاہیوں کے مقابلے میں مغل افسراناک طور پر مختلف تھے۔ رومن سپاہیوں کی نقل و حرکت اسمن کی حالت میں اس سے دوگنے وزن اسلحہ کے ساتھ ہوتی تھی جتنے وزن کی میدان میں ضرورت ہوتی تھی اور ان کی پریڈ کامیدان محض خون کی فروانی میں میدان جنگ سے مختلف ہوتا تھا۔ توپ خانہ کے بیڑے جگہ کیپ، ہاتھی، اونٹ اور شاندار گھوڑے اور رنگ برنگی بندوقیں اور توپیں مغل فوج اور مسلح ہجوم میں بحیثیت مجموعی بڑے فرق کا نمونہ ہوتی تھی۔

## بحر یہ کا فقدان

بحر یہ کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں اس لیے کہ مغل جنگی مقاصد کے لیے بیڑہ رکھتے ہی نہ تھے۔ لوارہ یا کشتیوں کا بیڑہ جو بنگال کے دریاؤں میں رکھا جاتا تھا وہ سمندر پر چلنے والے جہازوں سے بالکل مختلف تھا۔ بحر یہ کی اہمیت اور فوجی نااہلیت مغل سلطنت کے کمزور ترین پہلو تھے۔

## رسمد رسانی

رسمد رسانی کا کام، بنگالوں کے قبائل سے لیا جاتا تھا۔ جو اپنے ہزاروں بیلوں کے ذریعہ سے

(بقیہ حاشیہ.....69)

لوہڑوں کے منصب دار کے مقابلہ میں ہاک پانچ ہزاروں کے منصب دار کے مقابلہ میں کوئیں تین ہزاروں کے منصب دار کے مقابلہ میں دل . . . . . دھکٹ ایک . . . . . بیرن چار سو . . . . . چٹ . . . . . اسکوہر چار سو . . . . . چٹلیں . . . . . یومین

سفر نامہ ہاکس صفحات 219 و 220 پرچہ جات جلد سوم صفحات 29 و 30 ہاکس نے منصب داروں کی مجموعی تعداد تین ہزار بتائی ہے۔ خطابوں کے متعلق میری کامیابی ہے (سفر نامہ صفحہ 396) بہت ہی الجھا ہوا ہے۔ بلوچین نے اکبر جہانگیر اور شاہجہاں کے عہد کے منصب داروں کی تعداد کے مقابلہ میں جہانگیر کے عہد کا تخمینہ دی لائٹ کے تخمینہ سے لیا ہے لیکن دی لائٹ کے تخمینہ میں بہت کمی ہے۔ ہانسٹریت (ہوائے لینڈ و سترجی) صفحات 139 و 140 ہانسٹریت ہوائے لینڈ و سترجی) صفحہ 55 (ہوائے لینڈ و سترجی) صفحہ 79 جہانگیر (راجا جس پوریج) جلد دوم صفحہ 232۔ پیرمنڈی کا سفر نامہ مرتبہ ٹیمل جلد دوم صفحات 54، 55، 95، 98۔ نور میر مرتبہ بال صفحات 39 و 45۔ لدون کی آرمی آف دی انڈین مغلستانہ ان کریم سترجی خدائیش۔ لورینٹ لٹورڈی کیلکس صفحہ 335۔

رسد ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں لے جاتے تھے۔ مارچ کرتی ہوئی فوج کو رسد پہنچانے کے لیے تاجروں کی برآمد اور دیگر محصولات کی معافی سے ہمت افزائی ہوتی تھی۔ خزانہ عموماً ہاتھیوں یا اونٹوں کے ذریعہ سے منتقل کیا جاتا تھا اور سامان جنگ اور اسباب دوپہرہ کی تیل گاڑیوں پر اور بادشاہ کا آرائشی سامان اور دیگر سامان خچروں پر بار کیا جاتا تھا۔

### خیمرہ گاہ

بالکل روسن اور عرب خیمرہ گاہوں کی طرح مغل خیمرہ گاہ بھی شہر کی ترتیب سے قائم کیا جاتا تھا اور بادشاہ یا گورنر کا خیمرہ وسط میں سب سے اونچا ہوتا تھا۔ (70)

### مالیہ

فوج کے اخراجات، حکام کی بھاری تنخواہیں اور دربار کے مصروفانہ اخراجات ادب فن کی فیضانہ سرپرستی، دفتری خانہ خرچ، تعمیرات عامہ اور دیگر سارے اخراجات اس آمدنی سے ادا ہوتے تھے جو دنیا کے تمام ممالک سے زیادہ تھی۔

### صرف خاص

صرف خاص سے معقول رقم حاصل ہوتی تھی۔ مختلف تجارت پر جو محصول لگائے جاتے تھے اور کانوں سے بھی کچھ آمدنی ہوتی تھی۔ خراج تحائف اور ضبطی جائداد سے اور زیادہ آمدنی ہوتی تھی لیکن اہم ترین آمدنی کی مدد محصول اراضی تھی۔

### مالگزاری کا نظام

اکبر کے نظام مالگزاری کی بجائے بطور پر تعریف کی جاتی ہے لیکن بظاہر اس کی نوعیت کو غلط سمجھا گیا ہے۔ بنگال، کابل، دکن اور بعض دور افتادہ علاقے بڑے بڑے زمینداروں کے قبضہ میں چھوڑ دیے گئے تھے جو مقررہ رقم ادا کرتے تھے۔ باقی سلطنت کی احتیاط کے ساتھ پیکش کی گئی اور زمین کی پیداوار کے لحاظ سے چار قسمیں کی گئیں۔ یعنی پوریج، پوٹیج، چاچو و بخر پیداوار کا تہائی حصہ اور سٹاسر کاری قرار دیا گیا اور جہاں لگان جنس میں نہیں ادا ہوتا وہاں پچھلے دس سال کے نرخ کے حساب سے نقدی میں منتقل کر دیا جاتا۔ بعض مورخوں نے جو لکھا ہے کہ دس سالہ بندوبست ہوتا تھا۔ یہ صحیح نہیں ہے اس نظام کی اصلی خوبی قطعیت اور زمینداروں کا درمیان نہ ہونا تھی۔ بعض اوقات دیہات لگان دینے سے انکار کر دیتے تھے تو ان کے خلاف قوت کا استعمال ہوتا تھا۔

### حکام مالیہ

نظام مالیہ کی سربراہی مرکزی اور صوبائی دیوانوں کے ذمہ تھی اور نیچے درجہ کے حکام مالگزار،



زراعت کی ہمت افزائی اور خاص کر غنجر اور کم پیدوار کی زمینوں کو کار آمد بنانے کے لیے بڑی بڑی رعایتیں دی گئیں تھیں۔ قطعی قلت کے زمانہ میں فیاضی کے ساتھ لگان کی چھوٹ دی جاتی تھی۔

نقل و حمل کی دشواریوں کی وجہ سے قرون وسطی کے قلعہ مخصوص علاقوں میں محدود رہتے تھے اگرچہ مصائب کی شدت ہوتی تھی۔ ہندوستانی مورخین اور غیر ملکی سیاحوں نے قلعہ زدہ علاقہ میں قلعہ کشی اور اموات کی دردناک تصویر کشی کی ہے۔

حکومت نے مصیبت گھٹانے کی کوشش کی اور علاوہ مالکزاری کی چھوٹ کے کثیر رقوم خرچ کیں امدادی کام کھولے۔ فوج میں بھرتی کی ترغیب دی اور مفت کھانا تقسیم کرنے اور خیرات بانٹنے کے مقامات قائم کیے۔ (73)

یہ تھے مغل حکومت کے اصول اور ارادے۔ سب سے بڑی خدمت جو انہوں نے ملک کی انجام دی وہ اس کا وہ اثر تھا جو زیر حفاظت ریاستوں میں کام کر رہا تھا۔ آج کی طرح پہلے بھی راجا راجا ریاستیں اور سارے ملک میں پھیلی ہوئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں بالادست ہندوستانی حکومت کے زیر اقتدار تھیں۔ آج بھی جو ریاستیں موجود ہیں ان میں حکومت مغلیہ کی چند ناقابل فہم اصطلاحیں رائج ہیں۔ آج کی طرح سترہویں صدی میں زیر حفاظت ریاستوں کو اندرونی خود مختاری حاصل تھی۔ ان میں سے بعض خراج دیتی تھیں اور سب نے اپنی خارجہ پالیسی کی رہنمائی اقتدار اعلیٰ کو سپرد کر دی تھی۔

(71) آئین (دوم) جلد 1 صفحات 78، 96، 115، 183 برائینی (لو) جلد دوم صفحات 192، 193 سر طامس کی ریویو ریسرچر آف دی فیکل لیٹریچر، مور لینڈ یوسف علی، جرنل آف ایشیا ایک سوسائٹی 1918ء، صفحات 42، 41، 42، 41 اے اسٹھ کی اکبر کی صفحات 128، 141، 309، 379، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164،

(72) جہانگیر (راجہ سوبھراج) جلد اول صفحہ 22۔ مورلینڈ کی فرام اکبر ٹو اورنگ زیب صفحہ 269۔

(73) شیخ نور الحق کی زبدۃ التواریخ (الیٹ و ڈاؤن) جلد ششم صفحہ 192۔ عبد الحمید لاہوری کی کاغذ شاہ نامہ (الیٹ و ڈاؤن) جلد ششم صفحات 24-25۔

## مغلوں کی خارجہ پالیسی

مغلوں کی خارجہ پالیسی کے خاص خاص اصول چند سادہ جغرافیائی حقائق اور چند سادہ تاریخی روابط کے بموجب متعین ہوتے تھے۔ بلوچہ البحر کا آبائی ورثہ جو بابر اور ہمایوں کا اصلی وطن تھا خاص کر باعث کشش تھا اور انہیں کئی خونریز مہموں اور شکستوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اکبر اور جہانگیر کے دماغوں میں برابر اس علاقہ کو اپنی سلطنت میں ملانے کا خیال چکراتا رہا مگر بڑی معقول پسندی سے اس دواہمہ کو ترک کر دیا گیا۔ شاہجہاں اپنے عروج اور شکوہ کے زمانہ میں اس ترفیب کو دبانہ سکا اور اس کی بے نتیجہ کوشش میں ہزاروں جانیں اور لاکھوں روپے ضائع ہوئے۔ (74) جہانگیر کے عہد میں مغل سیاست کا دائرہ دریائے جیحوں کے جنوبی علاقوں تک محدود رہا۔ جہانگیر خلوص کے ساتھ ایران کی متحدہ مملکت سے دوستانہ تعلقات کا شائق تھا مگر قہر قلعہ میں رکھے پر مصر تھا جو دینہ سو برس سے دو عظیم مہایوں کے مابین مابہ التزام رہا تھا۔ پیچم کی طرف (75) اکبر نے یورپ میں ہسپانیہ کے فرماں واطب دوم کے لیے سفارت تیار کی مگر یہ مصلحتیں کامیاب رہیں اور صلح کا میز ڈنک بھی نہ پہنچ سکا۔ (76) جہانگیر نے ایک مرتبہ بادشاہ ہسپانیہ اور پاپائے روم کے درباروں میں شاندار سفارتیں بھیجی تھیں مگر اس نے انگریز سر اولیم ہانس اور سر طاس روڈ کا گرجو شانہ استقبال کیا مگر انگلستان سے تجارتی معاہدہ کرنے پر وہ بالکل راضی نہ ہو سکا۔ مگر کے پاس ہی جہانگیر نے اپنے باپ کی تقلید میں گوا کے جزویت مشنریوں کی حفاظت اور ہمت افزائی کی اور غیر ملکوں کو مغربی ساحل سے مار بھگایا اور پر نکالیں کو سمندر کی طرف دھکیل دیا۔ (77) شاہجہاں کے عہد میں پر نکالیوں کی بحری ڈاکہ زنی اور اراکان کے ساحل پر شیطانی حرکتوں نے واقعی جنگ کی آگ بھڑکادی۔ (78) شاہجہاں کے برخلاف جہانگیر کا تبت سے کوئی سابقہ نہیں ہو اور نہ اسے مشرق بعید کی فکر کی ضرورت ہوئی۔

(74) توڑک ہاری لکسن ہسٹری آف انڈیا اینڈ ہمایوں۔ شیر این اینڈ اس کی ہدایت آف ایشیا تاریخ رشیدی، الماس دواس۔ آئین جلد اول۔ جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 89۔ عبد الحمید لاہوری کا پادشاہ نامہ جلد دوم صفحات 482، 627، 637 (ایلیٹ وڈاؤن) جلد ہفتم صفحات 70، 72۔ عاتیت خاں کا شاہ جہاں نامہ (ایلیٹ وڈاؤن) جلد ہفتم صفحات 76، 85۔ سر طاس بلڈیج کی گینس آف انڈیا باب 12، 14 صفحات 411، 412، 461 سر کار کی ہسٹری آف اورنگ زیب جلد اول باب 5، 6 صفحات 83، 114۔ دارائے نجوں کی لڑائیوں سے عام دلچسپی کے بارے میں دیکھو انگلش فیکٹریز ان انڈیا 1646ء صفحات 51، 52، 140، 141، 185۔

(75) دودھاک باب 22۔

(76) ہانسریٹ (ہوائے لینڈ ہسٹری) صفحات 163، 164، 184، 185 کے لیے ترجمہ خط افترین اپنی کویری اپریل 1887ء صفحات 135 و 136۔

(77) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحات 215، 255، 274، دودھاک جلد 22 گلیڈون صفحہ 28 سر طاس روڈی سفارت پر فائز کا مقدمہ صفحات 10، 22، 23، 24، 25، 26، 27، 28، 29، 30، 31، 32، 33، 34، 35، 36، 37، 38، 39، 40، 41، 42، 43، 44، 45، 46، 47، 48، 49، 50، 51، 52، 53، 54، 55، 56، 57، 58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000۔

99۔ انگلش فیکٹریز ان انڈیا۔ 29، 1924، 226، 229، 435، 467۔

## کاکڑہ

سترہویں صدی کی مغل سیاست کا سب سے سرگرم حصہ خود ہندوستان کی سرحد کے اندر ہی تھا۔ نشیبی ہمالیہ کا ناقابل تسخیر گڈھ جس نے یکے بعد دیگرے دلی کی فرماں رواؤں کا مقابلہ کیا۔ 1621ء میں بھوکوں مار کر ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا گیا۔ (79)

## میواڑ

راجپوت خود مختاری کی تہیادگار میواڑ جس نے اکبر کی زبردست سے زبردست کوششوں کا پامردی سے مقابلہ کیا تھا۔ 1614ء میں زیر کر لیا گیا۔ (80)

## دکن

دکن کی سرحد پر جہانگیر کو چوپالیسی اکبر اور علامہ الدین غلی اور چھٹی اور تیسری صدی قبل مسیح کے موریا شہنشاہوں۔ ہرش وردھن اور سمدر گپت سے ورش میں ملی تھی اس پر سرگرم عمل رہا اگرچہ ناکامی کے ساتھ۔ اگر بندھیا جمل مغربی گھاٹ کے مشابہ ہوتا تو ہندوستان ایک طاقتور متحدہ قوم بن گیا ہوتا اور اگر وہ ہمالیہ جیسا ہوتا تو ہندوستان دو حصوں میں منقسم ہو گیا ہوتا اور دونوں اپنی اپنی جگہ آزاد اور خود مختار حکومتیں ہوتیں لیکن موجودہ صورت میں شمال اور جنوب الگ الگ تو ہو گئے۔ مگر حال کی نقل و حمل کی سہولتوں کے پیشترہ ایک کو دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی ہمت افزائی ہوتی رہی اور اس کی کوشش میں مغلوں اور مرہٹوں دونوں نے خود کو تھکا کر اپنی قوتیں ضائع کر دیں۔

## مغلوں پر اپنے پیشروؤں کا قرضہ

یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہندوستان میں ملک کے اندر خارجہ پالیسی کے دائرہ میں مغلوں نے اپنے پیشروؤں ہی کے منسوبہ کو ترقی دی۔ داخلی پالیسی میں مغلوں پر اپنے پیشروؤں کا فرض اگرچہ اتنا واضح نہیں ہے تاہم کچھ حقیقی نہیں ہے۔

## شیر شاہ

اکبر نے انہیں اصولوں کو قبول کیا جن پر شیر شاہ کا عمل تھا اور شیر شاہ اگرچہ ہوشمند حکمران اور ماقبل مدبر تھا مگر اس میں عقلیتی ملامتات نہیں تھا جتنا اس سے منسوب کیا جاتا ہے۔

## ہیلے کے پٹھان

شیر شاہ نے انہیں بنیادوں پر تعمیر کی جو اس کے پیشروؤں نے رکھ دی تھی۔ فارسی مورخین

(79) دیکھو باب 13، اہد۔

(80) دیکھو باب 10، اہد۔

میں سے صرف دو پٹھان مورخین ضیاء الدین برنی اور شمس سراج کا بغور مطالعہ کرنے سے ہر شخص پر واضح ہو جائے گا کہ محض انتظامی اداروں کے جراثیم ہی نہیں بلکہ ان کی غیر ترقی یافتہ شکل بھی وہی نظر آئے گی جو مغلوں سے منسوب کی جاتی ہے۔

### ہندو

پٹھانوں نے اپنی باری میں وہی اصول اور طریقے اختیار کر لیے تھے جو ان کے پیشروں کے تھے۔ (81)

### برطانوی حکومت پر مغلوں کا قرض

اس طرح ادارتی زندگی کا دھارا اسی قدیم ترین عہد پارینہ سے بہتا ہوا اٹھارہویں صدی تک آیا جب کہ اس نے مغرب سے نیاپانی حاصل کیا۔ مگر اپنی خصوصیت کو بدستور قائم رکھا۔

### نتیجہ

آج جس نظام کے ماتحت ہم رہتے ہیں وہ مغلیہ حکومت کے ترقی یافتہ اصول ہیں اگرچہ نمائندہ اداروں کے رواج، ذمہ دار حکومت قسط اول اور رائے عامہ کی ترقی اور تنظیم اور سب سے بڑھ کر عوامی شعور کی بیداری سے یقیناً ایک نئے دور کے آغاز کی نشاندہی ہوتی ہے۔

(81) ہندو اداروں اور حکومت کے تصور کے متعلق دیکھو سر میری کتاب ”تھیوری آف گورنمنٹ ان پشٹل انڈیا“ (پوسٹ ویک) کاینڈ اسٹیٹ ایڈیٹڈ انڈیا۔

## پانچواں باب جہانگیر کی تخت نشینی

### سلیم کا کیر کڑ

سلیم جب آگرہ کے تخت سلطنت پر بیٹا تو وہ چھتیس برس کا ہو چکا تھا۔ وہ بلند قامت کلکیل اور خوبصورت جوان مرد تھا۔ جس کی تیز آنکھیں، گھنی بل دار بھنوں اور لہرائی ہوئی مونچھیں تھیں۔ اس کا سینہ چوڑا اور بازو لمبے تھے جس سے اس کی قوت اور مردانگی ظاہر ہوتی تھی۔ (1) اپنے اطوار میں محبت پسند، خوش اخلاق اور پسندیدہ طرز عمل کا تھا۔ بات چیت میں خوش گو، طبیعت کا بشاش اور خوش خوراک اور خوش پوش تھا۔ یارانہ محبت، بلکی پھلکی تفریحات اور رقص و سرور اور علم و فن کا شائق تھا۔ (2) باوجود دو قنوقنا

(1) اس کا رنگ نہ گورا ہے نہ کالا بلکہ دونوں کے درمیان پیری کچھ میں نہیں آتا کہ زہن کے سواہ میں اس کی نمک مثل کس چیز سے دوں۔ اس کا جسم دیکھنے میں سڈول ہے۔ گوریات کی کرڈی نیران سیچ پر چہ جات چہلام صفحہ 273۔  
(2) پانکس کا استقبال نہایت ہی شہانہ اور جتنے ہوئے انداز سے کیا گیا تھا اور اسے گر بجوشی سے خوش آمدید کہا گیا تھا۔ پرچہ جات سوم صفحہ 11۔ تیری (صفحہ 240) کا بھی اسی گر بجوشی سے استقبال کیا گیا اور خوش اخلاقی اور اعزاز کی کئی علامتوں کے ساتھ ماس فلورڈ (خطوط موصولہ سوم صفحات 85، 86) نے اعتراف کیا ہے کہ شہنشاہ نے اس سے جوئے اخلاق کا سلوک کیا۔ رو (صفحات 107، 112) کا بیان ہے کہ جہانگیر بہت ہی ظیف اور ہنس کھ تھا اور مقرر بالکل نہ تھا۔  
جمرات جو اس کی تخت نشینی کا دن تھا اور جو اس کی پیدائش کا دن تھا۔ ان دونوں دنوں میں وہ گوشت بالکل نہیں کھاتا تھا۔  
جہانگیر (راجس ویورج) جلد اول صفحات 209، 310۔ کھانے کا وقت اس نے کوئی مقرر نہیں کیا تھا لیکن اس کے لیے کھانا ہر وقت تیار رہتا اور عند الطلب خواجہ سرا سونے کے برتنوں میں لگاتے تھے۔ اسے انگور، انجیر، سنہرے، اندر اور خربوزے پسند تھے اور سب سے بڑھ کر آم جو وہ نزدیک و دور سے منگاتا تھا۔ 1618ء میں اس نے گجرات کی باجہ کی بھجڑی کا شوق ظاہر کیا۔ دیکھو جہانگیر (راجس ویورج) جلد اول صفحات 370، 371، 309، 310، 350، 377، 398، 413۔ تیری صفحات 195 تا 198، 370 پرچہ جات خیم صفحہ 20۔

”اس عاجز بندہ خدا کی زبان اوائے شکر سے قاصر ہے کہ باوجود تین ماہ کے طویل رات کے کامل سے انگور بالکل تازی حالت میں آجاتے ہیں۔“ (جہانگیر (راجس ویورج) جلد اول صفحہ 404 1618ء میں وہ احمد آباد میں خیمہ زن تھا اس نے وہاں سے لکھا ”کچھ خربوزے کارنیر (خراسان) سے آئے اور اگرچہ اس کا فاصلہ چودہ سو میل ہے اور کارداں پانچ ماہ میں یہ فاصلہ طے کرتا ہے لیکن وہ بالکل تازی حالت میں پہنچے۔ چونکہ یہ پھل بہت مزے دار ہوتا ہے اس لیے ہر کدے ذاک سے لاتے ہیں اور اتنی کافی مقدار میں جو اپنے لیے اور دست بدست دینے کے لیے کفایت کرتے ہیں اس کے لیے میری زبان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہے۔ ایضاً صفحات 422، 423۔ اسی طرح کی ایک اور تحریر کے لیے جو گھٹس سے مہابت خاں کے بھیجے ہوئے سب سے متعلق ہے۔ دیکھو ایضاً جلد دوم صفحہ 101۔

گواہ کامل دوسرے سے نقل شہنشاہوں کی طرح جہانگیر عموماً گکا پانی پیتا تھا اس لیے کہ جیسا تیری کا بیان ہے۔ یہ دوسرے پانی سے ہکا ہوتا ہے۔ مفلوں کے مہد میں کھانے اور پینے کا ایک ٹکڑا ہوتا تھا۔ پرچہ جات خیم صفحہ 20، سفر میں گکا پانی مفلوں میں بھرا ہوا ٹونوں پر چٹا تھا جو بادشاہ کے ساتھ ہوتے تھے۔ دیکھو برنیر کا بیان اور گنگ زیب کے درجے کے بارے میں صفحہ 356، 364۔  
لباس: جہانگیر کو اپنی یکم نور جہاں کی طرح لباس کا بڑا خیال تھا۔ اس نے اپنے لیے خاص قسم کا لباس اور خاص قسم کا کپڑا مقرر باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر....

(4) اسے اس بات کا فاسوس دیا کہ اس کا والد طلعہ جہانگیر نور یزد کے آثار کا لطف اٹھانے کے لیے موجود نہیں ہے وہ اپنے والد کے راز کو شہر فردوس کہتا تھا۔ دیکھو جہانگیر صفحہ 33، 45، 249، 271، 309، 310، 350، وہ اپنی والدہ کی پاکی اپنے کندھوں پر اٹھا کر کہاؤں کی کہہ کر تاتھا۔ نمبری صفحہ 389۔ چرچ جات صفحہ 54۔ وہ اپنی بہنوں سے دلی محبت کرتا تھا۔ جہانگیر (راجس ویجے رنج) جلد دوم صفحہ 36۔ اپنی شیر خوار پوتی کے انتقال پر بہت روتے تھے۔ بول ایضاً جلد اول صفحہ 326، 348۔ شیو کے کفر کی پرے کرنے کی خبر سن کر وہ بیقرار ہو گیا۔ ایضاً جلد دوم صفحہ 3۔ اسے خسر کی وفات پر اس نے درد آمیز الفاظ میں اظہارِ غم کیا۔ ایضاً جلد دوم صفحہ 222۔ اپنی دلیہ پر اس کے غم کے حال کے لیے دیکھو ایضاً صفحہ 73، 74۔ نیز دیکھو ایضاً جلد دوم صفحہ 45، 46، 47، 112، 245۔ اپنے احباب اور افراد کے انتقال پر اس کے رنج کے حال کے لیے دیکھو ایضاً جلد اول صفحہ 319، 322، 385، 411، 427، 431، 432، 435۔ جلد دوم صفحہ 87۔

تصعب سے وہ بالکل بری تھا ورنہ بہت بڑی فہم و فراست کا مالک تھا جو عام طور پر لوگوں میں کم ہوتی ہے۔ اس کے والد نے جو آرزو خیا لانہ پالیسی اسے ورثہ میں دی تھی اسے برتنے کی اس میں کافی استعداد تھی۔ چچھلے پانچ برسوں میں اس کی حرکات سے بہت سے شبہات پیدا ہو گئے تھے لیکن ذمہ داری ہاتھ میں لے کر اس میں سنجیدگی اور توازن آ گیا تھا۔

اکبر کے انتقال پر ایک ہفتہ کے سوگ کے بعد جمرات 24 اکتوبر 1605ء کو سلیم باضابطہ طور پر آگرہ کے قلعہ میں تخت نشین ہوا۔ اسلامی تخت نشینی میں کوئی پسمند یا حلقہ یاد عطا کر سم نہیں ہوتی۔ سلیم نے تاج اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر رکھ لیا اور خطبہ میں اپنا نام لینے کا حکم دیا اور شائد ارلقب نورالدین محمد جاگیر بادشاہ غازی اختیار کر لیا۔ اس نے اپنی تخت نشینی پر نئے سکے جاری کر کے اور قیدیوں کو آزاد کر کے ششہر کیا (6) اس نے اپنے والد کی فیاضانہ پالیسی کو آگے بڑھانے کے لیے بارہ مشہور فرامین جاری کیے۔ حال کے سیاسی مجتہدوں کے قیدیوں کی رہائی کا حکم دیا اور تمام اعلیٰ اور اوقافی عہدہ داروں کو ان سے منصب پر بحال رکھا۔ (7) عبدالرحمن معمری اور خواجہ عبداللہ نقشبندی جنہوں نے بغاوت میں اس کا ساتھ چھوڑ کر اس کے باپ کا ساتھ دیا تھا انہیں اپنے منصب اور جاگیر پر بحال رکھا۔ (8) اپنی زندگی کے سب سے بڑے جرم ابو الفضل کے گناہ کی عطا فی کے لیے اس نے ابو الفضل کے لڑکے عبدالرحمن کو اعزاز دے کر دو ہزار کے منصب پر ترقی دی۔ (9)

(5) خدا کی حمد بخوں اور پرچین سیاحوں کی تحریروں سے ایسی نیکوئیں منائیں دی جا سکتی ہیں۔ یہاں چند حوالے دیے جاتے ہیں۔  
جہانگیر (راجا سوہر راج) جلد صفحات 83، 84، 97، 98، 140، 142، 155، 228، 245، 246، 272، 322، 335، 343  
224، 98، 130، 99، 98، 96 جلد دوم صفحات 413، 412، 410، 387، 383، 362، 361، 360، 359، 357، 343  
(6) واقعہ اسد بیک (ایلیٹ دؤ وٹن) جلد دوم صفحہ 173۔ جہانگیر (راجا سوہر راج) جلد اول صفحات 10، 3، 1، 13، 31، 32، 33، 34، 35، 36، 37، 38، 39، 40، 41، 42، 43، 44، 45، 46، 47، 48، 49، 50، 51، 52، 53، 54، 55، 56، 57، 58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806،

## نئے احکامات

جن لوگوں نے خست حالی کے زمانے میں اسے نقصان پہنچایا تھا یا خدمت کی انھیں وہ بھول نہیں سکتا تھا عزیز کوکا کے خطابات اور اعزازات تو بحال رکھے گئے لیکن اسے اقتدار سے نیچے اتار دیا گیا اور بار بار اسے ذلیل کیا گیا اور جہز کا گیا۔ شروع میں تو جہانگیر نے عقلمندی سے راجہ مان سنگھ کو راضی کر لیا اور دونوں نے پچھل باتوں کے لیے ایک دوسرے درگزر کا تبادلہ کیا اور اس کے لڑکے مہا سنگھ کو دو ہزار کے منصب پر ترقی دے دی۔ (10) لیکن 1606ء میں راجہ مان سنگھ کو جسے جہانگیر، ”خرانت بھیریا“ کہتا تھا معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ منظور نظر قطب الدین کو بنگال کا گورنر بنایا گیا اور اسے پانچ ہزار کے منصب پر ترقی دے دی گئی۔ (11)

## شریف خاں وزیر اعظم امیر الامرا

نامور متاع و خوشنواں عبد الصمد شیریں رقم کے لڑکے شریف خاں کو نائب السلطنت وزیر اعظم امیر الامرا اور مہر شاہی کا محافظ بنا دیا گیا۔ اکبر سے سلیم کی آخری مصالحت نے اسے جلا وطن اور جٹائے مصائب کر دیا تھا۔ اکبر جس سے اس نے بیوفائی کی تھی اس کے انتقال کی خبر اسے نعمت غیر مترقبہ معلوم ہوئی۔ وہ تیزی سے چل کر آگرہ پہنچا اور 8 نومبر 1605ء کو اپنے پرانے دوست کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اتنی گرجو شکی پندرائی کسی اور کو نصیب نہ ہوئی ہوگی۔ جہانگیر نے کہا ”میں اسے بھائی بیٹے یا رفیق کی طرح سمجھتا ہوں“ علاوہ دیگر اعزازات کے اسے پانچ ہزار کے منصب پر ترقی دی گئی مگر وہ قطعی طور پر معمولی سمجھ کا آدمی تھا اور پرانے قابل امرا اس سے نفرت کرتے تھے۔ اس کی صحت تیزی سے گرتی جا رہی تھی اور وہ خود کو اس نئی ذمہ داری کا اہل نہیں سمجھتا تھا۔ اس کے عروج سے دربار میں رشک و حسد پیدا ہو گیا۔ (12)

## دیوانی مرزا جاں بیک و اعتماد الدولہ کو سپرد کی گئی

خوش قسمتی سے دیوانی کا منصب زیادہ قابل لوگوں کو دیا گیا۔ یہ دواہر کے سپرد کیا گیا، ایک مرزا جاں بیک جو شہزادگی کے زمانہ میں جہانگیر کا ختنم مالہ تھا اور شاہی ملازمت میں منسلک ہو گیا تھا اور اپنی جفاکشی، سوچ بوجھ انتظامی قابلیت، علمی مہارت اور خوشگوار انداز گفتگو کی بدولت محل شاہی کے ختنم کے

(10) کوکائے اسد بیک (ایلیٹ ڈبلیو) جلد ختم صفحات 172 و 173۔ جہانگیر (راجس و پورنچ) جلد اول صفحہ 17۔

(11) جہانگیر (راجس و پورنچ) جلد اول صفحہ 78۔ اقبال نامہ صفحہ 19۔

(12) جہانگیر (راجس و پورنچ) جلد اول صفحات 14، 15، 18 و 19۔ اقبال نامہ صفحہ 3۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 248۔ آغا جہانگیر (مخلوط عند الخلیف) صفحہ 33۔ بلوکیں 496 و 517۔

ایک باخشی کی توہین جوئے وزیر کی خان اعظم نے کی وہ بدخ میں محفوظ ہے۔ خان اعظم نے وزیر اعظم کو بعض دیگر امرا کے ساتھ ایک خیانت میں بلایا اور وہیں شریف خاں کو مخاطب کر کے کہا ”تو اب صاحب! آپ سے میری کوئی دوستی نہیں ہے۔ آپ کے والد عبد الصمد ملا مجھ سے بہت مانوس تھے جس کمرہ میں بیٹھا ہوں اس کی روغن کھری انھیں نے کی تھی۔ خاں جہاں اور مہابت خاں اجتماعاً اٹھ کر چلے مجھے جہانگیر نے جب اس واقعہ کو سنا تو شریف سے کہا ”خان کو اپنی زبان پر قابو نہیں ہے۔ تم اس سے چھڑاؤ۔ کرو۔“ اعتماد الدولہ کے حالات زندگی کے لیے دیکھو اقبال نامہ صفحات 54 و 55۔ خانی خاں جلد اول صفحات 203 و 205۔



عہدے پر سرفراز ہو گیا تھا۔ شاہی فرامین اس سے بہتر کوئی اور نہیں لکھ سکتا تھا اور نہ اس کے مقابلہ میں کوئی اتنا برباد تھا۔ اس نے کبھی اپنے کسی ملازم کو گالی نہیں دی۔ ہر محاصرہ مورخ نے اس کی اعلیٰ خوبیوں کو سراہا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے مرزا غیاث کے خالص سونے میں ایک ذرا سامیل بھی تھا۔ وہ ردیہ کا حریص تھا اور اکثر اتنا کر جاتا تھا کہ رشوت لے لیتا تھا۔ اب اسے ڈیڑھ ہزار منصب پر ترقی دے دی گئی اور احمد الدولہ کا شاندار خطاب صطا کیا گیا۔ (13)

### شیخ فرید بخاری کو میر منشی مقرر کیا گیا

اس کے بعد سب سے بڑا عہدہ شیخ فرید بخاری کے حصہ میں آیا جس نے بڑے اہم موقع پر راجہ مان سنگھ اور عزیز کوکا کی مخالف جماعت کی سربراہی کی تھی۔ اس نے شروع ہی میں اڈیسہ کے اندر افغانوں کے خلاف جنگ میں امتیاز حاصل کر لیا تھا۔ اور ڈیڑھ ہزار کے منصب پر فائز ہو گیا تھا۔ اس کی فیاضی بے مثال تھی اور اس کی روح میں غلوص تھا۔ اس نے خود اپنے لیے کوئی محل نہیں تعمیر کیا اور ہمیشہ بطور مسافر کے زندگی بسر کی۔ وہ اپنے آدمیوں کو تنخواہ اپنے ہاتھ سے دیتا تھا۔ اس کے متعلقین سال میں تین مکمل جوڑے لباس کے پاتے تھے اور اس کے سپاہی سال میں ایک کھل پاتے تھے۔ اپنے مہتروں کو بھی وہ پہنے کے لیے جوتے دیتا تھا۔ اس کے سپاہی جو لڑائی میں مارے جاتے تھے ان کے متعلقین کی پرداخت کا انتظام وہ بڑی فیاضی سے کرتا تھا اور انھیں روپیہ پیسہ اور زمین دیتا تھا۔ کوئی سائل کبھی اس کے دروازہ سے خالی ہاتھ نہ پھر اور نہ کسی بیوہ یا یتیم کا سوال خالی گیا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس نے محتاجی یا افلاس دیکھا ہو اور مدد نہ دی ہو۔ اس نے کئی مسجدیں، مسافر خانے، حمام اور بازار تعمیر کیے اپنی کثیر دولت میں سے اس نے صرف ایک ہزار اشرفیاں ترکہ میں چھوڑیں لیکن اس کی خودداری اور مذہبی احتیاط پسندی کا یہ حال تھا کہ اس نے کبھی کسی چاپلوں یا گویئے کو کبھی ایک پیسہ نہیں دیا۔ میدان جنگ میں اسے شجاعت، دلیری، مردانگی، بے پناہ ہمت اور خطرہ سے دو چار ہونے بے باکی کا امتیاز حاصل تھا۔ یہ شخصیت تھی جسے اب جہانگیر نے میر بخشی کے منصب پر فائز کیا اور صاحب السیف و القلم کے خطاب سے سرفراز کیا۔ (14)

### مہابت خاں

کابل کے غیاث بیگ کے لڑکے زمانہ بیگ کو ایک ہزار پانچ سو کا منصب اور مہابت خاں کا خطاب دیا گیا جس خطاب سے وہ اپنی خوش قسمتی سے سارے ملک میں نامور ہوا۔ شروع زندگی میں وہ احمدی کے درجہ میں ملازم ہوا تھا اور شہزادہ سلیم کی ذاتی خدمت پر مقرر ہوا تھا۔ اپنی بلند اخلاقی صاف دلی اور صاف گوئی سے اس نے اپنے آقا کے دل میں محبت اور عزت حاصل کر لی۔ جہانگیر نے ہمیشہ اسے پوری آزادی سے بات کرنے کی اجازت دی جس کے عوض میں اس نے بھی بے پناہ و فاشعداری کا اظہار کیا۔ اس کے

(13) جہانگیر (راجہ و بیورج) جلد اول صفحہ 22۔ اقبال نامہ صفحہ 3۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 263، 265۔ آثر الامر جلد اول صفحہ 127۔ بلوچین صفحات 506، 511۔ بلوچین جلد اول صفحہ 185۔ لطیف کی نگارہ میں ایک آدمہ افغانی حال دیا ہے۔ دیکھو باب ہفتم بابعد۔

(14) جہانگیر (راجہ و بیورج) جلد اول صفحہ 13۔ اقبال نامہ صفحہ 3۔ 8۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 248۔ بلوچین صفحہ 14۔

مزاج میں خود داری کا زبردست احساس غرور کی حد تک پہنچا ہوا تھا وہ صاف گو اور بے باک تھا اور خوشامد سے بہت دور اور کسی کے حکم چلانے کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ میدان جنگ میں اس کی دلیری اور شجاعت بے مثال تھی۔ سپہ سالار کی اعلیٰ حیثیت میں اسے نظم و ضبط کی زبردست صلاحیت، دلیرانہ منصوبہ بندی، عمل میں مستعدی، موقع کے لحاظ سے مناسب طریق عمل، خوش تدبیری اور پامردی کی صفات حاصل تھیں۔ اس کی فوجی ذہانت کا راجپوت سپاہی لوہا نہ تنے تھے اور بخوشی اس کی رہنمائی قبول کرتے تھے اور ان کی آسائش کے لیے اُسے جو فکر رہتی تھی اس کے عوض میں وہ بے چون و چرا اس کی وفاداری سے اطاعت کرتے تھے۔ بعد کو راجپوت روایات میں اسے راجپوت نسل کا بتایا گیا۔ لیکن بعض اوقات وہ چالاک حکمت عملی کا مظاہرہ کرتا تھا جس سے راجپوت خوف زدہ ہو جاتے تھے (15) اور جھجک جاتے تھے۔ شہزادہ سلیم کے ادنیٰ درجہ کے ہمراہیوں میں رکن الدین ملقب بہ شیر خاں کو تین ہزار پانچ سو کا منصب ملا اور لالہ بیگ کو (16) ہزار کا خطاب اور چار ہزار کا منصب ملا اور بہار کی گورنری (17)۔ میر فیض الدین قزوینی کو ایک ہزار کا منصب اور محاسب المصطلب کا عہدہ ملا۔ (18) لیکن سب سے زیادہ ذات آمیز خوبی یہ تھی کہ بندیلہ کی ترقی تھی جو اکبر کے انتقال پر جنگل کی روپوشی سے باہر نکلا اور آگرہ میں حاضر ہو کر تین ہزار کا منصب حاصل کیا اور اپنے موکل اور سرپرست پر کچھ اثر بھی پیدا کر لیا۔ اسے ہر معاملہ میں آگے بڑھایا جاتا تھا جس سے اس کا بڑا بھائی رام چندر بندیلہ سخت برہم ہوا اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ جسے عبدا اللہ خاں نے بڑی مشکل سے دبا یا۔ (19)

لوگوں کا ایک طبقہ جس کے نصیب جہانگیر کی تخت نشینی سے جاگ اٹھے شیخ سلیم چشتی کی اولاد کا تھا جن کی دعا سے سلیم کی پیدائش ہوئی تھی۔ علاء الدین کو اسلام خاں کا لقب دیا گیا اور بعد کو بنگال کا گورنر بنایا گیا۔ (20) ان کے لڑکے اکرام خاں کو پانچ ہزار ذات اور ڈیڑھ ہزار کا منصب اور عیادت کی فوجداری کا عہدہ دیا گیا۔ (21) شیخ کبیر ملقب بہ شجاعت خاں نے بنگال میں اعلیٰ عہدوں کے فرائض اخیذ کے ساتھ انجام دیے۔ (22) شیخ بایزید جس کی ماں نے شہزادہ سلیم کو پیدا ہونے کے پہلے دن دودھ چلایا تھا اسے بھی مقتول عہدہ دیا گیا۔ (23)

### عام ترقیاں

ان غیر مستحق ترقیوں پر جو رشک و حسد کے جذبات پیدا ہوئے تھے انہیں معتدل کرنے کے لیے عام طور پر مشاہدوں میں میں فیصدی کیا اس سے زیادہ کا اضافہ کیا گیا اور بعض صورتوں میں تین سو یا چار

(15) جہانگیر (راجس و پور) جلد اول صفحہ 24، اقبال نامہ صفحہ 4، خانی خاں جلد اول صفحہ 248، (دو جلد اول صفحہ 282) نے اسے عظیم رتائے بے کے خدو بھائی ساگر کا لکھا تھا۔

(16) جہانگیر (راجس و پور) جلد اول صفحہ 17، (17) ایضاً صفحہ 21، (18) ایضاً صفحہ 28

(19) جہانگیر (راجس و پور) جلد اول صفحہ 24، 82، 87، 160، آٹھ لاکھ جلد دوم صفحہ 99، بلوچین صفحہ 487، کیسو داس کی جہانگیر چتر نامہ چندر کوڑ کو اکھڑام شاہ بھی کہا جاتا تھا۔ دیکھو بندیلوں کی بھلائی مخطوطہ بمبئی۔

(20) جہانگیر (راجس و پور) جلد اول صفحہ 31، 32، 208، 287۔

(21) ایضاً جلد دوم صفحہ 102

(22) صفحہ 29۔

(23) جہانگیر (راجس و پور) جلد اول صفحہ 32۔



کل وجہ انگیری محل اور چند دیگر ادنیٰ قسم کی عہد تیں آج بھی جہانگیر کے عہد کے شکوہ اور حسن ذوق کی شہادت دے رہی ہیں۔ (25)

### نوروز کی پہلی تقریب مارچ 1606ء

یہیں مارچ 1606ء میں جہانگیر نے اپنی تخت نشینی کے پہلے سال کا نوروز غیر معمولی شان و شوکت سے منایا۔ (26) لیکن ابھی عیش و عشرت کا شور مدھم نہیں ہوا تھا کہ سلطنت میں اس خبر سے ہلچل مچ گئی کہ بڑے شہزادے خسرو نے علم بے شکوت بلند کر دیا۔

(ہائی مائٹ... 25...)

کامبل (صفحات 284 تا 288) نور نیر (مرتبہ بال) صفحات 205 تا 205 خلاصہ التواریخ دہلی ایڈیشن) صفحات 264 و 265 سنوٹی (مرتبہ اردن) جلد اول صفحات 132 و 133 مال کے بیانات میں سب سے زیادہ مفصل لطیف کا آگرہ ہسٹریکل اینڈ ڈسکریپٹو میں ہے لیکن یہ غلط طے اور بے ترتیب ہے۔ مختصر حال کین کی ہینڈ بک کا نڈو آگرہ صفحہ 22 تا 6 میں ہے۔ قلعہ کے اندر کی عہد توں کے متعلق آرکیالوجیکل سروے کے رپورٹ میں قیمتی اور صحیح معلومات ہیں۔ (26) جہانگیر (راجرس و پرنس) جلد اول صفحات 28 و 49 اقبال نامہ صفحہ 18۔ آئز جہانگیری (مخطوطہ خدائش) صفحہ 35 خانی خاں جلد اول 249۔

## چھٹا باب

### شہزادہ خسرو کی بغاوت

#### جہانگیر کی خسرو سے مصالحت

اکبر کے انتقال کے دوسرے دن راجہ مان سنگھ نے اپنے بھانجے خسرو کو ساتھ لیا اور بنگال کی رواجی کے لیے کشتی تیار کرائی مگر ویسے ہی بننے بادشاہ کی طرف سے مصالحت کی خواہش کی خبر ملی۔ بہادر راجپوت نے مصالحت کی شرط اول کے طور پر خسرو کی پوری پوری حفاظت اور سلامتی کی ذمہ داری طلب کی۔ جہانگیر نے یہ حلف وعدہ کیا کہ خسرو کو کسی طرف سے کوئی نقصان پہنچنے کا مطلق اندیشہ نہیں۔ دوسرے دن مان سنگھ نے خسرو کو دربار میں پیش کر دیا۔ جہانگیر نے اپنے لڑکے کو گلے لگایا اور پیار کیا اور گرجو شانہ شفقت کا اظہار کر کے مان سنگھ کو عزت و احترام کے ساتھ بنگال روانہ کر دیا۔ چند دن بعد خسرو کو آگرہ میں اپنا محل درست کرانے کے لیے ایک لاکھ روپیہ دیا گیا۔ (1)

#### خسرو نیم حراست میں

یہ مصالحت ایک طرح کی مدبرانہ چال تھی۔ خسرو کو سامنے رکھ کر مان سنگھ بنگال میں خود مقامی کا اعلان کر سکتا تھا اور سلطنت کے سارے مطمئن عناصر کو اپنے ساتھ ملا سکتا تھا لیکن باپ بیٹوں کے دلوں میں سخت غلط پیدا ہو گئی تھی۔ ایک حال کے واقعات کو معاف نہیں کر سکتا تھا اور دوسرا انہیں فراموش نہیں کر سکتا تھا۔ خسرو نے تخت شاہی کا حوصلہ کیا تھا مگر منزل تک نہ پہنچ سکا۔ خسرو اپنی تمام ذاتی خوبیوں، فطری صلاحیتوں، معقول تعلیم اور بے داغ زندگی کے باوجود تا تجربہ کار جوان، درشت مزاج اور کمزور قوت فیصلہ کا تھا۔ یہی ذہنیت رتبہ اور نام و نمود پا کر جوڑ توڑ اور سازش کا مرکز بن جاتی ہے۔ اس نے جس حیثیت کا تصور کیا تھا کہ جہاں تک نظر جاتی اسی کی حکومت ہوتی اس سے وہ دور پھینک دیا گیا تھا اور اب وہ ماتحتی اور ذلت کی زندگی سے سمجھوتہ نہیں کر سکتا تھا۔ دوسری طرف جہانگیر کے دل میں جوازیت اور تحقیر کے چر کے لگے تھے اور جسے ان کے دوبارہ پیش آنے کا خطرہ تھا ان کی بنا پر اس نے اپنے لڑکے کو آگرہ کے قلعہ میں نیم حراست کی حیثیت میں رکھنے پر آمادہ کر لیا۔ اس نوجوان کو ساری عمر کی قید کے تاریک اندیش نے بچھن کر دیا۔ بیرونی دنیا کے ربط و ضبط سے محروم ہو کر اور صرف چند اشخاص کی صحبت کا پابند ہو کر رہنے کے مقابلہ میں اس نے فرار اور خطرہ مول لینے کی فکر کی۔ چند ماہ چشتی عوام نے جس گرجو شئی سے اس کا استقبال کیا تھا وہ اس کے ذہن پر نقش تھا اور اس کے ایک طبقہ نے جس خیر سگالی

(1) وقائع ہند بیک (ایبٹ و ڈاکسن) جلد ششم صفحات 172، 173۔ (جہانگیر راجہ سید پور پنج) جلد اول صفحہ 11۔ یہ محل منٹم

خان کا تھا جو اکبر کی حکومت کے ابتدائی زمانہ میں عظیم المرتبت امرا میں تھا۔

اور ہر ردی کا اظہار کیا تھا وہ بھی وہ بھولانہ تھا۔ وہ اب بھی قسمت آزمائی کر سکتا تھا یا کم از کم کمٹائی کی مصیبت اور پریشانی سے نجات حاصل کر سکتا تھا۔ اس کی کم سنی اس کی ذاتی خوبیوں اور اس کی مصیبت زدہ حالت نے چھ سو نو جوانوں کو اس کا حامی بنادیا تھا جس میں اعلیٰ خاندان اور شجاع مرزا شاہ رخ کالاکار مرزا حسین بھی شامل تھا۔ (2)

### خسر و کافر اور پنجاب کی طرف روانگی حسین بیگ بدخشان سے میل

16 مارچ 1806ء کو وہ اپنے دادا کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے بہانہ سے ساڑھے تین سو سواروں کے ساتھ قلعہ سے نکل ہماگور تیزی کے ساتھ پنجاب کا رخ کیا۔ معمر امین حسین بیگ بدخشان اس کے ساتھ ہو گیا جس کے ساتھ تین سو بہادر سوار تھے اور جو شاہی فرمان کی تعمیل میں دربار چاہا تھا۔ حسین بیگ کو شیر خاص بتلایا گیا۔ شہزادہ نے اُسے خان بابا سے خطاب کیا۔ چند کاشکار اور قسمت آزما بھی باغیوں کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ یہاں تک کہ سب ملاکر بارہ ہزار آدمی ہو گئے۔

### لوٹ مار

آس پاس کا علاقہ لوٹنے اور جتنے گھوڑے مل سکے انہیں قبضہ میں کرتے ہوئے وہ آگے بڑھے۔ رات کو انہوں نے ایک فریب گاؤں میں قیام کیا جس سے نازک مزاج خسرو کو سخت تکلیف ہوئی اور بہت سے لوگ کٹے میدان میں لیت گئے جہاں کیدڑان کے بیڑوں کو چاٹنے رہے۔ راستہ میں شہزادہ نے ایک لاکھ روپیہ لے جاتے ہوئے ایک شاہی کاروان کو لوٹ لیا اور روپیہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ دہلی کے پاس سے گزرتے ہوئے انہوں نے نرملہ کی سرائے میں آگ لگا دی۔ یہاں انہیں لاہور کا دیوان عبدالرحیم ملا جو حسین بیگ کی طرح شاہی دربار کو چاہا تھا۔ شہزادہ نے اسے انور خاں کا خطاب دے کر اپنا وزیر بنالیا۔ (3)

### گروہ جن کی دعا

قرن ہدن میں خسرو نے گروہ جن سے دعا کی استدعا کی جو سکھوں کا مائٹر گرو اور سکھوں کے مذہبی ادب کا ایڈیٹر تھا اور جسے خسرو نے اپنے دادا کی زندگی میں دیکھا تھا۔ خسرو نے اس سے خود کو ایک ستم

(2) جہانگیر (راجہ جی پورج) جلد اول صفحہ 53۔ فرد جہک باب 17 نیز دیکھو پرائس کی جہانگیر صفحات 15، 16، 16 بکھاسی ایڈیشن کلکتہ صفحہ 26۔

(3) جہانگیر (راجہ جی پورج) جلد اول صفحات 52، 54، 55، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000۔

رسیدہ اور بے بس آدمی ظاہر کیا اور ٹرو نے اس کو دعا دی۔ (4)

### لاہور میں آمد

اس کے بعد خسرو لاہور کی طرف بڑھا جو آج کی طرح اس وقت بھی پنجاب کا صدر مستقر تھا لیکن اس نے دیکھا کہ وہاں کے گورنر دلاور خاں نے اسے خوب مستحکم کر رکھا ہے۔

### مزاہمت

دلاور خاں نے عبد الرحیم کو بغاوت سے باز رکھنے کی ناکام کوشش اور پھر سرپٹ گھوڑا دوڑا کر پانی پت کی طرف روانہ ہو گیا اور راستہ میں لوگوں کو خبردار کر تا گیا۔ پانی پت وہ خسرو سے دو دن پہلے پہنچ گیا اور تفصیل اور برہیوں کی مرمت کرائی اور توپیں چڑھا کر قلعہ بند ہونے کی تیاری کی۔ قلعہ کی مختصر فوج کو سعید خاں کے آجانے سے مکمل مل گئی، جو کشمیر جاتے ہوئے دریائے چناب پر ٹھہر گیا تھا اور بغاوت کی خبر پا کر فوراً پہنچ گیا۔ (5)

### پانی پت کا محاصرہ

خسرو کے غیر تربیت یافتہ ساتھیوں کی تعداد قلعہ کے اندر کی فوج سے بہت زیادہ تھی لیکن ان میں ذرا بھی نظم و ضبط نہ تھا جیسا کہ ایک حال کے مورخ نے ایک دوسرے موقع کے لیے کہا ہے ”غیر تربیت یافتہ رسالہ جس میں گاڑی کے گھوڑے اور سامان ڈھونے والے گھوڑوں پر عام آدمی اور تاجر سوار ہوں اس سے زیادہ مایوس کن کوئی اور فوج نہیں ہو سکتی۔“ خسرو نے ایک بیرونی پھاٹک میں آگ لگادی لیکن دلاور نے فوراً ایک دیوار کھڑی کر دی اور حملہ کے سارے منصوبے کو شکست دے دی۔ شہزادہ نے نو دن تک بلا کسی کامیابی کے انتظار کیا اور پھر یہ خبر سنی کہ شاہی فوج بندوبست کی زد تک قریب پہنچ گئی ہے۔ (6)

(4) جہانگیر (راجہ سوم پورج) جلد اول صفحہ 72 سکھوں کی روایت میں یہ ہے کہ اکبر نے اپنی جانشینی کے لیے خسرو کو مقرر کیا تھا اور وہ کابل جدا تھا اور اس نے لڑجن سے ملیدہ مانگی۔ گردنے کہا کہ اس کے پاس غریبوں کو دینے کے لیے روپیہ ہے نہ کہ شہزادوں کو دینے کے لیے۔ اس پر خسرو نے کہا کہ وہ خود اس وقت غریبوں کو دے گا کہ اس کے پاس روپیہ نہیں ہے۔ اس پر گردنے اسے پانچ ہزار روپے دیئے۔ دیکھو میکالیف کی سکھ ویلیجنگ جلد دوم صفحات 84-85۔ مستحکم کی ہسٹری آف دی سکھس (مرتبہ گھٹ) صفحہ 53۔ دبستان جلد دوم صفحہ 273۔ جہانگیر کا بیان ہے کہ لڑجن نے خسرو کی پیشانی پر قشقو یا ناک لگایا۔ (5) جہانگیر (راجہ سوم پورج) جلد اول صفحہ 62۔ اقبال نامہ صفحات 10، 11۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 251۔ آثار الاسرا (پورج) جلد اول 488 گھڑوں صفحات 7، 6۔

لاہور عرض البلد 31، 34، 50؛ شیل ورطول البلد 74، 210؛ شرق پر واقع ہے۔ معاصر محل کے لیے دیکھو آئین (جادت) جلد دوم صفحہ 32؛ ہسٹری کی کنسولیشن صفحات 159، 160؛ ڈی لائن (ترجمہ لیجس برن) کلکتہ ریویو 1871ء جلد 52 صفحات 77، 78؛ دیکھو شیور جلد اول صفحات 94، 95 نیز خلاصہ التورج (ترجمہ سرکار انشا آف نورنگ زب میں صفحات 79، 81)؛ محل کی تفصیل کے متعلق لطیف کی لاہور اس کی آرکیٹیکچرل ریسرچس اینڈ انشٹی کوئی ٹیراچہ بہت مفصل ہے مگر بے ترتیب۔ (6) جہانگیر (راجہ سوم پورج) جلد اول صفحہ 62۔ اقبال نامہ جلد دوم۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 251 گھڑوں صفحہ 7، آثار الاسرا (پورج) جلد اول 488۔

## جہانگیر نے تعاقب کیا

خسرو کے فرار کا حال چند ہی گھنٹوں کے اندر معلوم ہو گیا تھا ایک شیخ روشن کرنے والے نے شہزادہ کا کمرہ خالی پا کر وزیر الملک سے اپنا شبہ ظاہر کیا اور وزیر الملک نے فوراً شریف خان کو اطلاع کر دی شریف خان فوراً محل شاہی میں پہنچ گیا۔ جہانگیر نے باہر نکل کر یہ غیر متوقع خبر سنی اور دریافت کیا کہ تعاقب کے لیے کیا خود اسے جانا چاہئے یا شہزادہ خرم کو بھیجتا چاہئے۔ شریف خاں نے خود اپنی خدمات پیش کیں اور بادشاہ نے منظور کر لیا۔ امیر الامرا نے دریافت کیا کہ اگر حالات بد سے بدتر ہو جائیں تو اسے کیا کرنا چاہئے۔ جہانگیر نے کہا کہ بادشاہی میں قربت کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا اور اسے پورا پورا اختیار ہے کہ موقع محل کے لحاظ سے جیسا چاہے شہزادے کے ساتھ سلوک کرے لیکن بعد کو سوچ کر بادشاہ نے تعاقب کی سربراہی دلیر شیخ فرید کو منتقل کر دی۔ اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ خسرو بھاگ کر مان سنگھ کے پاس بھاگ جائے گا مگر خبر رساؤں نے جلد ہی معلوم کر لیا کہ اس نے پنجاب کا راستہ اختیار کیا۔ اس وقت یہ خیال ہوا کہ شاید وہ ازبکوں یا ایرانیوں کی پناہ لے اور فوراً تعاقب کا تہیہ کر لیا گیا۔ دوسرے دن سویرے ہی میواڑ کے خلاف جو فوجیں بھیجی گئی تھیں انہیں واپس لانے کے احکام جاری کر دیے گئے۔ اگرچہ کا انتظام وزیر الملک اور اعتماد الدولہ کے سپرد کر دیا گیا بادشاہ خود ایک بھاری فوج لے کر خسرو کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ سکندر امیں مرزا شاہ رخ چکر لگاتے ہوئے پڑ لیا گیا جس نے سازش کا سارا حال بتایا مگر اُسے جھٹڑی ڈال کر ذلت کے ساتھ ہی ہاتھی پر شہر کا چکر لگایا اور قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔

شاہی فوج نے ہوڈل میں قیام کیا جہاں انتظام میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں۔ اعتماد الدولہ کو بادشاہ کے پاس بلا لیا گیا اور اگرچہ اس کی جگہ دوست محمد کو مقرر کیا گیا۔ مرزا محمد حکیم کے لڑکوں کو حراست میں کر دیا گیا۔ ایک ہر اول دستہ شیخ فرید کی ماتحتی میں آگے بڑھا اور خود بادشاہ کچھ فاصلہ پر ان سے پیچھے روانہ ہوا۔

فرید پوری تیز رفتار سے نہیں چلا شاید اس خیال سے کہ بادشاہ سے اس کا رابطہ نہ ٹوٹ جائے۔ اس کے رقیب شریف خان اور مہابت خاں نے اس پر سرد مہری کا الزام لگایا اور غداری کا بھی گمراہ یہ دونوں الزام بے بنیاد ثابت ہوئے۔ جس راستے سے خسرو گیا تھا۔ اسی پر بڑھتے ہوئے فرید بیاس کے کنارے سلطان پور پہنچ کر خیمہ زن ہو گیا خسرو کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ دونوں فوجوں کے بیچ میں نہ گھر جائے اس لیے اس نے فوج کا ایک دستہ لاہور میں چھوڑا اور خود دس ہزار کی فوج لے کر جنگ کے لیے نکل پڑا۔ (7)

## ناکام گفت و شنید

جہانگیر نے معاملہ کو پرامن طریقہ پر حل کرنے کی کوشش کی اور میر جمال الدین حسین کو

(7) جہانگیر (راجس و دیور تنج) جلد اول صفحہ 52، 53، 54، 57، 63، 71، 73، 74، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

سلطان پور موجودہ سکھ ریاست پورہ قلعہ میں ہے۔ دیکھو جارت جلد 10، صفحہ 310، 317۔



بھیجا کہ خسرو اطاعت پر آمادہ کرنے کی کوشش کرے مگر منٹگو ناکام رہی آئندہ ہونے والی آویزش کا نتیجہ ظاہر تھا تعداد باغیوں کی زیادہ تھی مگر بجز بدشی رسالہ کے فوج میں نظم و ضابطہ نہ تھا نہ معقول اسلحہ تھے نہ سامان اور نہ کوئی قابل سپہ سالار تھا۔ عین جنگ کے وقت موسلا دھار بارش ہو گئی اور سب نے قریب کے دیہاتوں میں پناہ لی۔ دوسرے دن صبح کو سارے راستے بالکل دلدل ہو رہے تھے۔ (8)

## بھرو وال کی لڑائی

چنانچہ جیسے بھی مناسب واپس ہو کر بھرو وال کے میدان میں جمع ہوئے۔ لڑائی مختصر، خونریز اور فیصلہ کن تھی۔ سادات بارہہ جو اگلی صف میں تھے انہیں بدخشی رسالہ نے کاٹ کر رکھ دیا لیکن شاہی فوج کے سینہ کے حملہ نے میدان صاف کر دیا۔ چار سو بدخشی اور سینکڑوں کتر نمایاں آدمی کھیت رہے۔ بچے ہوئے لوگوں میں افراتفری اور مایوسی تھی۔ کئی سو تو شاہی فوج کے ہاتھوں میں پڑ کر گرفتار ہوئے اور باقی ادھر ادھر بھاگ گئے۔ خسرو کے جواہرات کا بکس گم ہو گیا اور دشمنوں کے ہاتھ لگا۔

## خسرو کی شکست

خود شہزادہ اور عبدالرحیم حسین بیگ بچے ہوئے لوگوں کے ساتھ ایک طرف کو بھاگ نکلے۔ ان کے آپس میں اگلے منصوبہ کے بارے میں شدید اختلاف تھا۔ ہندوستانیوں کی اکثریت میں جن کے خاندان میدانی علاقوں میں آباد تھے اس پر اصرار کیا کہ تیز رفتار گھوڑوں پر آگرہ چلا جائے اور سلطنت کے صدر مستقر میں پہنچ کر دی جائے اور اگر اس میں ناکامی ہو تو مان سنگھ کی طرف فرار کیا جائے اس بے ہنگم منصوبہ کی حسین بیگ نے مخالفت کی اور کابل کی طرف پسپا ہونے پر اصرار کیا جہاں سے بارہہاویں اور سارے ہندوستان پر کامیاب حملہ کرنے والے چلے تھے اس نے یہ بھی پیش کش کی کہ اگر اس کی رائے پر عمل کیا گیا تو (روہتاس کے قلعہ میں) اس کا جو چار لاکھ روپیہ کا اندوختہ ہے وہ شہزادہ کے حوالے کر دے گا۔ اسے اس کی بھی قوی امید تھی کہ وہ دس ہزار مغل سوار جمع کر سکے گا جس کے ساتھ وہ یا تو کابل میں قلعہ بند ہو جائیں اور یا ہندوستان پر حملہ کریں۔ (9)

شہزادہ نے حسین بیگ کی رائے قبول کی اگرچہ اس کے نیچے میں اس کے افغانی اور ہندوستانی ہمراہیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ چند بچے کچھے ساتھیوں کے ساتھ وہ مغرب کی طرف روانہ ہوا لیکن گھانوں اور پلایاب دریائی راستوں پر سخت پہرہ تھا۔ راجہ باسو باغیوں کا راستہ روکنے کے لیے شمال کی طرف نکل پڑا تھا۔ سارے کروڑی اور چودھری اور جاگیر دار ہوشیار ہو گئے تھے۔ جہانگیر خود بھی تیار تھا کہ اگر شہزادہ افغانستان کی طرف رخ کرے تو اس کا تعاقب کیا جائے۔ (10)

## گرفتاری

روہتاس چلتے ہوئے خسرو، حسین بیگ اور عبدالرحیم اپنے چند حامیوں کے ساتھ رات کی

(8) جہانگیر (راجرس و پورسج) جلد اول صفحات 64، 65۔ اقبال نامہ جلد دوم صفحہ 14۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 231۔

(9) جہانگیر (راجرس و پورسج) جلد اول صفحات 65، 66۔ اقبال نامہ صفحات 13، 14۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 252۔

(10) جہانگیر (راجرس و پورسج) جلد اول صفحات 65، 66۔ اقبال نامہ صفحہ 13، 14۔

تاریکی میں شلہ پور کے گھاٹ تک پہنچ گئے۔ یہاں دو کشتیاں تھیں جن میں سے ایک پر ابراہیم من اور بھوسا لدہا ہوا تھا اور دوسری خالی تھی حسین بیگ نے کوشش کی کہ لدی ہوئی کشتی کے ملاح خالی پر چلے جائیں مگر سودھارا کے چودھری کمال کے داماد کلن کے آجانے سے غفلت پڑ گیا اور کلن نے شور مچا دیا جس سے دریا کے کنارے ایک ہجوم جمع ہو گیا۔ خوشامد، در آمد، دھمکی، روپیہ چسہ کالا لچ اور تیروں کی بارش کوئی چیز بھی ملاحوں کو مصیبت زدہ لوگوں کو دریا پار لے جانے پر آمادہ نہ کر سی۔ عین اسی وقت ابوالقاسم نمکین کے ماتحت سواروں کی ایک جماعت موقع پر پہنچ گئی۔ باغیوں نے خود جلدی سے کشتیوں پر قبضہ کر لیا اور انہیں کہتے ہوئے لے چلے لیکن علی الصباح کشتی خشکی سے ٹکرائی۔ اس دوران میں دریا کے دونوں کناروں پر پہرہ دار اور سپاہی کھڑے ہو گئے تھے۔ اجالا ہونے پر شاہی فوج کے سپاہی کشتیوں اور ہاتھیوں پر دریا میں کود پڑے اور ٹوٹی ہوئی کشتی کے لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ابوالقاسم نمکین فوراً ہی سخت پہرے میں انہیں سبکرات کے شہر تک لے گیا۔ (11)

### لاہور لائے گئے

جہانگیر جو لاہور میں کامراں کے باغ میں خیمہ زن تھا۔ (12) یہ خبر سن کر خوش ہوا اور قیدیوں کو لانے کے لیے شریف کو روانہ کیا۔ کیم مٹی کو قیدی لاہور لائے گئے۔ عوام اور دربار دونوں میں کھلبلی مچ گئی اور لوگ بچھڑی اور تشویش کے ساتھ شہزادے کا انجام دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے۔ خود جہانگیر رنج و غم میں ڈوب گیا اور اپنے خاندان کے اندر اس کشاکش کو دیکھ کر زار و قطار رونے لگا۔

### دربار

پھر اس نے اپنے جذبات کو قابو میں کر کے دربار طلب کیا۔ افسر اور درباری اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور عوام ذرا فاصلہ پر۔ جہانگیر خود تخت شاہی پر بیٹھا۔ شہزادہ خسرو کو ہاتھوں میں جھکڑی اور زنجیروں میں بندھا واپس کیا گیا اور لہر زہا تھا اور دربار تھا۔ حسین بیگ اس کے داپنے ہاتھ اور اپنے عبدالرحیم نے بائیں ہاتھ پر بٹھے اس منظر نے سب کے دل ہلا دیے۔

### فہمائش اور قید

خسرو نے بادشاہ کے سامنے سر بسجود ہونا چاہا مگر اس سے سختی سے سیدھا کھڑے رہنے کو کہا گیا حسین بیگ نے اپنی صفائی پیش کرنا چاہی مگر اسے خاموش کر دیا گیا۔ جہانگیر نے خسرو کی سخت ملامت کی اور حراست میں رکھنے کا حکم دیا۔ (13)

(11) جہانگیر (راجاں دیپور رنج) جلد اول صفحات 66، 67 قبل نامہ صفحہ 14 خالی خاں جلد اول صفحہ 252 صفحات 9، 8 سو ڈھا رتھ موجودہ ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔ دیکھو جلد دوم صفحہ 110۔

(12) جہانگیر (راجاں دیپور رنج) جلد اول صفحہ 68 قبل نامہ صفحہ 13 تاڑالامرا (دیپور رنج) جلد اول صفحہ 524۔ جہانگیر نے اپنا خیمہ یہاں 28 اپریل 1606ء کو لگایا تھا۔

(13) جہانگیر (راجاں دیپور رنج) جلد اول صفحہ 68 قبل نامہ صفحہ 16۔ خانی خاں جلد اول 455۔ ذہادک باب 17۔ قادر ہوسن کی اینول ریلشن وغیرہ جرنل آف دی پنجاب ہسٹاریکل سوسائٹی جلد 8 نمبر 1 صفحہ 57۔

## باغیوں کو وحشیانہ سزائیں

شہزادہ کے ہمراہیوں کو وحشیانہ سزائیں دی گئیں حسین بیگ کو تیل کی تازہ کھال میں سی دیا گیا اور عبدالرحیم کو گدھے کے کھال میں جس کے سنگ اوپر کو نکلے ہوئے تھے۔ انہیں گدھوں پر دم کی منہ کر کے سوار کیا گیا اور لاہور کی سڑکوں پر گشت کر لیا گیا۔ حسن بیگ بارہ گھنٹہ کے اندر گھٹ کر مر گیا مگر عبدالرحیم کی حالت کو اس کے بااثر دوستوں نے سنبھال لیا جو بیس گھنٹہ کی شدید لذت کے بعد اسے معافی دی گئی اور سابقہ اعزازات پر بحال کر دیا گیا۔ (14) چند دن بعد باغ کا سران سے شہر لاہور کو جانے والی سڑک پر دو رویہ سولیوں کی ایک لمبی قطار نظر آئی ان میں سے ہر ایک پر ایک باغی تھا جس کے ہاتھ پیروں پر میخیں ٹھونکنیں تھیں اور وہ در سے چتر رہا تھا بریت کے اس مظاہر کی تکمیل کے لیے شہزادہ خسرو کو ہاتھی پر بیٹھا کر شہر کا گشت کر لیا گیا اور اس کے آگے غیر شریفانہ محکمہ کے طور پر اس کے ساتھیوں سے اظہار عقیدت کر لیا گیا۔ شہزادے کا نازک دل جو شدید غم سے تقریباً ناقابل برداشت تھا چھلکی کر دیا گیا۔ کئی دن تک وہ کرب کے ساتھ روتا رہا۔ زخمی دل کو کسی ہمدردی یا تشفی سے سکون نہیں ملتا تھا اور اس کا حسین چہرہ جس نے بہتوں کے دل موہ لیے تھے زخموں سے پھر وہ ہو گیا اور غمگینی ہمیشہ کے لیے نقش ہو گئی جو ہمیشہ قائم رہی اس کے دو ساتھیوں کو جنہوں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر لاہور کے لوگوں کو لوٹ لیا تھا نسبتاً ہلکی سزائیں دی گئیں۔ امبا کو پندرہ ہزار روپیہ جرمانہ کر کے رہا کر دیا گیا اور اس کے ساتھی راجو کو قتل کر دیا گیا۔ (15)

لیکن اس سے زیادہ با وقعت شخصیت جسے قربانی کا بکرا بنایا گیا سکھ گردوارہ جن کی تھی جس نے اپنے دور روحانی پیشروؤں کے اقوال و تحریرات قلم بند کر کے آنے والی نسلوں پر مستقل احسان کیا تھا وہ 1565ء میں بمقام گوندوال پیدا ہوا تھا اور چوتھے گردوارہ داس کا چوتھا لڑکا تھا بچپن ہی سے اس نے غیر معمولی روحانیت اور غور و خوض کا گہوارہ بھان تھا اس کا بڑا بھائی دنیا پر قوی چند عرف پر تھا تھا جس پر اس کے باپ نے ارجن کو ترجیح دی اور 1551ء میں اپنا جانشین نامزد کر دیا۔ رقابت کے تیز شعلوں نے پر تھا کے دل میں برادرانہ اخوت اور انسانی ہمدردی کے جذبات کو جلد رہا کر دیا۔ اپنی بیوی کے بھڑکانے پر جو لطیف نسوانی جذبات سے خالی تھیں وہ اپنی بھائی کی تباہی کے لیے مسلسل اور انتھک کوشش کرتا رہا اسے ایک

(14) جہانگیر (راجس دیورج) جلد اول صفحات 68، 69۔ اقبل نامہ صفحہ 16 خانی خان جلد اول صفحہ 253 دو ہدیت

باب 17 قادر ہو سنن کی بیوہ رملیش وغیرہ جرجل آئی دی پنجاب ہندوئیکل سوسائٹی جلد 8 نمبر 1 صفحہ 57۔

(15) جہانگیر (راجس دیورج) جلد اول صفحات 69، 73۔ اقبل نامہ صفحہ 16 خانی خان جلد اول صفحہ 253 بلو کسن صفحات

454، 455۔ جن لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں ٹھونکی گئیں تھیں ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ دو ہدیت باب 17 کے بموجب

دوسری تعداد ہے جو بظاہر تقریباً صحیح ہے۔ میری (صفحہ 410) عام لوگوں کے بیان کے بموجب 800 تا 900 ہے۔ پرائس کی جہانگیر

صفحہ 88 نکلیا ایلین کلکتہ صفحات 153، 154۔ بے بس لوگوں کی مصیبت پر خوش ظاہر کرتا ہے لیکن خود جہانگیر نے محض

واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ خاصۃ التورج کا بیان ہے کہ شہزادہ نے جب اپنے ساتھیوں کی قوت دیکھی تو موت کی تمنا کی۔ پورچین سیاہو

نے بھارت کا مکمل بری طرح بھڑا کر لکھا ہے۔ جو ہمدردی گپ پر مبنی ہے۔ (میری صفحہ 410) کا بیان ہے کہ خسرو واقعی لاہور میں

تحت نفس ہو گیا تھا اور لوگوں نے اسے مان لیا تھا اس نے لکھا ہے کہ خسرو نے بے قصور لوگوں کو سزا دی اور خود سے بچا لینے پر

جہانگیر کو برا بھلا کہہ نذر دیکھو پائس (پرچہ چات چہارم صفحہ 5) چا پرچہ چات سوم صفحہ 38) ڈیڈل جلد اول صفحہ 56۔ پڑ

منزی صفحات 103، 105، 106 ڈی لائٹ (ترجمہ لکھ راج کلکتہ راجو جلد 52۔ 1871ء صفحہ 77) کا بیان مختصر اور گرہ لگن ہے۔ نیز

دیکھو جلد اول صفحہ 287 کا بیان ہے کہ بھارت کے بعد جہانگیر نے مان سنگہ پردس کر دو روپیہ کا ہماری جرمانہ کیا۔

سرکاری افسر چند وہم خیال مل گیا جسے ارجن سے اس بنا پر سخت مخالفت تھی کہ اس نے اپنے لڑکے کے لیے چند وکی لڑکی کا رشتہ منظور نہیں کیا تھا۔ لیکن ارجن کا مل سکون اور اطمینان کے ساتھ اپنے روحانی مشاغل میں مصروف رہا۔ اس نے ترن تارن کا مقدس شہر آباد کیا اور امرت سر کا مشہور حوض بنایا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نے اپنے گروؤں اور نیز ہندو مسلم مصلحوں کے حالات سمجھنے اور اقوال جمع کیے اور خود اپنے الہامی بیانات شامل کر کے ادبی گرنتھ تیار کی۔ اس کی شہرت اور اثر نزدیک و دور پھیل گیا اور اس کے چیلوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا جس سے ہندو اور مسلمان اہل مذہب کو سخت جھنجھلاہٹ اور ذلت محسوس ہوئی اور انہوں نے اکبر سے شکایت کی کہ وہ ان کے مذہب کو بدنام کر رہا ہے۔ لیکن اکبری کو ادبی گرنتھ کے مطالعہ سے ارجن کی بے مثال پارسائی کا یقین ہو گیا۔ اکبر کے انتقال کے بعد نیک دل گرو سے یہ غلطی ہو گئی کہ اس نے مصیبت زدہ باغی شہزادہ کو دعادی۔ اس بات کا اس کے دشمنوں نے بھنگڑ بنادیا اور انہوں نے جہانگیر سے کافی رنگ آمیزی کے ساتھ اور دلی کدورت اور مذہبی جنون کے ساتھ گرو کی غداری اور بے دینی کی شکایت کی۔ اس وقت پر تھیا کا انتقال ہو چکا تھا لیکن اس کا جانشین اس کا لائق لڑکا مہربان تھا۔ بادشاہ پہلے تو اس معاملہ میں نرمی برتنا چاہتا تھا مگر بالآخر وہ ارجن کے دشمنوں کے جال میں پھنس گیا۔ گورو کو سزائے موت اور مضبوطی جانداد کی سزا دی گئی اور اس کا جگرہ بھی ضبط کر لیا گیا۔ (16)

(16) جہانگیر (ارجن و بیرونج) جلد اول صفحات 73 و 74 گرو ارجن کے حالات زندگی کے لیے دیکھو۔ رلیجن جلد دوم صفحات 153 و 258، جلد سوم صفحات 101 تا 111 اس کے بھجوں کے لیے صفحات 202 و 224 دیکھو سنگھ کی ہسٹری آف دی سکس (تحریر چلٹ) صفحات 51 و 53۔ گوگل چند تاریک کی ٹرانسلاٹیشن آف سکھ ازم صفحات 31 و 41۔ ارجن کی موت پر سکھ روایات میں افسانوں کی ایک بڑی عمارت تعمیر کر دی گئی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ جہانگیر نے گرو کو بلا کر اس سے یہ کہا ”آپ تو جو بزرگ، بڑے معلم اور مقدس انسان ہیں امیر غریب کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس لیے آپ کے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ میرے دشمن خسرو کی روپیہ سے مدد کریں۔“ ارجن نے جواب دیا ”میں سب لوگوں کو خوش و ہندو ہوں یا مسلمان، امیر یا غریب، دوست یا دشمن یکساں خیال کرتا ہوں نہ کسی سے محبت ہے نہ دشمنی۔ اور اسی بنیاد پر آپ کے لڑکے کو سسر خرچ کے لیے روپیہ دیا۔ نہ کہ آپ کی مخالفت میں۔ اگر میں نے آپ کے لڑکے کی بے بسی کی حالت میں مدد نہ کی ہوتی اور آپ کے والد شہنشاہ اکبر نے مجھ پر جو مہمانی کی تھی اس کا لحاظ نہ کیا ہو تا تو لوگ میری سنگ دلی اور ناشکری پر مجھ سے نفرت کرنے لگتے یا یہ کہتے کہ میں بادشاہ سے ڈر گیا یہ ساری دنیا کے گرو نانک کے پیرو کے شلیان شان نہ ہوتا۔“ اس پر جہانگیر نے ارجن کو دو لاکھ روپیہ جرمانہ کی سزا دی اور انہیں حکم دیا کہ گرنتھ میں جو بھجن ہندو یا مسلم مذہب کے خلاف ہوں وہ خارج کر دیں۔ ارجن نے جواب دیا ”میرے پاس جو پیسہ ہے وہ غریب اور بے یار و مددگار اور بے بس لوگوں کے لئے ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو جو کچھ میرے پاس ہے وہ لے لیں مگر جرمانہ کے نام سے میں ایک کوڑی نہ دوں گا۔ اس لیے کہ جرمانہ بدکار دنیا دار لوگوں پر کیا جاتا ہے نہ کہ بھاریوں اور گوشہ نشین لوگوں پر۔ اور آپ نے جو گرنتھ سے بھجوں کو خارج کرنے کے لیے کہا تو میں گرنتھ سے نہ ایک حرف خارج کر سکتا ہوں نہ بدل سکتا ہوں۔ میں لافانی خدا، روح الارواح کا بچہ ہوں۔ اس کے سوا کوئی مالک نہیں ہے اور جو کچھ اس نے گرو نانک سے لے کر گورو رام داس اور مجھ تک الہام کیا وہ مقدس گرنتھ صاحب میں درج ہے۔ اس میں جو بھجن ہیں ان سے کسی ہندو اور تار یا مسلمان پیغمبر کی توحین نہیں ہوتی۔ پتنگ اس میں لکھا ہے کہ پیغمبر اور اولاد لافانی خدا کے بتائے ہوئے ہیں جس کی کوئی حد معلوم نہیں کر سکتا۔ میرا اصل مقصد چالی کا چار کار نالور باطل کو مٹانا ہے اور اس مقصد کے پرچار میں اگر یہ فانی جسم ختم ہو جائے تو میں اسے بڑی خوش قسمتی سمجھوں گا۔“

بادشاہ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ دربار عام سے اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے بعد قاضی نے گرو کو اطلاع دی کہ اسے جرمانہ ادا کرنا چاہیے ورنہ ادا نہ کرنے پر اسے قید میں رہنا ہو گا۔ ارجن نے فوراً اپنے پیروؤں کو قحطی سے متح کیا کہ وہ جرمانہ ادا کرنے کے لیے ہرگز کوئی چندہ نہ کریں جب قاضیوں اور پنڈتوں نے اسے گرنتھ سے قابل اعتراض حصے نکال دینے پر ہار کرنے کے لیے کہا تو اس نے جواب دیا ”گرنتھ صاحب لوگوں کو دنیا اور آخرت میں فلاح دینے کے لیے لکھی گئی ہے نہ کہ مصیبت میں ڈالنے کے

سکھوں کی روایات میں اس افسوسناک واقعہ کو اس رنگ میں دکھایا گیا ہے کہ مغل بادشاہوں کے سکھوں پر مذہبی مظالم کا جو سلسلہ رہا اس کی یہ پہلی کڑی ہے۔ لیکن دراصل ایسی کوئی بات نہیں ہے جہاں گہر کی غلطی کی اہمیت کم کیے بغیر یہ واجبی طور پر تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ سارا معاملہ دراصل ایک ہی سزا کا تھا جس کی بنیاد وجہ سیاسی تھی۔ کسی اور سکھ کو نہیں ستایا گیا اور نہ سکھ مذہب پر کوئی پابندی لگائی گئی۔ کروار جن کی زندگی بھی امن سے گزر جاتی اگر انہوں نے ایک باغی کی مدد نہ کی ہوتی۔

### وفادارانہ خدمات کے انعام

اگر غدار کی سزائیں سخت تھیں تو وفادارانہ خدمات کے انعام بھی فیاضانہ تھے۔ شیخ فرید بخاری کو مر قنضی خاں کا اعلیٰ خطاب دیا گیا اور جس مقام پر وہ کامیاب ہو تھا اس کا نام بھیردول سے بدل کر فتح آباد کر دیا گیا اور وہ فاتح کو جاگیر میں دیدیا گیا۔ مہابت خاں کو دو ہزار ذات اور حیرہ سوسوار کے منصب پر ترقی دی گئی اور دلاور خاں کو دو ہزار ذات اور چودہ سوسوار کے منصب پر۔ جہلم اور چناب کے درمیان کے ہر چودھری کو زمین کا انعام دیا گیا اور ہر جاگیر دار کو جس نے بغاوت کو فرو کرنے میں کوئی حصہ لیا تھا اس کی خدمات کا انعام دیا گیا (17)

(بقیہ حاشیہ نمبر 6)۔ لیے۔ اسے پھر سے لکھنا آپ کے کہنے مطابق اس میں کمی بیشی کرنا قطعی ممکن نہیں ہے۔ مگر وہ کے دشمنوں نے اسے سخت قوتیں دیں جنہیں اس نے پورے سکون اور خاموشی سے برداشت کیا۔ ذرا بھی آوا کر لو زبان سے نہیں نکالی۔ جب اس سے پھر تو یہ کہنے کو کہا گیا تو اس نے بلا خوف کہا ”اے بیوقوف! میں جہلم کے مظالم سے کبھی خوف زدہ نہ ہوں گا۔ یہ سب خدا کی مرضی ہے۔ اس لیے یہ قوت میرے لیے باعث مسرت ہے۔“ اس کے بعد لو قوتیں دی گئیں جس کی بادشاہ کو نہ اطلاع تھی نہ اس کی اجازت بالآخر ایک دن گرو نے اٹھان کرنے کی اجازت حاصل کی اور دریا کے کنارے اپنی روح کو روح آفریں کے حوالے کر دیا۔

گروار جن کے حالات زندگی کے بارے میں سکھوں کے بیان کے لیے دیکھو میکیلف جلد دوم صفحات 283 تا 287 (اپنے والد کی زندگی کے زمانے کے) اور جلد سوم صفحات 1 تا 101 اس کے بھجوں کے متعلق جن میں سے بعض بہت ہی اعلیٰ اور بلند اخلاق کے ہیں دیکھو جلد سوم صفحات 102 تا 444۔

دہستان مذہب کا بیان ہے کہ جہاں گہر نے گروار جن دیو پر جو جرمانہ کیا تھا اسے نہ ادا کرنے پر اسے لاہور میں قید کر دیا گیا اور اس دن گرمی کی شدت سے لاہور جو لوگ جرمانہ وصول کرنے مقرر کیے گئے تھے ان کے مظالم سے فوت ہو گیا۔ بادشاہ کا پورے وثوق سے بیان ہے کہ اس نے گرو کو سزائے موت اور ضلعی جائیداد کی سزا دی لیکن ایک معنی خیز فقرہ کا بھی اس میں اضافہ ہے کہ ”جب یہ واقعہ میرے گوش گزار ہوا اور میں اس کی حماقت کو اچھی طرح سمجھ گیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس نے دوسروں کے کہنے پر عمل کیا۔

ہاں جو اس ملامت کے جوہر ہب کی بنیاد پر جہاں گہر نے گرو کی کی۔ اس میں مطلق شک و شبہ نہیں کہ سزائے موت سولہ آنے سیانی بنیاد پر دی گئی۔

(17) جہاں گہر (راجہ جی دیور نات) جلد اول صفحات 69، 77۔ اقبل نامہ صفحات 16، 17۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 253۔ گھنڈون صفحہ 10 ڈوہا کہ۔ (باب 17) کا بیان ہے کہ جہاں گہر کی قیدیوں کو مظاہر کے لیے آگرہ لے گیا مگر اس بیان کی کوئی اور مورخ تاہید نہیں کرتا اور جہاں گہر لاہور سے آگرہ نہیں بلکہ کابل گیا تھا۔

### راجپوتانہ میں رائے سنگھ کا انحراف

خسرو کی بغاوت ایک ماہ کے اندر ہی اکبر کے انتقال کی تھوڑی مدت گزرنے پر دہادی گئی مگر اس کی آگ سلطنت کے دوسرے حصوں میں بھڑکی۔ بیکانیر کے رائے رائے سنگھ کو جو تین ہزار کا منصب دار تھا اور اپریل 1606 میں آگرہ کے شاہی نمائندوں سے وابستہ تھا اور راجپوت امر میں عظیم المرتبت تھا جلد ہی بعد اسے شاہی حرم کے ساتھ پنجاب جانے کا حکم دیا گیا۔ مقرر پہنچ کر وہ اپنی ذمہ داری سے دست بردار ہو گیا اور بیکانیر چلا گیا اور ناگور کے جوار میں علم بغاوت بلند کر دیا۔ کچھ دنوں تک وہ اور اس کا لڑکا دیپ سنگھ اس علاقہ پر قابض رہے مگر جہانگیر نے میواڑ کی مہم پر متعینہ افواج کو ہدایت کی کہ وہ باغیوں کی سرکوبی کریں۔ راجہ جتنا تھا ولد راجہ بھار مل اس مہم کی سربراہی پر مامور ہوا اور معزز الملک بخشی نائب سپہ سالار مقرر ہوا۔ رائے رائے سنگھ نے شاہی فوج سے بچ نکلنے کی کوشش کی مگر ایک فوجی دستہ نے ناگور کے قریب اسے پکڑ لیا۔ یہاں جو جھڑپ ہوئی اور اس نے باغیوں کی کمر توڑ دی اور انہیں منتشر کر دیا۔ رائے رائے سنگھ گرفتار ہوا۔ مگر کچھ عرصہ بعد معاف کر دیا گیا اور اپنے اعزازات پر بحال کر دیا گیا۔ (18)

### بہار کا سنگرام

بہار کے ایک چھوٹے سے رئیس سنگرام نے چار ہزار اور اس سے زیادہ تعداد میں پیدل سپاہ جمع کر لی اور خسرو کے فرار کے جلد ہی بعد علم بغاوت بلند کر دیا۔ بہار کے گورنر جہانگیر علی خاں نے اسے ایک لڑائی میں شدید نقصان پہنچا کر اور بندوق کی ایک گولی سے زخمی کر کے شکست دے دی۔ (19)

لیکن ہندوستان کے اندرونی خلفشار کا ایک بہت ہی اہم نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ ایران نے قندھار کے زبردست قلعہ پر چڑھائی کر دی۔

(18) جہانگیر (راجس و پور رنج) جلد اول صفحات 76، 84، 130، 131 بلوچین صفحات 357، 359 تا 387 گکھڑون صفحہ 12۔

(19) جہانگیر (راجس و پور رنج) جلد اول صفحات 82، 83۔

## چھٹے باب کا ضمیمہ

### خسرو کی بغاوت کی رفتار کی تاریخیں

سن ہجری	سن المی	سن میسوی	خسرو کی نقل و حرکت	جہانگیر کی نقل و حرکت
1014ء	1	1606ء فروردین 1 اپریل دن		
8/	28/	6/	خسرو کا فرار	تھاقب میں روانگی
9/	29/	7/	دو شنبہ	
10/	30/	8/	منگل	پرگنہ سحر کے ایک گاؤں میں
11/	31/	9/	بدھ	قیام ہوڈل میں قیام
12/	اردی	10/	جمعرات	فرید آباد میں قیام - دو اشراں
13/	بہشت 1 2	11/	جمعہ	مرزا حسین اور نور الدین لاہور میں داخل جہانگیر کی دہلی میں آمد
14/	3/	12/	سنہرے	سرائے نرملہ میں قیام - دلاور
16/	5/	14/	دو شنبہ	خاں کا ایک پیامبر لاہور میں
17/	6/	15/	منگل	پرگنہ پانی پت میں آمد - دلاور علی
				چند آدمیوں کے ساتھ لاہور میں داخل - پرگنہ کرنال میں آمد
18/	7/	16/	بدھ	پرگنہ شاہ آباد میں آمد
19/	8/	17/	جمعرات	لاہور میں محاصرہ
24/	13/	1606ء	خسرو کے پہنچ مرقہ گرفتہ	
25/	14/	اپریل دن منگل 22 بدھ 23	خسرو جنگ کے لیے روانہ	

	خسرو کی جنگ کے لیے روانگی جہا نگیر کو اطلاع بھردوال کی جنگ	جمعرات	24/	15/	26/
	چناب پر آمد گرفتار ہو گیا	شنبہ اتوار	26/	17/	28/
			27/	18/	29/
			28/	19/	30/
خسرو کی گرفتاری کی جہا نگیر کو اطلاع	مرزا کا مران کے باغ میں جہا نگیر کے سانے پیش	دوشنبہ جمعرات	منی کم		محرم 1015ھ
مرزا کا مران کے باغ میں قیام لاہور میں داخلہ		بدھ	29/	28/	9/
			اپریل تا 7 مئی	اردی بہشت	



## ساتواں باب

### قندھار۔ جہانگیر کی کابل کو روانگی

### جہانگیر کے قتل کی سازش۔ پٹنہ کی شورش

#### قندھار کا محل وقوع

قندھار کے صوبہ شہل اور مشرق میں نیچی پہاڑیوں کی ایک قطار ہے اور جنوب میں بے آب و گیاہ ریگستان بالکل ویرانی کا بیوٹی اور مغرب کی طرف ایک خشک جلتا ہوا بنگر جو ایران تک چلا گیا ہے مگر خود قندھار صوبہ خوبصورت اور سرسبز اور پانی سے سیراب وادی ہے جو سطح سمندر سے تین ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ (1)

#### تجارتی اہمیت

اس قدرتی فوقیت کی بنا پر اس کا خاص شہرہ تہاے دراز سے تجارت کا مرکز رہا ہے۔ قرون وسطیٰ میں اس کی حیثیت اہم ترین تجارت گاہ کی تھی۔ یہیں ایران، ہندوستان، ترکی اور وسط ایشیا کے تاجر جمع ہو کر ایک دوسرے سے سامان تجارت کا مبادلہ کرتے تھے۔ مغرب کو جانے والا ہندوستان کی تجارت کا کارواں لاہور میں ایک زبردست دھارے سے مل جاتا تھا اور وہاں مسلح حفاظتی دستہ کی نگہبانی میں شمال مغربی وحشیانہ قبائلی علاقہ سے گزر کر قندھار جاتا تھا اور ایران کی طرف سے آئے ہوئے ایسے ہی اجتماع سے ملتا تھا۔ یہاں سے ہر طرف کو جانے کے لیے بکثرت اونٹ کرایہ پر مل جاتے تھے۔ سمندر پر پُرنگالیوں کی غارتگری اور سوز کا راستہ تجارت کے لیے بند ہو جانے کی وجہ سے قندھار سے گزرنے والی تجارت بہت بڑھ گئی تھی۔ سترہویں صدی کے ابتدائی برسوں میں تقریباً چودہ ہزار اونٹ ہر سال ہندوستان سے ایران جاتے ہوئے قندھار سے گزرتے تھے۔ سارے طویل راستہ پر چھوٹے چھوٹے رئیس اور سرکاری افسر تاجروں سے خوب روپیہ وصول کرتے تھے مگر تجارت سے جو کثیر منافع ہوتا تھا اس کا بہت ہی کھیل حصہ لے پاتے تھے۔ ایک اونٹ کے بار کی قیمت ایک سو میں سے ایک سو تیس روپیہ تک ہوتی تھی لیکن اس جو حکم کام کا کافی معاوضہ مل جاتا تھا۔ قندھار میں کثیر لوگوں کی آمد و رفت سے اشیائے خوراک کی قیمتیں بڑھ گئیں اور شہر کے لوگ مالدار ہو گئے۔ آس پاس مضافات آباد ہو گئے۔ بڑھتی ہوئی تجارت سے خانہ

(1) چارٹ جلد دوم صفحات 304-305 اسٹیکلر و کرومر پرچہ جات چہارم صفحات 272 و 273۔ سال ویک پرچہ جات سوم صفحہ 85۔ دی لائیٹ لینڈ رن کلکتہ ریویو 5 1870ء صفحہ 96۔ سر جاسک ہولڈنگ کی گیس آف انڈیا صفحہ 528۔ سترہویں جلد اول صفحہ 280 سرکاری لورڈک زیب جلد اول صفحہ 120۔ اسپرٹل گزٹیر جلد اول صفحہ 12۔ اسٹیکلر و کرومر لکھتا ہے ”سدا ایران خصوصاً اس کے (قندھار کے) لورڈک کے درمیان ایک بنگر ہے جہاں تین دن کے سفر میں کوئی ہری چڑ نظر نہیں آتی۔ اہلے کچھ قوم زبانی لورڈک بھی اکثر بھاری بدبودار نکلا“ بلوچستان کے آباد علاقہ کے لوگوں میں ایک محل مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو تیار تو کوڑا کرکٹ بلوچستان میں ڈال دیا۔

بدوش سرحدی قبائل کو بھی فائدہ ہوا۔ وہ اکثر بھیڑ بکری مونے کپڑے اور بنی ہوئی چیزوں سے مبادلہ کرتے تھے (2)

### جنگی اہمیت

قدحار کو جس چیز نے ممتاز تجارتی مرکز بنادیا تھا۔ اس سے جنگی نقطہ نظر سے بھی اس کی اول درجہ اہمیت تھی۔ اس کا سکران چھاپہ مار کر بے خبری میں کابل کو لے سکتا تھا۔ ہندوستان کی طرف اس کے دو دروازے ہیں جو ہندوستان پر حملہ کرنے والی ایرانی یا وسط ایشیائی فوج کے جنگی مستقر کا کام دے سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی بیرونی چوکی ہے جسے ہندوستان کی حکومت کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہئے یا یہ کوشش کرنا چاہئے کہ وہ دوستانہ اقتدار میں رہے۔

### بابر کے عہد میں اس کی تاریخ

قرون وسطیٰ کی قرب وجوار کی سلطنتوں نے قدحار کی دوہری منفعت کو پورے طور پر دیکھ لیا تھا۔ بابر نے کابل کی فتح کے چند ہی سال بعد 1522ء میں قدحار کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کیا اور مضبوطی سے قبضہ رکھا۔ 1530ء میں بابر کے انتقال کے بعد یہ اس کے دوسرے لڑکے کامران کے ہاتھ میں چلا گیا۔

### ہمایوں

ہمایوں جس وقت ہلاوطنی میں ایران کے دربار میں تھا اسی وقت اس نے اور اس کے میزبان نے کابل اور ہندوستان کو دوبارہ حاصل کرنے کی اہم ترین ضرورت کو محسوس کر لیا تھا۔ شاہ ایران نے ہمایوں کو دس ہزار فوج کی مدد اس شرط پر دی تھی کہ قدحار اس کے حوالے کر دیا جائے۔ ہمایوں بحیثیت مجموعی دیانتدار اور صاف مزاج انسان تھا مگر درمیان جو مفاد کی اہمیت تھی اس نے دیانتداری کو مغلوب کر لیا اور اس نے قدحار پر قبضہ جمالیہ اور خفیف خفیف جیلے بہانوں سے وعدہ پورا کیا لیکن ہمایوں کے انتقال پر قدحار آسانی سے ایران کے قبضہ میں چلا گیا اور 1558ء میں سلطان حسین مرزا کی حفاظت میں دے دیا گیا۔ ایک نسل کے بعد مغل سلطنت غیر معمولی قوت اور عروج کے ساتھ ابھری اور اسے اس گراں قدر چوکی کی اہمیت محسوس ہوئی۔ اکبر نے تجویز کیا کہ عبدالرحیم خان خاناں سندھ اور بلوچستان کی فتح کے بعد قدحار پر حملہ کرے لیکن مغلوں کے منصوبہ سے پہلے ہی قسمت نے یاوری کی۔

### اکبر کے حوالہ کر دیا گیا

قدحار پر انہوں کی متواتر تاحث ہوتی تھی اور اس کے کماندار سلطان حسین کے لڑکے مظفر حسین میں اتنی سکت نہ تھی کہ ان کا مقابلہ کر سکے اور اس نے بار بار اپنے آقا سے مدد مانگی لیکن شاہ ایران کی

(2) سلیکٹڈ کرونیکل پچھات چھ سات 269-272-273 سال بینک پچہ جات سوم صفحہ 285۔ قدحار کے رمانہ سے اس جہان سے آگرہ کے رمانہ کے لیے دیکھو نو رنیر (مرتبہ بال) جلد اول صفحہ 90-103

توجہ دوسری طرف تھی اور مظفر نے اپنی طاقت نہ پا کر 1594ء میں مغلوں کے حوالے کر دیا۔ اس طرح سوہوہیں صدی کی ساری مدت میں قندھار دو نہایت ہی ممتاز خاندانوں کے درمیان باپہ التزاع رہا یعنی مغل اور صفوی جو ہندوستان اور ایران پر حکمران تھے۔ سترہویں صدی کے ابتدائی برسوں میں ایرانی مناسب موقع کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر اکبر کے انتقال اور خسر کی بغاوت نے بہترین موقع بہم پہنچا دیا۔ (3)

### شاہ عباس 1587ء تا 1636ء

اب ایران پر عظیم ترین ایرانی شاہی خاندان کا عظیم ترین فرماں روا حکمران تھا۔ خانوادہ صفوی (4) کا بانی اسماعیل ہندوستان کے پہلے مغل حکمران بابر کا مد مقابل تھا۔ اس کے لڑکے طہاسب نے ہندوستان کے فرمانروا کو پہلوہ تھی اور سلطان ترکی کو شکست دی تھی۔ 1587ء میں سلطنت شاہ عباس کو ملی جو اس زمانہ کے عہد آفریں افراد کی عظیم ترین شخصیتوں میں تھا۔ وہ گورے رنگ کا خوبصورت واضح خدخال تیز نظر اور بڑی بڑی منجھوں کا تھا۔ اس کی شجاعت میں ٹھہراؤ تھا اور اس کی قوت برداشت حیرت انگیز تھی۔ خانگی زندگی میں وہ نرم مزاج تھا لیکن پبلک معاملات میں سخت دل اور بے لوجہ اپنے عہد کے لحاظ سے بہت زیادہ ترقی پسند تھا۔ اس کا نقطہ نظر غیر معمولی طور پر وسیع اور سنجیدہ تھا۔ وہ موقع محل کا منتظر رہتا تھا اور جب یہ موقع آجاتا تھا تو مستعدی اور عزم کے ساتھ پورا پورا فائدہ اٹھاتا تھا۔ کبھی کبھی وہ سخت چبیدہ حکمت عملی اور بے شری کے جھوٹ پر اتر آتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا ملک ایک طرف ازبکوں کے خطرے میں تھا اور دوسری طرف ترکوں سے 1500ء میں اس نے ترکوں سے دب کر صلح کر لی اور ازبکوں کے سیلاب کو روک دیا۔ اس نے اپنی فوج کو ازسرنو پورے طور پر منظم کیا اور دس ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادہ کی شاہی محافظ فوج تیار کی۔ اس نے ”احباب شاہ“ کا ایک نظام قائم کیا جو اس کے مفاد سے وابستہ تھا۔ انسانوں پر پیدا کی گئی حکومت کرنے والے دوسرے افراد کی طرح اسے نظم و ضبط اور لائق و مستعد حکومت کا شدید جذبہ تھا۔ اس نے جو سڑکیں اور مل تعمیر کیے یا مرمت کی ان میں بعض آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں مسلمانان عالم کے شکوہ کے نمائندہ اس خداداد قابلیت کے فرمانروا نے وسیع شہرت اور ساری دنیا میں وقار حاصل کیا۔

### قندھار کے محاصرہ کی ترغیب

یہ وہ فرمانروا تھا جس نے جہانگیر کو اپنی حکومت کی ساری مدت میں نہایت پڑا اور 1606ء میں

شاہ عباس خود تو ترکوں سے جنگ میں مصروف رہا لیکن اس نے خفیہ طور پر سرحدی حکام اور

(3) بابر جہاں لوہ اکبر کے عہد میں قندھار کی تاریخ کے متعلق دیکھو توڑک بابری، ابو الفضل کا اکبر نامہ، ایلین ڈاؤسن اور سکن وغیرہ، ایرانی نقطہ نظر کے لیے عالم آراء عباسی۔

ابو الفضل کا بیان ہے کہ ”زمانہ قدیم کے حکمران لوگ کاہل اور قندھار کو ہندوستان کے دودر داسے خیال نہ کرتے تھے۔ ایک ترکستان کو جانے والا دوسرا ایران کو ان دو شاہراہوں کی حفاظت نے ہندوستان کو پیر دینی حملہ آوروں سے بچایا اور نیز یہ کہ غیر ملکی سفر کے مناسب راستے بھی ہیں“ آئین جلد دوم جارت صفحہ 404۔

(4) صفوی خانوادہ کے عروج کے بارے میں دیکھو سائیکس کی بھٹری آف پرشیا جلد دوم صفحات 240 تا 255 شاہ عباس کے حالات کے لیے دیکھو سائیکس جلد دوم صفحات 250 تا 255، مالک کی تاریخ ایران۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ نوری (سفر نامہ) ایٹ اپریل صفحات 151 تا 152 (لفظ ”شاہش“ کو ایران کے معاصر حکمران کے نام سے لکھا ہوا ہے۔

جہانگیروں و داروں کو خاص کربرات و فرخ و سیستان و خراسان میں متعینہ افواج کے سرداروں اور گورنروں کو ہدایت کی کہ وہ سب مل کر قندھار کو فتح کر لیں۔ ایرانیوں کی ایک غیر منظم جماعت نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا لیکن قلعہ کے قابل اور تجربہ کار کماندار شاہ بیگ خاں کو اس سازش کی پہلے ہی سن گئی مل گئی تھی اور وہ محاصرہ کا مقابلہ کرنے پر تیار تھا اور فوری مدد کے لیے اطلاع بھیج دی تھی۔

### شاہ بیگ خاں کی مدافعت

اس کی زندہ دلی، بات چیت میں بے تکلفی، یار باستانہ اطوار اور فراخ دلی نے قلعہ کی فوج کو اس کا سرگرم و قادر بنادیا تھا۔ اس نے دشمنوں کو ذلیل سمجھنے کے لیے عین قلعہ کی چھت پر تفریحی مجلس منعقد کی اور محاصرہ کرنے والوں کو پریشان کرنے کے لیے روزانہ ایک چھاپہ مار دستہ روانہ کیا۔

### جہانگیر نے کمک بھیجی

فروری 1607ء کے شروع میں مغل امدادی فوج قندھار کے مضافات میں پہنچ گئی۔ اس کا کماندار مرزا جانی بیگ ترخان کامرزاغازی تھا جو اپنی عمر سے زیادہ ہوشمند نوجوان، خوش اسلوب شاعر، پورا پورا ایسا سی کمانڈر، عاقل مشیر اور تجربہ کار منتظم تھا۔ اس کے ماتحت خواجہ عاقل بطور بخشی اور کئی نامی افسر جیسے قراخاں اور سردار خاں تھے۔ جہانگیر نے اس مہم کے لیے معقول سامان اور کافی روپیہ دیا تھا اور صرف دوران سفر کے لیے 43000 روپیہ الگ کر دیا تھا۔

### ایرانیوں نے محاصرہ اٹھالیا

ملک کے آجانے سے ایرانی فوجوں پر دہشت طاری ہو گئی اور انھوں نے ہڑا بڑاہت میں محاصرہ اٹھالیا اور ایرانی سرحد کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ (5)

### شاہ عباس کی معذرت

اس مہم کی ناکامی پر شاہ ایران نے اپنی رعایا کے ان لوگوں پر سخت ناراضی کا اظہار کیا جنہوں نے بغیر اس کے علم کے اس کے عزیز بھائی مغل بادشاہ سے بھگڑا مول لیا۔ اس نے حسین بیگ کو جہانگیر کے پاس یقین دلانے کے لیے بھیجا کہ اسے کج نیت شورش پست اہل سرحد کے طرز عمل سے انتہائی نفرت ہوئی اور اس نے خبر ملتے ہی شورش پستوں کی سرکوبی کر دی اور یہ امید ظاہر کی کہ جہانگیر کو اس سے بدظنی نہ پیدا ہوگی۔ جہانگیر چونکہ اس وقت لڑنا نہیں چاہتا تھا اس لیے وہ اس معذرت سے مطمئن ہو گیا لیکن اس نے مرزاغازی

(5) جہانگیر (راجہ سربورج) جلد صفحات 70، 71، 85، 86، 106، 17، 18 خانی خاں جلد اول صفحہ 255، 377، 378۔

کہا جاتا ہے کہ محاصرہ کے دوران میں ہرات کے گورنر نے قلعہ میں ایک اچھی بھیجا لڑچہ قلعہ میں رسد کی کمی ہو گئی تھی لیکن شاہ بیگ نے متناظر موجود تھا وہ سب سڑک پر بھیجکوا دیا اور اس طرح غنیمت کو دھوکہ میں ڈال دیا۔

کی کمان میں بچیس ہزار سوار کی فوج قندھار کے قلعہ میں متعین کردی۔ (6)

## جہانگیر کا بل کوروانہ

مارچ 1607ء میں قندھار کا قلعہ ختم ہو گیا اور جہانگیر نے آئندہ موسم گرما کا بل کی بلند سر زمین اور سرد آب و ہوا میں گزارنے کا فیصلہ کیا۔

چٹخاں (7) اور میران صدر جہاں (8) اور میر شریف (9) آملی کو لاہور کا انتظام سپرد کر کے ۲ مارچ کو وہ اپنے حرم اور شہزادوں اور حکام اور فوج کے ساتھ کا بل کی طرف روانہ ہو گیا۔

## کا بل میں داخلہ

راستہ میں شکار کھیلتا ہوا اور تفریح کرتا ہوا اور سلطنت کے معاملات سے بچتا ہوا 30 جون کو باغ شاہرہ میں اور باغ لارہ پورہ کی بارش کرتا ہوا اگلے دن شان و شوکت کے ساتھ کا بل میں داخل ہو گیا۔ (10)

(6) جہانگیر (راجس و پورہ) جلد اول صفحات 85 تا 86، 90، 112۔ اقبال نامہ صفحہ 18۔ کھڑون صفحہ 10۔ اسٹیل و کروڈر پچ جات چہارم صفحہ 273۔

(7) چٹخاں ایک موقعہ شناس افسر تھا جس نے 1600ء میں آگرہ کا قلعہ شہزادہ سلیم کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اور جہانگیر کے تخت نشین ہونے پر اسے مہجرات کا گورنر بنادیا گیا۔ اگلے سال وہ پنجاب بلایا گیا۔ وہ زہد و تقویٰ اور علم و فضل اور شاعرانہ ذہانت میں نامور تھا۔ بلوکیں کا بیان ہے کہ بختیار خاں کے معنف ایک مشہور تاریخی مخطوطہ مرآت عالم کے آخری باب میں اس کے اشعار موجود ہیں۔

(8) میران صدر جہاں کو ایک مرتبہ اکبر اور شہزادہ سلیم کے درمیان مصالحت کی گفت و شنید کے لیے مقرر کیا گیا تھا اور جہانگیر نے چار ہزار کے منصب پر ترقی دے کر قوج تھیل میں دیدیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جہانگیر کے عہد میں پانچ سال کے اندر اس نے اتنی جاگیریں دیں جتنی اکبر نے پچاس سال میں دی تھیں۔ اس کا انتقال 1020ھ 1611ء میں کہا جاتا ہے کہ ایک سو بیس سال کی عمر میں ہوا اور اس عمر میں اس کے قوائے ذہنی بدستور تھے بلوکیں صفحہ 478۔

(9) میر شریف آملی اپنے زمانہ میں ایک بڑے باک اور مشہور آزاد خیال اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں فرار ہوتا رہا تھا۔ اس نے چٹخاں میں مولانا محمد زہد کے مدرسہ میں تصوف کی تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ دکن میں پناہ گزین ہو گیا تھا۔ مگر جب وہاں سے فرار پر مجبور ہوا تو 982ھ (1577ء) میں اکبر کے پاس آگیا اور جلد ہی کٹر لاما عبد القادر بدایونی کو اس سے سخت کد ہو گئی جنہوں نے اس پر بے شمار گالیوں کی بارش کی لیکن اس نے اکبر کی دوستی حاصل کر لی جو اکثر تحلیہ میں اس سے مذہبی مسائل پر گفتگو کرتا تھا۔ دیکھو بلوکیں صفحات 176، 177، 1585ء میں جب مرزا محمد حاکم کے انتقال پر کا بل مستقل طور پر سلطنت مظلیہ میں شامل ہو گیا تو اسے اس صوبہ کا امین اور صدر مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد اس نے بہار بنگال اور دکن میں خدمات انجام دیں۔ جہانگیر نے اپنی تخت نشینی پر اسے دو ہزار پانچ سو کے منصب پر ترقی دی۔ جہانگیر نے گویا قصد اور زور دار الفاظ میں بدایونی کی تردید میں لکھا ہے ”وہ صاحب دل اور خوش مزاج انسان ہے اگرچہ اس میں حال کے علوم کا شائبہ بھی نہیں ہے مگر اس کے الفاظ بلند آہنگ ہوتے ہیں اور اس کی اعلیٰ معلومات اکثر اس سے ظاہر ہوتی ہیں۔ فقیر کے لباس میں اس نے متعدد دسفر کیے اور اکثر بزرگوں کو دوست رہا اور تصوف کے ماننے والے بزرگوں کے اقوال نقل کرتا ہے۔ اس کے الفاظ فصیح اور مخلصانہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ عربی سے ماہر ہے اور اس کی تحریریں اشعار سے بھی خالی نہیں ہوتیں۔“ جہانگیر (راجس و پورہ) جلد اول صفحات 47، 48، نیز بلوکیں صفحہ 452۔ آثار اللامعہ جلد سوم، صفحہ 285۔

(10) جہانگیر (راجس و پورہ) جلد اول صفحات 108 تا 9۔ آثار جہانگیری (مخطوطہ خدابخش) صفحات 49، 50، فوج کا پیشتر حصہ بادشاہ کی واپسی کے انتظار میں آٹک میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ حسن ابدل میں جہانگیر نے پھیلیوں کی تاک میں موٹی ڈال کر انھیں حوض میں ڈل دیا تھا (توکر راجس و پورہ) جلد اول صفحہ 19، 1611ء میں، لیم چٹا نے، لکھا کہ پھیلیوں کی تاک میں سونے کی تختیوں پر جو اکبر نے ڈالے تھے (پچ جات چہارم صفحہ 58) عام، 10یات میں اسے جہانگیر کے مشہور تر والد کے بجائے خود جہانگیر سے منسوب کیا جاتا ہے۔

## کابل

قدیم شہروں میں کابل ایک خوبصورت ترین شہر ہے۔ دوہری فصیل اور دیگر عمارتوں سے مستحکم کیا گیا ہے جو اپنی مضبوطی کے لیے مشہور ہیں لیکن اس کی اصل دلچسپی اس کے گرد و نواح میں باغات اور پھولوں کی رویشیں ہیں جن کی چمکی ہوئی نہریں آبیاری کرتی ہیں اور جس کے نہایت خوبصورت پتے ہیں۔ پھلڑیوں کا دل کش حسن بزرگوار کی تازگی اور شہنشاہی ہوا سے جنت کا ایک گوشہ بناتی ہے۔ قدحار کے ساتھ مل کر ہندوستان کا ایک دروازہ ہو جاتا ہے اور شمال مغرب میں ایک اہم ترین مقام بن جاتا ہے۔ (11)

## جہانگیر کی سرگرمیاں

یہاں سے جہانگیر نے ہم کارخ خانہ بدوش بخش قبائل کی طرف پھیر دیا لیکن یہاں کے مہارہ دن کے قیام سے کئی قاعدے ہوئے۔ خاص کر شاہد رہ کا باغ سدھار اگیا اور نئے درخت لگائے گئے، قدحار سے غزنی تک کی سڑک مسافروں کے لیے بالکل بے خوف بنی گئی۔ کابل میں جو حاصل اور ٹیکس لگائے جاتے تھے وہ منسوخ کیے گئے اور اس کے لیے ایک سنگین ستون پر شاعی فرمان کندہ کر کے باغ میں قائم کر دیا گیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ اگر بادشاہ کا کوئی آئندہ جانشین انھیں پھر سے عائد کرنے کا ارادہ کرے تو اس پر خدا کا غضب نازل ہو۔ (12)

## کابل سے روانگی

اگست 1607ء کے آخر میں جہانگیر لاہور کے لیے روانہ ہوا، لیکن وہ بہت دور نہیں گیا تھا کہ اسے فکر گاہ میں اپنے قتل کی ٹیلا سازش کی خبر ملی۔

## جہانگیر کے قتل کی سازش

خسرو کی بغاوت کے خاتمہ پر لاہور میں یہ انتظام کیا گیا کہ خسرو کی حفاظت باری باری امیر الامرا اور آصف خاں کریں۔ آصف خاں کی باری کے زمانہ میں اس کا بھتیجا نور الدین جو محفلوں میں تھا اکثر گفتگوں شہزادہ سے باتوں میں مصروف رہتا۔ دونوں میں گہری دوستی ہو گئی اور انھوں نے یہ طے کیا کہ موقع ملے ہی وہ شہزادہ کو رہا کر دیں اور دوبارہ طم بغاوت بلند کریں۔ بادشاہ کی کابل کی طرف روانگی پر بیمار امیر الامرا کو پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا اور آصف خاں کو زہر پہنایا گیا تھا۔ اور خسرو کی حفاظت ایک خواجہ سر اعتبار خاں کو سپرد کی گئی۔ دوسروں کی طرح اعتبار خاں بھی خسرو کے دلکش اطوار اور انداز گفتگو پر مفتون ہو گیا۔ انھوں نے سازش کا منصوبہ بنایا جس میں بعد کا ایک نوجوان درباری فتح اللہ حکیم ابوالفتح کا لڑکا بھی ان کے ساتھ شریک ہو گیا اور کہنے سننے اور کوشش کرنے سے چار سو دیگر سازشی بھی مل گئے جن میں احمد الدولہ کا لڑکا شریف بھی شامل تھا۔ (11) چارٹ جلد دوم صفحات 403-404 کی لابت (ترجمہ برج کلکتہ ریویو 1870ء صفحہ 81 نیز سر جہاں پال جلد اول صفحہ 92 لکھنؤ کی کابل۔

(12) جہانگیر (راجہ سوہر ج) جلد اول صفحات 108، 111، 112، اقبال نامہ صفحہ 22، ٹھنڈون صفحہ 15 دھک باب

18 صفحات 160-161۔

تھا۔ اعتبار خاں نے ان سب کو ایک ایک کر کے خسرو سے ملا دیا اور سب نے خسرو سے وفاداری کا حلف لیا۔ انھیں امتیاز کے لیے ایک ایک بلا دیا گیا۔ کابل میں جہانگیر نے پدرانہ شفقت سے متاثر ہو کر یا شاید اہل حرم کے اصرار پر خسرو کی بیڑیاں کھول دیں تھیں اور اسے شاہدرہ کے باغ میں ٹھیلنے کی اجازت دے دی تھی۔ اس رعایت سے سازشیوں کو اپنا منصوبہ آگے بڑھانے میں آسانی ہو گئی تھی جس وقت شاہی خیمہ کابل سے روانہ ہوا تو سازشیوں نے یہ انتظام کیا کہ کسی شکار کے موقع پر جہانگیر کو قتل کر دیں اور حکومت پر قبضہ کر لیں اور خسرو کو رہا کر کے اس کی شاہی کا اعلان کر دیں چونکہ شہزادہ عوام الناس میں ہر دلچیز تھا اور کئی بلند مرتبہ لوگ اس کے ہمنوا ہو گئے تھے اس لیے اس سازش کی کامیابی ناممکن نہ تھی۔

## انکشاف

لیکن جو راز چار سو آدمیوں کو معلوم ہوا اس کا راز رہنا ناممکن ہے۔ ان میں سے کسی نے شہزادہ خرم کے دیوان خواجہ واعظ سے سازش کا سارا حال کھول دیا جس نے بہت خوش ہو کر اس کی اطلاع جہانگیر کو پہنچا دی۔ اسی دوران میں آصف خاں کو بھی سازش کی خبر ملی اور اس نے سارے واقعات صلابت خاں کے گوش گزار کر دیے۔ جہانگیر نے سازش کے لیڈروں کو طلب کیا اور صلابت خاں کی تجویز پر ان میں سے مرزا محمد بیگ ازبک سے پورا حال بیان کر دینے پر معافی کا وعدہ کر لیا۔ اسے جو کچھ معلوم تھا وہ سب بتا دیا اور اس کی نشاندہی پر مزید انکشافات ہوئے۔ اعتبار خاں کے خطوط کا ایک بنڈل بھی ہاتھ آ گیا اور پورا دربار دہشت سے لرز گیا۔

## جہانگیر کی نرم دلی

لیکن صلابت خاں نے بادشاہ سے باصرار التجا کی کہ مزید تحقیقات نہ کی جائے۔ اعتبار خاں کے خطوط جلادیے جائیں اور جو ”مانے ہوئے“ وفادار امرا سازش میں شریک پائے جائیں انھیں پبلک میں شرمندہ نہ کیا جائے۔ صرف چار چوٹی کے سازشیوں یعنی نور الدین اعتبار خاں۔ شریف اور بے داغ ترکمان کو قتل کیا گیا۔ ابوالفتح کو ایک گدھے پر دم کی طرف منہ کر کے بٹھا دیا گیا اور شہر کے ایک محلہ اور ایک ایک گھر کے سامنے گشت کر لیا گیا۔ شریف کے والد پر غلطی سے سازش سے مطلع ہونے کا شبہ کیا گیا اور اسے چند دن حراست میں رکھ کر اور دو لاکھ جرمانہ کر کے رہا کر دیا گیا۔ (13)

## خسرو کی اندھا کر دیا گیا

”اب سوال یہ تھا کہ خسرو کے ساتھ کیا کیا جائے؟“ جہانگیر کا دل شاہی حرم کی خواتین اور پرانے امرا میں سے کوئی نہیں چاہتا تھا کہ خسرو کو قتل کیا جائے، ۳۰ ہم اسے محض حراست میں رکھنا بادشاہ کے لیے اور سلطنت کے شدید خطرہ کا باعث تھا مشیروں نے مہابت خاں کی سربراہی میں اس پر اصرار کیا

(13) جہانگیر (راجس و پورسج) جلد اول صفحات 111، 122، 123۔ اقبال نامہ صفحات 21، 28، 29، 31، مآثر جہانگیری مخطوطہ خدا بخش (صفحہ 52 الف) غنائی خاں جلد اول صفحہ 150 دو چارک باب 18 صفحات 160، 161 مآثر الامرا (پورسج) جلد اول صفحات 282، 283، 110 گھڑہ دن صفحات 15، 16۔

کہ خسرو کو اندھا کر دیا جائے۔ جہانگیر بالآخر اس پر رضامند ہو گیا۔ اور یہ بھیاںک کام خود مہابت خاں کو سپرد کر دیا گیا۔ جلتا ہوا تار جب خسرو کی آنکھ میں ڈالا گیا تو اس کے منہ سے ایک دردناک چیخ نکلی مگر اس کی بصدات مکمل طور پر ضائع نہیں ہوئی تھی۔

### جہانگیر آگرہ میں

جہانگیر نے اپنا سفر جاری رکھا اور لاہور میں مختصر قیام کے بعد 22 مارچ 1608ء کو آگرہ پہنچ گیا۔ خسرو کو مکمل ہی میں نظر بند کر دیا گیا۔

### جہانگیر کی پشیمانی

لیکن جہانگیر خسرو کے لیے پشیمان ہوا اور اس کی بصدات بحال کرنے کے لئے حکیموں کو طلب کیا۔ ایران کے حکیم سدرہ نے اس کی ایک آنکھ درست کر دی مگر دوسری آنکھ بالکل خشک ہو گئی تھی اور درست نہ ہو سکی۔ (14)

### خسرو کی ہردلعزیزی

خسرو کو جو مصیبتیں اور تکلیفیں جیلنی پڑیں ان سے عوام میں اس کی محبت اور جاگزیں ہو گئی۔ 1610ء میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس سے ظاہر ہوا کہ اس کے نام کا محرکتناز بردست ہے۔  
پنشن میں شورش اپریل 1610ء بہار میں اوجینی کے ایک مجبول مسلم جوان مسی قلعہ نے شہزادے کا روپ بھرا اور کہا کہ وہ قید سے نکل بھاگا ہے اور ثبوت کے لیے اپنی آنکھوں کے گرد وہ نشان

(14) انتخاب جہانگیر (ایلیٹ وڈوٹس) جلد ششم صفحات 148، 148، 153۔ خود جہانگیر نے اپنی توڑک میں اس معاملہ کے متعلق ایک حرف نہیں لکھا اور نہ درباری مورخ مستند خاں نے اس کا حوالہ دیا لیکن اس میں مطلق شک نہیں کہ شہزادہ کو اندھا کر دیا گیا تھا۔ اگرچہ بالکل ہی اندھا اور ناقابل علاج نہیں بڑھتے پادریوں کے بیان کے مطابق شہزادہ کو پچھلے میدان جنگ کے مقام گوہنڈال میں بعض پھیلوں کے عرق سے اس کی آنکھیں تر کر کے اسے اندھا کیا گیا۔ جان ہو سن بھی کہتا ہے۔ جنرل آف پنجاب ہسٹریکل سوسائٹی صفحہ 56۔ ہاکنس کو سازش کا مطلق علم نہیں ہے مگر وہ صرف مختصر اور حال بیانات کا لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ خسرو ابھی شامی محل کے اندر قید ہے۔ اور اندھا ہے (جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنے والد کے حکم سے اندھا کیا گیا اور قید میں ہے۔ سفر نامہ ہاکنس 428۔ ولیم جی جس نے 11-1610ء میں ہندوستان کا دورہ کیا۔ اس نے لکھا ہے کہ اندھا کرنے کے بارے میں دور و انتہا ہیں ایک یہ کہ بادشاہ جب اس جگہ پر واپس ہوا جہاں جنگ ہوئی تھی (جیسا کہ لوگوں کا بیان ہے) تو اس نے حکم دیا کہ اس کی آنکھیں شیشے سے جلادی جائیں۔ دوسرے کا بیان ہے کہ اس کی آنکھوں پر صرف رومال باندھ کر شامی مہر لگادی گئی جو اب تک موجود ہے اور وہ آگرہ کے شامی محل میں قید ہے۔ پرچہ جات جہارم صفحہ 51۔ ڈیلاڈیل (ٹرولونڈ ان ایضاً جلد اول صفحہ 56) لایہ معلوم ہوا کہ خسرو کی آنکھیں سی دی گئیں لیکن جہانگیر نے انہیں پھر کھلوا دیں چنانچہ وہ اندھا نہیں اور دیکھنے کا صرف عارضی سزا تھی۔ ایک اور افسانہ یہ مشہور تھا کہ آنکھوں پر کٹوریاں باندھ دی گئیں اور جب وہ کھولیں گئیں تو وہ پھر دیکھنے لگا (جہانگیر راجسٹریورن) جلد اول صفحہ 174۔ نیورنیر جلد اول 334، 335) کا بیان ہے کہ شہزادہ کی آنکھوں میں لوہے کی سلاخ ڈال کر اسے اندھا کر دیا گیا ہے جیسا کہ ایران میں دستور ہے۔ چنانچہ سارا معاملہ براسر اسے۔ عام طور پر لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ شہزادہ بصدات سے محروم کر دیا گیا۔ اگرچہ عارضی طور پر مگر یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ کس طرح کیا گیا۔  
جنسی شہادتیں مل سکیں ان سب کو جانچنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ انتخاب جہانگیری کا بیان بہ نسبت اوروں کے حقیقت سے زیادہ قریب ہے اس لیے کہ مصنف اندرونی شہادت کی بنا پر لکھا ہے۔



دکھائے جو آنکھوں پر کنوریوں کے باندھے سے پڑ گئے تھے اس نے اپنے گرد ایک بڑا جھوم جمع کر لیا اور بہار کے مستقر پنڈ پر چڑھ دوڑا۔ گورنر افضل خاں عرف عبدالرحمن خاں جو ابوالفضل کالاک تھا اپنی جاگیر کھڑک پور میں گیا ہوا تھا اور حکومت کا پورا انتظام بخشی شیخ بتاری اور وزیر مال غیاث بیگ کے سپرد تھا۔ اتوار 18 اپریل کی صبح کو باغیوں نے انھیں بے خبری میں لے لیا۔ چونکہ دونوں بزدل تھے اس لیے وہ پشت کے دروازہ سے نکل کر کھڑک پور کی طرف بھاگ گئے۔ قطب نے فوراً قلعہ اور شاہی خزانہ اور گورنر کی املاک پر قبضہ کر لیا۔ ایک ہفتہ تک وہ شہر پر حاکم رہا اور اپنے جھنڈے تلے بہت سے آدمی جمع کر لیے۔

افضل خاں کو جیسے ہی ان شرمناک واقعات کی اطلاع ہوئی وہ اپنے سپاہیوں کو لے کر تیزی سے پنڈ پہنچ گیا۔ قطب نے قلعہ کے اندر کچھ فوج چھوڑی اور خود جنگ کے لیے تیار ہو کر باہر نکلا۔ دریائے پون کے کنارے ایک مختصر سی جھڑپ ہوئی جس میں فیصلہ ہو گیا۔ باغی منتشر ہو کر قلعہ کے اندر بھاگے اور افضل خاں نے ان کا سختی سے تعاقب کیا۔ قطب اور اس کے خاص ہمراہی گورنر کے مضحکم محل میں پہنچ گئے اور نو گھنٹہ تک بہادری سے دفاع کیا۔ شاہی فوج کے کم از کم تیس آدمی ضائع ہونے کے بعد باغیوں کی مختصر فوج نے ہتھیار ڈال دیے۔ قطب کو قتل کر دیا گیا اور اس کے بہت سے ساتھی قید کر دیے گئے۔

جہانگیر کو شیخ بتاری اور مرزا غیاث کی بزدلی پر سخت غصہ آیا اور دونوں کو دربار میں طلب کیا گیا اور سر اور داڑھی منڈوا کر عورتوں کے لباس میں گدھوں پر سوار کرا کے شہر آگرہ میں محنت کرایا گیا تاکہ لوگوں کو عبرت اور سبق ہو۔ (15)

(15) جہانگیر (راجس و پور ریج) جلد اول صفحات 173 تا 176۔ اقبال نامہ 42 تا 43 تاثر جہانگیری (مخطوطہ خدائے بخش) صفحہ

65 بھانی خاں جلد اول صفحہ 261۔ تاثر الاسرار (پور ریج) جلد اول صفحات 67 تا 68 گلیڈون صفحات 20 تا 21۔

پنڈ کے اس وقت کے حال کے لیے دیکھو الف فوج صفحات 109 تا 112 پرچہ جات دہم 158۔ عبد اللطیف ایک معاصر سانچہ ترجمہ ہے ابن سرو در جرنل بہار لد اور سہ کلکتہ ریویو 51 1870ء صفحہ 29) ہائکس اینڈ پارکر۔ ہندوستان کی انگلش فیکلر 1880ء صفحہ 212۔ پیٹر منڈی کو رد دوم صفحہ 101 پادری صفحات 221 تا 222 ڈیٹا لنٹ ترجمہ برن کلکتہ ریویو 51 1870ء صفحہ 160 پادری صفحہ 221 تا 222۔ سورنیر جلد اول جلد اول حصہ دوم صفحہ 53۔ عبد البرحمان 1607ء میں اسلام خان کی جگہ جو بنگال سمجھ یو گیا تھا بہار کا گورنر مقرر ہوا بعض مخطوطات میں غلطی سے اس کی جاگیر گور کچور میں بتائی گئی ہے۔ سترہویں صدی میں شہزادوں کی بالکل مشکل نہ تھی اور تک زیب کے عہد میں کئی بادان نقلی شہزادوں کی وجہ سے شورش ہوئی تھی۔

## ساتویں باب کا ضمیمہ

جہانگیر کے لاہور سے کابل تک سفر کی تاریخیں اور منزلیں

منزل	سنہ عیسوی 1607ء		سنہ ہجری
جہانگیر کی لاہور سے روانگی	دن	مارچ	15/10ھ
	جمعرات	20/	ذی الحجہ 7
راوی کے پار باغ دلاویز میں قیام ہار بھر میں قیام	دوشنبہ	30ھ/26	7/11ھ
		20/	11/
جہانگیر پور پر گنہ چندیل میں قیام	منگل	31/	11/
	جمعرات	اپریل 2	14/
حافظ آباد گردی میں قیام لدین کو تعمیر کردہ قیام گھر میں	سنیچر	4/	16/
چناب کو پار کیا۔	جمعرات		21/
خواص پور	جمعہ	10/	22/
بہت کو پار کیا۔ پلی کی از سر نو تعمیر	جمعہ تا جمعہ	17ھ/10	22/29ھ
			1016ھ
بہت سے روانگی	سنیچر	18/	محرم
روہتاس	دوشنبہ	20/	1
			3
نیلہ	منگل	21/	4/
ہنیا	جمعرات	23/	6/
پکا	جمعہ	24/	7/
کھار	سنیچر	25/	8/ ذی الحجہ
راولپنڈی کے آگے	اتوار	26/	9/
خربوزہ	دوشنبہ	27/	10/
کالاپانی	منگل	28/	11/
بابا حسن ابدال	بدھ	29/	12/
اسروہی	سنیچر	2/	15/
قلعہ انک کے قریب دولا باؤسرائے	دوشنبہ	4/	17/
پشاور کے جوار میں باغ سردار خاں	منگل	12/	25/
	بدھ	13/	26/

## آٹھواں باب

### نور جہاں

#### نور جہاں کی کہانی

ہندوستان کی قرون وسطیٰ کی تاریخ میں کوئی ہستی ایسی نہیں ہے جس کے ساتھ اتنا رومان وابستہ ہو جتنا نور جہاں کا نام آتے ہی ذہن میں آتا ہے۔ جہانگیر کے عہد حکومت کا کوئی واقعہ اتنا جاذب توجہ نہیں ہے۔ جتنا اس کی نور جہاں سے شادی کا۔ پورے پندرہ سال تک یہ خاتون سلطنت مغلیہ کی سب سے زیادہ نمایاں اور بااقتدار ہستی رہی۔ اس لیے کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ اس کی ابتدائی زندگی افسانوی اور فرضی کہانیوں میں گھری ہوئی ہو۔ وارڈز کی ”ہسٹری آف ہندوستان“ اور دوسری انگریزی تاریخوں اور خاص کر دیسی زبان کی تاریخوں میں جن کی بے شمار بہتات ہے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ خواجہ عیاض (غیاث بیگ) مغربی تاتار کا ایک معقول تعلیم یافتہ اور عالی خاندان شخص تھا جس نے اپنی ہی جیسی ایک غریب عورت سے محبت کر کے شادی کر لی اور انتہائی عسرت کی حالت میں اس نے ہندوستان کا رخ کیا جو شمال کے مفلوک الحال تاتاریوں کی واحد جائے پناہ تھی۔ اپنی حاملہ بیوی کو ایک گھنٹھ سے گھوڑے پر سوار کیا اور اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ان کا آخری پیسہ بھی ختم ہو گیا اور ان کی گزر خیرات پر ہونے لگی، یہاں تک کہ وہ تن تنہا اس وسیع سنسان مقام کے کنارے بیٹھے جو تاتار کو تیمور کے خاندان کی سلطنت سے الگ کرتا ہے۔ تین دن کے فاقہ کے بعد تھکی ماندی فاقہ زدہ خاتون نے ایک لڑکی کو جنم دیا۔ تین گھنٹے وہ اس کے منتظر رہے کہ شاید کسی زمیں دار درد مند سے کوئی مدد مل جائے مگر بالآخر رات کے قرب کے خوف سے انھوں نے وحشی جانوروں کی اس آماجگاہ سے ہٹ جانے کا فیصلہ کیا۔ انسانیت اور احتیاج میں سخت تکلیف ہوتی رہی اور بالآخر بچی کو لے جانے کی کوئی صورت نہ پا کر انھوں نے ایک درخت کے نیچے چوں سے ڈھانک کر چھوڑ دیا۔ جب یہ لڑکی نظر سے اوجھل ہو گئی تو ماں بے قرار ہو کر رونے لگی اور گھوڑے سے اتر کر ”میری بچی! میری بچی“ چیختے لگی۔ باپ بے چین ہو کر پلٹ پڑا اور دیکھا کہ بچی کو ایک کالا ناگ اپنے حلقہ میں لیے ہوئے ہے جسے وہ کافی شور مچا کر بھگا سکے۔ باپ نے بچی کو اٹھا کر ماں کے حوالہ کر دیا۔ انتہائی مشکلات کے ساتھ وہ لاہور پہونچے جہاں خوش قسمتی سے ان کا ایک پرندہ دوست مل گیا جس نے انھیں اکبر کے دربار میں پہونچا دیا اور وہاں مرزا غیاث بہت جلد ترقی کرتے کرتے شاہی محلات کے منتظم کے عہدہ تک پہونچے۔ بچی کا نام مہر النساء رکھا گیا اور وہ بڑھ کر دل کش عورت ہو گئی جو مشرق کی تمام عورتوں سے بڑھ کر حسین اور موسیقی، رقص، شاعری، نقاشی، خوش مذاقی اور حاضر جوابی میں یکتا ہو گئی۔ اس نے شہزادہ سلیم کو حاصل کرنے کی کوشش کی اور ایک ضیافت میں اپنے حسن اور خوبیوں کے اس پر ڈورے ڈالنے میں کامیاب بھی ہو گئی۔ لیکن اس کی شادی ایک بہت ہی باہمت اور بہادر ایرانی شیراگلہن سے ہو گئی۔ جہانگیر نے

تحت نشین ہو کر اس سے نجات حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی۔ شیر اقلن کو ختم کرنے کی کئی کوششیں کی گئیں مگر اس نے ان سب کو ناکام کر دیا۔ ایک زبردست شیر کو جو اس پر چھوڑا گیا اس نے بغیر کسی اسلحہ کے ختم کر دیا۔ ایک ہاتھی اسے کچل دینے کے لیے چھوڑا گیا اس کی سوئٹ اس نے کاٹ ڈالی۔ قاتل جو یکے بعد دیگرے بادشاہ کے خلیفہ عثم سے اسے قتل کرنے کے لیے بھیجے گئے ان سب کو اس نے قتل کر دیا۔ لیکن بالآخر بادشاہ کے دودھ شریک بھائی دھوکہ باز قطب الدین گورنر بنگال سے ایک ملاقات میں گورنر اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد وہ قتل ہو گیا۔ مہراتسا کو جب شاہی افسروں نے گرفتار کیا تو اس نے یہ افسانہ بتایا کہ شیر اقلن نے اپنے قتل ہونے کی پیش نبی میں اس سے یہ حلف لیا تھا کہ وہ فوراً بادشاہ کی مرضی پر عمل کرے لیکن بادشاہ کو اپنے دودھ شریک بھائی کے قتل کا اتنا شدید صدمہ تھا کہ اس نے مہر التماس سے ملنے سے بھی قطعی انکار کر دیا اور اسے مادرِ ملکہ کی خدمت میں دے دیا۔ اس چالاک خاتون نے ایک مرتبہ پھر جہانگیر کو پھانسنے کی کوشش کی اور چار سال کے بعد کامیابی حاصل کر لی۔ (داد جلد سوم صفحات 33۲-۱۹) یہ داستان تو بڑی دلکش ہے مگر تاریخ نہیں ہے۔

### نور جہاں کا دادا خواجہ محمد شریف

سچیدہ تاریخ میں جو روایت ہے وہ اس دلچسپ رومان سے خالی ہے۔ لیکن بڑی انسانی دلچسپی کی ہے۔ نور جہاں کا دادا خواجہ محمد شریف ایران کے ایک صوبہ خراسان کے حکمران بیگلر بیگ کا وزیر تھا اور اپنے سرپرست کے مرنے پر اس کے لڑکے اور جانشین قزق خاں کے عہد میں بھی اسی عہدہ پر قائم رہا، لیکن قزق خاں کے انتقال پر شاہ طہماسپ نے اسے وزیرِ بزد کے اونچے عہدہ پر منتقل کر دیا۔

### غیاث بیگ

شریف کا انتقال 1577ء میں ہوا جس کے بعد اس کے خاندان کا ستارہ گردش میں آ گیا۔ اس کے لڑکے مرزا غیاث الدین احمد عرف غیاث بیگ کو اپنے وطن میں رہنا ناقابلِ برداشت معلوم ہوا اور اس نے ہندوستان نقل و وطن کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اپنے دو لڑکوں محمد شریف اور ابوالحسن اور ایک لڑکی اور حاملہ بیوی کے ساتھ وہ ایک قافلہ کی حفاظت میں جو ملک البھار ملک مسعود کی سربراہی میں ایران سے ہندوستان جا رہا تھا وہ روانہ ہو گیا۔

### راستہ میں لوٹ لیا گیا

لیکن اتنا بڑا قافلہ بھی جان و مال کی حفاظت کے لیے ناکافی ثابت ہوا۔ غیاث بیگ نے آدھا راستہ بھی طے نہیں کیا تھا کہ اس کے مختصر سرمایہ اور سارے خیر بجز دو کے لوٹ لیے گئے۔

### نور جہاں کی پیدائش

قدحار میں اس کی بیوی کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس غریب خاندان کو بچی یا اس کی ماں کی عبادت ناممکن معلوم ہوئی اور اس کی بے بسی سے نیک دل ملک مسعود کا دل پہنچ گیا اور اس نے ان

ہندوستان پیونج کر ملک مسعود نے غیاث بیگ کو فتحپور سیکری (1) میں اکبر کے دربار میں پیش کر دیا اور وہ فوراً ہی شاہی ملازمت میں داخل کر لیا گیا۔

مرزا غیاث بیگ جس کی لڑکی کی پیدائش نے اس کی ترقی کا راستہ کھولا۔ عالم اور شائستہ آدمی تھا۔ دل کش خط لکھنے والا اور اعلیٰ درجہ کا خوش تقریر۔ اپنے اوپر قابو رکھنے میں اسے غیر معمولی ملکہ تھا۔ اس کے گھر میں ملازموں کو کوڑے مارنے یا ہاتھ پیر باندھنے یا گالی گفتمار کا ذکر نہ تھا۔ البتہ اس کی طبیعت میں حرم کا ایک داغ تھا۔ لیکن وہ دل سے رجم اور فیاض تھا۔ اسے محنت نظم و ضبط اور شان و شوکت کا بڑا خیال تھا۔ اس کی جفاشی اور محنت کی ہمیشہ تعریف کی گئی۔ وہ اپنے منصب اور اثر میں برابر ترقی کرتا رہا، 1590ء میں وہ تین ہزار کے منصب پر پہنچ گیا اور کاہل کے دیوان کے اہم عہدہ پر فائز ہو گیا۔

اس دوران میں جو لڑکی قدمہاں میں پیدا ہوئی تھی وہ جوان ہو کر دلکش اور ہمہ صفت موصوف ہو گئی۔ جب وہ سترہ سال کی ہوئی تو اس کی شادی ایک ایرانی قسمت آزمایا قلی اسٹجلی سے کر دی گئی۔

(1) اقبال نامہ صفحات 54، 55، 56 ایلٹ و ڈاؤن جلد ہفتم صفحات 403، 404، 405 لیلیف کی اگرہ صفحات 28، 29 نصف انسانوی ہے۔ بیل کی نور عمیل میں باب گریمیکل و دشتری صفحہ 185۔ باب پانچواں باب ماقبل۔

مرزا فیاض کا خطاب: مرزا فیاض کا جو خطاب دیا گیا وہ پہلے صرف شاہی خاندان کے افراد کو دیا جاتا تھا لیکن سولہویں صدی میں اس کا دائرہ وسیع کر دیا گیا۔ دیکھو مرزا کا مران کا مرزا نامہ جسے مولوی محمد بہاؤ اللہ نے مرتب کیا اور انگریزی میں ترجمہ کیا۔ جارج آف ایشیاک سوسائٹی بمبئی۔ سلسلہ جدید جلد 90 1913ء صفحات 13 تا 1 پہلے باب میں اس کے خاص ضوابط ہیں اور دوسرے باب میں ضمنی ضوابط مرزاہت کے۔

نورجہاں کورامت میں ڈال دیئے کی داستانِ خلیل خاں (جلد اول صفحہ 64) نے اٹھارویں صدی میں لکھا تھا کہ نورجہاں کو پیدہ ہونے پر اس کے والدین نے عاجز ہو کر رات کورامت میں ڈال دیا تھا۔ اگلے دن صبح کو ملک مسود نے اسے اٹھایا اور اس کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اس کی پرورش کرنے کا تجربہ کیا اور اس کی ماں کو اس کے دودھ پلانے پر مقرر کر دیا۔ اسی روایت کو اللطیف نے (بشری آف اٹھیا مرتبہ کھلی صفحہ 554) نے نقل کیا اور وہاں سے آجکل کی موجودہ تاریخوں میں نقل ہوئی چلی آئی۔ لیکن محاصرہ تینوں میں اس روایت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگرچہ کچھ پچھلے ہی قاتلوں سے سر نہ ڈالا گیا ہو بلکہ شاہرہ سے دور کسی گوشہ میں۔ خود بخود کو چھپک دینے کا واقعہ غیث بیگ کی طبیعت کے سمانی ہے۔ یہ افسانہ بہت سے دوسرے افسانوں کی طرح نورجہاں کی اگلی شاندار زندگی کے پس منظر کو مدح کی میں ڈالنے کے لئے کھڑا کیا۔

خانی خان (جلد اول صفحات 64-65) نے بھی غیاث بیگ کی اکبر سے ملاقات کے متعلق اس طرح کی ایک خصوصی روایت بیان کی ہے کہ بادشاہ نے ملک مسعود سے کہا کہ اس مرتبہ تم پہلے کی طرح اچھے نہیں لائے ملک مسعود نے کہا کہ اس مرتبہ میں چند بیٹے جانتے تھے لہاؤں میں اب تک امرا ان سے نہیں آئے پھر جو اس نے غیاث کو ان کے لڑکوں کو بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔

## علی قلی استعجلی

علی قلی ایران کے شاہ اسماعیل دوم کا سفارچی (مہتمم) (دستر خوان) تھا۔ اپنے آقا کے انتقال یا قتل ہونے پر اسے اپنے وطن سے فرار ہونا پڑا۔ طویل آوارہ گردی اور جو حکم کے حادثات سے گزرتا ہوا وہ قندھار کے راستے سے ملتان پہنچا جہاں عبدالرحیم خاں خاناں ایک بڑی فوج کے ساتھ تھوڑے فاصلے پر فوج کے لیے تیار تھا اور علی قلی اس کی فوج میں شامل ہو گیا۔ اس مہم میں علی قلی نے اپنی شجاعت، ہمت اور جرأت سے بڑا نام پیدا کیا اور خاں خاناں نے اپنے مراسلات میں اس کا ذکر کیا۔ جنگ کے فائنل انجام پر خان خاناں اسے اپنے ساتھ لاہور لے گیا جو اس وقت سلطنت کا مستقر تھا اور 1591ء میں اس کا اعلیٰ طبقوں میں تعارف کرایا۔

## مہر النساء سے شادی، شہزادہ سلیم کے حملہ میں تقرر

تھوڑے ہی دن بعد غیاث بیگ کی لڑکی سے اس کی شادی ہو گئی 1599ء میں وہ شہزادہ سلیم کے حملہ میں مقرر کر دیا گیا جسے اکبر نے میواڑ کی مہم پر مامور کیا تھا۔ علی قلی نے جس بہادری اور ہوشیاری سے ایک شیر کو مارا، اس سے شہزادہ بہت خوش ہوا اور اسے شیر افکن کا خطاب دیا۔

## بنگال میں جاگیر

علی قلی نے اپنے آقا کی بغاوت میں کچھ دن تک اس کا ساتھ دیا اور پھر اسے چھوڑ کر اکبر سے مل گیا۔ تخت نشین ہونے پر جہانگیر نے بڑی فیاضی سے اس کے رویہ کو نظر انداز کر دیا اور اسے ایک معقول عہدہ اور بنگال میں جاگیر دے دی۔ (2)

## بے وفائی کا شبہ

بنگال اس وقت بغاوت، سازش اور شورش کا اڈا تھا اور تمام غیر مطمئن عناصر کا آماجگاہ بن گیا تھا۔ شیر افکن پر ایک مغویانہ سازش میں شرکت کا شبہ کیا گیا اور قطب الدین کو جو اگست 1602ء میں راجہ مان سنگھ کا جانشین ہوا تھا حکم دیا گیا کہ وہ اسے دربار میں حاضر کرے اور عدول حکمی کی صورت میں سزا دے۔

## قطب الدین سے ملاقات

مارچ 1607ء میں قطب الدین بردوان کوروانہ ہوا اور شیر افکن کو ملاقات کے لیے طلب کیا اور اغلباً گرفتاری کے لیے 30 مارچ کو شیر افکن صرف دو ملازموں کے ساتھ گورنر سے ملاقات کے لیے آیا۔ جیسے ہی وہ خیمہ میں داخل ہوا گورنر نے حکم دیا کہ شانی فوج کے سپاہی اسے گھیر لیں۔ شیر افکن نے (2) شیر افکن کے حالات کے لئے دیکھو جہانگیر، راجرس و بیورج جلد اول صفحات 113، 114، 115۔ اقبال نامہ صفحات 23، 24۔ خانی خان جلد اول صفحات 266، 267۔ خلاصۃ التواریخ (دہلی ایڈیشن) صفحات 126، 127۔ صلاح التواریخ صفحہ 114 کا ڈون صفحہ 15 بلوکیں صفحات 296، 297، 524، 525 بتلی کی اور تملیم بھیکل ڈاؤنری صفحہ 380۔ شاہ اسماعیل دوم کے حالات کے لیے دیکھو بکس شہری آف پریشا جلد دوم صفحات 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000۔

جب خطرہ محسوس کیا تو اس کا خون کھول گیا اور اس دھوکہ دہی سے اسے غصہ آگیا۔ اس نے قطب الدین سے سوال کیا ”یہ تیری کیا حرکت ہے؟“ قطب الدین معاملہ کی توضیح کے لیے آگے بڑھا تو شیر افکن نے جو غصہ میں بھرا ہوا تھا تلوار کھینچ لی اور گورنر پر وار کیا۔

### قطب الدین کو مہلک زخم

قطب الدین کی آنتیں نکل پڑیں مگر اس دلیر آدمی نے انہیں ہاتھوں میں تھام لیا اور اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ حملہ آور کا کام تمام کر دیں۔ لیکن اس حکم کی ضرورت نہ تھی۔ ایک کشمیری ملازم اسباخان نے شیر افکن کے سر پر وار کیا اور جواب میں وہ خود زخمی ہوا۔ تنہا آدمی کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا اور اس کے گلے گلے کر دیے گئے۔ مگر اس نے بھی اپنا اعظام لے لیا۔ اسباخان فوراً امر گیا اور قطب الدین نے جو بیس گھنٹہ کے اندر سانس توڑ دی۔ (3)

### قطب الدین کی موت پر جہانگیر کا غم

قطب الدین کی موت سے جہانگیر کو سخت صدمہ پہنچا۔ جس شخص کو وہ ”بیارے بیارے“ بھائی اور قلبی دوست“ سے مخاطب کرتا تھا اس کی دردناک موت پر اسے اظہار غم کے لیے الفاظ نہیں ملے تھے۔ اس نے شیر افکن پر گالیوں کی بارش کر دی اور اسے ہمیشہ جہنم میں جلنے کی بددعا دی۔ (4)

### مہر النساء حاضر دربار کی گئی

شیر افکن کی بیوہ اور لڑکی لاڈلی بیگم دربار میں بھیجی گئیں جہاں اعتماد الدولہ بڑے عہدہ پر ممتاز تھا اور مہر النساء کو فوراً ہی ملکہ سلیمہ بیگم کی مصاحبت میں مقرر کر دیا گیا۔

### جہانگیر سے شادی 1611ء

مارچ 1611ء میں جہانگیر نے اتفاقاً اسے موسم بہار کے فینسی بازار میں دیکھا اور اس پر عاشق ہو گیا اور مئی کے آخر میں اس سے شادی کر لی۔ (5)

(3) جہانگیر راجس دیورنچ جلد اول صفحات 113 تا 115 قبل نامہ صفحات 23، 24، خانی خاں جلد اول صفحات 266، 267، غلامہ التورنچ (دہلی ایڈیشن) صفحات 126، 127، ملراج التورنچ صفحہ 114، گلپڑون صفحہ 15۔ بلوکیں صفحات 496، 497، 524، 525۔

شیر افکن کے پہلے حملہ آور کے نام میں اختلاف ہے۔ جہانگیر اسے اسباخان کہتا ہے۔ مستند خاں پیر خاں اور کامنگار خاں ایک خاں، شیر افکن کے جسم کے گلے گلے بردوان میں دفن کر دیے گئے۔ روایات وغیرہ اور شیر افکن کی قبر کے متعلق دیکھو جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی سلسلہ جدید جلد 13، 1917ء صفحات 184، 186۔  
(4) راجس دیورنچ جلد اول صفحات 114 تا 115 قبل نامہ صفحہ 55، خانی خاں جلد اول صفحہ 267۔  
(5) قبل نامہ صفحہ 56۔ تاج جہانگیری (مخطوطہ خدائش) صفحہ 76 (الف)۔

## مورخین کی روایات

یہ تو مشہور اور اہم شادی کا اصل قصہ ہے۔ مورخوں کی یہ روایات کہ جہانگیر اپنے والد کی مین حیات میں اس پر عاشق ہو گیا تھا اور اکبر نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کر دیا اور غیاث بیگ کو آمادہ کیا کہ شیر افگن سے اس کی شادی کر دے اور یہ کہ عاشق ہمارے تخت نشین ہوتے ہی کمینگی سے اپنے کامیاب رقیب کو قتل کر دیا اور یہ کہ عالی دماغ مہر اللہ نے چار سال تک اپنے شوہر کے قاتل کے عیالات کو ٹھکرایا۔ لیکن بالآخر راضی ہو گئی۔ ان تمام باتوں کا ثبوت معاصر تاریخوں سے بالکل نہیں ملتا۔ یہ تو صحیح ہے کہ جہانگیر خود اپنے قلم سے ایسے گندے جرم کا خیال نہ کرتا لیکن اگر شیر افگن کی موت میں اس کا ذرا بھی ہاتھ ہو تا تو وہ شاید اس واقعہ کا بالکل ہی ذکر نہ کرتا مگر واقعہ تو یہ ہے کہ اس نے شیر افگن کی زندگی اور موت کا بالتفصیل حال بیان کیا ہے۔ معتد خاں نے شاہجہاں کے عہد میں اس کی داستان کی تحمیل کی اور کامگار حسین کی تاریخ شاہجہاں کے اشارے سے لکھی گئی۔ یہ دونوں نور جہاں کے دشمن تھے جو ان کے سر پرست کی زبردست رقیب تھی لیکن دونوں میں سے کسی نے شہنا بھی نور جہاں کی زندگی کی کسی سنگین بدنامی سے ملوث نہیں کیا۔

## غیر ملکی سیاحوں کی فیصلہ کن تردیدی شہادت

یہ تو بیشک کہا جاسکتا ہے کہ کسی درباری مورخ وہ جرأت نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ کسی ایسی بدنامی کا ذکر کرے جو سارے خاندان کے لیے باعث ذلت ہو لیکن اس زمانہ کے غیر ملکی سیاحوں کو کوئی ایسی جانب داری نہیں ہو سکتی تھی۔ برعکس اس کے وہ بدنامی کو خوب خوش ہو کر اچھالتے تھے اور کوئی بھی انوکھ جو عالی مرتبہ اشخاص کے اخلاقی کردار کو برائی میں ملوث کرے اسے قبول کرتے اور مدح کرنے میں دریغ نہیں کرتے تھے۔ وہ جہانگیر (جو اس وقت شہزادہ سلیم تھا) اور اس کی سوتیلی ماں کے درمیان بے لگام رسوائی کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ اسی طرح رسوائی کا نور جہاں اور اس کے سوتیلے لڑکے شاہجہاں کے مابین حوالہ دیتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی اس بات کا شبہ بھی نہیں ظاہر کرتا کہ جہانگیر نے اپنی پہلی کی محبت کے پیچھے شیر افگن کو قتل کر دیا۔ وہ نور جہاں کی ابتدائی زندگی کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کے شوہر کی دردناک موت کا اور اس کی جہانگیر سے شادی کا اور جہانگیر پر اس کے زبردست اثر کا لیکن وہ دونوں میں کسی کی پہلی محبت کا اشارہ بھی نہیں کرتے اور نہ دوسرے شوہر کا پہلے شوہر کے قتل میں کسی قسم کی شرکت کا۔ ہانس کوترکی زبان جاننے کی وجہ سے بہت بڑی سہولت حاصل تھی۔ وہ شیر افگن کے انتقال کے تھوڑے ہی دن بعد مغل دربار میں پہنچا اور منصب داروں کے حلقہ میں داخل ہو گیا اور بہت سے ملاقاتی پیدا کر لیے اور جہانگیر کی شادی کے کچھ دن بعد آگرہ سے روانہ ہو گیا۔ سر طامس رولور اینڈورڈ ٹیری کی کئی سال مغل دربار میں رہے جب کہ نور جہاں کا اقتدار پورے عروج پر تھا اور عام طور پر لوگ اس کے بارے میں گفتگو کرتے تھے۔ ولیم ٹیچ جو غائر نظر رکھتا تھا۔ تقریباً اسی زمانے میں ہندوستان آیا۔ پیئر وڈیلاویل نے اگرچہ اپنی سیاحت مغربی ساحل کے علاقہ میں محدود رکھی لیکن اس نے اندرون ملک کی جہانگیر کے عہد میں بہت سی باتیں سنیں۔ یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ شیر افگن کے معاملہ میں اگر جہانگیر کا کوئی قصور ہو تا تو اس کا ذکر ان میں سے کسی نے نہ سنا ہو تا۔ اس طرح کی بدنامی گلی کوچہ میں مشہور ہو جاتی ہے۔ ایسی بدنامی کی بات جو



کسی بادشاہ یا ملکہ سے متعلق ہو اور جس کے ساتھ ایک شرمناک قتل بھی شامل ہو وہ گھر گھر پہنچ جاتی ہے اور وہ ان لوگوں سے کسی طرح ڈھکی چھپی نہ رہتی جو ایسی باتوں کو قبول کرنے کے لیے ہر تن گوش ہوں۔ جہاگیر کے عہد میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارکنوں نے سیکڑوں خطوط اپنے بوسے عمال کو لکھے، اگرچہ یہ خطوط بیشتر ان کے تجارتنی کاروبار سے متعلق تھے لیکن ان میں اکثر دلچسپ اور اہم سیاسی واقعات کا بھی ذکر ہوتا تھا۔ انہوں نے خسرو کی موت شاہجہاں کی بغاوت اور مہابت خاں کی یورش کا ذکر کیا ہے لیکن ان میں سے کسی نے شیر افگن کے قتل کو جہاگیر کی اس کی بیوی کی ہوس سے منسوب نہیں کیا ہے۔ سر طامس ہر برٹ ہٹیر ی چند سال بعد آئے۔ دونوں نے جہاگیر اور نور جہاں کے متعلق بہت کچھ لکھا لیکن ان میں سے کسی نے ان کی شادی کے سلسلے میں کسی بدنامی کے متعلق ایک حرف بھی نہیں لکھا۔ برنیر ایک نسل کے بعد آیا اور دربار کے اعلیٰ عہدہ داروں میں مکمل مل گیا اس نے شاہ جہاں، جہان آراء و روشن آراء اور دوسروں کے متعلق ناقابل بیان باتیں لکھیں ہیں۔ اس نے جہاگیر اور نور جہاں کے اقتدار کا بھی حال لکھا ہے۔ لیکن شیر افگن کے متعلق کسی بات کا مطلق حوالہ نہیں دیتا۔ (6)

(6) سمیرہ (واح لوائٹ افٹھا صفحہ 404) صرف اتنا لکھتا ہے کہ جہاگیر نے نور جہاں کو ایک ذلیل خاندان میں سے اٹھا کر دربار پر بٹھایا۔ جس نے 24-1623ء میں ہندوستان کے مغربی ساحل کے علاقوں کا دورہ کیا۔ اس نے نور جہاں کے متعلق بہت کچھ سنایا لیکن عجیب بات ہے کہ اس کی بادشاہ سے شادی کس طرح ہوئی اس کے متعلق اسے کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ وہ لکھتا ہے ”وہ (نور جہاں) ہندوستان میں پیدا ہوئی لیکن ایرانی نسل کی ہے یعنی ایک ایرانی کی لڑکی ہے جو بہت سے لوگوں کی طرح قتل و طعن کر کے ہندوستان آیا مصلوں کی ملازمت میں داخل ہو گیا اور ان کے دربار میں بواہر و بچہ حاصل کیا اور اگر میں غلطی نہیں کرتا تو وہ خان یا ایک صوبہ کا گورنر ہو گیا۔ اس کی شادی پہلے ایک فوجی کماندار سے ہوئی تھی جس نے بھی مصلوں کی ملازمت کی لیکن اپنے پہلے شوہر کے انتقال پر اسے بہت اچھا موقع مل گیا جیسا کہ اکثر حسین نوجوان بیویوں کو مل جاتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ شاہ سلیم نے اسے کیسے دیکھا اور اس پر عاشق ہو گیا۔ (سفر ڈاویل جلد اول صفحہ 53) اس بیان میں بہت سے غلطیاں معلوم ہوتی ہیں اور وہ شیر افگن کی موت کے حالات سے بالکل ناواقف۔

ڈیلا ویل نے شادی کے متعلق یہ بارانی افسانہ بھی درج کیا ہے: وہ جہاگیر (سے) (نور محل کو) اپنے حرم میں لے گیا ہو گا۔ اور اسے دوسری داشتہ عورتوں کی طرح رکھا مگر اس بہت ہی چالاک اور حوصلہ مند عورت نے بادشاہ سے بڑی دیانت داری کا عذر کیا اور اس کے حرم میں جانے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ ایک باحزت کماندار کی بیوی رہ چکی ہے اور ایک سبزی باپ کی لڑکی ہے اور اپنی عزت پر کبھی حرف آنے نہ دے گی نہ اپنے باپ اور شوہر کی۔ اور اس کا شاہی حرم میں جا کر ہاندیوں کی طرح اس کے شیان شان نہیں ہے۔ اس لیے اگر بادشاہ مصلحت کو اس سے اسے ہے تو وہ باقاعدہ شادی کر کے لے کر رکھ سکتا ہے جس سے ان کی حرف نہ صرف محفوظ رہے گی بلکہ اور بڑھ جائے گی اور اس شرط پر وہ اس کے لیے حاضر ہے۔ شاہ سلیم پہلے تو اس کے اس مستخانہ اور مفرد اندر رہے پر بہت برا فروخت ہو اور تقریباً بے طے کیا کہ اسے ذلیل کرنے کے لیے اسے ایک حلال خور سے چلوے جو ہر چیز کھاتے ہیں اور اس لیے ہندوستان میں بہت ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن عورت اپنے عزم پر قائم رہی اور کہا کہ اس عزم کو بدلنے کے بجائے وہ مر جانا گوارا کرے گی۔ تاہم بادشاہ کے دل میں بھر محبت نے زور کیا اور بعض لوگ کہتے ہیں جلاوطنی سے (جس کا مجھے یقین نہیں ہے) اور عورت کا حسن جو روز افزوں تھا تو بالآخر بادشاہ نے اسے بطور ملکہ اور دوسری مہکاوں سے بالاتر قبول کرنا منظور کر لیا۔ (سفر نامہ ڈیلا ویل جلد اول صفحات 53، 54)

پہری جس نے 1629ء میں ہندوستان کا دورہ کیا اس نے ایک گندی گپ نقل کی ہے کہ ”اس کا شوہر چونکہ باغی تھا اس لیے لڑائی میں قتل کر دیا اور وہ (نور جہاں) بھی گرفتار ہو گئی... اور جیسا کہ لوگ کہتے ہیں... ایک باغی لڑکیا اور نور جہاں نے چونکہ گندی گپ اور تکبر کا اظہار کیا تھا اس لیے اسے ہر جگہ گشت کر لیا جائے تاکہ اسے گندی میں لیکن اس حکم کی تعمیل نہیں کی گئی (سفر نامہ جلد دوم صفحات 205، 206)

مراکو سے برنیر نور جہاں کے جہاگیر پر غیر معمولی کا ذکر کرتا ہے۔ مگر اس کی کچھلی زندگی کے بارے میں خاموش ہے۔ (دیکھو سفر نامہ صفحہ 5)

## خود یہ کہانی خلاف ہے

کسی معاصر مورخ نے جہانگیر پر شیر افگن کے قتل کا الزام نہیں لگایا ہے۔ اس معاملہ میں تردیدی شہادت خود ہی فیصلہ کن ہے۔ لیکن مزید براں یہ کہانی بعض معصومہ حقائق اور قیاس کے منافی ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ یہ یقین نہیں آتا کہ اکبر نے کس بنا پر مہرالنسا اور سلیم کی شادی کی مخالفت کی۔ مہرالنسا ایک اعلیٰ ایرانی خاندان کی تھی اور اس کا والد دربار میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھا۔ مغل کسی طبقہ خاندان سے رشتہ کرنے میں زیادہ محتاط نہ تھے اور یہاں ایک قدیم خاندان تھا۔ اگر اکبر نے اپنے بیٹے کو واقعی مایوس اور دل برداشتہ کیا ہو تا تو غیاث بیگ سے اصرار کیا ہوتا کہ وہ اپنی لڑکی کو شیر افگن سے بیاہ دے تو وہ اتنا بے عقل نہ تھا کہ شیر افگن 1599ء میں شہزادہ سلیم کی ملازموں میں مقرر کر تا تو خود سلیم یقیناً اپنی معشوقہ کے شوہر کو اعزاز اور ترقی نہ دیتا تو تخت نشین ہونے پر وہ اس کے دغا دینے کے قصور کو نظر انداز نہ کر کے اسے بلند اور مالدار نہ کرتا۔ اگر اسے اس کی بیوی کی خواہش تھی تو وہ ایسے بے ڈھنگے پن سے کام نہ کرتا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے کیا۔ آخر میں یہ کہ جہاں تک ہمیں نور جہاں کی سرشت کا علم ہے ہمیں یقین ہے کہ اگر اس کے شوہر کے بے قصور قتل میں جہانگیر کا دامن داغدار ہونے کا علم ہوتا تو وہ کبھی اس کی ہم بستر ہونا گوارا نہ کرتی۔ نہ کبھی اس کی والدہ کی خدمت پر آمادہ ہوتی۔ یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ اپنی زوجیت کے زمانہ میں اس نے جہانگیر کی محبت کا پورا پورا بدلہ اتارا۔ ایک خوددار خاتون سے یہ توقع کی جاسکتی کہ وہ اپنے شوہر کے قاتل سے اتنی دالہانہ محبت کرے۔

## بے بنیاد شبہ

اکثر مورخوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ قطب الدین کو بنگال کی گورنری پر صرف اس لیے مقرر کیا گیا کہ وہ مہرالنسا کو اپنے آقا کے لیے حاصل کرے لیکن اس نقطہ خیال کی مطلق کوئی سند نہیں ہے۔ بادشاہ اور راجہ مان سنگھ کے درمیان قطعی اختلاف پہلے ہی ہو چکا تھا۔ اکبر کے انتقال پر دونوں میں ایک رسمی مصالحت ہو گئی تھی لیکن ان کے دل ایک دوسرے سے قطعی بیگانہ ہو چکے تھے۔ صرف وقت کا انتظار تھا کہ مان سنگھ اور اس کے رفیق عزیز کو کا کو مغل سلطنت میں اقتدار سے محروم کر دیا جائے۔ جیسے ہی خسرو کی بغاوت فرو ہوئی جہانگیر نے مان سنگھ کو بنگال کی گورنری سے برطرف کر دیا۔ اور یقیناً اس کی جگہ بادشاہ کے کسی ایسے آدمی کا تقرر ہونا تھا۔ چنانچہ قطب الدین کو اس عہدہ کے لیے منتخب کیا گیا۔ شیر افگن پر بے وفائی کا شبہ ممکن ہے کہ بالکل بے بنیاد ہو۔ لیکن اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ بنگال سازشوں، غداریوں اور بغاوت کا ڈھ کاڑھ تھا۔ عثمان نے کچھ ہی دن پہلے بغاوت کی تھی اور جلد ہی وہ پھر ایک زبردست بغاوت کرنے والا تھا۔ ماحول تشویش انگیز تھا اور کسی وقت بھی طوفان برپا ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ انتہائی چوکسی اور احتیاط کی ضرورت تھی، اور کوئی حیرت کی بات نہیں کہ ایک ایرانی قسمت آزما پر جس نے ایک مرتبہ شہزادہ سلیم کا ساتھ چھوڑ دیا ہو بے وفائی کا شبہ کیا جائے اور اسے بے اطمینانی کے مرکز سے ہٹایا جائے جو ناگوار صورت پیش آئی اور جس میں کئی جانیں تلف ہوئیں وہ قطب الدین کی بد تدبیر کی کا نتیجہ تھا۔ اس نے بلا آگاہ کیے ہوئے شیر افگن کو گھیر لینے کا سپاہیوں کو حکم دیا اور شیر افگن کو غصہ دلایا۔ یہ بالکل قدرتی

بات تھی کہ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد مہر النساء کو دربار بھیجا جاتا جہاں اس کا باپ اور بھائی شاہی ملازم تھے۔ اس بنیاد پر اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ وہ مریم الزمائی کی ملازمت پر مامور ہو اور جہاںگیر اسے ایسی بازار میں دیکھ لے اور اس کی محبت میں گرفتار ہو جائے اور اس سے شادی کر لے۔

### یہ قصہ کیسے چلا؟

ان واقعات پر رومان کارنگ دو نسلوں کے بعد چڑھایا جانے لگا۔ ایک مرتبہ جب جہاںگیر پر یہ الزام لگ گیا کہ وہ شیر افغن کی بیوی کا خواہاں تھا تو اس قیاس آرائی کی ضرورت ہوئی کہ وہ اکبر کی زندگی ہی میں اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ محمد صادق تبریزی کی خانی خان اور سبحان رائے وغیرہ نے تقلید کی اور اس پر حاشیہ چڑھایا اور یہ قصہ گھڑا کہ جہاںگیر اور مہر النساء نے کیا کرتب دکھائے۔ کس طرح جہاںگیر نے ایک مرتبہ اسے لگایا، کس طرح وہ جہاںگیر سے الگ ہو گئی اور حرم شاہی سے شکایت کی، کس طرح انہوں نے اکبر کو اس کی اطلاع کی جسے سخت غصہ آیا اور اس نے شیرادہ کو اپنی معشوقہ کے وصل سے کامیاب ہونے کی ممانعت کر دی، کس طرح جہاںگیر نے قطب الدین سے کہا کہ وہ اس کی محبوبہ کو حاصل کرے۔ کس طرح شیر افغن دشمنوں کی حرب سے نیم جان ہو کر نکلا اور گھسیٹا ہوا دروازہ تک گیا کہ اپنی بیوی کا خاتمہ کر دے مگر اس کی خوشدامن نے روک لیا اور اس نے خود کشی کر لی اور شیر افغن نے باہر آکر اپنے زخموں پر پنی باندھی اور کس طرح وہ فوراً ہی اس کے ساتھ ختم ہو گیا۔ (7) یہ افسانہ دور دور پھیل گیا۔ سترہویں صدی کے نصف اول میں ہمیں یہ کہیں نہیں ملتا اور بعد کی نسلوں میں اس کا جگہ جگہ چرچا ملتا ہے۔ فارسی مورخین بڑی تفصیل سے اسے بیان کرتے ہیں۔ راجپوت گوئے اس کی تائید کرتے ہیں۔ (8) اطالوی سیاح منوچی اس صدی کے آخر میں اسے اور نمک مرچ لگا کر بیان کرتا ہے۔ (9)۔ انھارویں صدی میں اصل حقیقت بالکل گم ہو گئی اور دیگر مورخین نے اسے پوری رنگ آمیزی اور گرجوشی سے ایک ڈرامہ کی شکل میں پیش کیا۔ (10) انیسویں صدی میں الفسطن نے اس خانی خاں سے لے کے بعد کی تمام تاریخی کتابوں میں پھیلا دیا جو بیشتر اسی سے ماخوذ ہیں۔

معاصر تاریخوں کے غائر مطالعہ اور معلومہ حقائق کی روشنی میں اس رومان کے سارے تار و پود بکھر جاتے ہیں اور جہاںگیر اور مہر النساء کی سیرت زیادہ پسندیدہ صورت میں نظر آتی ہے۔

### نور جہاں کی سیرت

اپنی دوسری شادی کے وقت مہر النساء یا نور محل یا نور جہاں نے جیسا کہ عموماً اسے کہا جاتا تھا اپنے

(7) خانی خان جلد اول صفحات 265، 267۔ خلاصہ اتوار سنہ ۱۰۱۵ھ میں صفحات 436، 447 جو کین صفحات 496، 497۔ 524، 525۔

(8) پھلودی کاراجو ۲۰۲۵ء میں ایلی بی لوری نے ہاروک اینڈ ساریکل سرورے آف راجپوت میں نقل کیا جہاں آف ایشیا تک سوسائٹی بمبئی 1919ء نمبر صفحات 56، 58۔

(9) منوچی (مردانہ جلد اول صفحات 161، 162 نیز دیکھو ماقبل صفحہ 171 لطیف کی شہری آف پنجاب۔ صفحات 153، 157۔

(10) سودا مال نے اپنی بحثا بھاسکر میں اور گلرام بہت نے اس پر کڑی تسلیم کی مہر النساء کے محبت کے قصہ کو "زیرادہ ریک" بتا کر پیش کیا ہے۔

حسن کی شادابی کو بدستور قائم رکھا تھا۔ قدرت کی عطا کردہ کوئی رعنائی اس میں مفقود نہ تھی۔ ایران کے بے بہا حسن کی زیبائی اور اس کے ملائم خدو خال کو خوش مزاجی اور اعلیٰ دلکشی نے اور چمکادیا تھا۔ مصوروں نے اس کے خدو خال کی رعنائی آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر لیے ہیں۔ اپنی ساری صلاحیت صرف کر دی۔ اس کا نام آتے ہی ایک تازک بیضاوی چہرہ کشادہ پیشانی، بڑی بڑی نیلگوں آنکھیں اور باریک لب نظر کے سامنے آجائیں گے۔ اس کی صحت ہمیشہ بہت اچھی تھی اور وہ ٹھوڑے پر سوار ہو کر حکومت اور شکار کرتی تھی اور مضبوط ہاتھ سے نشانہ لگاتی تھی۔

قدرت نے اسے تیز فہم عطا کی تھی اور باریک بینی نظر اور ہمہ گیر ذہن اور معقول سوجھ بوجھ فطری صلاحیتوں کو تعلیم نے اور زیادہ روشن کر دیا تھا۔ فارسی ادب میں اسے ملکہ تھا اور وہ صاف اور شستہ شعر کہتی تھی جس سے اسے اپنے شعور پر قابو حاصل کرنے میں مدد ملی۔ (11)

اس کا بحالیاتی شعور بہت بلند تھا اور جن رعنائیوں اور صلاحیتوں سے جنس لطیف کی شان بڑھتی ہے۔ وہ اس میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ جنوری 1613ء (12) میں سلطانہ سلیمہ بیگم کے انتقال پر اسے بادشاہ بیگم یا سلطنت کی خاتون بول اور سلطنت کی خواتین کے فیشن کی سربراہی اور ملکہ محل کار تہ مل گیا اور اس نے فوراً ہی لباس اور آرائش میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اس نے زردوزی، زربفت اور قالین کے کئی نمونے ایجاد کیے۔ ایک خاص قسم کا زربفت جو نور محلی کہلاتا ہے اس کا پورا اہمیانہ جوڑا دلہا اور دلہن کا بچیس روپیہ میں تیار ہوا تھا۔ اس کی دو دامی بیخ تولیہ، کناری اور فرش چاندنی اب تک مشہور ہے۔ نمونے کے زیورات کے اس نے نئے نمونے ایجاد کیے اور کمروں کی آرائش اور ضیافت کے نئے نئے طریقے ایجاد کیے۔ ایک صدی بعد خانی خان نے لکھا کہ نور جہاں کا ایجاد کیا ہوا فیشن آج بھی سوسائٹی کی زینت ہے اور پرانا فیشن صرف افغانوں اور پسماندہ قصبوں میں باقی ہے۔ (13)

اس کا دل فیاض تھا اور اتنا معاشرت پسند تھا۔ جہانگیر سے اسے بے پناہ محبت تھی اور اس کے انتقال پر سخت سوگ منایا۔ محمد ہادی لکھتا ہے کہ ”وہ تمام مصیبت زدہ افراد اور بے پروا دم دار لڑکیوں کی پناہ گاہ تھی“ کسی مظلوم کا حال سن کر وہ فوراً اس کی مدد کرنے میں اپنا پورا اثرا استعمال کرتی تھی۔ کسی یتیم لڑکی کا حال سن کر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس کی شادی کے اخراجات کی مدد نہ کی ہو۔ اپنے سولہ سالہ اقتدار کے زمانہ میں اس

(11) مہر القادس کو نور محل کا خطاب جولائی 1611ء میں اور نور جہاں کا خطاب مارچ 1616ء میں۔ جہانگیر (راجہ جیو رنج) جلد اول صفحہ 319۔ لیکن ناموں میں الجھن سے بچنے کے لیے ہمیں اسے نور جہاں کہنا چاہئے۔ اس لیے اشعار کے نمونے کے لیے دیکھو خانی خان جلد اول صفحہ 270 اور 271 وہ مخفی کے مخلص سے شعر کہتی تھی۔

(12) جہانگیر (راجہ جیو رنج) جلد اول صفحہ 232 میں ہے کہ انتقال ساٹھ سال کی عمر میں ہوا۔ برٹش میوزیم کے ایک مخطوط کے صفحہ 72 (الف) اور یو کی جلد اول صفحہ 257 کی سند کے بموجب وہ شوال 945ھ (23 جنوری 1539ء) بیسوی کو ہوئی تھی (دیکھو رنج کا مضمون سلطان سلیم بیگم پر جرنل انیشیاک سوسائٹی بمبئی 1906ء صفحہ 509 تا 510) اس طرح وہ شش سال سے 74 برس کی تھی اور قریباً 76 برس کی نیز دیکھو اقبال نامہ صفحہ 68 خانی خان جلد اول صفحہ 276۔

(13) خانی خان جلد اول صفحہ 269 بلو کشن آئینی جلد اول صفحہ 510۔

”خانی خان ایک قابل لحاظ واقعہ ہیں میان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ جہانگیر نے ایک بہت ہی خوبصورت غیر ملکی کپڑے کا ہاتھی دیکھا جو چمکدہ پھولوں اور شون رنگ درختوں سے کڑھی ہوئی تھی۔ بادشاہ نے خاندان سے درخواست کیا کہ یہ کتنے روپوں میں تیار ہوئی ہے۔ خاندان نے جواب دیا کہ اسے یہ محل سے ملی ہے۔ جہانگیر نے نور جہاں سے پوچھا کہ اس پوشش پر اس نے کتنا خرچ کیا۔ نور جہاں نے کہا کہ یہ ساری ہرا کے یہاں سے آئے ہوئے فطوط کے تھیلوں سے تیار کی۔

نے آٹھ سو لاکھوں کی شادی اور جہیز کے اخراجات اور معمولی خیراتوں کی تعداد تقریباً بے شمار ہے۔ (14)

ذہن اور احساس کی گہرائی جو بڑائی کی لازمی علامت ہیں وہ اس کی ساری زندگی کی خصوصیات ہیں۔ وہ فیشن کی بھی دلدادہ تھی اور خیر خیرات کی بھی۔ جب وہ خسرو کی دوست تھی تو اسے اس نے شہر آدمی کے اعلیٰ عروج تک پہنچایا اور جب اس کی دشمن ہوئی تو اسے خاک کر دیا۔ جب اس کے ہاتھ میں اقتدار تھا تو اس نے ہر چیز پر حکومت کی اور جب اقتدار نہیں رہا تو اسے مذہبی اعتقاد کی صورت میں علمی زندگی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اس کی سیرت سے یہ بالکل ہم آہنگ تھا کہ وہ سخت جاہ طلب تھی۔ وہ ان محکم پسند ذہن افراد میں تھی جو اپنی قوت کے سرمایہ سے آگاہ ہوتے ہیں، جو ہمیشہ سرگرم عمل میں اطمینان اور خوشی محسوس کرتے ہیں جن کا رجحان یہ ہوتا ہے کہ وہ غیر شعوری طور پر سارا اختیار اپنے ہاتھ میں لیں۔ محکم پسندانہ اور اقتدار خواہ طبیعت کے ساتھ ساتھ نور جہاں میں عملی استعداد بھی اعلیٰ درجہ کی تھی۔ وہ ہر معاملہ کی اصل کو سمجھ جاتی تھی اور ہر مسئلہ کی تہ تک پہنچ جاتی تھی۔ اس کے دشمنوں کو بھی اعتراف تھا کہ اس کے ہاتھ لگتے ہی ہر مشکل آسان ہو جاتی تھی۔ واضح نقطہ نظر کے ساتھ اس میں حیرت انگیز محنت کرنے اور محنت لینے کی صلاحیت تھی۔ جو کام بھی وہ ہاتھ میں لیتی اس کے انجام دینے میں انتہائی قوت صرف کر دیتی۔ اس کی حاضر دماغی اور حسن تدبیر خطرہ کے وقت بھی اس کا ساتھ نہ چھوڑتی تھی ایک موقع پر وہ ایک تیز بہتے ہوئے دریا پر ایک فصرہ میں بھرے ہوئے ہاتھی پر سوار تھی۔ اور چاروں طرف سے دشمن کے تیر برس رہے تھے مگر وہ ذرا پریشان نہ ہوئی اور اطمینان سے بیٹھی رہی۔ جس وقت وہ ایک زبردست فوجی قائد اور ماہر زمانہ ساز کی سخت قید میں تھی تو اس نے بہت بڑی ہوشمندی اور انتظامی صلاحیت کا اظہار کیا۔ اپنی حسب معمولی جرأت سے اس دستور کو ٹھکرایا جس کے بموجب مشرق میں عورتیں گوشہ نشین رہتی تھیں۔ وہ پردہ سے باہر نکل آئی۔ ہر چیز خود اپنی آنکھ سے دیکھی اور مجمع عام میں حکومت اور فرمانروائی کی۔

### سارے اختیارات پر قبضہ

یہ تھی وہ خاتون، بہادر اور حسین، فیشن کی دلدادہ اور فیاض، محبت کرنے والی اور محکم پسند، دلکش اور حکم چلانے والی جسے 1611ء میں جہانگیر نے اپنا شریک زندگی بنایا۔ کئی باتوں میں وہ ایک دوسرے سے مختلف تھے اور اس طرح ایک دوسرے کی کمی کو پورا کرتے تھے۔ ان کا گہرا باہمی ربط اختلاف کی کشش کی بنا پر تھا اور نیز مقصد اور زاویہ نظر کے اتحاد پر بھی جہانگیر کبھی کند ذہن نہ تھا اگرچہ جیسا ایک فلسفی کا قول ہے۔ کند ذہن ہی بھی ایک طرح کی ذہانت ہے۔ ایک قدرتی دلکشی اور ایک داخلی عطیہ ہے جو محض مشن عبادت سے نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن وہ اپنی عمر کے تینتالیسویں سال میں پہنچ کر آرام پسند ہو گیا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر ناخوش نہیں ہوا کہ حکومت کا انتظام ایک ایسی حسینہ کے ہاتھ میں ہے جو اپنی بھرپور قوت کے ساتھ اس سے محبت کرتی تھی اور جس سے وہ خود پورے جوش اور جذبہ کے ساتھ محبت کرتا تھا جو اس کے مزاج کا غائر مطالعہ کرتی تھی۔ جو اس کی حکومت کے تمام ضوابط کی پابندی پر رضامند تھی اور جس پر اسے پورا اطمینان تھا اور جو ساتھ ہی اسے بڑی دروسری اور تفکرات سے نجات دیتی تھی۔ جیسے جیسے دن گزرتے

گئے جہاں گنیر زیادہ سے زیادہ آرام پسند اور کامل ہو تا گیا اور نور جہاں زیادہ سے زیادہ تجربہ کار اور اقتدار پسند ہو گئی۔ اقتدار کی لذت سے زیادہ کوئی لذت ایسی نہیں جسے ناز برداری اتنی تیزی سے نشوونما اور تقویت دیتی ہو جتنی اقتدار کی لذت۔ اس لیے ہمیں ذرا بھی حیرت نہیں ہے کہ نور جہاں نے جلد ہی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

### نور جہاں کا جتھا

حکومت کے نظم و نسق میں اسے نہایت ہی معقول امداد اپنے عزیزوں سے ملی۔ اپنے والدین، اپنے بھائی اور اپنی بہنیں کے شوہر سے۔

### اس کی ماں عصمت بیگم

اس کی ماں عصمت بیگم بڑی عقلمند مشیر تھیں۔ اس کا نام عطر گلاب کی ایجاد یا بازیافت سے آج تک زندہ ہے۔ جس کا سلطان سلیم نے عطر جہاں گنیر نام رکھا۔ (15) لیکن دراصل عصمت بیگم نے تاریخ میں اس سے زیادہ اہم کردار ادا کیا۔ زندگی بھر اس نے اپنی شاہانہ شہمت کی نچلے نہ بیٹھے والی ترقی پر ہموار کرنے والا اثر استعمال کیا اور اس کی عظمت میں اس کی ماں کا بڑا حصہ ہے۔ اس کی ذہانت ہو شہندی اور عقلمندی کی تمام صورتیں نے شہادت دی ہے۔

### اعتماد الدولہ

لیکن نور جہاں کا اصل سہارا اس کا باپ تھا جس نے شاہی ملازمت میں اپنے بال سفید کر لیے تھے۔ اعتماد الدولہ نے اپنی تمام قابلیت، تمام تجربہ اور تمام اثر بلا تامل نور جہاں کے لیے وقف کر دیا۔ وہ کسی حال میں بھی بلند مرتبہ تک ضرور پہنچتا۔ مگر بادشاہ کا خسر ہو جانے پر اس کی ترقی کی رفتار میں پر لگ گئے غیر معمولی طور پر بہت تیزی سے ہوئی۔

حسب ذیل جدول سے اس کی وضاحت ہو گی۔

اعتماد الدولہ

منصب	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	کیفیت
1000	1014	1605	
0000	1016	1608	

(15) جب وہ (نور جہاں کی ماں) عطر گلاب ہندی تھی تو جن پائیوں میں آفتاب سے عرق گلاب اونٹن یا جادہا تھا ان کی سطح پر کچھ جھاگ جمع ہو گئی۔ عصمت بیگم نے اس جھاگ کو تھوڑا تھوڑا کر کے جمع کر لیا اور کافی عرق گلاب تیار ہو جانے پر بہت سا جھاگ جمع ہو گیا۔ پر جوش دلداد خوش ہو کر لگتا ہے۔ ”یہ اتنا خوشبودار ہے کہ ایک قطرہ ہتھیلی پر مل لینے سے سارے مجمع عطر ہو جائے گا اور ایسا معلوم ہو گا کہ گلاب کی بہت سی کلیاں ایک دم کھل گئیں۔ کوئی اور خوشبو اس کے مقابلے کی نہیں ہے یہ بیجے ہوئے دلوں کو زندہ کر دیتا اور مردہ رگوں میں جان ڈال دیتا ہے۔ اس ایجاد پر میں نے ایجاد کرنے والی کو ایک موتیوں کا ہار پیش کر دیا۔“ (جہانگیر (راجس وینور) جلد اول صفحہ 271۔

منصب	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	کیفیت
2000+500	1020	1611	
4000+2000	1021	1612	
5000+2000	1023	1614	
6000+3000	1024	1615	نیز علم و نقارہ عطا ہوا اور اسے دربار میں لے جانے کی اجازت ملی۔ خسرو کے نقارہ کے بعد نقارہ بجانے کی اجازت ملی نیز حصن تارغ عطا ہوا۔
7000+5000	1025	1616	

لیکن یہ خیال کرنا غلط ہو گا کہ محض اپنی لڑکی کے سہارے عروج پر پہنچا۔ اس کی پختہ عمر اس کا  
تجربہ اس کی خوش تدبیری اور اس کی قابلیت نے اسے سلطنت میں اقتدار دیا۔ نور جہاں کے عروج میں اس کا  
سب سے زیادہ طاقت ور سہارا تھا۔

### آصف خاں

اس کے سب سے بڑے لڑکے کو تونداری کے جرم میں موت کی سزا ہو گئی تھی لیکن اس کے  
چھوٹے لڑکے زندہ رہ کر بڑے عہدوں پر پہنچے۔ ابوالحسن جو بعد کو اعتقاد خاں اور پھر آصف خاں ہو گیا۔  
طاقتور آدمی تھا۔ جس کے جسم کو روزانہ خوراک کے لیے ایک من شاہجہانی کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس کی  
ہمد گیر ذہانت کو معقول اور مختلف علوم کی تعلیم نے اور چکا دیا تھا۔ وہ تقریباً ہر علم سے مانوس تھا۔ کتب بنی  
نے اسے فارسی تحریر اور انشا کا ماہر بنادیا تھا۔ لیکن اس کا دماغ بیشتر عملی تھا۔ شروع میں اس کا رجحان ایسے  
علوم اور مردانہ ورزشوں کی طرف تھا جو انسان کو محنتی ہو شمند کار و باری بنادیں۔ مالیہ کی مہارت  
میں سلطنت مغلیہ کے اندر اس کا کوئی مد مقابل نہ تھا۔ بحیثیت منتظم امور مملکت اسے ہمیشہ حالات کو سمجھنے  
اور مناسب تدابیر اختیار کرنے میں اعلیٰ ترین قابلیت کا اظہار کیا۔ جہانگیر اور شاہجہاں کے عہد میں اس کی  
نمائاں کامیابی اس کی محنت عادتوں کی رہن منت ہے۔

اسے شان و شکوہ اور طمطراق سے فطری عشق تھا۔ وہ شاہانہ طریقہ سے رہتا تھا لیکن عموماً وہ  
سرکاری کاموں اور مجلسی بات چیت میں ہمہ تن خلاق و انکسار تھا۔ سفراتی امور میں اس کی کامیابی اس کی  
طنفاری اور خوش تقریری کی بنا پر تھی۔ جن لوگوں کی تباہی کے لیے وہ کام کرتا ہو تا تھا۔ ان کے شکوک و  
شبہات رفع کر کے اس کا اعتماد حاصل کرنے میں اسے کافی صلاحیت تھی۔ وہ دشمنوں کے دل میں گھر کر کے  
موقع آنے پر انھیں پامال کر سکتا تھا۔ ایسا شخص موقع شناسی اور موقع محل کے مطابق کام کرنے میں تو بہت  
مستاز ہو سکتا تھا لیکن کھرے پن اور دلیری کا اظہار نہیں کر سکتا تھا۔ 1611ء میں حملات شاہی کا مہتمم مقرر  
ہوا۔ اور اس کی شاندار زندگی کا آغاز ہوا۔

### اعتقاد خاں و ابراہیم خاں

آصف خاں کے دو چھوٹے بھائی جن کے نام اعتقاد خاں اور ابراہیم خاں تھے اس کے برابر کے درجہ کے نہ تھے مگر وہ بھی اونچے درجہ تک پہنچے۔ (16)

(16) آصف خاں کے حالات جہانگیر اور شاہجہاں کے عہد میں کسی تاریخ میں دیکھے جاسکتے ہیں اور نیز ماثر الاسرار (بیورنگ) جلد اول صفحات 295 اور میل کی اور ٹیلی ڈکٹری صفحہ 18 میں۔  
(نوٹ) حسب ذیل نکتوں سے ان تینوں بھائیوں کے عروج کا حال معلوم ہوگا۔  
آصف خاں (ابوالحسن)

منصب	سنہ ہجری	سنہ صیوی	کیفیت
500+100	1020	1211	اعتقاد خاں کا خطاب پٹا
1000+300	1021	1612	
2000+500	1023	1624	آصف خاں کا خطاب پٹا
4000+1000	1024	1625	
5000+2000	1025	1616	علم و تقارہ بھی عطا ہوا
4000 دواپہرہ	1027	1618	
6000+6000	1031	1663	

#### اعتقاد خاں (اعتماد الدولہ کا منجھلا لڑکا)

منصب	سنہ ہجری	سنہ صیوی	کیفیت
700+300			
1500+500	1024	1625	
2000+500	1025	1616	
2000+1000	1027	1618	
4000+3000	1032	1633	

#### ابراہیم خاں (اعتماد الدولہ کا چھوٹا لڑکا)

1000+600			
2000+1000	1024	1615	
2500+2000	1024	1615	

یہ تینے خصوصاً توڑک جہانگیری اور مستند خاں کے اقبال نامہ سے مرتب کیے گئے ہیں خلی خاں اور شاہنواز خاں سے بھی مدد لی گئی ہے۔



## شہزادہ خرم

اپریل 1612ء اپریل 1612ء میں آصف خاں کی لڑکی ارجمند بانو بیگم کی شادی شہزادہ خرم سے ہو گئی جو اب دس سال کا ہو گیا تھا۔ اس کی پرورش اس کی دادی رقیہ بیگم نے کی تھی جو ہمیشہ اس پر جان نچھاور کرتی تھی۔ وہ اکبر کا چہیتا تھا جو اکثر جہانگیر سے کہتا تھا کہ اس کے بھائیوں کا اس سے کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ خرم نے بھی ان جذبات کی پوری پاسداری کی۔ اپنے دادا کی آخری بیماری میں وہ اس کی پلنگ کی پٹی کے پاس سے بالکل نہیں ہٹا اگرچہ وہ چاروں طرف دشمنوں سے گھرا ہوا تھا۔ اپنے دادا کی آخری خدمت انجام دینے میں اس نے اپنی جان کی مطلق پروا نہ کی اور اپنے باپ کہہنے اور ماں کے اصرار کے باوجود اپنی حفاظت کی پوری تدبیر کی۔

## تعلیم اور سیرت

تمام مغل شہزادوں کی طرح اسے اعلیٰ درجہ کی مختلف علوم و فنون کی تعلیم دی گئی۔ اس کے معلموں کے خاص نام ترکی زبان کے ماہر تاتاریک، یونانی فلسفہ کے ماہر حکیم دوائی گیلانی، مذہبی اور غیر علوم کے استاد قاسم بیگ تبریزی اور ایک شیخ مبارک کے سچے چائشیں ابوالخیر تھے۔ تیر اندازی اور شمشیر زنی کی ترتیب میر مراد دکنی اور راجہ شالی باہن نے دی۔ شہزادہ ہمیشہ اپنے استادوں اور خاص کر حکیم دوائی کے احسانات کا اعتراف کیا۔ لیکن زندگی میں اس کی کامیابی خود اس کی اخلاقی قوت اور کردار کی بلندی سے ہوئی جو اسے اپنے دادا سے ورثہ میں ملی تھی (17) ایسے زمانہ میں جب کہ شراب اعلیٰ رتبہ کا لازمہ سمجھی جاتی تھی، خرم پر ہیزار گاری کا مجسمہ تھا۔ اس نے اپنی زندگی کے 24 سال گزار دیے اور شراب کا ایک قطرہ بھی نہیں چکھا۔ اس کی چوبیسویں سالگرہ پر جہانگیر نے اسے اعتدال سے شراب پینے کے فوائد سمجھائے اور اپنی تائید میں ابن سینا کا قول نقل کیا اور جشن کے موقعوں پر تھوڑی سی پینے پر اس سے اصرار کیا۔ خرم نے اس عجیب اصرار کو مدت تک رد کیا مگر بالآخر اسے جھکنا پڑا۔ جہانگیر کا بیان ہے کہ ”بہت زیادہ سمجھانے پر اور بڑی مشکل سے وہ تھوڑی سی شراب پینے پر راضی ہوا“۔ وہ شان شکوہ اور طمطراق کا بڑا دلدادہ تھا مگر اپنے اطوار کی سنجیدگی ہمیشہ قائم رکھی۔ جن لوگوں کا اس سے سابقہ پڑا۔ انھیں وہ خود پسند اور مغرور معلوم ہوا جس کے لبوں پر نہ کبھی مسکراہٹ ہوئی اور نہ کبھی انکسار یا تواضع کا شائبہ ہوتا۔ اس نے کم سنی ہی میں بہادر جنگ آزما اور ماہر فن سپہ سالار کی شہرت حاصل کر لی اور بڑی بڑی اہم فوجی کمان اسے سپرد کی گئیں اور اس کا شمار سلطنت کے قابل ترین ماہر جنگ اور جنگی چالوں کے استاد کی حیثیت سے ہونے لگا۔ اس میں حوصلہ مندی کی حرارت تھی اور اس کی نظر تخت شاہی پر تھی۔ قسمت نے اس کے حوصلوں کا ساتھ دیا خسر و سازش اور بغاوت کی اور اپنے باپ کی نظروں سے گر گیا۔ پرویز کے معلم ابوالفضل اور سرپرست زین خاں کو کاٹھے۔ وہ بھی حوصلہ مند تھا مگر اس میں قابلیت نہ تھی اور شراب میں مست رہتا تھا۔ دھن کی جنگ میں اس کی بد انتظامی نے اس پر بدنامی کا داغ لگا دیا۔ اس کے دوسرے دو بھائیوں میں جہاندار کا کسینی میں انتقال ہو گیا اور شہریار جو 1605ء میں پیدا ہوا بھی بچہ ہی تھا۔

## جانشینی کے لیے نامزد

جہانگیر کے تمام لڑکوں میں خرم ہی کو ولیعهدی اور جانشینی کے لیے نامزد کیا گیا۔ مارچ 1607ء میں اسے آٹھ ہزار ذات اور پانچ ہزار سوار کا منصب ملا اور علم و فہارہ دیا گیا۔ تھوڑے دن بعد جب اسے جہانگیر کے خلاف قتل کی سازش کا انکشاف کر کے اپنی حیثیت اور مضبوط کر لی۔ 1608ء میں اسے حصار خیز کی وہ جاگیر دی گئی جس سے ساری دنیا کو معلوم ہو گیا کہ وہ جانشین نامزد ہو گیا ہے۔ تین سال بعد اس کا منصب دس ہزار ذات اور پانچ ہزار سوار ہو گیا۔

## ارجمند بانو بیگم سے شادی

خرم کی شادی پہلے مظفر حسین مرزا حسین مغوی کی لڑکی سے ہو چکی تھی۔ اپریل 1612ء میں بڑی چہل چہل اور رونق تھی۔ اس لیے کہ ولیعهد کی شادی ملکہ کی بھانجی سے ہونے والی تھی۔ شہزادہ اور آصف خاں دونوں شان و شکوہ کے دلدادہ تھے اور جہانگیر بارات کے آگے آگے تھا اور ایک دن ایک رات آصف خاں کے محل میں قیام کیا۔ (18)

کثرت ازدواجی کے گھرانوں میں شاد و نادر ہی ایسی خوشی کی شادیاں ہوتی ہوں گی۔ ارجمند بانو اعلیٰ درجہ کی حسین اور دل کش ہونے کے ساتھ قطعی طور فراخ دل کی بھی مالک تھی۔ اس کا ہنس کھ چہرہ کبھی غبار آلود نہیں ہوا تھا اور انتہائی معیبت پر بھی وہ صابر و شاکر رہنے والی تھی اور شوہر کے فرائض کا اسے بڑا احساس تھا۔ اس نے اپنا دماغ اور اپنی روح اپنے شوہر کے قدموں پر ڈال دیے اور شوہر نے بھی اس سے ایسی محبت کی جیسی آج تک کسی بیوی سے نہیں ہوئی "سگ مرمر کا بنا ہوا حباب" جسے تاج محل کہتے ہیں وہ ان دونوں کی دلکش مخلصانہ محبت کی یادگار ہے۔

## نور جہاں کا عروج

تاہم یہ شادی تقریباً سیاسی تھی۔ اس سے نور جہاں، اعتماد الدولہ اور آصف خاں کا دلی عہد سلطنت سے اختلاف نمایاں ہو گیا۔ اگلے دس سال تک ان چار قابل افراد کے گرد وہ سلطنت پر حکمرانی کی جسے نور جہاں کا عروج کہتے ہیں وہ دراصل ان چاروں کا عروج تھا۔ چند ہی سال کے اندر خرم بیس ہزار ذات اور بیس ہزار سوار کے لیے بے نظیر منصب پر پہنچ گیا۔ (19)

(18) جلد سوم صفحات 603، 786 عمل صالح صفحات 31، 32، 50، جہانگیر (راجرس و پورن) جلد اول صفحات 19، 20، 48، 87، 123، 132، 180، 192، 224، 225، 306، 307، محمد ہادی صفحہ 9، اقبال نامہ صفحہ 167، خانی خاں جلد اول۔ صفحہ 276، گلیڈون صفحات 13، 14، 21، آثار الہام جلد سوم صفحہ 78، پورن (جلد اول صفحہ 294، سفادت سر طامس رو صفحات 278، 280، 317، 326، 329، 428، 429، میری صفحہ 412۔  
(19) سر طامس رو (صفحہ 283) جسے شہزادہ سے کد تھی، اسے مغرور، پراسرار، مجنون، ظالم اور سنگ دل کہتا ہے۔ پرویز کے متعلق دیکھو اکبر نامہ جلد سوم صفحات 568، 577، 647۔

حسب ذیل نقشہ سے اس کی وضاحت ہو جائے گی۔

### شہزادہ خرم

منصب	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	کیفیت
8000+5000	1018	1607	نیز جاگیر حصار
10000+5000	1020	1611	
12000+6000	1021	1612	
15000+8000			
2000+10000	1024	1616	
30000+20000	1025	1617	
30000+20000	1026	1617	

اس کا مقابلہ اس کے بڑے بھائی پرویز کی ترقیوں سے کرو۔

منصب	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	کیفیت
15000+8000	1028	1619	1615 میں خرم کا منصب اسی کے برابر کر دیا گیا۔ دو سال پیشتر خرم کا منصب 2000+30000 پر پہنچ گیا تھا۔
20000+10000			

تمام معاصر مبصرین ملکی اور غیر ملکی بالاتفاق راوی ہیں کہ نور جہاں کی سلطنت پر پوری پوری حکمرانی ہے۔ اگرچہ وہ اس کے تین رفیقوں کے اس میں حصہ کا اندازہ کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ کبھی بھی جبر و کد میں بیٹھتی تھی۔ حکام کو احکام نافذ کرتی تھی اور سفیروں کی پذیرائی کرتی تھی۔ کبھی سکوں پر اس کا نام ہوتا تھا اور اکثر فرامین اس کے نام سے جاری ہوتے تھے۔ اگر وہ منصب داری کے زمرہ میں شامل ہو سکتی تو اپنی جاگیروں کے لحاظ سے تیس ہزار کے منصب پر ہوتی۔ اس کی سرپرستی کا انحصار پیشتر اس کے رفیقوں پر تھا۔ (20)

(20) اقبال نامہ صفحات 56 تا 57 (ایبٹ وڈوسن) جلد ششم صفحہ 405 تذکرہ فاتح جہانگیری (ایبٹ وڈوسن) جلد ششم صفحات 398-399 تاثر جہانگیری (مخطوطہ خدائش) صفحات 77، 76۔ مستند خاں کا بیان ہے کہ سارے سکوں پر نور جہاں کا نام ہوتا تھا اور سارے فرامین اسی کے نام سے جاری ہوتے تھے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ بعض فرامین جو مجھے ملے ہیں۔ ان میں نور جہاں کا نام ہے۔ لیس پول، دہلیٹ ہیڈ وغیرہ نے سکوں کی جو فہرست مرتب کی ہے ان میں سے بہتوں پر اس کا نام نہیں ہے اس کے نام سے جو سکے معروض ہوئے ان پر یہ بھی تھا۔ حکم شاہ جہانگیریافت صمد زبور تمام نور جہاں بادشاہ عظیم زر۔  
”اس نے (نور جہاں نے) اپنی محبت سے اپنی فتح حاصل کی کہ اس کے (جہانگیری) محبت پر تقریباً پورا پورا اقتضہ کر لیا۔ وہ مملکت میں جو چاہتی تھی کرتی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی آصف خاں اور دوسرے قریبی عزیزوں کو اقتدار عزت اور منافع کے بلند باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر....

## جہانگیر بے قابو نہ تھا

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہانگیر نے شاید سرسری طور پر یا مذاقاً کہا تھا کہ اسے بخوبی معلوم ہے کہ نور جہاں حکومت کرنے کی اہل ہے۔ اور خود اسے تو عیش کے لیے صرف ایک شراب کی بوتل اور ایک گوشت کا ٹکڑا چاہئے۔ (21) لیکن یہ خیال کرنا صحیح نہ ہو گا کہ بادشاہ بالکل صفر ہو کر رہ گیا تھا۔ اول تو یہ کہ اس کی خارجی اور داخلی پالیسی کے تمام اصول برقرار تھے۔ دوسرے برسر اقتدار گردہ کے افراد بادشاہ کے مزاج پر نظر رکھتے اور یہ کوشش کرتے تھے کہ اس پر قابول حاصل کرنے کے بجائے اسے سہارا دیں۔ تیسرے یہ کہ امور سلطنت میں بادشاہ گہری دلچسپی لیتا تھا اور کبھی کبھی با اقتدار گردہ کے خلاف سختی سے مداخلت کرتا تھا۔ سرطاس رونے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ جب بادشاہ کے سامنے مغربی ساحلی علاقوں میں شہزادہ خرم کے انگریزوں پر ظلم کا ذکر کیا گیا تو وہ سخت برا فروخت ہو اور شہزادہ کو سخت فہمائش کی۔ (22)

## نور جہاں کے عروج کے دودور

جہانگیر کی صحت جب بالکل گر گئی تو اس وقت اس نے نظم و نسق میں موثر اقتدار استعمال کرتا ترک کر دیا۔ چنانچہ نور جہاں کے عروج کو دودور میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا دور 1611ء سے 1623ء تک جب کہ جہانگیر نظم و نسق کا ایک اہم عنصر تھا اور جب اعتماد الدولہ اور اس کی بیگم زندہ تھے اور خرم اور نور جہاں کی ملی بھگت تھی۔ دوسرا دور 1622ء سے 1627ء تک جب بادشاہ بالکل مر بیٹھ ہو گیا تھا اور با عقلت دوزیر اور اس کی بیگم گزر چکے تھے اور تحکم پسند اور شہزادہ ایک دوسرے سے برسر پر غاش تھے۔ اس دور میں نور جہاں کی حکومت میں ملک کے اندر خونریزی اور شورش پھیل گئی تھی۔ اول الذکر دور میں برسر اقتدار گردہ نے بحیثیت مجموعی ملک میں امن اور خوشحالی برقرار رکھی۔

(حاشیہ نمبر 20..... 406) ترین درجوں تک اس سلطنت میں پہنچایا "میری صفحہ 406۔

خرم اور نور جہاں کے املاک کو کرتے ہوئے سرطاس رونے لکھا ہے۔ سلطان خرم کا انتہائی اقتدار تھا تو نور جہاں کا جبر چہر پر حاوی تھا اس لیے کہ اگر بادشاہ کی حکومت ہوتی تو اس کی فطرت انصاف پسند، معتدل اور معقول سے نور اپنے خیال میں میرا بہت پاس کرتا ہے۔ مگر وہ معتدل انسان سادہ لوح ہے اور صرف ایک کان سے سنتا ہے۔ "خلو مو موصولہ جلد پنجم صفحہ 332۔" وہ (جہانگیر) نور جہاں سے شادی کر کے اس کا قیدی ہو گیا۔ اس کے عہد میں وہ امیر تقریباً پوری پوری حکومت کرتی ہے۔ اپنے نام کا سکہ جاری کرتی ہے۔ جو چاہتی ہے تعمیر کرتی ہے اور جس طرح چاہتی ہے معاملات طے کرتی ہے۔ جسے چاہتی ہے بادشاہ کی نظروں سے گرا دیتی ہے اور جسے چاہتی ہے اٹھاتی ہے۔ "یہ اسی کا بیان ہے کہ جس نے 1629ء سے 1634ء تک ہندوستان کا دورہ کیا (سفر نامہ جلد دوم صفحہ 106) وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اس نے نور جہاں اور دوسرے لوگوں کے ہارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ عوام الناس کی روایت سے اور عام طور پر مقبول ہے اس نے 125 - 1624ء میں سنا کہ نور جہاں اس لیے کہ مغربی ساحلی علاقوں میں اس کا خطاب نور جہاں نہیں سنا تھا (جس اس وقت حرم میں ہے اپنے پورے اختیار سے احکام صادر کرتی ہے اور حکومت کرتی ہے۔ حرم کی دوسری عورتوں کو جن سے اسے رقابت کا اندیشہ تھا اس نے شکایات کر کے یا کسی اور خوبصورت طریقہ سے الگ کر دیا ہے اور بھی محکم تقریباً تمام سربراہوں اور افسروں کو معزول کر کے یا درخواست کر کے تبدیل کر رہی ہے اور ان کی جگہ نئے آدمی اپنی مرضی سے یا خود اپنے عزیز اور حمایتی رکھ لیے ہیں، نصاب جلد (صفحہ 54) کو اطلاع غلطی کی تقریباً تمام پرانے افسر بدل دیے گئے ہیں۔ برنیر (صفحہ 15) نے اور جگہ زب کے عہد میں لکھا ہے کہ جہانگیر کی ملکہ نے بہت دنوں تک عکرائی کی۔ جہانگیر شراب اور عیاشی میں مست رہا۔

(21) قبل نامہ صفحہ 157 (ایسٹ وڈون) جلد ششم صفحہ 405 تحریر (ایسٹ وڈون) جلد ششم صفحہ 399۔

(22) سفارت سرطاس رو صفحات 147 148 نیز دیکھو خانی خاں جلد اول صفحہ 270۔

## پرانے امرائے رقابت

خاندانی گروہ بندی سے زیادہ کوئی اور گروہ بندی اتنی باہم وابستہ کرنے والی اور نفرت انگیز نہیں ہوئی۔ یہ گروہ بندی قدرت ہی کی بنائی ہوئی ہے۔ نور جہاں اور اس کے ساتھیوں نے شاہی ملازمت کی تمام خالی جگہوں کو اپنے آدمیوں سے بھر دیا اور منصب پر پہنچنے کا وسیلہ بس انہی کی نظر کرم پر تھا۔ اس سے قدرت پرانے امرائے اور ان لوگوں میں جو اقتدار میں اپنے جائز حصہ سے محروم کر کے اندھیرے میں ڈال دیئے گئے تھے یا سمجھتے تھے کہ وہ اپنی واقعی حق سے محروم کر دیے گئے ہیں۔ رقابت کا جذبہ بھڑک اٹھا۔

## مہابت خاں کا احتجاج

عبدالرحیم خان خاناں نے تو صاحب اقتدار گروہ سے سمجھوتہ کر لیا لیکن زیادہ خوددار امرائے مہابت خاں نے ان کے سامنے جھکتا قبول نہ کیا۔ چنانچہ اب شاہی دربار دو گروہوں میں تقسیم ہو گیا۔ یعنی نور جہاں کے گروہ کے حامی اور ان کے مخالف مہابت خاں اس مخالف گروہ کا ترجمان بن گیا اور اس نے اپنی فطری راست بازی سے اپنے آقا کو سمجھایا کہ وہ عورتوں کی ٹھکوی سے اپنا چچا چھڑائے۔ اس نے کہا کہ یہ بڑے انفسوس کی بات ہے کہ جہانگیر جیسا عاقل اور عالم بادشاہ ایسا کرے جو دنیا میں کسی بادشاہ نے نہیں کیا۔ اور اپنی شہرت سے اتنا بے پروا ہو جائے۔ اس نے اصرار کیا کہ بادشاہ کو یہ بیڑیاں اتار بیٹھنا چاہئے۔ جہانگیر اس کی دلیل سے متاثر ہوا مگر خود کو آزاد کرنے کی کوئی تدبیر نہیں کی۔ (23) بااقتدار گروہ کے عروج نے مہابت خاں کے روز افزوں کارناموں پر پردہ ڈال دیا تھا۔ 1612ء تک اس نے چار ہزار ذات اور تین ہزار سوار کے منصب تک ترقی کی تھی مگر اگلی ترقی کے لیے اسے 1622ء تک انتظار کرنا پڑا۔ جب بااقتدار پسند گروہ میں پھوٹ پڑی اور نور جہاں نے محسوس کیا کہ خود اس کے لیے مہابت خاں کی خدمات کی کتنی شدید ضرورت ہے۔ اس دوران میں اس کی اعلیٰ ذہانت کو حکومت کے مستقبل سے دور دکن اور افغانستان کی بے نتیجہ لڑائیوں میں ضائع کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (24)

## شہزادہ خرم اور شہزادہ خسرو کی تخت شاہی کے لیے رقابت

شہزادہ خرم بااقتدار گروہ کی طرف سے تخت شاہی کا امیدوار تھا۔ شہزادہ خسرو کی مخالف گروہ نے اپنی طرف سے امیدوار بتایا خسرو کی شخصیت کی دل کشی، اس کے بے داغ خانگی زندگی۔ اس کی مصیبتوں اور اس کے باہمت کارناموں نے اسے ہر طبقہ کے لوگوں میں ہر دلعزیز بنادیا تھا۔ حرم شاہی خواتین کے دلوں میں ان کا انس تھا۔ خاں اعظم قدر خاں اپنے داماد کا دلدادہ تھا۔ پرانے امر اوجہ نور جہاں کے بااقتدار گروہ سے ہزار تھے وہ بیشتر اسی کے طرفدار تھے۔ سارے غیر مطمئن عناصر نے اس کی اطاعت شعاری کا حلف لیا۔

(23) انتخاب جہانگیر شاہی (ایبٹ ڈاٹو سن) جلد ششم صفحات 415-2۔

(باقی ماثیلہ اگلے صفحہ پر...)

(24) حسب ذیل نقشہ سے اس کی وضاحت ہو جائے گی۔

## بارشیاں

خواہش خیال کی بنیاد ہوتی ہے چنانچہ عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ جہانگیر کو خسرو سے محبت ہے اور اس نے قطعی طور سے طے کر لیا ہے کہ مغرور اور تحکم پسند خرم کے بجائے اسے تخت نشینی کے لیے نامزد کرے اگر خسرو کو رہا نہیں کیا جاتا تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ بادشاہ اس کی غیر معمولی ہر دلعزیزی سے خائف ہے۔ (25)

## سازشیں

خسرو کے متعلق جہانگیر کے مزاج کے ہر موڑ پر حسب موقع دربار میں خوشی یا غم کا اظہار ہوتا تھا۔ 1613ء بادشاہ اس حد تک نرم پڑا کہ شہزادہ کی قید کی سختیوں کو کم کر دیا اور روزانہ آداب بجالانے (باقی ماہیہ... 24)

منصب	سنہ ہجری	سنہ مسوی	کیفیت
500	...	...	اس سال مہابت خاں کا خطاب ملا
1500	1014	1605	
300	1015	1606	
3000	...	...	اب تک تو اس کی ترقی حیرت انگیز تھی لیکن اب نور جہاں کے کردہ کا عروج شروع ہوتا ہے جس سے اس کے تعلقات کشیدہ تھے۔ اپنی اعلیٰ قابلیت اور بادشاہ کی نظر عنایت سے وہ مستر عہدوں پر مقرر ہوتا رہا لیکن اگلے دس سال تک اس کی ترقی رکی رہی 1622ء میں جب با اقتدار گردہ میں پھوٹ پڑی اور نور جہاں کو شاہجہاں کے مقابلہ کے لئے مہابت خاں کی خدمات ہوئی تو اسے ترقی ملی۔
5000	1031	1622	

(25) (جلد دوم صفحہ 280) اسی زمانہ میں یورپین مبصر ٹیمس بلورڈ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے گورنر سر لی اسٹو کے نام ایسے ہی خیالات زور و دلا الفاظ میں ظاہر کیے۔ اس نے لکھا کہ ”شہزادہ خسرو اپنے باپ کا بہت چہیتا ہے اور ہمیشہ چہیتا تھا اگرچہ وہ قید میں ہے جس کی وجہ سے اس سے نفرت نہیں بلکہ اندیشہ ہے اس لیے کہ سارا ملک اس سے محبت کرتا ہے جس میں ملک کے بڑے مستر اور مغرور افراد شامل ہیں۔ باوجودیکہ بادشاہ نے قسم کھائی ہے کہ اس کے بعد وہی حکمران ہوگا مگر وہ اس اندیشہ سے اسے ذہن میں رکھے ہوئے ہے کہ کہیں وہ نہ ہو جائے خلوت موصولہ جلد پنجم صفحہ 34 (نیری صفحات 401 و 412) کا بیان ہے کہ عام طور پر خیا ل کیا جاتا ہے کہ اس کا (خسرو کا) باپ جیسا کہ اکثر اس سے وعدہ کیا ہے اپنے بڑے لاکے کو اپنا جانشین مانا جاتا ہے۔ اگرچہ فی الحال کسی رقاہت کی بنا پر (وہ لوگوں میں اس قدر محبوب ہے) وہ اسے آزاد نہیں چاہتا۔ بادشاہ کی محبت کی وجہ سے اس کا بھائی خرم جو بادشاہ کا تیسرا لڑکا اور جو بڑے شان و شکوہ سے رہتا ہے اور تخت شاہی کا حوصلہ مند ہے اس سے نفرت کرتا ہے اور اپنے والد سے جو بہت ضعیف ہو گیا ہے طرح طرح کی شکایتیں کرتا ہے۔

کے لیے دربار میں حاضری کی اجازت دے دی۔ (26) یہ باقتدار گروہ کے لیے ناقابل برداشت تھا اور اس نے اگلے سال اس اجازت کو منسوخ کرانے کی کوشش کی (27) تقریباً اسی زمانہ میں خان اعظم کو اس جرم میں کہ اس نے خرم کی میواڑ کی مہم میں خسرو کی مفاد میں روڑے اٹکائے تھے اس کے دشمن آصف خان کی سپردگی میں دے دیا گیا۔ (28)

16 اکتوبر 1616ء میں باقتدار گروہ کے اصرار سے مجبور ہو کر قیدی خسرو کو رائے دالان اس واقعہ سے محل اور دربار اور سارے ملک میں سخت خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ اسے قدر شاہ باقتدار گروہ کی بڑی کامیابی خیال کیا گیا جو شہزادہ خسرو کی آئندہ توقعات اور خود اس کی زندگی کے لیے بڑا خطرہ ہے۔ (29) سرطاس روکایاں ہیں کہ جو اس وقت دربار میں موجود تھا کہ عام لوگوں میں بڑی سرگوشیاں ہو رہی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ بادشاہ نے شہزادہ ہی کو نہیں بلکہ خود اپنی زندگی کو بھی ایک حکم پسند شہزادہ اور فتنہ پرداز گروہ کے ہاتھ میں دے دیا ہے اور یہ کہ خسرو مرآتو اس کی بڑی بدنامی ہو گی یا وہ انتقام لے گا۔ اس لیے پہلے اسے جانا چاہئے اور اس کے بعد اس کی سپردگی سے لے کر آصف خاں کی سپردگی میں دے دیا۔ (30)

(26) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 252۔

(27) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 261۔

(28) ایضاً اگرچہ یہ کوشش اس طرح کامیاب رہی۔ مگر برسر اقتدار گروہ برابر سازش کرتا رہا جو جس وقت شہزادہ خرم دکن کو روانہ ہو رہا تھا تو اسے اور اس کے رفیقوں نے طے کیا کہ اگر شہزادہ خسرو اپنی رائے کے قبضہ میں رہا تو خود ان کی خیر نہیں ہو یہ کہ اس کی (خرم کی) عدم موجودگی میں شاید اس کی بادشاہ سے مصالحت ہو جائے اور خرم کی قیام امیدیں خاک میں مل جائیں۔ اس لیے انھوں نے پھر بادشاہ کے عزم پر حملہ کیا اور امراد کیا کہ وہ اپنے لڑکے کو آصف خاں کے سپرد کر دے اور خرم کو اس کا سر پرست بنادے۔ انھوں نے یہ دلیل دی کہ اس سے خاں خاں اور اس کے حمایتی خائف ہو جائیں گے جب وہ سنیں گے تو کہ شہزادہ پر اتنی حمایت ہے کہ وہ اس کے خلاف جنگ آزما ہونے کو نکل پڑا ہے اور یہ کہ بادشاہ نے اسے آزاد کر دیا ہے جو اس کے برابر ہے جیسے بادشاہی اس کی ہو اور جانشینی کی امید ہو گئی ہے اور اس کا موجودہ بحال ہے۔ بادشاہ جس نے خود کو ایک عورت کے اختیار میں دے دیا ہے۔ اپنے لڑکے کو سازشوں سے محفوظ نہ کر سکا۔ یا تو خود اس کے حوصلہ پر اس کی نظر نہیں ہے اور یا اسے اپنی بات پر بہت زیادہ مجبور ہے اور اس پر راضی ہو گیا ہے۔ چنانچہ آج وہ اپنی رائے کی حفاظت سے نکال لیا گیا اور آصف خاں نے جو سپاسی تعینات کیے تھے ان کے حوالے کر دیا گیا ہے اور دو سو شہزادہ کے سواروں کی مدد سے رو جلد دوم صفحہ 3 پرچہ جات (جلد چہارم صفحات 322-363) پر اپنا بیٹن جلد اول صفحہ 555۔

(29) سرطاس رو نے شاہی محل کے اندر سنسنی کے بادے میں جو باتیں سنیں انھیں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے "اس کی (خسرو کی) بہن اور حرم شاہی کی دوسری عورتیں ٹھکن ہیں۔ گوشت کھانا ترک کر دیا ہے اور بادشاہ کے سنبھالے اور علم کر رہی ہیں اور کہتی ہیں اگر وہ مر گیا تو محل کی سوسورتیں اس کے سوگ اور بادشاہ کی اپنے بیٹے کی قربانی پر جل مریں گی۔ بادشاہ کئی باتیں کرتا ہے اور قسم کھاتا ہے کہ وہ شہزادہ کا برا نہیں چاہتا اور اس کی رہائی کا وعدہ کرتا ہے اور عورتوں کے غصہ کو خنثی کرنے کے لیے نور محل کو اس کے پاس بھیجتا ہے مگر وہ کوئی ہے اور دھمکتی ہیں اور نور محل کے سمجھانے کو نہیں مانتی ہیں۔ رد (جلد دوم صفحہ 293) خود شہزادہ کے متعلق وہ کہتا ہے کہ اس نے گوشت کھانا ترک کر دیا ہے اور اپنے باپ سے خواہش کرتا ہے کہ وہ قتل کر دے مگر دشمنوں کو کامیاب دسرو نہ کرے۔

(30) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 236۔ بادشاہ صرف یہ کہتا ہے کہ شہزادہ جو بے رض خلافت رائے کی سپردگی میں تھا آصف خاں کو سپرد کر دیا گیا۔ لیکن سرطاس رو کامیاب سازش کی دلچسپ تفصیل بیان کرتا ہے جس کے نتیجہ میں خسرو کو آصف خاں کے سپرد کیا گیا۔ شاید یہ محض وہ بار کی گپ ہو جس کی کچھ بنیاد ہو۔ لیکن رائے عامہ کے رجحان کو ظاہر کرنے کے لیے اور بادشاہ کی بار بار رائے بدلنے کے سلسلہ میں یہ قابل لحاظ ہو۔ ہمیں بتایا گیا کہ برسر اقتدار گروہ نے یہ طے کیا کہ اگر شہزادہ خسرو جس سے ہر امتیاز کرتے ہیں۔ اگر زندہ رہا تو خود ان کی خیر نہیں ہے اور اس کی آزادی یا زندگی ان کے حوصلوں پر بد وقت کاری ضرب لگائے گی اس لیے انہوں نے کوشش کی کہ شہزادہ کو کس طرح اپنے اختیار میں لایا جائے تاکہ زہر سے اس کا خاتمہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر....)

لڑکے کو اور اس طرح ان کے خون سے یہ نوجوان (خرم) تخت شاہی پر بیٹھے گا۔ اس کی دوبارہ پردگی کے متعلق نئی توہمت پیدا ہو کر گشت کرتی ہیں مگر ختم ہو جاتی ہیں۔ ہر شخص اپنے اندیشہ یا خواہش کے مطابق بات کرتا ہے۔ سارے دربار میں کانابھوسی ہو رہی ہے۔ امر اور عوام الناس پر غم و اندوہ مسلط ہے اور طرح طرح کی افواہیں اور آوازیں سنائی دیتی ہیں جن کا نہ سر ہے نہ حیر۔ بس یہ ابھرتی ہیں اور دب جاتی ہیں اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ (31)

اس وقت بھی کہا جاتا ہے کہ خرم اپنے بھائی کو ختم کرنے کی کوشش میں لگا ہے۔ (32) اس تمام مدت میں امیدوں اور حوصلوں اور رقیب پارٹیوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے دربار میں مسلسل بھجان ہے۔

### خانہ جنگی کا اندیشہ

فطری طور پر خیال کیا جا رہا ہے کہ جہانگیر کے انتقال پر ایک دوسرے کے رقیب شہزادوں میں خانہ جنگی ہوگی۔ سرطاس روئے اپنا یہ فرض سمجھا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو آگاہ کر دے کہ وہ اس ملک میں اپنے کاروبار کو زیادہ نہ پھیلانے اس کے ایجنٹوں کو چند جگہوں میں جمع ہو جانا چاہئے اور ملک کی سیاست میں حصہ لینے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ (33)

(ہائی حاشیہ نمبر 30) کر دیا جائے۔ نور جہاں نے عورتوں کے بازو اور خوشامد اور دکھاوے نسوں کی مدد سے بادشاہ پر یہ اثر ڈالا کہ خسرو سے اندیشہ ہے اور اس کا بادشاہ بننے کا حوصلہ پست نہیں ہوا ہے۔ بادشاہ نے بات سنی اور تسلی دی مگر جتنی بات صاف صاف کہی گئی تھی اس سے زیادہ کچھ نہ سمجھا۔ اس ترکیب میں ناکام ہو کر انہوں نے بادشاہ کے شراب سے مست ہونے کا انتظار کیا۔ شہزادہ اور اعتماد دل اور آصف خاں نے بادشاہ کو یہ سوچایا کہ سلطان خسرو کی زندگی اور عزت کے لیے یہ زیادہ مناسب ہو گا کہ بجائے غیر مسلم راجپوت کے وہ اپنے بھائی کی پردگی میں رہے جس کی محبت خوشگوار ہوگی۔ اس لیے انہوں نے عاجزی سے التجا کی اور بادشاہ نے اسے منظور کر لیا۔ اور پھر سو گیا۔ ان لوگوں نے خود کو بادشاہ کے حکم سے مضبوط کرنا مناسب سمجھا جس سے سرطانی کی کسی کوجرات نہ ہوگی۔ چنانچہ اسی رات کو آصف خاں ایک محافظ فوجی دستے لے کر رائے کے یہاں گیا اور اس سے کہہ کر خسرو کو حاصل کر لیا۔ رائے چارہ ملازم قتل تاہم وہ بغیر شاہی حکم کے کسی اور کے حوالے شہزادہ کو نہ کر سکتا تھا۔ اب وہ بادشاہ کی پردگی ہوئی ذمہ داری سے آزاد ہو کر آرام کی نیند سونے لگا۔ اس جواب سے سب مطمئن ہو گئے اور فوجی رائے کو شہزادہ کے متعلق علم لینے اور اپنے جواب کی اطلاع دینے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو اور کہا کہ بادشاہ نے اپنے لڑکے کو اس کے حوالے کیا تھا اور اسے چار ہزار کا منصب دیا تھا اس لیے وہ محل کے دروازے پر جان دے دیگا مگر شہزادے کو اس کے دشمنوں کے حوالے نہ کرے گا۔ اگر بادشاہ کی یہی خواہش ہے تو وہ اس کی تعمیل کرے گا۔ مگر اپنی بے قصوری ثابت کرے گا۔ بادشاہ نے جواب دیا "تم نے ایمانداری اور وفاداری سے کام اور مناسب جواب دیا۔ اب اپنا لوہہ مضبوط رکھو اور کسی کے حکم کی پروا نہ کرو۔ میں اس سے بے خبری ظاہر کروں گا اور تم اپنی رائے نہ بدلو۔ نہ وفاداری سے من موڑ میں دیکھا ہوں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔" دوسرے دن شہزادہ اور مخالف گروہ نے بادشاہ کو خاموش پا کر یہ خیال کیا کہ اس نے شراب کے نشہ میں جو کہا تھا وہ بھول گیا ہو گا اور اجازت یا انکار کا لحاظ کئے بغیر معاملہ کو وہیں چھوڑ دیا۔

(31) درجلد دوم صفحہ 294۔

(32) درصفحہ 299 پرچہ جات جلد چہارم صفحہ 404۔

(33) آف سرطاس رد صفحات 383، 295۔

نیز بلکورد کاٹھ سرطاس اسمتھ کے نام خطوط موصولہ جلد ششم صفحات 134، 135۔



## نواں باب

### ہنگامے اور شور شیں

داخلی امن 1605-1623ء

شہزادہ خسرو اور شہزادہ خرم کی بغاوتوں کے درمیان سترہ سال مغل سلطنت میں بحیثیت مجموعی پورے امن و امان سے گزرے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ملک کے اندر بکثرت آزاد ریاستیں ہیں۔ نقل و حمل کی عظیم مشکلات ہیں حکومت کی فوج اور مسلح جہوم میں برائے نام ہی فرق ہے۔ گاؤں کے لوگوں میں لگان دینے سے انکار کرنے کا رجحان ہے اور سب سے آخر میں لیکن سب سے اہم یہ کہ سرحدوں پر طاقتور دشمن موجود ہیں تو ہمیں مغل حکومت کے معقول نظم و نسق اور طریق کار کی تعریف کیے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ اس زمانہ کے غیر ملکی سیاح متعدد دڈا کوؤں اور لوٹ مار کا ذکر کرتے ہیں مگر یہ سب سرحدوں اور راستوں پر ہوئے۔

ہنگامے اور بغاوتیں

چند ہنگامے اور شور شیں مقامی نوعیت اور مختصر مدت کی ضرور ہوئیں۔

رائے رائے سنگھ

رائے رائے سنگھ اور بیانیر کے دیپ سنگھ کو خسرو کی بغاوت سے یہ جرأت ہوئی کہ ناگور کے قریب شورش برپا کریں۔ (1)

رام چندر بندیلہ

رام چندر بندیلہ نے اس بنا پر علم بغاوت بلند کر دیا کہ اس کے بھائی ابو الفضل کے قاتل بیر سنگھ کے ساتھ بڑی جانب داری ہوئی جالی ہے مگر اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا گیا اور بادشاہ کے ساتھ اپنی لڑکی بیادینے پر مجبور کر دیا گیا۔ (2)

سکرام

بہار کے ایک زمیندار کو شاید خسرو کے واقعہ سے بغاوت کی جرأت ہوئی مگر جہانگیر قلی خاں

(1) مغل باب ہجری۔ محیڈن صفحہ 12۔

(2) مغل باب ہجری۔ محیڈن صفحہ 14۔

کے گورنر بہار سے مقابلہ میں وہ شکست کھا کر قتل ہو گیا۔ (3)

### قطب

قطب کی شہزادہ خسرو کی بیوی میں عجیب و غریب بغاوت (4) کے علاوہ دہلی کے جوار میں بھی 1610ء میں شورش ہوئی جسے معظم خاں نے آگرہ سے آکر فرو کیا۔ (5)

### قنوج و کالپی

اگلے سال ایسے ہی ہنگامے قنوج اور کالپی میں ہوئے جنہیں خان خاناں نے فرو کیا جس کی جاگیر اسی طرف کے علاقہ میں تھی۔

### دلپت کی شکست گرفتاری اور سزائے موت

1613-14ء میں دلپت کو اس کے بھائی راؤ سورج سنگھ نے گدی سے اتار دیا تھا جس کی وجہ سے وہ بغاوت پر اتر آیا۔ راؤ سورج سنگھ کو اس کی تادیب پر مقرر کیا گیا۔ جس نے اسے سخت شکست دی اور جنوبی پنجاب کی طرف بھاگ دیا۔ اسے خوست کے فوجدار حامی جمال بلوچ نے گرفتار کر کے دربار روانہ کر دیا اور اسے سزائے موت دی گئی۔ (6)

### سبحان قلی

ایک معمولی فساد 1618ء میں ہوا جب کہ اکبر کے بہترین لشکری حامی جمال بلوچ کے لڑکے اور اسلام خاں گورنر جمال کے قتل کی سازش کرنے والے سبحان قلی اپنی رہائی اور شاہی لشکری کی ملازمت میں شامل ہونے کے بعد گجرات کے دربار سے بھاگ گیا اور آگرہ کے قرب و جوار میں کاشکاروں سے مکمل مل گیا۔ تعاقب کرنے والی شاہی فوج کی آمد پر کاشکار بھڑک گئے لیکن انہوں نے اطاعت قبول کر لی اور طرز کو خواجہ جہاں گورنر آگرہ کے پیچھے ہوئے ایک فوجی دستہ کے حوالے کر دیا۔ اسے سزائے موت کا حکم ہوا مگر جلد ہی جہانگیر نے اسے نرم کر دیا لیکن یہ حکم بروقت نہ پہنچ سکا۔ اس وقت سے جہانگیر نے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ موت کی سزا شام تک ملتوی رکھی جائے گی۔

### گجرات

گجرات میں سب سے زیادہ چھوٹی چھوٹی شورشیں ہوئیں۔

- 
- (3) مائیکل باب پلٹن۔ جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحات 173-176۔  
 (4) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 171۔  
 (5) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 199۔ آثارالامرا (پورج) جلد اول صفحہ 57۔  
 (6) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحات 27-28۔

## مظفر گجراتی کا لڑکا

مظفر گجراتی جو اکبر کے عہد میں اپنی دراشت کا زبردست مددگار تھا اس کے ایک لڑکے نے اکبر کے انتقال پر احمد آباد میں علم بغاوت بلند کیا مگر اسے جلد ہی پکڑ دیا گیا۔ (7)

## جیت پور کا رئیس

کاشیاوار میں جیت پور کے شوروہ پشت رئیس نے 1617ء میں کچھ شورش برپا کی۔ فدائی خاں کے ماتحت جو فوج اس کی تادیب کے لیے مقرر کی گئی اس سے وہ بچ کر جنگوں میں چھپ رہا۔ اس کے ہمراہیوں نے فدائی خاں کے بھائی روح اللہ پر بے خبری میں اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا۔ لیکن روح اللہ کے سپاہیوں نے پاس کے گاؤں میں آگ لگا دی اور اس کے باشندوں کو ذبح کر ڈالا۔

## معانی

جیت پور کا رئیس جب بالکل عاجز اور بے بس ہو گیا اور اس نے اطاعت قبول کی اور اسے معاف کر دیا گیا اور درباریوں میں شامل کر لیا گیا۔ (8)

## فوجیوں اور کاشیکاروں میں جھگڑا

1612ء میں محمد کے اندر فوجیوں اور کاشیکاروں میں جھگڑا ہو گیا۔ جہانگیر نے محل کے بخشی عبدالرزاق کو بحال کرنے کے لیے بھیجا اور یہ کوشش کی کہ رعایا اور فوجیوں میں میل ہو جائے۔ (9)  
لیکن یہ سب مقامی معاملات تھے جن میں جان و مال کا زیادہ نقصان نہیں ہوا اور جنہیں فوراً دبا دیا گیا البتہ سرحدی صوبوں کا حال اس سے مختلف تھا۔

## پورنگلی

مغربی ساحل پر پورنگلیوں نے سخت تکلیفیں پہنچائیں۔ مختلف قوم کے پورچین تاجروں، انگریز، ڈچ اور پورنگلیوں کی سمندر میں باہمی آویزشیں حکام شاہی کے لیے سخت پریشان کن تھیں۔ جہانگیر خود گوا کے پورنگلی حکام سے دوستانہ تعلقات رکھنے کا خواہاں تھا۔ 1607ء میں اس نے مقرب خاں کو پادری مہمید کے ساتھ بطور سفیر کے گوا بھیجا مگر 1611ء میں سورت کے قریب پورنگلیوں نے سارے ہی جہازوں پر قبضہ کر لیا جن میں مادر ملکہ کا بھی حصہ تھا اور جن میں کم از کم تیس لاکھ کا خرہ نہ تھا بادشاہ سخت برافروختہ ہوا اور مقرب خاں کو سورت کو تادان وصول کرنے بھیجا۔ مغل گورنر نے اپنی بحری کزداری کی مدد سے ملانی کے لیے جو مغل دفاعی قوت کا کمزور ترین پہلو تھا بڑی عکسندی اور ہوشیاری سے انگریز بحری کپتان

(7) جہانگیر (راجس دھیرنج) جلد اول صفحات۔

(8) جہانگیر (راجس دھیرنج) جلد اول صفحات 389، 390، 391، 393 تا 394 (پورنج) جلد اول صفحات 560،

561 جیت پور کے رئیس کے لیے دیکھو ث جلد دوم صفحات 258۔ اسپرل گزٹیر آف انڈیا جلد سوم صفحہ 192۔

(9) جہانگیر (راجس دھیرنج) جلد اول صفحہ 225۔

ڈاونٹن کو ملا لیا۔ بعد کی جنگ میں پورنگھلی وائسرائے کی سخت گولہ باری ہوئی اور بالآخر انگریزی بحری بیڑہ نے اسے سخت شکست دے دی۔ اسی دوران میں شاہی فوجوں نے دمن کا محاصرہ کر لیا۔ مغل سلطنت میں جتنے پورنگھلی رچے تھے وہ تقریباً سب گرفتار کر لیے گئے حتیٰ کہ پادری چروم زلویر کو بھی مقرب خاں کی حراست میں دیدیا گیا۔ پورنگھلی مشنریوں کو جتنی رعایتیں ملی ہوئی تھیں وہ منسوخ کر دی گئیں اور ان کے مذہب اور عبادت کو ممنوع کر دیا گیا۔ دربار میں پورنگھلیوں کو نظر انداز کر کے ظاہر انگریزوں پر نظر عنایت ہونے لگی۔ اس طرح ہر طرف سے عاجز ہو کر پورنگھلیوں نے صلح کی بات چیت شروع کی۔ دونوں طرف سے کافی بھاد تاواوریت و صلح کے بعد ایک معاہدہ ہو گیا اور جہانگیر کے عہد میں مغلوں اور پورنگھلیوں کے درمیان کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ (10)

## بنگال

پورب کی طرف بنگال میں طویل خانہ جنگی کی صورت پیدا ہو گئی۔ دو آب کے حکمرانوں کو ہمیشہ لگاتار کے دہانے کے شلٹ پر اپنا اثر قائم کرنے میں دشواری ہوئی۔

## جغرافیائی حالات

سیکڑوں چشمے جو پانی سے لبریز زمین پر بہتے ہیں حملہ آور فوجوں کی نقل و حرکت میں سخت ہارن ہوتے ہیں۔ بارش ساری سرزمین کو سیل آب بنا دیتی ہے اور حملہ آور بے بس ہو جاتا ہے۔ بارش کے بعد طیریا کی آفت آتی ہے۔ دوسری طرف دفاع کرنے والوں کے لیے ناقابل گزر جنگل بڑی محفوظ پناہ گاہ ہیں جہاں سے وہ کبھی باہر نکل کر غنیم پر چھاپہ مارتے ہیں اور آفات ارضی و سلاوی میں جو کسر رہ گئی ہو اسے پوری کر دیتے ہیں۔

## تاریخ

سلاطین کے عہد میں 1206ء و 1526ء بنگال کا بیشتر حصہ عملی طور پر آزاد رہا۔ باہر نے جب بالائی حصہ ملک کو فتح کیا تو بنگال کے معزول افغان شاہی خاندان اور قسمت آزمائوں کا آماجگہ بن گیا۔ ہمایوں کے عہد میں افغانوں کی تاریخ میں سب سے بڑے ماہر جنگ اور مدبر نے مختلف عناصر کو چھوڑ کر ایک جھٹکا بنالیا۔

(10) جہانگیر (راجہ جی و جیورج) جلد اول صفحات 255، 274 مستند خاں اور خانی خاں ایک مختصر سے بیان کے ساتھ اس واقعہ سے گزر جاتے ہیں۔ گلیڈون صفحہ 28۔ مسٹر انڈر وڈکشن ٹو ایس آف سر طاس رو صفحات 10، 13۔  
خطوط موصولہ جلد دوم صفحہ 107۔ پورنگھلیوں کے محاصرہ حالات کے لیے سر طاس رو، ہمیری، ہاکش، ڈاونٹن، پی ڈی ایل، پیے رارڈ، ڈی لاول، طاس مسپیٹ، ڈان روڈ آئیٹس کے بیانات۔ حال کی تاریخوں میں ڈانور کی پورنگھلیوں انڈیا، ہنرس ہنری آف برٹش انڈیا اسٹاک پوری فہرست کے لیے ٹایٹ کا مضمون جنرل آف ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی صفحات 193، 208۔

## شیر شاہ

جنرانیکی حالات اور اپنے ساتھیوں کے اسلحہ کی مدد سے شیر شاہ نے بکھرے ہوئے مغلوں کو ہندوستان سے نکال باہر کیا اور یادگار خاندان سوری کی بنیاد رکھی۔

## انتشار و بربریت

1556ء میں مغل اقتدار بحال ہونے پر بنگال بہت دنوں تک آزاد رہا لیکن انتشار اور خانہ جنگی میں جلا رہا۔ مغل فتوحات کے سیلاب سے بھاگتے ہوئے افغان امرا آپس میں لڑتے جھگڑتے، غارتگری کرتے اور جسے چاہا قتل کرتے رہے۔

## اکبر کے عہد میں

1573-74ء میں اکبر کے عہد میں ایک زبردست فوج بھیجی جس نے برائے نام بادشاہ داؤد کو عاجزانہ محکوم قبول کرنے پر مجبور کر دیا اور سارے صوبہ میں مغل اقتدار کا غلبہ ہو گیا۔ لیکن افغان اس جوئے کو اتارنے کی بھرپور کوشش کئے بغیر مایوسی سے بیٹھ رہنے والے نہ تھے۔ 1575ء میں داؤد نے ایک زبردست فوج جمع کی اور مغل گورنر کی موت سے فائدہ اٹھا کر اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ مغل اقتدار کو پھر سے بحال کرنے میں ایک سال سے زیادہ مدت صرف ہوئی اور افغان موقع کے منتظر رہے داؤد کی گدی قتلواں کو ملی اور پھر اس کے دست راست عیسیٰ خاں اور اس کے بعد سلیمان کو جو مغلوں سے لڑتے ہوئے جلد ہی ختم ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹھے لڑ کے عثمان کو گدی ملی۔

## عثمان

بنگال میں افغانوں کا آخری نمائندہ عثمان مضبوط اور بھاری جسم کا تھا اور بہت جسمانی قوت رکھتا تھا۔ وہ بہادر اور باہمت تھا اور اس کے ساتھ ہی اس میں بڑی جنگی ذہانت تھی اور اپنے فطری جوش سے اپنے ساتھیوں کو متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اپنے نامور پیشرو شیر خاں کی طرح وہ بہت دنوں تک موقع کا انتظار کرتا رہا اور دلی نفرت کے باوجود مغلوں سے میل جول رکھا اور ان سے وفاداری ظاہر کر کے پانچ لاکھ روپیہ قیمت کی جاگیر حاصل کر لی لیکن 1592ء میں اس نے اپنے چہرہ سے نقاب الٹ دی اور خواجہ سلیمان سے مل کر لڑیسہ پر حملہ کر دیا جو حال ہی میں مغلوں کے لیے راجہ مان سنگھ نے فتح کیا تھا۔ دلیرانہ حملہ تو دبا دیا گیا لیکن بنگال و لڑیسہ میں امن و امان قائم کرنے کی کوشش میں مان سنگھ کو اپنی ساری صلاحیت صرف کر دینا پڑی۔ (11)

## بارہ بھیا

افغانوں کے علاوہ مغلوں کو بنگال کے بارہ رئیسوں کا بھی تدارک کرنا پڑا جن میں بارہ بھیا کہتے تھے اور جن کا لیڈر راجہ پر تاپ دتہ تھا۔ بنگالی روایات کے بموجب مغلوں کی مزاحمت کے روح رواں۔ یہی (11) سنوارت (ہسٹری آف بنگال ص 133) بکھاسی پریس کلکتہ ایڈیشن 1910ء ص 214) نے غلطی سے عثمان کو تبتو کا منہ لکھا ہے ویکمؤڈرن کی مخزن افغانی ص 179۔ جو کہیں صفحات 520-521۔

تھے۔ لیکن دراصل افغانوں کے مقابلہ میں جو زیادہ مسلح تھے ان کی ماتحت حیثیت تھی۔ تاہم انہوں نے بنگال کے انتشار کو بد سے بدتر بنانے میں کافی حصہ لیا۔ (12)

## مگھ

بنگال کی سرحد کے اس پار آسام اور اراکان تھے جن سے مغلوں کا تنازعہ جہانگیر کے انتقال کے بہت دنوں بعد تک نہیں ہوا لیکن ایک نیم وحشی منگول قبیلہ نے جسے مگھ کہتے تھے کچھ شورش برپا کی۔ (13)

## عثمان کی بغاوت 1599ء

گورنر بنگال راجہ مان سنگھ اکثر حاضر دربار ہوتا یا راجہ تانہ میں رہتا اور بنگال کا انتظام اپنے لڑکے جگت سنگھ کو سپرد کر رکھا تھا۔ 1599ء میں جبکہ سلطنت کی بہترین فوجوں کے ساتھ دکن میں تھا۔ مان سنگھ کو میواڑ کی تسخیر میں شہزادہ سلیم کی مدد پر مقرر کیا گیا۔ عین اس زمانہ میں جگت سنگھ کا انتقال ہو گیا اور اس کا لڑکا مہا سنگھ جائشیں ہوا۔ یہ صورت حال تھی جب عثمان نے علانیہ بغاوت کر دی اور بھدارک کے قریب مہا سنگھ کو سخت شکست دے دی۔ اس نے کئی قلعوں پر قبضہ کر لیا اور کئی ضلعوں میں اپنی حکومت قائم کر دی۔ گولہ بارود کا بہت بڑا ذخیرہ اس کے ہاتھ لگ گیا اور اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ اس کے آدمیوں میں روزانہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

## مان سنگھ کی فتوحات

راجہ مان سنگھ اپنی فوجوں کو لے کر تیزی سے بنگال پہنچا اور باغیوں کو شکست پر شکست دی اور اس کے توپ خانے نے بھاردرافغانوں کا قلع قمع کر دیا۔ شاعی وقار تو بحال ہو گیا لیکن امن و امان کی منزل ابھی بہت دور تھی۔

(12) بارہ بھون اور خامس کر پر تپ دجیہ کے حالات میں بہت سا اضافہ ہو کر دیا گیا ہے۔ دیکھو بنگالی تاریخیں۔ کھل رانے تانہ کی پر تپ دجیہ۔ سچہ چن شاستری کی پر تپ دجیہ، ڈی لاسٹ ہندو کنگ آف بنگال جس میں بھار پر تپ دجیہ کے تاریخی حوالے دیے گئے ہیں۔ ایک بنگالی ناول منکا دھپ پرانے اور ایک ڈرامہ گلش پر تپ دجیہ میں بہت سی مروج مقامی روایتوں سے مدد لی گئی ہے۔ نیز دیکھو بنگال کی دو دور تاریخیں کھل رانے کی ہسٹری آف مرشد آباد اور آرڈی ہسٹری کی ہسٹری آف بنگال۔ زیادہ تنقیدی مولو کے لیے دیکھو بیورج جرنل آف ایشیاک سوسائٹی بمبئی 1904ء صفحات 57-63 ڈاکٹر جیس وائز کے مضامین جرنل آف ایشیاک سوسائٹی بمبئی 1874ء صفحات 194-214 جرنل آف ایشیاک سوسائٹی بمبئی 1875ء صفحات 181-183۔ فارو ہوسٹن جرنل آف ایشیاک سوسائٹی بمبئی 1913ء صفحات 437-449 بنگالی تصانیف اور نیز ان مضامین میں پرکاشوں اور لکھنؤ کے متعلق بھی بعض معلومات ہیں۔

(13) 1613ء میں اسلام خاں گورنر بنگال کا لڑکا ہو شک کھ کے چند آدمیوں دربار میں لایا۔ ان کی شکل و صورت اور اطوار سے جہانگیر کو سخت خوف ہوا اور اس نے لکھا "مختصر یہ کہ وہ انسانی شکل میں حیوان ہیں۔ وہ زمین اور سمندر کی ہر چیز کھا لیتے ہیں اور ان کے مذہب میں کوئی چیز ممنوع نہیں ہے۔ انہیں کسی کے ساتھ کھانے میں عذر نہیں ہوتا اور وہ اپنی سوتیلی ماں کی لڑکیوں کے ساتھ شادی کر لیتے ہیں۔ ان کے چہرے تو قرأت حق جیسے ہیں مگر ان کی زبان تخی ہے جو ترکی سے بالکل مختلف ہے۔ ان کا کوئی باضابطہ مذہب نہیں اور نہ کوئی دستور جسے مذہب کہا جاسکے۔ مسلمانوں سے وہ بہت دور ہیں اور ہندوؤں سے بھی بالکل الگ ہیں۔ (راجاں و بیورج) جلد اول صفحہ 236 مستند خاں، کامکار اور غانی خاں نے بھی یہی لکھا ہے۔

## بنگال میں بد امنی

1604ء میں مان سنگھ دربار کو واپس ہو گیا اور افغانوں نے پھر سر اٹھایا۔ اس مرتبہ انھوں نے منظم بغاوت نہیں کی بلکہ شاعی علاقہ میں لوٹ مار کرتے اور شاعی علاقہ کی باشندوں کو پریشان کرتے رہے۔

1605ء تا 1608ء

جہانگیر کے عہد کے ابتدائی تین برسوں میں یہی صورت رہی 1606ء میں مان سنگھ کی جگہ قلعہ الدین کا تقرر ہوا جو اگلے سال قتل ہو گیا۔ اس کا جانشین جہانگیر قلی خاں سن رسیدہ آدمی تھا اور آب دہوا کی ناموافقت سے سال کے اندر ہی فوت ہو گیا (14) حکام کی اس جلد جلد تبدیلی کی وجہ سے امن و امان بحال کرنے کی موثر کوشش نہ ہو سکی۔

## اسلام خاں گورنر بنگال

اگلے گورنر اسلام خاں (15) کو خاص کر بوجھ ہوئے غلغلا کو دور کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اس کی کم عمری سے درباری حلقوں میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا گیا (16) مگر اس پر اعتماد کیا گیا جس پر وہ پورا اثر۔

## مستقر کی تبدیلی

سب سے پہلا کام اسلام خاں نے یہ کیا کہ حکومت کے مستقر کو راج محل سے ڈھاکہ منتقل کر دیا اور ڈھاکہ کا نام جہانگیر نگر کر دیا تاکہ وہاں سے صرف عثمان اور اس کے حلیف زمین داروں کا بلکہ مکھ کا بھی موثر طور پر تدارک ہو سکے۔ (17)

## زمینداروں کا استیصال اور عثمان سے مقابلہ کی تیاری

جیسے ہی زمینداروں کو تقریباً اطاعت شعاری پر مجبور کیا جا چکا اسلام خاں نے عثمان کے

(14) جہانگیر (راجس و پور رتج) جلد اول صفحہ 78۔ اقبال نامہ 19۔ نیز جہانگیر (راجس و پور رتج) صفحات 192 و 208 اقبال نامہ صفحہ 24۔

جہانگیر قلی خاں جس کا اصلی نام لالہ بیگ تھا۔ محمد حاکم کے ایک غلام کا لڑکا تھا۔ محمد حاکم کے انتقال کے بعد وہ اکبر کی ملازمت میں ہو گیا اور فخریہ سلیم کے ہمراہیوں میں قیام کیا۔ (دیکھو اقبال نامہ صفحات 33 و 34) تاثر الامراء۔

(15) جہانگیر (راجس و پور رتج) جلد اول صفحہ 32۔

(16) جہانگیر (راجس و پور رتج) جلد اول صفحہ 208۔

(17) جہانگیر (راجس و پور رتج) جلد اول صفحہ 209 رحمان علی کی تاریخ ڈھاکہ۔ بنگال پاست اینڈ پریزنٹ 1909ء صفحات 212 و 213 سترہویں صدی میں ڈھاکہ کے حال کے لیے دیکھو بیڈرو مسٹر و فرسٹ سائین ماسٹرک ترجمہ بنگال پاست اینڈ پریزنٹ 1916ء جلد 13 صفحات 2 تا 3 قیونٹ جلد سوم صفحہ 68۔ باری صفحات 149 و 150 تاریخ جلد اول صفحہ 128 حصہ دوم صفحہ 55۔ نیز امپریل گزیٹر آف انڈیا۔

استیصال کی وسیع پیمانہ پر تیاری شروع کر دی۔ شجاعت خاں (18) جو شیخ سلیم چشتی کی اولاد میں تھا اور شہزادہ سلیم کارنیش اور دوست اور شاید اسے بغاوت پر ابھارنے والا بھی اور جسے شہزادہ نے تخت نشین ہوتے ہی اعلیٰ منصب پر سرفراز کر دیا تھا۔ اسے اس مہم کا سپہ سالار بنایا گیا۔

### دوسرے ماتحت افسران

مقتول قطب الدین خان کا لڑکا کشور خاں اور افتخار خان، سید آدم بارہہ، مقرب خاں کا بھتیجہ شیخ ایچے اور اہتمام خاں دوسرے ماتحت افسران تھے۔ مرزا مراد کا لڑکا میر قاسم فوج کا بخشی اور وقائع نویس مقرر کیا گیا۔

### اسلام خاں کے قتل کی سازش

قرب و جوار کے کئی زمینداروں کو راستہ بتانے کے لیے ساتھ لیا گیا۔ ٹھیک اسی زمانہ میں عثمان نے سجان قلی کو (جو اکبر کے بہترین میر شکار حاجی جمال بلوچ کا لڑکا اور اسلام خاں کے ہر وقت ساتھ رہنے کا ملازم تھا) اسلام خاں کو قتل کرنے پر اجرت دے کر مامور کیا گیا۔ مگر سازش کا حال قبل از وقت ایک سازشی نے کھول دیا جسے سجان قلی نے رازدار بتلایا تھا۔ (19)

### فوج کی ڈھاکہ سے روانگی

نیک ساعت میں فوج ڈھاکہ روانہ ہوئی اور تقریباً سو کوس کا سفر طے کر کے ایک مقام پر پہنچی جہاں سے عثمان کے قلعوں پر حملہ کیا جاسکتا تھا۔

### مصالحت کی ناکام کوشش

ایک آخری کوشش افغانوں کو پر امن طور پر ہتھیار ڈال دینے پر آمادہ کرنے کی گئی مگر یہ قطعاً

(18) اس کا اصلی نام شیخ کبیر تھا۔ شجاعت خاں کا خطاب اسے باغی شہزادہ سلیم نے دیا تھا۔ جس نے تخت نشین ہونے پر اسے ایک ہزار کا منصب دار کر دیا (جہاںگیر راجس دیورج جلد اول صفحہ 209) 1607ء میں اسے پندرہ سو ذات اور ایک ہزار سو ار پر ترقی ملی اور دھمکن پر فوجی خدمت پر بھیجا گیا۔ جہاں اسے ہر اول کا عہدہ ملا جسے سادات بارہہ اپنا موروثی حق سمجھتے تھے۔ (ایضاً صفحہ 113 بلوکیں صفحات 519-520) 1611ء میں وہ دھمکن سے واپس بلایا گیا اور دو ہزار ذات و ڈیڑھ ہزار سوار کے منصب پر ترقی دے کر اسلام خاں کی مدد پر بھیج دیا گیا۔ بادشاہ کا یہ بیان کہ ”میں نے اسے بنگال میں اسلام خاں کی مدد پر بھیجے کے لیے دکن سے واپس بلالیا۔ مگر دراصل وہاں مستقل تعینات کرنے کے لیے اور صوبہ کا انتظام ہاتھ میں لینے کے لیے رپورٹ کرنے والے کی غلطی پر جی ہے اور اس کے بعد کا فقرہ پڑھنے پر یہ بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ اسلام خاں 1623 تک برابر بنگال کا گورنر شجاعت خاں کی شجاعت و جوانمردی کی بادشاہت بہت زیادہ تعریف کرتا ہے۔ نیز دیکھو آثارالامرا جلد دوم صفحہ 630۔ بلوکیں صفحات 519-520۔

(19) جہاںگیر (راجس دیورج) جلد اول صفحات 27، 28 سجان قلی کو فوراً گرفتار کر لیا اور کئی سال بعد رہا کیا گیا۔



ناکام ثابت ہوئی۔ (20)

## نیک اجیال کی لڑائی

اتوار 12 مارچ 1612ء (9 محرم) کو شجاعت خاں نے ڈھاکہ سے سوکوس کے فاصلہ پر نیک اجیال کے ایک چشمہ کے دلدل کے کنارے اپنی فوج کی صفوں کو ترتیب دیا۔ (21) سید آدم بارہ شیخ اچھے اور چند دیگر نامی افسران ہراول میں رکھے گئے اور کشور خاں میسرہ پر اور افتخار خاں سینہ پر قلب میں شجاعت خاں کے لڑکے بھائی داماد اور خود پہ سالار تھے۔

شای فوج کی تیاریاں دیکھ کر افغان پیدل اور سوار فوج بھی قلعوں اور پناہ گاہوں سے باہر آگئی۔ ان کی قیادت خود عثمان کر رہا تھا جو اپنے غیر معمولی موٹاپے کی وجہ سے ہاتھی کے سوا کسی اور سواری پر نہیں آسکتا تھا۔ باغیوں نے شای فوج پر پوری طاقت سے بھرپور حملہ کیا اور ہراول فوج کو کاٹ کر رکھ دیا۔ نیز سینہ اور میسرہ کو سید آدم بارہ، شیخ اچھے، افتخار خاں اور کشور خاں سب قتل ہو گئے۔ شای فوج کا صرف قلب اپنی جگہ ڈھا ہوا تھا اور اب باغیوں نے جم کر پوری قوت سے اس پر حملہ کیا۔ عثمان خود اپنے منتخب ہاتھی باکھلا پر سوار فوج کی قیادت کر رہا تھا (22) شای فوج کے بہت سے آدمی قتل یا زخمی ہو گئے مگر بالآخر افغان فوج کی پیش قدمی روکنے میں کامیاب ہو گئے۔

عثمان نے اپنے بچرے ہوئے ہاتھی کو شجاعت خاں پر حملہ کے لیے بڑھایا اور باوجودیکہ شجاعت خاں نے ہر بھی تلوار اور خنجر سے مسلسل بھرپور حملے کیے مگر وہ مع اپنے گھوڑے کے زمین پر گر گیا۔ خوش قسمتی سے گھوڑا اور سوار دونوں زیادہ زخمی نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ شجاعت خاں کے داروغہ امشبیل نے ہاتھی کے اگلے پیر پر دودستی تلوار سے کاری زخم لگایا اور جب ہاتھی آگے کو جکا تو اس نے فیلیان کو گھسیٹ لیا۔ شجاعت خاں نے جواب تک پایادہ تھا ہاتھی کی سسک پر بھرپور (20) جہانگیر اور مستر خاں (صفحہ 61) کے بیان کے بموجب اس موقع پر خوش تقریر لوگ رونے کیے گئے کہ عثمان کو لہجائش کریں اور اسے وفا شعار کی کاروبار لگائیں اور عبادت کی راہ سے بنا کر سیدھی راہ پر کریں۔ استورات نے سزا کے پیچھے کا وقت اسلام خاں کے گورنر ہونے کے فوراً بعد بتایا ہے کہا جاتا ہے سفروں نے فصیح تقریر کر کے افغانوں کو یقین دلانے کی کوشش کر بادشاہی فوج کو اپنے خلاف بلااگستی طاقت کی بات ہے اور مغلوں کا جرح ۱۱ بار پھینکا آسان نہیں ہے اور اس کی امید بھی نہیں اور جو افغانوں کے کانہوں پر اتار کر انہوں کو ہوجھتا رہا کے دوسرے طبقوں پر اور امت محمدی میں دونوں کے ایک ہونے کی وجہ سے بحیثیت لوٹے اقتدار کے ان کا فرض ہے کہ اعلیٰ اقتدار کے سامنے جھکیں اور فاتحوں میں گھل جاتے کی کوشش کریں۔ دیکھو 226 نومبر کا عروج و زوال مقرر ہوتا ہے۔ افغانوں نے چھ سو سال تک ہندوستان پر مظاہر حکومت کی۔ مگر اب قسمت نے مصافحوں کے ہاتھ میں دے دیا ہے تو انہیں چاہئے کہ مبر و سکون کے ساتھ اسے برداشت کریں اور مرضی الہی کے سامنے سر جھکادیں۔ استورات ہسٹری آف بنگال۔ نیا ایڈیشن صفحات 237 و 238۔

(21) میدان جنگ کی صحیح جگہ کا تعین نہ ہو سکا۔ جہانگیر (راجس دیو راج جلد اول صفحہ 210) میں صرف اس قدر ہے کہ لڑائی ایک تار کے کنارے ہوئی تھی جہاں ایک دلدل تھا۔ اقبال ؎ (صفحہ 61) میں بھی یہی افغان ہیں۔ مخزن افغانی میں جیسا کہ بلوچین (صفحہ 520) میں ہے لڑائی کی جگہ نیک اجیال ہے۔ لیکن بلوچین کا بیان ہے کہ مشرقی بنگال کے پرگنات سرکار محمود آباد (پونہ) اور سرکار بڑوچ (نیکن سنگھ لوگرہ) میں اسی نام کے نئی مقام ہیں۔ استورات (صفحہ 134) قدیم ایڈیشن اور صفحہ 238 جدید ایڈیشن) نے غلطی سے اس جگہ کو ریائے سورن دیکھا ہے کنارے تھا ہے جو اڑیسہ میں ہے۔

(22) توڑک کے اصل نسخہ میں ہاتھی کا نام ٹھٹھ ہے لیکن جیسا کہ یورین کا بیان ہے کہ برٹش میوزیم کے مخطوطوں میں باکھلا نام ہے۔ اقبال ؎ نے بھی باکھلا بتایا ہے۔

ضر میں لگائیں کہ وہ چانک خود ہی اپنی فوج کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ عثمان اب دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا اور عین اس وقت جب کہ شجاعت گھوڑے پر سوار ہو رہا تھا۔ دشمن کے ایک دوسرے ہاتھی نے شاہی علیبردار پر حملہ کیا اور گھوڑے اور جھنڈے کو گر ادیا۔ شجاعت نے خود علم بردار اور علم کو اٹھا کر دوسرے گھوڑے پر سوار کر دیا۔ ہاتھی پر ہر طرف سے تیروں، خنجر وں اور کھاروں کے وار ہوئے اور لڑائی پوری سرگرمی سے جاری رہی۔

### عثمان کو مہلک زخم

عین اس وقت کسی نامعلوم آدمی کی بندوق کی گولی سے عثمان کے سر میں مہلک زخم لگا۔ لیکن یہ جاننے ہوئے کہ زخم مہلک ہے عثمان چہ گھٹنے تک اپنی فوج کو لڑاتا اور نقل و حرکت کی ہدایت دیتا رہا۔ میدان خوریز تھا اور لڑائی زوروں پر تھی۔

### افغانوں کو شکست

لیکن دن گزرتے گزرتے جنگ کا نتیجہ واضح ہو گیا۔ افغان اپنے لیڈر کی حالت سے سخت بد دل ہو کر ہسپائی پر مجبور ہو گئے اور شاہی فوج نے ان کا تختی سے حاقب کیا۔ افغانوں نے اپنے قلعہ بند استحکامات میں پتلہ اور فی الحال تسلی ہوئی شاہی فوج کے مقابلہ میں بڑی بہادری سے نیزوں اور بند قوسوں سے دفاع کیا۔

### عثمان کی موت

یہیں انھوں نے رات گزار۔ بکا راہہ کیا اور یہیں آدمی رات کے وقت عثمان کا انتقال ہو گیا اور اپنے پیچھے کوئی لائق جانشین نہ چھوڑا۔

### افغانوں کی قلعہ کی طرف پسپائی

سورج نکلنے سے چند گھنٹہ پیشتر افغان عثمان کی لاش لے کر اور خیمہ و خراگہ چھوڑ کر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

### تعاقب

خبر رسالوں نے فوراً شجاعت خاں کو اطلاع دی اور شاہی فوج کے جھکے ہوئے افسروں میں اس پر غور ہونے لگا کہ آیا تعاقب فوراً شروع کیا جائے یا ذرا ٹھہر کر کہ اتنے میں معظم خاں کے لڑکے عبدالسلام کی ماتحتی میں تین سو سوار اور چار سو بند قوسوں کی خوش آئند کمک آگئی اور فوراً تختی سے تعاقب شروع کر دیا گیا۔

### افغانوں نے اطاعت قبول کر لی

افغانوں نے یہ محسوس کر کے کہ اب فرار کی کوئی صورت نہیں رہ گئی۔ ہتھیار ڈال دینے کا فیصلہ کر لیا۔ سابق افغان لیڈر کے بھائی ولی خاں نے شجاعت خاں کو یہ پیغام بھیجا کہ اب چونکہ شورش کی

اصل بنیاد باقی نہیں رہی اس لیے وہ اطاعت کرنے پر تیار ہیں اور اپنی جانوں کی سلامتی کے وعدہ پر اپنے ہاتھی حوالے کر دیں گے۔ شجاعت خاں نے معتقد خاں اور دیگر افسروں کی رضامندی سے فوراً اس کی ضمانت کر لی اور اگلے مسئلہ 14 مارچ کو دلی اور نیز عثمان کے لڑکوں، بھائیوں اور دامادوں نے اطاعت قبول کر لی۔ انہوں نے انچاس 49 ہاتھی بطور نذر پیش کیے۔ شجاعت خاں اودھ اور بعض شورہ پشت مفتوحہ مقامات پر معتقد افسروں کو تعینات کر کے دلی اور دوسرے افغان پر غالیوں کو ساتھ لے کر اسلام خاں سے ملنے مستقر کی طرف روانہ ہو گیا۔ (23)

### جہانگیر کو اطلاع

ان حالات کی اطلاع 29 محرم 1021ء مطابق یکم اپریل 1622ء کو اسلام خاں کے مراسلہ سے جہانگیر کو ملی جس پر اسے بڑی خوشی ہوئی۔ چند ہی دن بعد عثمان کا سر اس کے پاس بھیج دیا گیا۔

### انعامات

اسلام خاں کا منصب چھ ہزار ذات کا کر دیا گیا اور شجاعت خاں کو علاوہ اس کے منصب میں ایک ہزار ذات کی ترقی کے رسم زماں کا خطاب دیا گیا۔ دوسرے افسران جنہوں نے اس سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دیں تھیں انہیں مناسب انعامات دیے گئے۔ (24) شکست خوردہ غنیم کے لیے جہانگیر نے جیسا کہ اس کا اصول تھا معاملتان پالیسی اختیار کی اور باضابطہ طور سے سلطنت کے ساتھ وابستہ کیا اور ان کی صلاحیتوں سے سلطنت کی خدمت لینے کی کوشش کی۔

### افغانوں کی تالیف قلب

عثمان کو یقیناً آخری افغان کہا جاسکتا ہے۔ اب مغل سلطنت کو کسی منظم افغان سازش یا شورش یا ملک کے اندر بغاوت برپا کرنے کا اندیشہ نہیں رہا تھا۔ برعکس اس کے افغانوں نے سلطنت کے عمال سے اپنا مناسب حصہ حاصل کیا۔ افغان مورخ نے بڑی فراخ دلی سے جہانگیر کی پالیسی کی ترقی پسندی اور ہوشمندی کا اعتراف کیا ہے اور اس کے نتیجے میں جو کامیابی ہوئی اس کا ذکر کیا ہے۔

وہ لکھتا ہے کہ ”نور الدین غازی (جہانگیر) نے ان کے پچھلے قصوروں کو معاف کیا اور انہیں داؤد و ہش سے اپنا گرویدہ بنالیا اور ان پر اتنی توجہ کی کہ انہوں نے آئندہ کسی قسم کی غداری کا خیال اپنے ذہن سے نکال دیا اور خود کو اس کا پابند سمجھا کہ ہمیشہ اس کے مطیع و فرماں بردار رہیں اور اس کے لیے اپنی جان تک قربان کر دیں اور اپنی جفاکشی سے وہ امراے اعظم کے درجہ تک پہنچ گئے اور بادشاہ کے ہم صحبت ہونے کی

(23) بلوئین (صفحہ 520) بیان صحیح نہیں کہ رامت میں انہیں قتل کر دیا گیا۔ جہانگیر نے دربار میں ان کے پیش ہونے کا ذکر کیا ہے (راجہ سید برج جلد اول صفحہ 320)۔

(24) عثمان کی بغاوت کے حالات کے لیے دیکھو جہانگیر (راجہ سید برج) جلد اول صفحات 208، 215، 230۔ اقبال نامہ صفحات 60، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073،

عزت حاصل کرنے کے قابل ہو گئے اور انہوں نے اپنی طرف سے بادشاہ کی نظر عنایت حاصل کرنے میں سبقت کی اور اعلیٰ مناصب اور شاندار خطابات حاصل کئے۔ (25)

## مکھ

افغان شورش سے فراغت پاتے ہی اسلام خاں نے سرحد کے نیم وحشی اراکانی قبیلہ مکھ کی سرزنش کی تیاری کی جو بنگال کی شورش سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔ پرنگلی بحری ڈاکوؤں سے مل کر وہ دریائوں کا چکر لگاتے اور خضر پور کے دریائے برہم پتر اور ڈھاکہ کے قرب وجوار میں جو مرد و عورت اور بچے ان کے ہاتھ آ جاتے انہیں پکڑ کر لے جاتے اور غلام بنا لیتے تھے اور پھر خود اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے تھے۔ ان کی تادیب کی شدید ضرورت تھی۔ یہ شہرت تھی کہ جہاں تکیر کا ارادہ اراکان کا سارا علاقہ فتح کرنے کا ہے۔ (26) یہ بہت اچھا ہوتا اگر اس نے کبھی ایسا منصوبہ بنایا ہو تا مگر بد قسمتی سے اس نے اسی کو کافی سمجھا کہ پرنگلیوں اور مکھوں نے ڈھاکہ پر حملوں کا تدارک کر دیا جائے اور ایک تعزیری مہم بھیج دی جائے جو زیادہ کار آمد ثابت ہو۔ مکھوں نے ایک مرتبہ پھر سر اٹھایا اور 1616ء میں مغل کماندار مروت خاں کو قتل کر دیا۔ (27) چند سال بعد مغلوں نے پھر اس وبا سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ابراہیم خاں فتح جنگ گورنر بنگال 1617-23ء چانگام فتح کرنے اور بد معاش مکھوں کو تباہ کرنے کو ایک فوج لے کر گیا مگر یہ مہم ناکام رہی۔ (28)

## شمال مغربی سرحد

عین اس وقت جب کہ ہندوستان کے مشرق میں افغانوں کو پورے طور پر دبا دیا کر مطیع کر لیا گیا تھا۔ ان کے قدیم ساتھیوں نے مغرب میں ایسی آگ بھڑکائی جسے جہاں تکیر کے عہد میں انتہائی کوششوں کے باوجود دبا یا نہ جاسکا۔ اس میں شک نہیں کہ اپنی جغرافیائی حیثیت اور ہیئت کی بنا پر شمال مغربی سرحد کبھی پر امن اور پابند قانون نہیں رہی۔

(25) لاورن کاترجر، نعمت اللہ کی افغانی کا جلد اول صفحہ 184۔

(26) دیکھو شپ روم پیڈر ڈکا خطا گواکے وائسرائے کے نام مورخہ 19 مارچ 1612ء جسے فادر ہوسٹن نے جرنل آف ایشیا ٹک سوسائٹی بمبئی 1930ء صفحہ 438 میں نقل کیا ہے بحری ڈاکو اپنے قیدیوں کی آغوش میں سوراخ کر کے بید اس کے آ رہا کر دیتے تھے اور انہیں اپنے جہازوں پر تلے لوہڑا ل دیتے تھے جیسے مرغیوں کے آگے دانہ ڈال دیا جاتا ہے۔ ان قیدیوں کے آگے بچے چاہیے چھپک دیتے جاتے تھے۔ گھروں کو واپس جا کر وہ چند سخت جان قیدیوں سے جو ان کے مظالم سے سلامت رہ جائیں کھیت جوتے اور ایسے ہی سخت محنت کے کاموں میں ان کی طاقت کے مطابق بوی ذلت و رسوائی کے ساتھ لگاتے تھے۔ باقی قیدی دکن کے بندر گاہوں پر ڈیچ انگریز فرانسیسی تاجروں کے ہاتھ بیچ دیے جاتے تھے۔ شاہاب الدین طالعش کا اسی زمانے کا فارسی بیان ہڈلین کے مخطوطہ نمبر 589 میں محفوظ ہے جس کا ترجمہ جادو ناتھ سرکار نے اپنی اسٹیز ان ان مغل انڈیا کے صفحات 123 تا 124 میں کیا ہے۔

(27) جہانگیر (راجس و پورس) جلد دوم صفحہ 93۔

(28) شاہاب الدین طالعش ترجمہ سرکار کی اسٹیز ان ان مغل انڈیا صفحہ 123 نیز آثار الاسرا بنگال پاست اینڈ پریزنٹ 1909ء صفحات 215 تا 217۔

## جغرافیہ

افغانستان اور پنجاب کے درمیان کا علاقہ جو شمال کے برافانی پہاڑی سلسلہ تک پھیلا ہے۔ کئی وادیوں کا مجموعہ ہے جن میں سے بعض تہیں تہیں میل لمبی ہیں اور سب کی سب تنگ گھاٹیوں پر جا کر ختم ہوتی ہیں جو یا تو اونچی اونچی ڈھلوان پہاڑیوں سے گھری ہوئی ہیں یا گھنے جنگلوں میں جا کر غائب ہو گئیں ہیں۔ ایسا علاقہ حملہ اور فوج کے لیے پچ در پچ اور رکاوٹوں سے بھرا ہے لیکن یہاں کے باشندوں کے لیے جو ایک وادی سے دوسری وادی کو جانے والے دروں سے واقف ہیں ایک دوسرے قبیلہ سے ربط قائم کرنے میں آسان ہیں اور یہ قبائل ایسے ہیں کہ راستہ نہ ہونے پر بھی اپنی راہ نکال لیتے ہیں۔

## باشندوں کے حالات

یہاں کے لوگ خوبصورت، جفاکش مضبوط اور مخفی ہیں اور انہیں آزادی اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ ان کی آبادی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوتا ہے اور اپنی تقریباً بجز زمین کی بجائے ان کی حریص نگاہیں قریب کے سرسبز علاقہ کی طرف رہتی ہیں چنانچہ اخلاقی اقدار کی نشوونما کا انحصار اس ماحول پر ہے جو سرحدی قبائل جیسے تاتھ میں اور ہائی لینڈرس میں پرورش پاتا ہے جن کے نزدیک لوٹ مار نہایت معزز پیشہ ہے۔ وقتاً فوقتاً وہ دریائے سندھ کے اس پار پنجاب کے اضلاع پر چڑھ دوڑتے ہیں۔ انہیں مار کر پیچھے بھاگ دینا تو آسان ہے لیکن ان کے پہاڑی مکانوں میں انہیں لقمہ و ضبط پر آمادہ کرنا بے حد مشکل ہے۔ عام طور پر تو وہ آزاد قبیلوں میں رہتے ہیں لیکن عموماً سیاسی خطرہ یا مذہبی جنوک کے ابھار پر یہ سب ایک زبردست متحدہ جماعت بن جاتے ہیں۔

## بایزید

سترہویں صدی کی آٹھویں وصالی میں مذہبی جنون سے بھرے ہوئے بایزید نے پیغمبری کا دعویٰ کر دیا اور اپنی پر جوش تقریروں اور قیادت کی صلاحیت سے سرحدی قبائل کو اپنے جھنڈے تلے جمع کر لیا اور روشنیہ جماعت قائم کر کے مغلوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

## جلال

1558ء میں اس کے انتقال پر اس کا مستعد لڑکا جلال جانشین ہوا اور جلال کو بھی قابل جانشین در جانشین ملے رہے جنہوں نے بڑوسی علاقوں میں مسلسل شورش برپا کر رکھی۔

## احمداد

1611ء میں احمداد نے گورنر خاں اور ان کی عدم موجودگی میں اچانک کابل پر چھاپا مارا۔ معزز الملک جو ایک چھوٹے سے فوجی دستہ کا کماندار تھا۔ اس نے رضاکاروں کی ایک بہت بڑی جماعت بھرتی کر لی۔ راستوں کو روک دیا اور مکانوں کو قلعہ بند کر کے بڑی بہادری سے مدافعت کی۔ حملہ آواروں کے کم

سے کم آٹھ سو آدمی بشمول اعداد کے خاص لفظت برگی کے قلعہ کے اوپر سے تیروں اور گولوں کی بارش میں مارے گئے۔ اس دوران میں دیہات کے لوگ اپنی حفاظت میں مسلح ہو گئے تھے اور حملہ آور دونوں طرف سے سے گھر جانے کے خوف سے تیزی کے ساتھ پسپا ہو گئے۔ تھوڑی دور تک ناد علی جو لوہو گر سے چل کر فوراً میدان جنگ میں آگیا تھا اس کا تعاقب کیا۔ کابل تو فتح کیا مگر شورش نہیں دب سکی۔ معزز الملک اور ناد علی کے منصب بڑھا دیے گئے اور بے خبر خاں دوران کا منصب گھما کر معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ضعیف العمر و قادر علی خاں کو مقرر کیا گیا۔ (29)

فتح خان کے انتظام میں سابق گورنر اور دوسرے ماتحت حملہ کے لوگ مسلسل رخنہ اندازی کرتے رہے۔ چنانچہ بادشاہ نے تحقیقات کے لیے خواجہ جہاں کو بھیجا۔ فتح خاں کو درہنہ کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لئے پشاور تبدیل کر دیا گیا جہاں 1613ء میں اسی سال کی طویل عمر پا کر اس نے انتقال کیا۔ (30)

فتح خاں کی موت اور شاہی افسروں میں باہم پھوٹ نے اعداد کو آگے بڑھنے کا موقع دیا۔ 1614ء میں وہ پانچ ہزار سوار پیادہ فوج لے کر کوٹ تیرہ پر چڑھ آیا اور شاہی فوج کے بہت سے آدمیوں کو قتل یا قید کر لیا اور جلال آباد اور پش بلانچ پر جو قریب ہی تھے حملہ کی تیاری کرنے لگا۔ خوش قسمتی سے اس کی پشت کی طرف خان جہاں پہنچ گیا اور معتقد خاں نے جو ضلع پشاور کے اہم گذر کا کماندار تھا پش بلانچ میں اچانک حملہ کر کے اعداد کو شکست دے دی جن میں اس کے ایک ہزار آدمی پانچ سو گھوڑے، اور بکثرت جانور اور خیمے اور اسلحہ معتقد خاں کے ہاتھ لگے۔ شاہی فوج نے چند میل تک اس کا تعاقب کیا اور رات کو میدان جنگ ہی میں قیام کیا اور اگلی صبح کو پشاور میں تیمور کے نمونے پر چھ سوانسانی سروں کا اہرام بنایا۔ (31)

لیکن اعداد پنج کر نکل بھاگا تھا اور اس نے آوارہ گردوں کی ایک بڑی فوج جمع کر لی۔ شاہی فوج کے مسلسل تعاقب سے عاجز ہو کر وہ چرخ قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا جہاں خان دوران نے اس کا سختی سے محاصرہ کیا۔ جانوروں کا چارہ بالکل ختم ہو جانے کی وجہ سے محاصرین اپنے گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کو خفیہ راستوں سے پہاڑوں کے دامن کی چراگاہوں میں لے جانے لگے اور اطلاع ملنے پر شاہی فوج نے شبنون کا انتظام کیا جس میں شدید جنگ ہوئی اور اعداد کے تین سو آدمی قتل اور ایک سو قید ہوئے۔ قلعہ چرخ پر قبضہ کر کے اسے نذر آتش کر دیا گیا۔ لیکن اعداد پنج کر قندھار کی طرف نکل گیا۔ (32) لیکن وہ جلد ہی بے بسی کی حالت میں پہنچ گیا۔ عین اس وقت بخش کی شورش شروع ہو گئی 1617ء کے آخر میں مہابت خاں کو کابل کا گورنر مقرر کیا گیا اور رشید خاں اور راجہ کلیان کو اس کا خصوصی ماتحت کیا گیا۔ مہابت خاں نے اپنے ساتھ جلال کے لڑکے اللہ داد کو بھی ساتھ لے لیا جو اس وقت حاضر دربار تھا اور اس کے بھائی اور بیٹے کو بطور یرغمال چھوڑ دیا لیکن مہابت خاں کو جو یہ امید تھی کہ اللہ داد افغانوں پر اثر ڈال کر انہیں سلطنت کا فرمانبردار بنالے گا اس میں سخت مایوسی ہوئی۔ وہ ایک فوجی دستے کے ساتھ افغانوں کے خلاف بھیجا گیا مگر اللہ

(29) بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 360 الفہم صفحات 517 تا 521 جہانگیر (راجہ س) و بیور (ج) صفحات 197-199 اقبال نامہ۔

153 امیریل گزیر۔

(30) جہانگیر (راجہ س) و بیور (ج) جلد اول صفحات 230، 231، 253 کمپڈون صفحہ 22۔

(31) جہانگیر (راجہ س) و بیور (ج) جلد اول صفحات 253۔

(32) جہانگیر (راجہ س) و بیور (ج) جلد اول صفحات 311، 312۔

۱۔ کی وجہ سے اس دستہ کو سخت شکست ہوئی اور شاہی وقار کو سخت دھکا لگا اور پھر وہ کھل کر بغاوت پر اتر آیا۔ مہابت خاں کی انتہائی کوششوں کے بعد وہ اطاعت پر مجبور کیا جاسکا۔ اور 1619ء میں دربار روانہ کیا گیا۔ جہاں اعتماد الدولہ کی سفارش پر اس کا قصور معاف کر دیا گیا۔ اس کے بعد سے وہ سلطنت کا وفادار رہا اور بلند مراتب تک پہنچا اور شاہجہاں کے عہد میں رشید خاں کا خطاب ملا۔ (33)

لیکن اللہ داؤ کی عدم موجودگی میں شورش کی شدت بالکل کم نہ ہوئی اور جہانگیر کے دور حکومت میں ذر نور اسے وقفہ سے مسلسل سخت آویزشیں ہوتی رہیں۔ کوئی فرق بھی دوسرے کو دم لینے کی مہلت نہیں دیتا تھا۔ مہابت خاں کا پلہ بھاری رہا جس کی وجہ سے سخت کشت و خون ہوا۔ ایک مرتبہ 1619ء میں فصل کٹنے کے موقع پر اس نے تند خو عزت خاں کے ماتحت فوج روانہ کی کہ باغیوں کے علاقہ کو تباہ کر دیا جائے لیکن افغان اس کے لیے تیار نہ تھے اور شاہی فوج کے دستہ کو کاٹ کر رکھ دیا۔ البتہ ایک اور فوج جو اکبر علی کے ماتحت بھیجی گئی اس نے اس کا پورا پورا انتقام لیا اور بکھش کے علاقہ میں لوٹ مار اور خون خرابہ کاراج ہو گیا۔ (34)

1622ء میں مہابت خاں کو شاہجہاں کی بغاوت فرو کرنے کے لیے واپس بلا لیا گیا اور جہانگیر کے باقی زمانہ حکومت میں شاہی اقتدار علاقہ بکھش میں تقریباً بالکل تباہ ہو گیا۔

(33) جہانگیر (راجہ جیو رتیج) جلد اول صفحہ 402 دوم صفحات 245، 215، 153، 120، 85، 82۔ تازہ الاسر جلد

دوم صفحہ 248۔ دہستان صفحہ 390۔

(34) جہانگیر (راجہ جیو رتیج) جلد دوم صفحات 160، 161۔

## دسواں باب

### میواڑ

تمہید

پٹنچل میں مغل فوجی کارروائی اور پالیسی کے بالکل برخلاف راجپوت خود مختاری کی آخری یادگار میواڑ کی تغیر اور تالیف قلب ہے۔ کرنیل جیمس (1) ٹاؤ کی ہمدردانہ تحریر نے جو ذمہ قلم بند کیا ہے اور جو اپنے شاعرانہ نام انٹروائیڈ انٹو کوی ٹیز آف راجستھان کے نام سے مشہور ہے اب تک ہندوستان کے ناول نویسوں اور ڈراما نگاروں کے لیے لرزہ خیز پلاٹ اور واقعات مہیا کرتا ہے۔ راجپوت روایات پر نظر کرتے ہوئے یہ دیکھ کر دماغ ششدر ہو جاتا ہے کہ انسان بہادری جاں نثاری اور ایثار کی کتنی بلندیوں تک پہنچ سکتا ہے۔

### جغرافیائی حالات

راجپوت اسپرٹ کی پوری پوری روح میواڑ کے نشیب و فراز کی تاریخ میں ظاہر ہوتی ہے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ ملک کی جغرافیائی حیثیت اکھڑ اور محنت کش قسم کا مزارع پیدا کرنے میں معاون ہے۔ یہ راجپوتانہ کے جنوب مغرب میں واقع ہے اور اس کے شمال مشرق اور جنوب مشرق میں زر خیز سیراب میدانی علاقہ ہے جس میں حسب ضرورت بارش ہوتی ہے اور سال میں دو فصلیں غلہ کی ہو جاتی ہیں۔ لیکن میدانی علاقہ میں بھی سچ سج خمر زمین اور پتھر ملی اور کوہستانی زمین اور نامور کوہستانی سلسلہ ہے جس میں کہیں کہیں ایک پہاڑی دوسروں سے بلند بھی ہوتی ہے لیکن جنوب مغربی حصہ اور خاص کر سارا شمالی مغربی علاقہ پہاڑی سلسلوں، وادیوں اور گھنے جنگلوں کی ملی جلی سر زمین ہے۔ (2)

### یہاں کے لوگ

پٹنچلی کئی صدیوں سے اس ملک پر راجپوتوں کے سوسودیا قبیلہ کی حکومت ہے جس نے قبائلی جذبہ آزادی کی محبت اور جنگ سے دلچسپی کو خوب فروغ دیا جو تاریخ اور معاصرین تجربہ دونوں کے مطابق کوہستانی علاقہ کے باشندوں سے وابستہ ہیں۔ علاوہ حکمران قبیلہ اور دوسرے راجپوت اور عام مہذب باشندوں کے امرولی سلسلہ کوہ کی پہاڑیوں اور وادیوں میں بکثرت قدیم غیر ترقی یافتہ بھیل آباد تھے جو سخت محنت کش نیم مہذب مردوں اور عورتوں پر مشتمل تھے جو زمین کی قلیل پیداوار یا شکار پر گزار کرتے تھے یا لوٹ مار پر۔

(1) ٹاؤ کا بہترین ایڈیشن وہ ہے جسے ریچھ اینڈ سنزلند نے شائع کیا ہے۔

(2) راجپوتانہ گزٹیر جلد دوم صفحہ 6۔



## راجپوتوں کا بھیلوں سے اتحاد

یسو دیا قبیلہ کا یہ بڑا کارنامہ تھا کہ اس نے ان قبائل کو اپنا حلیف بنالیا اور ان کی پر جوش محبت اور جاں نثاری حاصل کر لی۔ ان کی ڈھلوان چٹانوں، تنگ گھاٹیوں، تنگ اور نامعلوم دروں اور چھپے ہوئے پر اسرار راستوں سے گہری واقفیت نے راجپوتوں کے برے وقت میں بڑا کام دیا۔ ان کے بغیر میواڑ کی تاریخ کا رنگ ہی دوسرا ہوتا۔

## میواڑ اور سلطنت دہلی

میواڑ یا اس کے قرب و جوار سے ہو کر سرسبز گنگا سے سیراب میدانوں اور مغربی گھاٹ کی تجارت کی منڈیوں کے درمیان تجارتی شاہراہ تھی۔ میواڑ کے آزاد رہنے سے سلطنت دہلی کے تاجران شاہراہوں پر جان و مال کی حفاظت یا محسولوں کی لوٹ سے نجات حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ یہ ایک وجہ تھی مغل سلاطین کے میواڑ کی آزادی گوارا نہیں کر سکتے تھے لیکن قدرتی طور پر ایک شہنشاہی مقصد بھی ہو سکتا تھا کہ راجپوتوں کی آزادی کی اس آخری یادگار کو بھی باقی نہ رکھا جائے۔ لیکن مغلوں کے ساتھ بڑی نا انصافی ہوگی اگر اس اقتصادی مقصد کی اہمیت پر بھی زور نہ دیا جائے جسے عام طور پر مورخین نے نظر انداز کر دیا ہے۔

## میواڑ کی تاریخ

میواڑ کی تاریخ کا وہ حصہ جو اکبر کے عہد سے پہلے اس کی دوسری راجپوت ریاستوں سے آویزشوں، علاء الدین خلجی جیسے طاقتور بادشاہ دہلی کی بہادرانہ مزاحمت، رانا کبچہ کے زمانہ میں ملوہ کی سیاست پر اس کا عمل دخل رانا ساگا کے عہد میں اس کی پورے شمالی ہند پر اقتدار حاصل کرنے کی قابل یادگار کوشش، عجمرات کے بہادر شاہ کے خلاف اس کی جدوجہد اور شہنشاہ ہمایوں سے اس کی چھبیر چھٹا ہماری کتاب کے موضوع سے الگ ہیں۔

## اکبر کے عہد میں

اکبر کی حکومت کے زمانہ میں میواڑ کی طاقتور مغل سلطنت سے جو اس سے بہت بڑی تھی۔ نبرد آزما ہونا پڑا۔ راجپوتانہ کے شعری ادب میں رانا پر تاپ کے کارناموں کا موضوع بہت شاندار ہے۔ اسے خود تو اپنے ملک کا بیشتر حصہ حاصل ہو گیا مگر چٹوڑ کا موروثی قلعہ اور ملحقہ سطح زمین جس پر مغل فوجوں کے دھاوے ہوتے رہتے تھے انہیں پھر سے حاصل کرنے کے سارے حوصلوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔

## پر تاپ بستر مرگ پر

پر تاپ کو تو اطمینان تھا کہ اس نے اپنی عزت اور اپنی آزادی پر آنچ نہیں آنے دیا لیکن اس کی زندگی کے آخری لمحات اس اندیشہ سے فکر مند تھے کہ اس کا لڑکا امر اپنی شہرت کو شرمناک آرام پسندی

میں گم کر دے گا اس آخری لمحہ کی جو تصویر کشی کی گئی ہے۔ اس سے ہمدردی کا زبردست جذبہ ابھر رہا ہے۔ موت کے قریب یہ بطل حریت ایک حقیر سے مکان میں دکھایا گیا ہے جہاں اس کے سردار و قادر سامعی، شاندار پیام کے سامعی اس کے گرد حلقہ کیے ہوئے اپنے لیڈر کی روح کے پرواز کرنے کے مختصر ہیں کہ دفعتاً اس کے منہ سے ایک دردناک جھجھکی اٹھ اٹھ رہی ہے اور سلو بہر انے پوچھا ”اس کی روح کو کیا صدمہ ہے۔ جو آسانی سے نہیں نکلتی“۔ پر تپ کو ذرا لافاقہ ہوا اور اس نے کہا: ”روح کو یہ انتظار ہے کہ اسے کوئی تسلی دینے والا وعدہ مل جائے کہ اس کا ملک ترک کے حوالہ نہیں کر دیا جائے گا۔“ (3) اور نزع کی حالت میں اس نے ایک واقعہ بیان کیا جس سے اس نے اپنے لڑکے کی حرامی کیفیت کا اندازہ کیا تھا اور اب اس کی اسے روحانی اذیت ہے کہ ذاتی آرام میں پڑ کر وہ ان تمام زیادتیوں کو بھول جائے گا جو اس کے ساتھ اور اس کے ملک کے ساتھ ہوئی ہیں۔ واقعہ یہ تھا

”پر تپ اور اس کے سرداروں نے مصیبت کے دنوں میں دریائے پشلا کے کنارے بارش اور دھوپ سے حفاظت کے لیے چند جمبو نیڑے ڈال لیے تھے (جس جگہ آج لوہے پور کا راج محل ہے) شہزادہ امر کو یہ دھیان نہیں رہا کہ جمبو نیڑے پست ہیں اور ایک بانس کا ٹکڑا چھپرے باہر نکلا ہوا پر تپ کی پکڑی میں پھنس گیا اور اسے گھسیٹ لیا۔ اس وقت شہزادہ نے جیسے جذبات کا اظہار کیا اس سے پر تپ کو دکھ ہوا اور اس نے یہ رائے قائم کر لی کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جن مصائب کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے اس کی صلاحیت شہزادہ میں نہیں ہے۔ دم توڑتے ہوئے پر تپ نے کہا ان جمبو نیڑوں کی جگہ عالی شان محل تعمیر ہوں گے جن سے آرام طلبی اور عیش و عشرت کی عادت پیدا ہوگی اور ایسی مشکلات پیدا ہوں گی کہ جس آزادی کے لیے ہم نے خون بہایا ہے وہ قربان کر دی جائے گی۔ اور آپ میرے سردار ان اسی مضر مثال کی پیروی کریں گے۔“ سرداروں نے قسم کھائی اور شہزادہ کی ذمہ داری لے کر کہا ”ہمارا لول کی تخت کی قسم ہم اس وقت تک کوئی عمل نہ بننے دیں گے جب تک میوٹ کو پھر سے آزادی حاصل نہ ہو جائے۔“ پر تپ کی روح مطمئن ہو گئی اور وہ خوش ہو کر چل بسا۔ (4)

(3) جلد اول صفحات 264-278

میوٹ کے قیام و فرود کی خبر میں رتا پر تپ کا شاندار مہم لیے رنگ رنگ اور حیرت انگیز حالات و حادثات کا حامل ہے کہ جگ پلوچیا دس ہزار کی پہاڑی میں بھی جنگ لڑ کر کو اتاد اور مولو نہیں مل سکا۔ مگر بد قسمتی سے میوٹ کو کوئی قیوسی وائیںڈ یا سیوفن نہیں مل سکا جو ”بے خوف چاہی، بے خوف جواں مردی، عزت و وقار کو تابندہ رکھے۔ وفاداری کے ساتھ وہ استقلال جو کسی اور قوم میں نہیں مل سکا۔ ان سب کے مقابلہ میں بلند حوصلے، اعلیٰ ذہانتیں، بے شمار وسائل اور فزہمی جوش، لیکن سب مل کر بھی ایک ناقابل تغیر دماغ کو قابو میں نہ لائے۔ لڑائی کے سلسلہ کوہ میں کوئی بھی درہ ایسا نہیں ہے جس پر تپ کے کسی نمایاں نمونہ کی چھاپ نہ ہو۔ کوئی شاندار شجاعت ایسی ہی شاندار پہاڑی، بلندی کھات میوٹ کا قریب پالی ہے اور دیو اور اس کا خونریز میدان جنگ“ جلد اول صفحہ 278

بکثرت راجپوت کہانیاں منجمد جہلیں، بھونڈی دھل نظموں میں میوٹ، بونڈی جھلمی اور دوسری راجپوت ریاستوں میں محفوظ ہیں۔ سرگہاٹی کو پرنس شیاہم داس نے اپنی ہیر نیو داس سے استفادہ کیا ہے جو ریاست لوہے پور کے لیے شائع کی گئی تھی اور کہا جاتا ہے کہ لوہے پور ہی نے اس کی اشاعت روک دی۔ لیکن اس قابل قدر کتاب کے لئے کہیں کہیں غلطی ہیں۔ میں نے جو وہ پور میں ایک گلی لٹو دیکھا اور پھر بعد اس کی کاشی ناکری پر چاٹنی سبکی لا بیری میں اس کا چھاپا ہوا لٹو دیکھا تھا کہانیاں کا اصلی لٹو میں جو دھورو کے قشی دھبی پر شاکی مہربانی سے دیکھ سکا جس کا میں ممنون ہوں۔

(4) جلد اول صفحات 177-278 کہتے ہیں کہ اکبر کو پر تپ کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا اور وہ خاموش ہو کر بیٹھ گیا جبکہ درساوا حانے فوت شدہ ہیر دکی تفریب میں ایک عمدہ قصیدہ پڑھ کر سلیب ہیر نیو داس صفحہ 241۔

جس رستمانہ عزم کے ساتھ وہ ساری عمر جدوجہد میں مصروف رہا اس سے سارے ہندوستان کے ہندوؤں میں اس کے خاندان کو بہت بڑی عزت حاصل ہو گئی۔ (5)

### امر سنگھ کی تخت نشینی

راتا پر تاپ کے سترہ لاکھوں میں سب سے بڑا امر سنگھ تھا جس کی فطرت کے بارے میں مرتے وقت اس کے باپ نے اس قدر سخت تشویش ظاہر کی تھی وہی 1597ء میں تخت نشین ہوا۔ (6) وہ آٹھ سال کی عمر سے لے کر اپنے باپ کی وفات تک برابر اس کے ساتھ رہا اور اس کے ساتھ جھانسی اور خطرات کا مقابلہ کیا تھا۔ اس کے محترم باپ نے اسے کھستانی جنگ کے ہر مرحلہ سے آگاہ کر دیا تھا تخت نشینی کے وقت وہ بھرپور جوانی کو پہنچ چکا تھا اور اس کے لڑکے بھی تھے جو اس قابل تھے کہ اپنی وراثت کا ہتھکھی حصہ وہ اپنی تلوار کے زور سے حاصل کریں اور اس کی حفاظت کر سکیں۔ اگرچہ امر کارنگ صاف نہ تھا لیکن میواڑ کے شہزادوں میں وہ سب سے زیادہ بلند قامت اور طاقتور تھا۔ وہ منصف مزاج، فیاض، ہمدردانہ اور بہادر تھا اور اپنے امر اکا احترام اور رعایا کی محبت حاصل کرنے کا اہل تھا۔ گوا اپنے باپ کے اندیشوں کو کسی حد تک حق بجانب ثابت کرنا اسے مقدر تھا لیکن تخت نشینی کے بعد جو کام سب سے پہلے اس نے کیے وہ بالکل معقول اور مدبرانہ تھے۔

### اصلاحات

اس نے اپنے ملک کے اداروں کی از سر نو تشکیل کی۔ اراضی اور جاگیروں کی تقسیم کا نیا بندوبست کیا اور اور جاگیروں کے ساتھ خدمات بھی وابستہ کر دیں۔ اس نے مناصب کے درجے مقرر کیے جو آج تک رائج ہیں۔ کھانے اور کپڑے کے قانون بنائے حتیٰ کہ چکڑی باندھنے کی بھی (7) اور یہ احکام آج بھی ملک کے مختلف حصوں میں پتھر کے ستونوں پر کھدے ہوئے موجود ہیں۔ (8) ہندی ادب پر اس کا سب سے بڑا احسان ہے۔ اسی کی سرپرستی میں چند برہمنی کی کتاب پر تھوری راج راسو کی تدوین کی گئی جو ہندی کی عظیم ترین نظموں میں ہے۔ اس درمیان شاہکار سے اس کا وہی رشتہ ہے جو ویشٹناکس کا ہومر سے تھا۔

### سلیم اور مان سنگھ کا حملہ

لیکن زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ان پرامن کاموں سے اس کی توجہ اس لیے ہٹ گئی کہ اس کے پشتینی دشمن نے اس کے خلاف فوج روانہ کر دی۔ 1599ء میں اکبر نے دکن روانہ ہوتے وقت شہزادہ

(5) ہندوستان کے جولوگ خدا کے منکر ہیں (ہندو) وہ بھی ہندوستان کے اس سکران کا اتنا ہی احترام کرتے ہیں جتنے روم کے لوگ پاپ کا دی لائن ترجمہ لیتھ برن کلکٹر ریلوے نمبر ان 1870ء صفحہ 351۔

(6) جلد اول صفحات 278 و 292۔ امر سنگھ کی تاجپوشی ۱۸ مارچ 1653ء مطابق 29 جنوری 1597ء 9 جمادی الآخر 1005ء کو ہوئی ہر نمود صفحہ 241۔

(7) امر شاہی چکڑی اب تک راتا کے خاندان کے افراد اور بعض امر ہمدرد کے موقعوں پر استعمال کرتے ہیں لیکن دوسرے امر ہمدرد کو یہ حق ہے کہ وہ خود اپنے یہاں کا لباس اختیار کریں۔ جاکاٹ جلد اول صفحہ 280۔

(8) جلد اول صفحہ 280۔

سلیم اور راجہ مان سنگھ کو میواڑ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ شہزادہ تو آرام کے ساتھ اجیر میں پیش کرتا رہا مگر اس کے ماتحتوں نے پوری قوت سے جدوجہد کی اور انتالہ، موہی، باگور، منڈل، منڈل گڈھ، چوڑا اور دوسرے مقامات پر مضبوط چوکیاں قائم کر لیں۔ راجپوتوں نے ہر جگہ بہادری سے مزاحمت کی۔ امر سنگھ نے دشمن کی تمام چوکیوں پر حملہ کیا۔ لڑائی حسب دستور جاری رہی۔ راجپوتوں نے شاہی علاقہ کے بال پور اور کئی دوسرے مقامات کو لوٹ لیا مگر پسپا کر دیے گئے۔ مغلوں نے اس کے انتقام میں راجپوتوں کے کھیت اجاڑ دیے۔ مکانوں میں آگ لگا دی۔ ہزاروں مقامی باشندے قید کر لیے گئے۔ راجپوت پہاڑوں میں چھپ رہے۔

### لڑائی میں خلل

لیکن لڑائی کا سلسلہ دفعتاً منقطع ہو گیا۔ اس لیے کہ راجہ مان سنگھ کو فوری طور پر بنگال جانا پڑا جہاں سے عثمان کی بغاوت کی خبر آئی تھی اور شہزادہ سلیم بے دلی کے ساتھ آگرہ کی طرف چل دیا۔ 1603ء میں اکبر سے صلح صفائی ہو جانے کے بعد سلیم کو پھر حکم ملا کہ 1599ء میں جنگ کا جو سلسلہ منقطع ہو گیا تھا اسے پھر سے شروع کرے لیکن سلیم فوجپوری سیکری تک پہنچ کر وہیں رک گیا اور آگے بڑھنے سے تقریباً انکار کر دیا۔

### خسر و کے ماتحت دوسری مہم

اکبر نے شہزادہ خسر اور غدار ساگر کے ماتحت ایک اور مہم روانہ کرنے کی تجویز کی۔ ساگر کو اکبر نے اپنی بیماری میں میواڑ کا رانا نامزد کیا تھا۔

### مہم کا احوال

لیکن اکبر کے انتقال کی وجہ سے یہ مہم ہلتی ہو گئی۔ (9)

### جہانگیر اکبر کے نقش قدم پر

تخت نشین ہونے پر جہانگیر نے حکومت کے ہر شعبہ میں اکبر کی خارجہ پالیسی اختیار کی اور اپنی سخت نشینی کے پہلے ہی سال اس نے بیس ہزار کی زبردست فوج میواڑ کے خلاف روانہ کر دی جس کی کمان (9) اکبر نامہ جلد سوم صفحہ 831 ایلٹ وڈو سن جلد ششم صفحہ 99۴ 98 محمد ہادی صفحہ 8۔ ڈی لائٹ رچرچر لیتھ برنج۔ کلکتہ ریویو نمبر 7 ل 1873ء نمبر 113 صفحہ 195 خانی خاں جلد اول صفحہ 216 217۴ ڈورن کی ہسٹری آف افغانس صفحہ 183۔ گلہزدن جلد سوم۔ جہانگیر (راجہ راجہ راج) جلد اول صفحہ 16 و 17 ہیرنود صفحہ 243۔

راجپوت روایات میں یہ غلط لکھا ہے کہ رانا کو صرف ایک مرتبہ جین اپنے آخری دنوں میں خاں خاں کے فیاضانہ رویہ سے حاصل ہوا جو اس کے کلاہٹوں سے بہت متاثر ہو گیا تھا۔ تاہم جلد اول صفحہ 276۔ امیر کے راجاؤں اور میواڑ کے راناؤں میں سخت کشیدگی تھی جو ایک دوسرے کی تذلیل اور سب و شتم سے بہت بڑھ گئی تھی۔ دیکھو کچھو انساوی مغلوط ہے جو صفحہ 67 68 سائر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ چونکہ رانا نے اس کے ایک تازہ کا لٹا نہیں کیا تھا۔ اس لیے وہ اسے چھوڑ کر مان سنگھ اور اکبر سے مل گیا۔ ہیرنود صفحہ 245۔ 249۔

برائے نام شہزادہ پرویز کے ہاتھ میں تھی مگر دراصل آصف خاں جعفریگ کماندار تھا جس نے اکبر مہد میں کارہائے نمایاں انجام دیے تھے۔ (10)

## دیگر ماتحت افسران

عبدالرزاق معموری کو بخشی مقرر کیا گیا اور آصف خاں کے چچا عقیل بیگ کو پرویز کا دیوان مقرر کیا گیا۔ راجہ بھارمل کے لڑکے اور ایک پانچ ہزار منصب کے اعلیٰ امیر جیکتا تھ کو اپنی فوج میں شامل کرنے کا

(10) جہانگیر (راجاں و بیورن) جلد اول صفحہ 16۔ اقبل نامہ صفحہ 7۔ تاثر جہانگیری (مخطوطہ خدائیش) صفحہ 36 (الف) خانی خاں جلد اول صفحہ 249۔ گہڈون کا بیان (صفحہ 2) کہ رات نے اکبر کے انتقال پر غلامی کا جو اعلان پھیکا قافلہ بھی پر مبنی ہے۔ آصف خاں مرزا قوام الدین۔ جعفر بیگ۔ بدیع الزماں کا لڑکا تھا جو شہلا طہساپ صفوی کے مہد میں کاشان کا وزیر تھا۔ آصف خاں جواں مری ہی میں 1577ء میں ترک وطن کر کے ہندوستان آ گیا تھا۔ اور اکبر کی ملازمت میں داخل ہو گیا تھا۔ اکبر نے اسے اس کے ماموں مرزا غیاث الدین علی آصف خاں بخشی کے شعبہ میں بیس کا منصب دے کر مقرر کر دیا تھا۔ اس اعتبار منصب سے غیر مطمئن ہو کر اس نے اسے ترک کر دیا تھا اور درہل میں چھتا موقوف کر دیا۔ اس پر اکبر نے ناخوش ہو کر اسے پھل بھیج دیا جس کی آپ ہو اس زمانہ میں غیر صحت بخش تھی اور جو بھرم وہاں بھیجے جاتے تھے وہ زندہ نہیں واپس آتے تھے۔ پھل وہ محض اللہ پر بھروسہ کر کے روانہ ہو گیا اور وہاں مصوم خاں کا بیلی کی بیعت کے سلسلہ میں امتیاز حاصل کیا اور گرفتار ہو جانے پر ایسی ہوشیاری سے نکل آیا کہ کسی تلوان یا فدیہ کا کوئی سوال نہیں ہوا۔ چنانچہ وہ اکبر کے دربار میں پھر حاضر ہوا اور تھوڑے دن بعد اسے دوبارہ کے منصب پر ترقی دی گئی اور آصف خاں کا خطاب ملا اور بخشی کے مہد پر مقرر کر کے میوڑ کے خلاف مہم پر بھیج دیا گیا۔ بعد کو (93-1587ء) میں سرحدی قبائل کے خلاف مہم میں اس نے امتیاز حاصل کیا۔ 1594ء میں اس نے مفتوحہ ملک کشمیر کے نظم و نسق کو مستحکم کیا اور تین سال بعد اس کا گورنر بنایا گیا۔

1599ء میں اسے دیوان محل کے مہد پر مقرر کیا گیا اور دو سال تک اس نے اس کے فرائض کو بوی قابلیت سے انجام دیا۔ شہزادہ سلیم کی بیعت کے زمانہ میں وہ شہزادہ کا سخت مخالف رہا۔ 1604ء میں جب شہزادہ سلیم کو بھرات کا گورنر مقرر کیا گیا تو اس نے الہ آباد اور بہار کے گورنری کا مہد قبول کر لیا۔ چنانچہ جہانگیر کا بیان ہے کہ "سیری شہزادہ کی کے زمانہ میں آصف خاں نے کئی طاقت کے کام کیے اور بہت سے لوگوں کا خیال قاضی کہ خود خسرو کا کہ میں اس کا مخالف ہوں اور (اس کے حق میں ناخوشگوار احکام دوں گا؟" لیکن سنے بادشاہ نے اپنی عام مصالحانہ پالیسی کے تحت اور خود اپنے لہو اور خیال کے برخلاف قبول خود اس پر عنایت کی اور اس پانچ ہزار منصب ذات و سولہ پر ترقی دی اور کچھ دنوں تک وہ پورے اختیارات کے ساتھ وزیر رہا جبکہ شاہی مراعات برابر چل رہی ہیں۔" لیکن 1607ء میں جبکہ جہانگیر کا بل سے واپس آ رہا تھا۔ آصف خاں پر خسرو کی بیعت میں شرکت کا شبہ کیا گیا۔ (جہانگیر (راجاں و بیورن) جلد اول صفحات 222 و 223) تاثر الاسرا کے مصنف کا بیان ہے کہ وہ ان مغل امرا میں تھا جن میں وسیع طبیعت کے ساتھ فوجی اور انتظامی قابلیت تھی۔ "وہ اپنے مہد کے غیر معمولی افرو میں تھا۔" وہ ہر علم میں اعلیٰ مہارت رکھتا تھا اور ہر قسم کی مطومات رکھتا تھا۔ اس کی تیز ذہانت اور اعلیٰ صلاحیت شہزادہ آفاق تھی وہ خود کہتا تھا کہ "جو معاملہ فوراً میری سمجھ میں نہ آجائے وہ بالآخر بے معنی ثابت ہوتا تھا"۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بہت سی سطروں کو ایک نظر میں پڑھ لیتا تھا۔ خوش تقریریں! ہوشندی اور مالی سیاسی مصلحتات کو سرانجام دینے میں وہ فوجیت رکھتا تھا اور ظاہری باطنی خوبیوں سے مزین تھا۔ اس کی شاعری میں بوی قوت تھی اور نیز تہذیبی لوہ میں اکثر دوس کی رائے بھی تھی کہ خسرو اور شیریں کی کہانی کو کھائی تجوی کے بعد سے کسی نے اس خوبی سے بیان نہیں کیا۔

خود جہانگیر کی شہادت ہے کہ اس کی سوجھ بوجھ، حاضر جوابی اور عملی صلاحیت بہت بلند درجہ کی تھی۔

آصف خاں کے حالات کے لیے دیکھو جہانگیر (راجاں و بیورن) جلد اول صفحات 222، 223۔ اقبل نامہ صفحات ۲۳ تا ۲۴ خانی خاں اور معتد خاں نے تاثر الاسرا میں (بیورن) کی نقل کی ہے۔ صفحات 283 تا 287۔ بلوکیں صفحات 411 تا 412۔ گہڈون صفحہ 26 میں کی اور تیل اور تیل پائیر ایٹیکل ڈکشنری صفحہ 80۔

حکم دیا گیا۔ راتا امر سنگھ کے چچا (11) ”راتا“ ساگر کو بھی اس مہم کے ساتھ جانے پر قہینات کیا گیا۔ (12) فوجی سالاروں کو ہدایت کی گئی کہ راتا سے اشاعت شعاری اور خدمات انجام دینے کے لیے کہا جائے۔ اگر وہ راضی ہو جائے تو اس کے ملک کو زیادہ نہ چھیڑا جائے۔ (13)

### راجپوت امر اور امر کے پاس گئے

امر سنگھ جو اب آسائش و عیش کی زندگی میں مبتلا ہو گیا تھا شای مطالبہ قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا اور اپنے ملک کو نقصان سے بچا لیتا مگر ستونی راتا کے ساتھی اپنی ضمیر کا سودا کرنے پر تیار نہ تھے۔ بہار چند اوت شلو مہرا کی سربراہی میں محل گیا اور امر سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے باعظمت باپ کے مرتے وقت کے حکم کی تعمیل کرے۔

### محل کا منظر

یورپ کا بتا ہوا ایک شاندار آئینہ محل کی زینت تھا۔ شلو مہرا کے امر نے جب دیکھا کہ ان کا رئیس راہو راست پر آنے کی اپیل پر دھیان نہیں دیتا تو انہوں نے اس قائلین کے (14) غلام کو سنگار کے کھلونے پر بیٹھ دیا اور اپنے آقا کا بازو پکڑ کر تخت سے اتار لیا اور چلا کر کہا ”امیر صاحبان! گھوڑے کی باگ سنبھالو اور پر تپ کے لڑکے کو ذلت سے بچاؤ!“ اس علانیہ توہین پر جذبات بھڑک اٹھے اور وطن پرور رئیس کو خدا کا ناکار لقب دے دیا گیا مگر اپنے مقدس فرض کے پیش نظر اور ہر ممتاز ماتحت رئیس کی حمایت پر اس نے اس توہین کی پروا نہ کی۔ جبراً گھوڑے پر سوار ہو کر اور صواڑ کے سارے بہادر سواروں کے حلقہ میں امر کا دل بھر آیا اور وہ غم و غصہ کے آنسو بہانے لگا۔

### امر کو ہوش آ گیا

اس ممکن فضا میں قافلہ پہاڑی سے اترا جس پر جگہ جگہ محل بنے ہوئے تھے یہاں تک کہ وہ اس مقام تک پہنچا جہاں اب جگمگاتہ کا مندر رہے اور یہاں امر نے اپنے جذبات پر قابو حاصل کیا اور اس کے آنسو خشک ہو گئے اور مور موچھوں پر تاؤ دے کر اس نے سب کو ادب سے سلام کیا اور اپنی بے رخی کی معافی مانگی اور خاص کر شلو مہرا کا شکریہ ادا کیا اور کہا ”ہماری رہبری کرو۔ آئندہ تمہیں اپنے سابق آقا سے مایوسی کا کبھی موقع نہ ہوگا۔“ (15)

(11) جہانگیر نے ساگر کو راکھا قرعہ مزید کہا ہے مگر راجپوت تواریخ میں صاف لکھا ہے کہ وہ راتا پر تپ کا بھائی تھا اور اس طرح امر کا چچا (ریکھو) جلد اول صفحہ 281

(12) جہانگیر (راجس و پورن) جلد اول صفحات 16-17

(13) جہانگیر (راجس و پورن) جلد اول صفحہ 26 گھنڈون صفحہ 2

(14) ایک جھوٹا سائیل کا میر فرخ جو قائلین کو دہانے کے لیے رکھا جاتا ہے۔ ہذا کاؤٹ جلد اول صفحہ 280

(15) جلد اول صفحات 280، 281

## غیر فیصلہ کن جنگ

راجپوت گویوں کا دعویٰ ہے کہ راجپوتوں کو مغلوں پر دیوار (16) کے درے پر زبردست فتح حاصل ہوئی لیکن فارسی مورخین اپنے سر پرستوں کی فتح بیان کرتے ہیں۔ (17) واقعہ یہ ہے کہ فرہین کو انفرادی کامیابیاں حاصل ہوئیں لیکن کوئی فیصلہ کن جنگ بالکل نہیں ہوئی۔ البتہ سرحدی علاقہ بے دردی سے تاراج کر دیا گیا اور آبادی کو گھروں سے باہر کر دیا گیا۔

## عارضی صلح

لیکن عین اس وقت خسرو کی بغاوت رونما ہو گئی اور شاہی فوجیں واپس بلائی گئیں آصف خاں نے منڈل گڑھ (18) کے پاس عارضی صلح کر لی جس میں امر سنگھ کی نمائندگی پرنس ہاکمانے کی۔

## ساگر کورانا بتا دیا گیا

لیکن مغلوں نے چوڑ میں ساگر کورانا بتا دیا تھا۔ اگرچہ وہ راجپوت امرا میں پھوٹ ڈالنے میں کامیاب رہا۔ (19)

## مہابت خان کے ماتحت فوج

ڈرامہ کے پہلے سین کا یہ انجام ہوا۔ دو سال بعد 1608ء میں بادشاہ نے ایک اور فوج روانہ کی جس میں بارہ ہزار پورے طور پر مسلح سوار پانچ سو اسی، دو ہزار ہندو، سائیکہ ہاتھی اور اسی توپیں اونٹوں اور ہاتھیوں پر تھیں اور بیس لاکھ روپیہ اخراجات کے لیے دیے گئے۔ فوج کی کمان مہابت خان جیسی عظیم

(16) فراغ دلی اور بہلاری کے بحر پور جذبات کے ساتھ وہ (راجپوت) دیوار تک پہنچ گئے جہاں ان کا مکمل فوج سے مقابلہ ہوا جس کا کنارہ خاں خٹاں کا بھائی تھا اور جیسے ہی وہ درہ میں داخل ہوئی طویل اور خوریز جنگ کے بعد اسے پورے طور پر شکست دے دی گئی۔ ان دس کا اہل کار خاص طور پر راکے چھا بہادر کیا تاکہ حاصل ہو اور ایک برے قبیلہ کا جہاں اعلیٰ ہے جو اسی کے نام پر کھوات کہلاتا ہے۔ اس لڑائی کی تاریخ 1604ء سبت 1608ء جزائے دی ہے وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ جلد اول صفحہ 281۔

(17) جہانگیر کا بیان ہے کہ قتل فرمایا واپس بلانے کا پروانہ پر دیز کو ملے۔ راکا تھوکیل ہو گیا تھا کہ اس نے آصف خاں کو پیام بھیجا کہ اس نے خود اپنی حرکت سے خود کو اتنی شرمناک حد تک ذلیل کر لیا ہے اس لیے آصف خاں اس کی طرف سے مدد طلب کرے اور شہنشاہ ہاکمان کی نمائندگی کو منظور کرے جو اس کا لڑاکا ہے۔ پرویز نے اسے منظور نہ کیا اور کہا تو راکا خود آئے اور ہاپے لڑے کہ ان کو بیسے (جہانگیر اور جہانگیر) جلد اول صفحہ 74 مستند خاں کا مگر، خانی خاں اور دوسروں نے اس کی تقلید کی ہے۔

(18) منڈل گڑھ 25.30 شمال اور 75.7 شرق میں نو دسے پور سے تقریباً سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ 1901ء میں اس کی آبادی 1462 تھی۔ دیکھو راجپوتانہ گزٹیر جلد دوم صفحہ 118۔

(19) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحات 70 و 74۔ اقبال نامہ صفحہ 17۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 254۔ بیر بند صفحہ 249 جلد اول صفحہ 281 (دیکھو صفحہ 361)۔

شخصیت کے ہاتھ میں تھی۔ (20)

جیسی کہ امید تھی مہابت خاں نے بڑی قوت اور جوش سے لڑائی شروع کی۔ راجپوتوں پر اس کا جو اثر ہوا اس افسانہ کی بنیاد پر ہی کہ مہابت خاں راجپوتی خون سے ہے۔ اس نے میدانی علاقہ کو دیران کر دیا اور نعیم کو پہاڑوں اور جنگلوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ راجہ کشن سنگھ نے جو مہابت خاں کا ماتحت تھا بڑا امتیاز حاصل کیا اور راجپوتوں کو ایک سخت شکست دی اور ان کے بیس امر کو قتل کر دیا اور تقریباً تین ہزار سپاہیوں کو گرفتار کر لیا۔ اگرچہ خود اس کے پیر میں بھی شدید زخم لگے۔ (21)

اگرچہ کئی لڑائیوں میں راجان مغلوں کی کامیابی کا تھا لیکن میواڑ کی پہاڑیوں اور وادیوں میں ان کا زور نہ چل سکا اور نہ وہ چھاپے مارنے والوں کا موثر تدارک کر سکے۔ 1609ء میں مہابت خاں کو واپس بلا لیا گیا اور اس کی جگہ عبداللہ خاں کو بھیجا گیا جو بڑا بہادر سپاہی بے دھڑک کماندار اور بے رحم قسم کا آدمی تھا۔ (22)

(20) جہانگیر (راجہ) دیورج) جلد اول صفحہ 45، اقبل نامہ صفحہ ۳۳، خانی خان جلد اول صفحہ 259، گلیڈون صفحہ 17، حیرت ہے کہ کرل ہڈے اس سال کے بعض واقعات کو 11-1610ء میں بتایا ہے کہا جاتا ہے کہ جہانگیر نے اس ہم کی کمان جو اجیر میں منظم ہوئی تھی اپنے لڑکے پر دیو کو اس دہانت کے ساتھ دی تھی کہ ”اگر راتا پاس کا بڑا لڑکا کرن حاضر ہو جائے تو اس کی مناسب اعزاز کے ساتھ پزیر کی جائے اور اس کے ملک کو تاج نہ کیا جائے۔ بالکل سب دہانت بادشاہ نے 1608ء میں دی تھی۔ شاہی حکم کے بموجب 1606ء میں دیو کی دہانت کو 1611ء میں اجیر کی طرف شدید شکست کی پہلی بتایا گیا ہے۔ جہانگیر کا یہ قول کہ میں نے اپنے لڑکے پر دیو کو حکم دیا کہ وہ چند سپاہیوں کو راتا کی گھرنی کے لیے چھوڑ کر آصف خاں کے ساتھ فوراً آگرہ واپس آئے وغیرہ (راجہ) دیورج جلد اول صفحہ 70) کو ٹاڈ نے اس طرح بیان کیا ہے ”میں نے اپنے لڑکے کو لاہور اپنے پاس آنے کا حکم دیا اور دہانت کی کہ اپنے لڑکے کو چند سرداروں کے ساتھ راتا کی گھرنی کے لئے چھوڑ دیا جائے۔“ جہانگیر 1606ء میں توفیقینا لاہور میں تھا لیکن پر دیو خود 1589ء میں پیدا ہوا تھا۔ اس لیے 1606ء یا 1611ء میں اس کا کوئی لڑکا اتنا جوان نہ ہوتا جو سرداروں کے ساتھ راتا کی گھرنی پر مقرر کیا جاتا لیکن یہ لڑکا جس کی تعلیم معتم مہابت خاں نے کی تھی پر دیو سے بہتر نتیجہ نہ دکھایا اسے شکست دے کر قتل کر دیا گیا۔ یہ قطعی غلط ہے۔

(21) جہانگیر (راجہ) دیورج) جلد اول صفحات 147، 151، گلیڈون صفحات 17، 18، ٹاڈ جلد اول صفحہ 282، مہابت خاں دربار سے میواڑ کے لیے 24 مارچ 1616ء کو روانہ ہوا۔ جہانگیر نے کشن سنگھ کو دو ہزار ذات اور ایک ہزار سوار کا منصب دے کر انعام دیا۔

(22) خواجہ عبداللہ خواجہ عبداللہ نصیر الدین احرار کی ولادت لاہور خواجہ حسن نقشبندی کا بیٹا تھا جو 1592ء میں لاہور آئے جنہوں کے حصار سے نقل وطن کر کے اپنے بھائیوں یادگار لاہور پر خوردار کے ساتھ ہندوستان آیا اور اکبر کی ملازمت میں شملک ہو گیا۔ اس نے کچھ دن اپنے عزیز خیر خواجہ کی ماتحتی میں دکن میں کام کیا اور جہاں کہیں بھی جنگ ہوئی اس میں امتیاز حاصل کیا بعد کو ا حدیوں کے زمرہ میں شامل ہو گیا اور شہزادہ سلیم کی ملازمت میں شملین کر دیا اور جب شہزادہ نے اپنے باپ سے بغاوت کی تو اسے خان کا خطاب اور ایک ہزار پانچ سو کا منصب دے دیا اور جب شہزادہ کے خاص ملازم شریف سے اس کی ان بن ہو گئی تو وہ اکبر کی طرف ہو گیا اور اکبر نے صفدر جنگ کا خطاب اور ایک ہزار کا منصب دے دیا۔ جہانگیر نے تخت نشین ہونے پر اس کے منصب اور جاگیر کی توثیق کر دی اور کہا کہ ”بلوچو داچے قصور کے وہ بہادر لاہور پر جوش انسان ہے۔“ 1606ء میں اسے دو ہزار پانچ سو ذات اور پانچ سو سوار کے منصب پر ترقی ملی۔ اسی سال اس نے باقی رام چندر کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کیا اور اس خدمت کے صلہ میں اسے تین ہزار ذات اور دو ہزار سوار کے منصب پر ترقی دی گئی۔ 1607ء کے اوائل میں ایک جماعت کو جو شہرہ پست بدیع الزماں ولہ مرزا شہر رخ کی سربراہی میں میواڑ کے راتا سے لٹے جا رہی تھی۔ اس نے راستہ روک کر تقریباً سب کو قتل کر دیا۔ عبداللہ خاں کے حالات کے لیے دیکھو جہانگیر (راجہ) دیورج) جلد اول صفحات 27، 72، 82، 87، 127، 140، 155، 157، محمد ہادی صفحہ 7۔ آثار الامیر دیورج جلد اول صفحات 97-105۔



## راجپوتوں کا قافیہ تنگ کر دیا

عبداللہ خاں نے حسب معمول پوری قوت اور شدت سے جنگ شروع کی (23) اور راجپوتوں کو ان کی جنگی پناہ گاہوں میں سختی سے دبا دیا۔ اس نے خود رانا کی پناہ گاہ مہر پورہ پر حملہ کیا اور اگرچہ وہ رانا کو گرفتار نہ کر سکا مگر اس مقام کو جاہل کر دیا۔ اپنی فوجی چوکی مکمل میر سے، اس نے ممتاز راجپوت سردار بھرم دیو سولنکھی کا راستہ کاٹ دیا۔ اس نے امر سنگھ کا پھر جنگوں میں تعاقب کیا اور اسے ایسے حوصلہ شکن خطرات میں جبا کر دیا جس سے رانا پر تاپ کے شاندار کارناموں کی یاد تازہ ہو گئی۔ ایک موقع پر محض تارکی نے امر سنگھ کی جان بچائی۔ (24)

## رن پور میں شکست

لیکن رن پور کے مقدس درہ پر عبداللہ کو بھی سخت شکست ہوئی۔ (25) لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ بحیثیت مجموعی اس نے ہم کاسر انجام غیر معمولی خوش اسلوبی سے کیا۔

## کرن سنگھ کو شکست

1611ء میں اس نے میواڑ کی دلی عہد نامہ شہزادہ کرن کو جو اپنے چند بہادر ترین راجپوت سرداروں کے ساتھ قلعہ سخت شکست دے دی۔ (26) اور جیسا کہ تاثر الامرا کے مصنف کا بیان ہے کہ عبداللہ نے اپنا بیٹا پیدا کر لیا اور اس کے آقا نے اسے پانچ ہزار کے منصب اور فیروز جنگ کے خطاب سے سرفراز کیا۔

(23) میواڑ کو روانہ ہونے کے جلد ہی بعد عبداللہ خاں کو 370 اہل دیوبند کی کمک اور شاہی اصلیل سے سو گھوڑے اور سو اہل دیوبند میں تقسیم کرنے کے لیے بھیجے گئے۔ جہانگیر (راجا جس و بیورج) جلد اول صفحہ 156 تا جہانگیری (مخطوطہ خدا بخش) صفحہ 61 (الف) و (ب) 1609 میں راجہ جگتا تھ کا منزل میں انتقال ہو گیا۔ اس کی سفید پتھر کی یادگار پھتری آج بھی موجود ہے پھر نو صفحہ 253 پھتری کے گنبد کے لیے دیکھو اپنا صفحہ 299۔

(24) مکمل میر یا مکمل گڑھ 25 میل اور 3.35 مشرق میں دوسے پور سے تقریباً پچاس میل شمال کی طرف واقع ہے اور سح سندھ سے 3568 فٹ بلند پتھری زمین پر ہے جہاں سے لڑائی پڑی کی جنگی اور نامور سر زمین اور میواڑ کے ریگستانی صحرا کا سحر دکھائی دیتا ہے۔ قلعہ رانا کھو نے 1433ء اور 1445ء کے درمیان تعمیر کیا تھا۔ راجپوتانہ گنیزر جلد دوم صفحہ 118۔ اس نام کے حالات دیکھو تاثر الامرا (بیورج) جلد اول صفحات 97 و 98 جہانگیر (راجا جس و بیورج) جلد اول صفحہ 157 گنیزر صفحہ 23۔

(25) ہاؤ جلد اول 281۔ راجپوتوں کا یہ بیان غلط ہے کہ شاہی فوج تقریباً بالکل جہاں کر دی گئی لیکن اس میں یہ اعتراف ہے کہ راجپوتوں کے چند بہترین اور بہادر ترین سردار ضائع ہو گئے۔ جیسے دود سنگھ، نرائن داس، سورج مل، اسکندر جو لائے درجے کے شوشیا قبیلے کے تھے اور سنگھات کے سردار کالاکا پورن مل، ہری داس راجپور، سدری کا بھالا بھوت کیر داس، کھوہا، بردلا کھوہا داس چوہان، مکنداس راجپور اور جین مل کا قریبی عزیز جملہ ہاؤ کاٹوت

”اس فتح پر جو دھوم دھما سے خوشیاں منائی گئیں جس سے میواڑ کے زوال کے زمانہ میں بڑی بڑی رونق آگئی اور سرخ رنگ کا جھنڈا سارے صوبہ کو دور میں لہرا نہ لگا“

(26) پھر نو صفحہ 253 و 254 شہزادہ کرن کے ساتھ جو سردار تھے ان کے یہ نام لے گئے ہیں۔ دوسے سنگھ کے لڑکے شرد سنگھ، مادھو سنگھ، برتاپ سنگھ کے لڑکے شہنشاہ سہلسل، رانا امر کے لڑکے ہاکھ سنگھ، ارجن سنگھ، جھالا شردھلو سنگھ، بیر محمد، لاد، گوپال داس کالاکا راجپور، کشن داس، بلو اکالاکا راجپور، ہری داس شوشیا، مادھو سنگھ، مندل، حل، بدو، ساہول داس بدو، راجپور، بھیم کر، دیو راجپور، کلاوت، سیندل، حل، امر بھنڈاوت، سیندل، حل، ٹوگا بھنڈاوت، چوداوت، دود سنگھات وغیرہ۔

### گجرات کا تادلہ

لیکن دکن کی ضروریات پر بادشاہ نے عبداللہ کا گجرات تادلہ کر دیا جہاں گورنر کی حیثیت سے اس نے صوبہ کے وسائل کو منظم کیا اور احمد شہزاد کی زبردست مہم میں مدد دی۔ (27)

### راجہ باسو کا تقرر

میواڑ کی کمان پر خود عبداللہ کی سفارش پر اس کی جگہ راجہ باسو کو مقرر کیا گیا جو (28) بہادر مگر بے حزم کماندار تھا مگر ایک بھی کامیابی حاصل نہ کر سکا۔

### غنیم سے ساز باز کا شبہ

برعکس اس کے اس پر غنیم سے ساز باز کا شبہ کیا گیا۔ (29)

### عزیز کو کا کا تقرر

چنانچہ جلد ہی اس کی جگہ عزیز کو کا کو مقرر کیا جو دکن کی صورت حال سے بیزار ہو کر میواڑ میں اپنی بہادری دکھانے کے لیے بیقرار تھا۔ (30)

### عزیز کے جہانگیر سے تعلقات

عزیز کے تعلقات بادشاہ سے خوشگوار نہ تھے۔ جسے اس نے تخت سے محروم کرنا چاہا تھا اور اب تک وہ اپنے دلاور خسرو سے دلی محبت رکھتا تھا۔ جب خسرو مغرب کی طرف مغرور ہوا تو جہانگیر نے تعاقب میں عزیز کو بھی لے جانا ضروری سمجھا۔ (31) نو دودلے شریف بھی عزیز کے تعلقات اچھے کشیدہ تھے کہ

(27) تآثر الاسرار (بیرونج) جلد اول صفحہ 98 جہانگیر (راجہ) دیورج) جلد اول صفحہ 155 گھڑون صفحہ 19۔ مہد اللہ خان کی میواڑ کی مہم کے لیے نیرنگیو تآثر جہانگیری (مخلوط خدائیش) صفحات 62-63۔

(28) راجہ باسو شمالی پٹنوں کے قریب پنجاب میں ہادی دو آب کے منور پٹن کوٹ کا ایک زمیندار تھا۔ اکبر کے عہد میں کئی مرتبہ علم بہادت بلند کیا۔ 1586ء 1596ء 1603ء اور 1604ء میں اس نے باقی شہزادہ سلیم کا ساتھ دیا اور اس کے ساتھ آگرہ گیا اور اپنا خیمہ شہر کے باہر بنانے کے دوسرے کنارے پر نصب کیا جبکہ شہزادہ اس کی معافی کے لیے سفارش کرنے گیا تھا۔ اکبر نے شہرہ پست راجہ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا مگر جہانگیر کو خبر گئی اور وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ 1605ء میں وہ جہانگیر کے دربار میں حاضر ہوا جس نے اسے تین ہزار کے منصب پر ترقی دی اکبر نامہ جلد سوم صفحہ 833 جہانگیر (راجہ) دیورج) جلد اول صفحہ 200 گھڑون صفحہ 123 تآثر الاسرار (بیرونج) جلد اول صفحات 392-394۔

(29) کہا جاتا ہے کہ راجہ باسو کو اس سنگھ سے ایک خط ملا جس کی ہندو ہی میں صد کی مشہور چٹوڑ کی رانی میراہالی پر سنس کرتی تھی جو کرشن کو سب کچھ مانتی تھی۔ اس کی کئی پر جوش تنقیدی لکھیں اب تک شمالی ہند میں گائی جاتی ہیں۔ اس بات کے دہنے کی سند اب تک محفوظ ہے۔ ہیرنود صفحہ 254۔

(30) جہانگیر (راجہ) دیورج) جلد اول صفحہ 234۔ تآثر الاسرار (بیرونج) جلد اول صفحہ 329۔ جہانگیر اور شاہ نور دودلوں کا بیان ہے کہ عزیز نے اپنی درخواست کی بنیاد پر رکھی تھی کہ وہ کفار سے جنگ میں نام پیدا کرنے کا شائق ہے۔

(31) جہانگیر (راجہ) دیورج) جلد اول صفحہ 54۔

کہا جاتا ہے کہ شریف نے جہانگیر کو مشورہ دیا تھا کہ عزیز کو قتل کر دیا جائے۔ (32)

### خاندیش کے راجہ علی کے نام اس کا خط

اگلے سال لاہور کے کھلے دربار میں عزیز سے وہ خط پڑھوایا گیا جو اس نے چڑھے پن میں خاندیش کے راجہ علی کو لکھا تھا اور جس میں اس نے اپنے آقا پر سخت حملہ کیا تھا اور راجہ کے مہتمم کتب خانہ کے ذریعہ سے ایک شاہی ملازم خواجہ ابوالحسن کے ہاتھ لگ گیا تھا اور اس نے اسے دربار روانہ کر دیا تھا۔

### جہانگیر کی سرزنش

اس حالت میں عزیز کے متعدد دشمنوں کو اپنے جی کا بخار نکالنے کا موقع ملا اور اس پر طعن و تشنیع اور گالیوں کی بارش ہونے لگی اور خود جہانگیر نے اس موقع پر کھل کر اپنے جی کا بخار نکالا اور گرج کر کہا ”قطع نظر ان خدایوں کے جو اپنی ناکارہ شخصیت پر اعتماد کی بنا پر تو نے میرے خلاف کیں۔ میرے والد نے تیرا کیا بگاڑا تھا جس نے تجھے خاک سے پاک کیا اور بلندی پر پہنچا کر تجھے معاصرین میں قابل رشک بنایا اور تو نے ان کی سلطنت کے دشمن کو ایسے الفاظ لکھے تو نے خود کو پادشاہوں کے زمرہ میں شامل کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ذلیل طبیعت سے اس کے سوا اور کیا توقع ہو سکتی تھی؟ چونکہ تیرے حزان کی نشوونما خداری کے ماحول میں ہوئی اس لیے اس سے اور کیا حرکت ہو سکتی تھی؟ میرے ساتھ جو کچھ کیا تو نے کیا اسے نظر انداز کر کے میں نے تجھے اپنے عہدہ پر برقرار رکھا اس خیال سے کہ شاید تری خداری میرے ہی لیے ہو، لیکن اب یہ معلوم ہو گیا کہ تو نے اپنے محسن اور دنیاوی آقا کے خلاف بھی وہی کیا۔ اس لیے میں تجھے تیرے ان خیالات اور اعمال کے حوالے کرتا ہوں جو تجھ سے سرزد ہوئے یا اب ظہور پزیر ہوں۔“ (33)

### عزیز کو کا کو سزا

اکبری عہد کے پرانے امرا کی حمایت اور خواتین حرم کی سفارش اور خود اس کی ضعیف العمری، شہرت اور سلطنت کی خدمات کی بنا پر خان اعظم کو سزائے موت نہیں دی جاسکتی تھی لیکن اسے (32) آثار الامرا (بیورنگ جلد اول صفحہ 328) میں عجیب قسم کا قصہ بیان کیا گیا ہے امیر الامرا اور خان اعظم کے درمیان تو تو میں ہونے کا معاملہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا اور ایک خاص مجلس شوریٰ غالباً خسل خانہ میں منعقد ہوئی۔ امیر الامرا نے اصرار کیا کہ خان اعظم کو فوراً قتل کر دیا جائے۔ مہابت خاں نے کہا ”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بحث کا کیا مطلب ہے۔ میں تو ایک سپاہی ہوں اور میری کمزور مضبوطی ہے۔ میں اس کی کسر پر ضرب لگاؤں گا اور اگر اس کے دو ٹکڑے نہ ہو جائیں تو میرا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے۔ خان جہاں لودی نے اپنی باری میں کہا ”میں اس کی خوش قسمتی پر حیران ہوں کہ جہاں کہیں اعلیٰ حضرت (اکبر) کا نام آتا ہے اس کا بھی نام آتا ہے۔ مجھے اس کا کوئی قصور نظر نہیں آتا جس کی بنا پر یہ قتل کا مستحق ہو۔ اگر آپ اسے قتل کیا تو ساری دنیا اسے مظلوم سمجھے گی۔ اس انعام پر وہ کے چمچ سے ایک آواز آئی ”جہاں پتہ، حرم کی تمام بیگمات عزیز کو کاکی سفارش کے لیے جمع ہیں۔ بہتر ہو گا کہ آپ یہاں آجائیں ورنہ یہ سب باہر آجائیں گی“ بادشاہ سلطان سلیم حکیم کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے کہ یہ آواز ہی کی تھی اس لیے وہ فوراً زمان خانہ میں گیا۔ خواتین کی انجھاؤں نے بادشاہ کو خان اعظم کا قصور نظر انداز کرنے اور اسے معاف کرنے پر مجبور کر دیا حتیٰ کہ اس نے اپنی خاص گولیوں میں انہوں نے اسے حمایت کی۔

(33) جہانگیر (راہرس دیورنگ) جلد اول صفحہ 79 تا 81۔ اقبال نامہ صفحہ 20، 21 خانی خاں جلد اول صفحہ 256،

2579 آثار الامرا (بیورنگ) جلد اول صفحہ 338، 339۔

اپنے منصب اور جاگیر سے محروم ہو، پڑا اور حراست میں رہنا پڑا۔

## رہائی

جن اثرات نے اسے موت سے بچایا تھا۔ انہیں کی بدولت وہ رہا ہوا اور اپنے منصب پر بحال ہو گیا۔ 1608ء میں بادشاہ نے اسے گجرات کا گورنر مقرر کیا اور یہ شرط رکھی کہ وہ خود دربار میں حاضر رہے اور صوبہ کا انتظام بحیثیت اپنے نائب کے اپنے لڑکے جہانگیر قلی خاں کو سپرد کرے۔ خود جہانگیر نے کبھی اسے نظر عنایت سے نہ دیکھا اس لیے کہ اسی سال کی تحریروں میں اس نے خان اعظم کو پران مکار اور راجہ مان سنگھ جیسا سلطنت کا پران بھیڑیا کہا۔ (34)

## دکن کی مہم

لیکن خان اعظم کی اعلیٰ فوجی قابلیت کے لحاظ سے 1610ء میں بادشاہ نے اسے دکن کی مہم پر معزز کیا جہاں خان خاں کی غلط پالیسی اعلیٰ حکام کی شدید باہمی رقابت اور ماتحت افسروں کی بزدلی نے ملک مزہر کی قابلیت سے مل کر شاہی افواج کو ذلت اور شکست سے دوچار کر دیا تھا۔ (35) اس کا تقریباً دوہ گورنری پر کیا گیا اور اس افواج کی مدد سپرد کی گئی جو وہاں سے 1611ء میں احمد نگر پر زبردست فوج کشی میں تعاون کرنے والی تھی لیکن عبداللہ خاں کی جلد بازی اور خود غرضانہ حرص نے اس منصوبہ کو خاک میں ملا دیا۔

## میواڑ کی کمان کی درخواست اور منظوری

دکن کی صورت حال سے زچ ہو کر عزیز نے میواڑ کی کمان کی درخواست کی اور کمان حاصل کر لی۔ مختصر تجربہ کے بعد اس نے بادشاہ سے استدعا کی کہ وہ اپنا مستقر میدان جنگ کے قرب میں قائم کرے۔ (36)

## جہانگیر کا مستقر اجیر میں

جہانگیر نے اس مشورہ کو قبول کر لیا اور اپنا مستقر اور دربار اجیر میں قائم کر دیا۔ (37) احکام کی پوری تعمیل کے لیے خان اعظم نے یہ بھی استدعا کی کہ شہزادہ خرم کو بھی اس مہم میں مقرر کیا جائے۔

## شہزادہ خرم میواڑ کی کمان پر

جہانگیر نے اس مشورہ کو بھی قبول کر لیا۔ مگر یہ شدید غلطی کی کہ بوڑھے چڑھے رفیق کار اور نوجوان شہزادہ کے مابین اختیارات کا تعین نہیں کیا حالانکہ شہزادہ نور جہاں کے جتنے کارپرجوش اور

(34) جہانگیر (راجس و بیورج) جلد اول 153، 138، 81 تا اثر الاسر (بیورج) جلد اول صفحہ 329۔

(35) جہانگیر (راجس و بیورج) جلد اول صفحہ 183 تا اثر الاسر (بیورج) جلد اول صفحہ 329۔

(36) جہانگیر (راجس و بیورج) جلد اول صفحہ 258۔ تا اثر الاسر (بیورج) جلد اول صفحہ 329۔

(37) جہانگیر (راجس و بیورج) جلد اول صفحات 253، 257 تا جہانگیری (مخطوطہ خدائش) صفحہ 89 (الف) اقبال نامہ صفحہ 72 تک و ن صفحہ 28۔

حوصلہ مندر کن تھا۔

### عزیز کے خلاف شکایت اور تنبیہ

1613ء کے شروع ہی میں شہزادہ دربار سے رخصت ہوا اور اس کے ساتھ بارہ ہزار سوار کی ملک تھی اور بہادر فدائی خان بخشی تھا۔ (38) جلد ہی شہزادہ کی خان اعظم سے ان بن ہو گئی اس لیے کہ وہ خود کو شہزادہ کا سرپرست اور ہم کا اصل کماندار سمجھتا تھا۔ بادشاہ نے باقاعدہ گروہ کے اثر سے شاہی ملازمت کے پیر دانشمند کو تختی سے تنبیہ کی۔ اسے یاد دلایا کہ خود اس کے اصرار پر اسے میواڑ کی کمان پر مقرر کیا گیا۔ شاہی مستقر اجیر میں قائم کیا گیا اور اسی کی فرمائش پر شہزادہ خرم کو بھیجا گیا غرض کہ سارے انتظامات اسی کے مشورہ کے مطابق ہوئے۔ چنانچہ اسے شہزادہ سے ٹکراؤ اور مخالفت سے احتراز کرنا چاہئے۔ اور اس سے اطاعت شعاری اور خیر خواہی کا اظہار کرنا اور دن رات میں کسی وقت اس کی خدمت سے الگ نہ ہونا چاہئے۔ ورنہ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ نتیجہ برا ہوگا۔ (39)

### قید

یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اس تہدید اور سرزنش کا بڑے میاں نے کیا جواب دیا لیکن تاریخوں میں یہ درج ہے کہ اس کا جھڑا شہزادہ سے اس وقت تک ختم نہیں ہوا جب تک شہزادہ نے دلیرانہ اور گستاخانہ کارروائی کر کے اسے قید نہیں کر دیا۔ اپنے والد شہزادہ نے یہ وجہ بیان کی کہ خان اعظم خسرو سے قربات کی وجہ سے کام میں بگاڑ پیدا کرتا تھا اور اس کی وہاں موجودگی بالکل مناسب نہ تھی۔

### دربار میں طلبی

جہانگیر نے اس توجیہ پر دل سے یقین کیا یا محض ظاہر انگریز نے خان اعظم کو اودے پور سے لانے کے لیے مہابت خاں کو روانہ کر دیا اور محمد تقی کو حکم دیا کہ اس کے اہل و عیال کو لے آجائے۔

### دربار میں پیشی 15 فروردین

5 اپریل 1614ء کو خان اعظم دربار میں پیش کیا گیا اور 9 کو اسے آرام دہ گوالیار کے قید خانہ میں بھیج دیا گیا اور نگرانی پر اس کا سخت ترین دشمن اعتقاد خاں مقرر کیا گیا جواب آصف خاں کے خطاب

(38) جہانگیر کا بیان ہے کہ ”میں نے اسے سنہری زردوزی کی قباعت کی اور موتیوں کی جھار کے مریض پھول اور ایک زردوزی کی پکڑی موتیوں کے ہار کے ساتھ ایک زردوزی کا کر بند موتیوں کی جھار کا ایک خاص ہاتھی موسومہ فتح موسیٰ و سلمان کے ایک مخصوص گھوڑا، مریض کھوار مریض کچھو کچھو اور پھول کنار (راجس و پور پنج) جلد اول 256 تا جہانگیر (مخطوطہ خدا بخش) صفحہ 88 (الف) اقبال نامہ صفحہ 72 خانی خان جلد اول صفحہ 277۔

(39) جہانگیر (راجس و پور پنج) جلد اول صفحات 357، 358 اقبال نامہ صفحہ 73۔

اکبر کی روح پھر اپنے دودھ شریک بھائی کے لیے نمودار ہوئی۔ وہ خواب میں اپنے لڑکے کو نظر آیا اور کہا: ”بابا؟ میری خاطر سے خانِ عظیم کا قصور معاف کر دو!“ چنانچہ یہ ضعیف اعرار گواہد کے شہی قید خانے سے اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ شہابی دربار میں زبانِ درازی نہ کرے گا۔ جب تک اس سے کچھ پوچھنا جائے۔ جب وہ دربار میں پیش ہوا تو جہاگیر گھبرا گیا کہ ”میں نے اپنے دل میں اس سے زیادہ شرم محسوس کی جتنی اسے ہوئی ہوگی اور اس کے سارے قصور معاف کر کے خود اپنی مثال جو کر میں لپٹی ہوئی تھی اسے دے دی۔“ (43)

اس اثنا میں شہزادہ خرم اپنی مہم کو بڑی قابلیت، بے رحمانہ سختی اور غیر معمولی خوش قسمتی کے ساتھ چلا تا رہا۔ اسے عبداللہ خاں کی کمک مل گئی اور اس نے پانچ ہزار سپاہیوں کی ایک جماعت محمد تقی کے ماتحت جو بعد کو شہ قلی خاں ہو گیا۔ ملک کو تاراج کرنے کے لیے آگے بھیج دیا۔ کھیتیاں اور باغ جلا دیے گئے۔ دیہات اور شہر لوٹ لیے گئے اور مندر مسمار کر دیے گئے۔ میدان علاقہ جسے مہابت خاں، عبداللہ خاں، راجہ باسو اور عزیز کوکانے پہلے ہی تاراج کر دیا تھا۔ اب بالکل ہی ویران کر دیا گیا لیکن خرم کی مہم کا اصل مقصد یہ تھا کہ راجپوتوں کو ان کے بہادر پناہ گاہوں میں بھوکا مار دیا جائے۔

سارے ملک میں خاص کردروں، گھائیوں اور وادیوں کے سروں پر فوجی چھاؤنیاں قائم کر دی

(40) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحات 258، 260، 261 اقبل نامہ صفحہ 74۔ ٹائٹل (پورچ) جلد اول صفحہ 330 نے عجب قصہ بیان کیا ہے جو اگرچہ قیاس ہے مگر اس سے اس زمانہ کے خیالات کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ خان اعظم جو اس وقت قید میں تھا اس نے ایک مرتبہ کہہ کر اس نے اپنی قوتِ عملیہ کا کبھی استعمال نہیں کیا ہے۔ اس سے آصف خاں کو خیال ہوا اور اس نے جہانگیر سے حکایت کی کہ خان اعظم اسے قہم کرنے کے لیے کوئی عمل چڑھ رہا ہے اور چونکہ عملیات میں نفس کشی اور گھسٹ سے پرہیز کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے خان اعظم کو سرخو اور دیو وغیرہ کی مرغن غنڈ ملنے لگی۔

(41) جہانگیر (راجہ جی و بیوریج) جلد اول صفحہ 192 اقبل نامہ 74۔

(42) جہانگیر (راجہ جس و بیورج) جلد اول صفحہ 260۔

(43) آثار الابرار اور رابع جلد اول صفحہ 330) اس خاموشی کی شرط کا ذکر نہ تھا گھر کے کھارونہ معتقد خاں نے مگر جہاں نیک ہمیں عزت کی یہ قید زبان درازی کا علم ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ بات یقیناً صحیح ہوگی۔ آثار الابرار کا یہ بھی بیان ہے کہ ایک رات بادشاہ نے خان اعظم کے جوے لڑے جہاں گھر علی خاں سے کہا کہ وہ اپنے باپ کی حرکات کو قابو میں رکھے۔ لڑنے کے جواب دیا کہ وہ ہر بات کی ضمانت کر سکتا ہے مگر اس کی زبان درازی کا کوئی علاج نہیں۔

گئیں تاکہ رسد نہ جاسکے اور نعیم عاجز ہو جائے۔ مفلوں نے جو تباہی برپا کی تھی اس سے خود انہیں بھی تکلیف ہوئی ایک سب سے اہم چھاؤنی مکمل میر نوازش خاں کے ماتحت کی گئی جس میں جلد ہی قحط پڑ گیا اور مفل سپاہی سینکڑوں کی تعداد میں مرنے لگے۔ (44)

پھر بھی جنگ پوری شدت سے جاری رہی۔ پرستش کے مقامات پر لڑائی سب سے زیادہ سخت تھی۔ مفل مورخین صاف صاف اقبال کرتے ہیں کہ راجپوت لڑنے والوں کے گرد ہمیشہ بڑی بے جگری اور بہادری سے لڑتے تھے جس سے اکثر مفل افسروں کے دل پر خوف طاری ہو جاتا تھا۔ رانا امر کے ایک لڑکے کے ماتحت شب خون کو عمر تقی نے بڑی مشکل سے پساکیا۔

### شدید حملے

لیکن باوجود راجپوتوں کے بہادرانہ کارناموں کے اور باوجود آب و ہوا کی تباہ کاریوں کے اور موسم کی خرابی کے شہزادہ نے شدید گرمی، موسلا دھند بارش، ناقابل گزر جنگوں اور وبائی دلدلوں کے فوجی کارروائیاں جاری رکھیں۔ 1614ء کے شروع میں اس نے امر سنگھ کے کئی ہاتھی پکڑ لیے جن میں سب سے بہتر اور سب سے زیادہ پیارا ہاتھی عالم گمان بھی تھا اور انہیں اپنے والد کے پاس اس یقین دہانی کے ساتھ بھیجا کہ رانا بھی جلد گرفتار ہو جائے گا۔ (45)

### امر سنگھ کی حالت زار

امر سنگھ ویسی ہی حالت زار کو پہنچ گیا تھا جیسی 80-1579ء میں رانا پر تاپ کی ہو گئی تھی۔ میدانی علاقہ نعیم کے قبضہ میں تھا۔ رسد آتا بند ہو گیا تھا اور روز روز کی جہز میں راجپوتوں کی صفوں میں رخنہ ڈال رہی تھیں تاکہ بندی سے قحط اور ہولناک وبائی بیماریاں پیدا ہو گئی تھیں۔ مفل سلطنت کے وسیع وسائل اور شہزادہ خرم کی غیر معمولی دلیری اور استقلال کے پیش نظر مصیبت بہت جلد ختم ہونے کی توقع تھی۔ ان مایوس کن حالات میں بھی رانا پر تاپ کے قدم جھے رہتے اور وہ اطاعت شعاری پر مر مٹنے کو ترجیح دیتا مگر دباؤ کی شدت نے امر سنگھ کی کمر توڑ دی اور اس کے ہمراہی چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ اب سرخ جھنڈے تلے مٹی بھر آدی رہ گئے تھے۔

### صلح کا مشورہ

لڑائی سے تھکے ہوئے امر نے التجا کے ساتھ صلح کا مشورہ خصوصاً اس لیے کہ محض برائے

(44) ہاؤ الاسرا (بیروت) جلد اول صفحہ 400 شہزادہ خرم نے حسب ذیل فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ مکمل میر، بھاؤں، گوندہ، انجنو، گئے، چوند، بجاپور، جاور، مدادی، کھلوے، سدھوی۔

(45) پیر بندہ صفحات 264-266 کا بیان ہے کہ کرن سنگھ امر کے ہجور پر مجبور ہو گیا کہ صلح کر لے۔ راجپوت روایات کا یہ بیان ہے کہ امر سنگھ نے اس مسئلہ پر عبدالرحیم خاں خاں سے نظم میں مرسلت کی اور خان خاں ناسے نے رہنے کا مشورہ دیا۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

نام مفلوں کا اقتدار مان لینے پر صلح حاصل ہو جائے گی۔ شہزادہ کرن نے اسی طرف اپنا اثر ڈالا۔ (46) قوم کے مفاد کا بھی یہی تقاضا تھا۔ تہذیب کے آثار جو نصف صدی کی جنگ میں تباہ ہو گئے تھے۔ ان کی از سر نو تعمیر کے لیے امن کی ضرورت تھی۔

### صلح کی گفت و شنید

اس سنگھ نے اپنے چچا شہجہ کن اور اپنے معتمد افسر ہری داس جالا کے ذریعہ صلح کی سلسلہ جہنبانی کی۔ اس نے مغل سلطنت کا اقتدار تسلیم کرنے، شہزادہ کی خدمت میں حاضر ہونے اور اپنے لڑکے کو دربار میں حاضری کے لیے روانہ کرنے کی پیشکش کی اور خود دربار کی حاضری سے معذوری کی تجویز کی اور یہ کہ کوئی علاقائی الحاق یا تادان کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

### جہانگیر نے رانا کے شرائط مان لیے

شہزادہ خرم نے راجپوت پیام بردوں کو خود اپنے سیکریٹری ذی علم ملا شکر اللہ شیرانی اور اپنے ملازم خاص سندر داس کے ہمراہ بادشاہ کی خدمت میں اجیمیر روانہ کیا اور مجوزہ شرائط کو قبول کرنے کی سفارش کی۔ جہانگیر نے بخوشی بلا قید و شرط کے یہ شرائط مان لیے اور ایک فرمان نافذ کیا جس پر اپنے دست مبارک کی چھاپ لگائی اور خرم کو صلح نامہ مرتب کرنے کا اختیار دیا۔

### چتوڑ کے قلعہ کو مسلح نہ کیا جائے

صرف ایک تکلیف دہ شرط لگائی گئی کہ چتوڑ کا قلعہ تو رانا کو واپس کر دیا جائے مگر اسے مسلح نہ کیا جائے نہ اس کی مرمت کی جائے۔

اپنے والد کی طرح شہزادے نے حسب موقع عمل کیا اور شکست خوردہ غنیمت کی پورے آداب و احترام سے پذیرائی کی۔ اس نے ملا شکر اللہ اور سندر داس کو شاہی فرمان لے کر روانہ کیا اور شاہانہ مراعات کا امیدوار کیا۔ یہ طے کیا گیا کہ رانا اور اس کے لڑکے یکشنبہ 26 ربیع الثانی کو ملاقات کریں۔ (47)

### اسر سنگھ کی شہزادہ سے ملاقات

رانا اپنے چند ہمراہوں کے ساتھ باہر آیا، آداب بجالایا اور ایک مشہور بڑا ہیرا چند مرصع اشیاء

(46) ہیرنود صفحات 264 تا 266 کا بیان ہے کہ کرن سنگھ اسر کے اسرار سے مجبور ہو گیا کہ صلح کرے۔ راجپوت روایات کا یہ بیان ہے کہ اسر سنگھ نے اس مسئلہ پر عبدالرحیم خان خاناں سے نظم میں مرسلت کی اور خان خاناں نے اسے جے رہنے کا مشورہ دیا۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

(47) جہانگیر (راجپوت دیوراج) جلد اول صفحات 274 تا 276۔ اقبال نامہ صفحات 76 تا 77 تا جہانگیری (مفلوٹ خدا بخش) صفحہ 103 (الف) خانی خان جلد اول صفحہ 279 تا 280 (ب) جہانگیر (ب) 412 تا 419 گھنڈن صفحہ 30 جلد اول صفحات 286 تا 291 ہیرنود صفحات 266 تا 267 شکر اللہ کے حالات کے لئے دیکھو تا 280 (ب) جہانگیر (ب) جلد اول صفحات 149 تا 153 بادشاہ نامہ جلد دوم صفحات 339 تا 340 حیات خاں کا بادشاہ نامہ (ابن دؤن) جلد ہفتم صفحہ 103 جہانگیر کے انتقال کے بعد چتوڑ کی قلعہ بندی شاہجہاں کی عہد کے خلاف جنگ کا صل سب قلعہ اسر سنگھ اور جہانگیر کے باہن صلح نامہ کے فوراً بعد چتوڑ کے محل کے لیے دیکھو صفحہ 102۔



اور سات ہاتھی نذر کیے۔ بس یہی اس کی کائنات رہ گئی تھی اور نو گھوڑے۔ اس نے حسب معمول سلام کیا۔ شہزادہ خرم نے اسے گلے لگایا اور اپنے برابر بٹھا کر بے تکلفانہ گفتگو کی اور اس کے افسروں کی اعلیٰ درجہ کی خلعتوں، مرصع تلواریں اور گھوڑوں اور ہاتھیوں کے تحفہ سے عزت افزائی کی۔ (48)

### شہزادہ خرم اور کرن کی ملاقات

راتا کے واپس جانے کے بعد شہزادہ کرن آداب بجالانے کے لیے حاضر ہوا۔ (49) اور اسے اعلیٰ درجہ کی خلعت مرصع تلواریں اور تحفہ ایک گھوڑا معہ طلائی ساز اور ایک خاص ہاتھی دیا گیا۔

### اجیر کو روانگی

اسی دن شام کو دونوں شہزادے اجیر روانہ ہو گئے۔ (50)

### تبصرہ

اس طرح میواڑ کی مہم کا خاتمہ ہوا۔ فارسی مورخین نے خوب بغلیں بجائیں کہ آخری راجپوت حکمران بھی محکوم ہو گیا۔ جہاںگیر بہت خوش ہوا کہ جس اہم کام نے اکبر کو چکر دیا تھا وہ انجام پا گیا۔ امر سنگھ کی کمزوری اور بزدلی کی اکثر مذمت کی جاتی ہے۔ یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ اس میں راتا پر تپ جیسا آہنی عزم نہ تھا لیکن پر تپ بھی اس کے سوالور کیا کرتا کہ چند سال تک اور لڑتا رہتا میواڑ کے لوگوں کے مفاد کا تقاضا تھا کہ آزادی کو قربان کر کے صلح حاصل کی جائے۔ اس لیے کہ اس قربانی کا مطلب صرف اس قدر تھا کہ مغلوں کے اقتدار اعلیٰ کو صرف مان لیا جائے۔ بادشاہ جہاںگیر کا رویہ بہت ہی قابل تعریف ہے کہ اس نے شکست خوردہ غنیم سے نہایت ہی مصالحت پالیسی اختیار کی۔ میواڑ کے اندرونی نظم و نسق میں کوئی مداخلت نہیں کی، راتا کے احساس خودداری کا پورا احترام کیا کہ اسے دربار کی حاضری سے مستثنیٰ رکھا اور کسی ازدواجی رشتہ کا مطالعہ نہیں کیا پھر بھی راتا نے اپنے وقار کو اتنا مجروح سمجھا کہ کچھ دنوں بعد وہ اپنے لڑکے کے حق میں تخت سے دست بردار ہو گیا۔ (51) اس کے بعد سے میواڑ کے راتاؤں نے مغل سلطنت سے وفاداری کا رویہ برقرار رکھا تا آنکہ اورنگ زیب کی پالیسی نے راتا سنگھ کو علانیہ بغاوت پر آمادہ نہیں کیا۔

(48) جہاںگیر (راجس دیو راج) جلد اول صفحہ 276 کا بیان ہے کہ راتا نے خرم کے چر پکڑے اور اپنے تصوروں کی معافی مانگ دی یہ بیان علامہ بذات خود ناقابل قیاس ہونے کے (اس لیے کہ آداب بجالانے کے لیے بادشاہ یا رئیس کے چر پکڑنے کی رسم نہ مغلوں میں تھی نہ راجپوتوں میں) اس کی تائید دوسرے مورخین نے نہیں کی ہے۔ اقبال نمبر 77 غانی خان جلد اول صفحہ 279 گڈن دن صفحہ 30۔

(49) راجپوتوں میں یہ دستور تھا کہ کسی بادشاہ یا شہزادے کو آداب بجالانے کے وقت ولید کو اپنے باپ کے ساتھ نہ جانا چاہیے۔ چنانچہ شہزادہ کرن اپنے باپ کے بعد آیا اگرچہ اسی دن۔ اس لیے شام ہی کو خرم اجیر روانہ ہونے والا تھا۔ میواڑ کے مختصر حالات تاثر الامار (راجس دیو راج) جلد اول صفحات 283، 319، 399، 419، 457، 587 میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

(50) جہاںگیر (راجس دیو راج) جلد اول صفحہ 176۔ اقبال نمبر 77 غانی خان جلد اول صفحہ 279 گڈن دن صفحہ 31۔

(51) جلد اول صفحات 291، 292۔

## اجمیر

شہزادہ خرم اور کرن جلد ہی اجمیر پہنچ گئے۔ اس کار آمد مقام کو 1561ء میں اکبر نے مغل سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ اکبر نے قلعہ کی توسیع اور مرمت کی اور شہر کو ایک مضبوط فیصلہ اور گہری خندق سے مستحکم کر دیا، شاندار محل تعمیر کیے اور اپنے امرا کو اپنے محل تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ 1574ء تک شہر کی حالت بالکل بدل گئی تھی۔ یہ اسی نام کے صوبہ کا مستقر بنایا گیا اور آس پاس کی ماتحت ریاستوں کے لئے منارہ مگرانی کا کام دینے لگا۔ یہ مغربی ہندوستان اور گنگا کی سطح سر زمین کے مابین تجارت کی ایک شاہراہ پر واقع ہے اور ہاتھوں تجارت کا مرکز رہ چکا ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنا ایک اولین کارخانہ یہیں قائم کیا تھا۔ (52)

## اس کا نہ ہی تقدس

لیکن عام طور پر لوگوں کے نزدیک اس کی اہمیت نہ تو اس کی فوجی حیثیت کی بنا پر ہے اور نہ اس کی تہذیبی سرگرمیوں کی بنا پر بلکہ باعزت درویش حضرت معین الدین چشتی کے مزار کی بنا پر۔

## حضرت معین الدین چشتی کا مزار

اکبر نے شہزادہ سلیم کی پیدائش پر یہاں کا مشہور پایادہ سزا کیا تھا جس کا لوگوں کے ذہن پر گہرا نقش پڑا جس کا تمام محاصرہ مورخین اور یورپین سیاحوں نے ذکر کیا ہے۔ جس زمانہ کا ہم ذکر کرتے ہیں اس وقت اس مزار کی جو حالت تھی اس کی بڑی خوبی سے تفصیل ولیم فنچ نے بیان کی ہے۔

## ولیم فنچ کا بیان

وہ لکھتا ہے۔ قلعہ اس کے کہ مزار تک پہنچیں آپ کو تین خوبصورت احاطوں سے گزرنا ہوگا جن میں سے پہلا تقریباً ایک ایکڑ زمین پر ہے اور اس میں سفید سیارنگ مرمر کا فرش ہے اور اسی میں ”ملاحی“ محمد کے کئی عزیزوں کی قبریں ہیں۔ بائیں طرف ایک خوبصورت حوض ہے جو پتھر کی دیوار سے گھرا ہے۔ دوسرے احاطہ کا فرش بھی پہلے ہی جیسے احاطہ کا ہے مگر زیادہ قیمتی اور لنڈن کے اکسچینج سے دو گنا دسٹ ہے اور جس میں ایک عجیب طرح کا شہد ان لکھتا ہے جس میں کئی روشنیاں ہیں (شاید موسم تہوں کا درخت باجھڑ ہوگی۔ حیرت) تیسرے احاطہ میں آپ ایک ٹوٹے ہوئے دروازہ سے گزریں گے جس کی عجیب ساخت ہے۔ یہ تین احاطوں میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ خصوصاً مزار کا دروازہ جہاں فرش عجیب طرح کے طے جلتے پتھروں کا ہے۔ دروازہ بہت بڑا اور سیپ کے کام کا ہے اور مزار کے قریب کا فرش سنگ مرمر کا ہے۔ دروازہ عجیب طرح کی سیپوں اور طلائی کام کا ہے اور مزار کے قریب مہن سنگ مرمر

(52) اکبر نامہ (تاریخ) جلد دوم صفحہ 516 نظام الدین (ابن دلاؤن) جلد پنجم صفحہ 335 فرشتہ (برگس) جلد دوم صفحہ 234 براہوئی (کو) جلد دوم صفحہ 234۔ اجمیر میراث کا موجودہ سوہ (25.24) مشرقی شمالی عرض البلد اور 75.24 مشرقی طول البلد کے درمیان واقع ہے۔ جغرافیائی نقشہ کے لیے دیکھو اجمیر میراث گزیر صفحات 9 تا 11 شہر اجمیر آگرہ سے 227 میل دہلی 230 میل۔ ہمارے 48 میل اور برہان پور سے 448 میل کے فاصلہ پر ہے۔

سے چنا ہوا ہے۔ خود حراز سیویوں اور طلائی نقوش سے عجیب طرح کا بنا ہے اور حراز کا کتبہ قاری میں ہے۔ ذرا سے فاصلہ پر حضرت چشتی کی نشست گاہ ہے جو بالکل الگ تھلک تاریک جگہ پر ہے جہاں وہ بیٹھ کر آئندہ کی باتیں بتاتے تھے اور اس کا بڑا احترام کیا جاتا ہے۔ شرق کی طرف تین اور احاطے ہیں جن میں سے ہر ایک میں ایک خوبصورت حوض ہے۔ شمال اور مغرب کی طرف کئی مختلف قسم کے خوبصورت مکان ہیں جن میں اہل سلسلہ رہتے ہیں۔ یہ ذہن نشین رہے کہ ان میں سے کسی جگہ آپ جو تا پہنچے ہوئے نہیں جاسکتے ہیں۔ (53)

### سالانہ عرس

حراز پر جو سالانہ عرس ہوتا ہے اس میں پہلے کی طرح اب بھی کثیر التعداد ہندو اور مسلمان شریک ہوتے ہیں۔

### جہانگیر کے زمانے میں

جہانگیر کے عہد میں اگرچہ یہ ”حقیر پرانا شہر“ نہ تھا جیسا کہ سر طاس رو نے لکھا ہے (54) تاہم وہ آگرہ، لاہور یا دہلی کی طرح ایسا موزوں نہ تھا کہ مغل سلطنت کا مستقر بن سکے۔ بادشاہ کی آمد کی امید میں چند مالی شان محل تعمیر ہو گئے تھے اور کئی عتقربا بی بلندی پر پہنچنے والے تھے۔

### شاهی کمپ

بادشاہ اور فوج کا بیشتر حصہ اپنے خیموں میں مقیم تھا جن سے ایک پورا شہر بن گیا تھا۔ سر طاس رو کے پادری ثیری کا بیان ہے کہ ”شاهی کمپ بڑا شاندار ہے جیسا کہ ہر شخص جس نے بکثرت شہ لیشیوں اور خیموں کو دیکھا ہو قیاس کر سکتا ہے۔ یہ سب برابر نصب ہیں اور ایک بڑے شہر کا منظر پیش کرتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ سب طا کر بہت وسیع و وسیع جگہ گھیرے ہیں میرے اندازے میں کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک پانچ انگریزی میل کی لمبائی میں ہیں۔ کسی پہاڑی پر سے دیکھنے میں جہاں سے یہ سب نظر آئیں بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔“

”اس لشکر میں جو خیمے نصب ہیں..... وہ بیشتر سفید ہیں جیسے ان کی کینوں کے لباس، لیکن مغل سرداروں کے خیمے سرخ ہیں اور بلیوں پر کھڑے ہیں جو دوسروں سے زیادہ بلند ہیں۔ یہ خیمے کمپ کے وسط میں نصب ہیں اور زمین کا وسیع رقبہ گھیرے ہیں اور ہر طرف سے نظر آتے ہیں۔“

”سامنے کی طرف محن کے باہر خیمہ کے اندر ایک بڑا کمرہ سات بیچے اور نوبچے کے درمیان بادشاہ کے قیام کا ہے جسے قسمل خانہ کہتے ہیں۔“

”بادشاہ کے خیمہ کے گرد قاتیں گھری ہیں جیسے ہمارے یہاں کے پردے جو ایک دوسرے سے

(53) پرچہ جات جلد چہارم صفحہ 61 نیز دیکھو: مٹھی منڈی صفحہ 224 گلیڈون 36 موجودہ زمانہ میں اس کی جو صورت ہے اس کی تفصیل کے لیے دیکھو آرکیولوجیکل سروے جلد 23 صفحات 35-39 ہر بلا ساردا کی انجیر ہٹارڈا کیل اینڈ ڈسکرپشن انجیر 1911ء

(54) جلد اول صفحہ 113۔

طے ہوئے ہوں۔ یہ قاتل اس وقت اونچی ہیں جس کا حاشیہ بھی اسی کپڑے کا ہے اور ہر چوڑان پر بید سے مضبوط کیا گیا ہے۔ لیکن باہر کی طرف ان کی حفاظت مسلح سپاہیوں کا ایک بڑا دستہ کرتا ہے جو رات دن پہرہ دیتا ہے۔ بڑے امرا کے خیمے بھی ایسے ہی بڑے بڑے ہیں اور شاہی خیمے کے گرد نصب ہیں کہ ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ بالکل سیدھ میں جاسکتے ہیں اور ایسا مظلوم ہوتا ہے کہ ہم ایک ہی جگہ کھڑے ہیں۔ مختلف راستوں اور بازاروں سے گزرتے ہوئے ہم اپنا رخ یکساں خیموں کے درمیان بادشاہ کے خیموں کے رخ سے معین کرتے ہیں اور ایسا مظلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی جگہ پر مستقل ہیں۔ (55)

کئی امرانے یہاں آنے کے جلد ہی بعد عارضی عمارتیں کھڑی کر لیں جو چند سال بعد کھنڈر ہو گئیں۔ (56)

جہانگیر نے اجیر میں اپنے تین سال کے قیام میں برابر جھروکہ، دربار اور کونسل میں نشست کی۔ (57) یہاں شہزادہ خرم کو زبردست فتح حاصل ہوئی۔ جب وہ بادشاہ کے سامنے سر بسجود ہوا تو بادشاہ نے اسے قریب بلا کر گلے لگالیا اور اس پر تحفوں کی بارش کر دی۔ (58) شہزادہ کرن دربار میں حلقہ کی داہنی طرف آگے کھڑا کیا گیا اور ایک اعلیٰ درجہ کی خلعت اور مرصع کلوہ اسے دی گئی۔ بعد کو اسے طرح طرح کے تحفے ملے۔ اگلے نوروز کو مارچ 1615ء میں اسے پانچ ہزار ذات و سوار کا منصب ملا اگرچہ نئے ماحول سے وہ کسی طرح سے مانوس نہ ہو سکا تھا۔ (59)

(55) نیری صفحات 398، 400، 201 تفصیلی حالات اور شاندار الفاظ میں دیکھو برصغیر صفحات 359، 370۔ آئین جلد اول صفحات 45، 48۔ دیکھو بلوچین کی کتاب کے آخر میں تصویریں مختصر حال منشورات (ہوائے لینڈ و بتری) صفحات 75، 77 میں ہے۔

(56) بیگز منڈی صفحہ 242۔ نیز دیکھو صفحات 105، 133 پرچہ جات چہارم صفحات 440، 60، 61، 62 منڈی جلد دوم صفحات 242، 244 تیسرا جلد سوم صفحہ 48۔ تاہم تھلہ جلد اول صفحہ 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000۔

(57) اجیر میں وہ 18 نومبر 1613ء کو پہنچا اور 10 نومبر 1616ء کو وہاں سے روانہ ہوا جہانگیر (راجس و بیورج) جلد اول صفحہ 340 دربار کے متعلق سرخاس روڈ کی سفارت صفحات 106، 108، 110، 112، 114، 116، 118، 120، 122، 124، 126، 128، 130، 132، 134، 136، 138، 140، 142، 144، 146، 148، 150، 152، 154، 156، 158، 160، 162، 164، 166، 168، 170، 172، 174، 176، 178، 180، 182، 184، 186، 188، 190، 192، 194، 196، 198، 200، 202، 204، 206، 208، 210، 212، 214، 216، 218، 220، 222، 224، 226، 228، 230، 232، 234، 236، 238، 240، 242، 244، 246، 248، 250، 252، 254، 256، 258، 260، 262، 264، 266، 268، 270، 272، 274، 276، 278، 280، 282، 284، 286، 288، 290، 292، 294، 296، 298، 300، 302، 304، 306، 308، 310، 312، 314، 316، 318، 320، 322، 324، 326، 328، 330، 332، 334، 336، 338، 340، 342، 344، 346، 348، 350، 352، 354، 356، 358، 360، 362، 364، 366، 368، 370، 372، 374، 376، 378، 380، 382، 384، 386، 388، 390، 392، 394، 396، 398، 400، 402، 404، 406، 408، 410، 412، 414، 416، 418، 420، 422، 424، 426، 428، 430، 432، 434، 436، 438، 440، 442، 444، 446، 448، 450، 452، 454، 456، 458، 460، 462، 464، 466، 468، 470، 472، 474، 476، 478، 480، 482، 484، 486، 488، 490، 492، 494، 496، 498، 500، 502، 504، 506، 508، 510، 512، 514، 516، 518، 520، 522، 524، 526، 528، 530، 532، 534، 536، 538، 540، 542، 544، 546، 548، 550، 552، 554، 556، 558، 560، 562، 564، 566، 568، 570، 572، 574، 576، 578، 580، 582، 584، 586، 588، 590، 592، 594، 596، 598، 600، 602، 604، 606، 608، 610، 612، 614، 616، 618، 620، 622، 624، 626، 628، 630، 632، 634، 636، 638، 640، 642، 644، 646، 648، 650، 652، 654، 656، 658، 660، 662، 664، 666، 668، 670، 672، 674، 676، 678، 680، 682، 684، 686، 688، 690، 692، 694، 696، 698، 700، 702، 704، 706، 708، 710، 712، 714، 716، 718، 720، 722، 724، 726، 728، 730، 732، 734، 736، 738، 740، 742، 744، 746، 748، 750، 752، 754، 756، 758، 760، 762، 764، 766، 768، 770، 772، 774، 776، 778، 780، 782، 784، 786، 788، 790، 792، 794، 796، 798، 800، 802، 804، 806، 808، 810، 812، 814، 816، 818، 820، 822، 824، 826، 828، 830، 832، 834، 836، 838، 840، 842، 844، 846، 848، 850، 852، 854، 856، 858، 860، 862، 864، 866، 868، 870، 872، 874، 876، 878، 880، 882، 884، 886، 888، 890، 892، 894، 896، 898، 900، 902، 904، 906، 908، 910، 912، 914، 916، 918، 920، 922، 924، 926، 928، 930، 932، 934، 936، 938، 940، 942، 944، 946، 948، 950، 952، 954، 956، 958، 960، 962، 964، 966، 968، 970، 972، 974، 976، 978، 980، 982، 984، 986، 988، 990، 992، 994، 996، 998، 1000۔

(58) جہانگیر (راجس و بیورج) جلد اول صفحہ 277۔

(59) شہزادہ کرن ذرا بے یمن اور پریشان رہتا تھا۔ شاید جیسا کہ بلا کا خیال ہے کہ (جلد اول صفحہ 291) کا قہقہہ اور ذلت کے احساس کی وجہ سے جس کی عطا کی طرح نہیں ہو سکتی تھی۔ جہانگیر نے اسے اس کی جنگی فطرت اور آدمیوں کے مجمع سے وحشت پر محمول کیا اور اس کے انداز کی ہر طرح کو شش کی۔ وہ بڑی سادگی سے لکھتا ہے۔

”چونکہ کرن کا دل ہاتھ میں لینے کی ضرورت تھی اس لیے میں نے روزانہ اس سے طرح طرح کی مہربانی کی چنانچہ اس کی دربار میں حاضری کے دوسرے دن اسے ایک خاص عراقی گھوڑا سدا مرصع ساڑ کا بھی کے دیا جس دن وہ ان خانہ میں گیا تو نور جہاں بیگم کی طرف سے اسے ایک بیش قیمت خلعت، ایک مرصع کلوہ، ایک گھوڑا، مع سارے کے اور ایک ہاتھی دیا گیا۔ اس کے بعد میں نے اسے ایک نہایت قیمتی موتیوں کی لڑی دی۔ اس کے دوسرے دن ایک خاص ہاتھی مع سارے کے دیا گیا۔ چونکہ میرا خیال تھا کہ اسے ہر قسم کی کوئی چیز دی جائے۔ اس لیے میں نے اسے تین عقاب، تین شکرے، ایک خاص کلوہ، ایک زرہ بکتر اور دو انگوٹھیاں دیں جن میں سے ایک حقیقی اور ایک میں زمرہ جڑا تھا۔ مہینے کے آخر میں نے حکم دیا کہ اسے ہر قسم کے کپڑے اور قالین مع ٹیکوں کے دیے جائیں اور ہر قسم کے عطر، سونے کے برتن، گہرائی گانیاں اور کپڑے سوکھتوں میں رکھ کر دیے جائیں۔ یہ سب احمدی ہاتھوں اور کندھوں پر لے کر دربار عام میں آئیں اور کرن کے حوالے کریں۔“ بقہ حاشیہ اگلے صفحہ پر....

سب سے زیادہ خوشی کی بات جہانگیر کا یہ رویہ تھا کہ اس نے شکست خوردہ غنیم کی ہمت و شجاعت کی سچے دل سے تعریف کی اور آگرہ میں جبرو کہ کے نیچے دوپورے جسم کے بت گھوڑے پر سوار رانا امر سنگھ اور کنور کرن کے نصب کرائے۔ (60)

### سر طامس رو کے مشن پر تبصرہ

سر طامس رو 1580ء یا 1581ء میں انگلستان کے مقام لنٹن میں پیدا ہوا اور اکتوبر 1593ء آکسفورڈ میگزین کالج میں داخل ہوا اور 1597ء میں میڈل ٹمپل میں کچھ دن بعد وہ ملکہ الزبتھ کے حفاظتی دست میں اسکوائر کے عہدہ پر مامور ہو گیا۔ اور 1605ء میں جیمس اول نے اسے نائب کر دیا۔ اسے شہزادہ ہنری اور اس کی بہن الزبتھ کی دوستی حاصل ہو گئی۔ 1610ء میں وہ تحقیقاتی سیاحت پر گیا تاہم جیمس اول نے کہا جاتا ہے کہ وہ غیر معروف دریائے امیزن پر تین سو میل اندر تک چلا گیا اور اس کا کنارہ دہانے سے لے کر الیو سروسک چھان ڈالا اور جولائی 1611ء میں انگلستان واپس پہنچ گیا تین سال 1614ء میں وہ نیویر تھ کی طرف سے ایڈلڈ پارلیمنٹ کا ممبر ہو گیا مگر اسے محسوس ہوا کہ اس کے سیاسی خیالات جیمس اول سے مختلف ہیں۔

(بقیہ حاشیہ... 59) سر طامس رو نے شہزادہ کرن کو دربار میں دیکھا۔ دیکھو ہمسی (مرتبہ فاسٹر) صفحات 145-149-150۔ شہزادہ کرن کو جو عطیات دیے گئے ان کے متعلق سفیر مذکور نے لکھا کہ رانا کو کو (جسے وہ سکندر اعظم کے غنیم پورس کا سچا جانشین سمجھتا تھا) طاقت سے نہیں بلکہ مراعات سے قابو میں کیا گیا۔ بادشاہ نے اس پر قبضہ نہیں کیا بلکہ اس کی آؤٹ لکٹ کی۔ اس کی وجہ سے سلطنت کی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا بلکہ اس کے برعکس اس کی ایک بھاری پیش رفت کی گئی۔ (رو کا خط لارڈ کیریو کے نام ہمسی صفحہ 111) کرن اور دوسرے راجپوت سرداروں کے نام فراہم اور عطیات جلدی کیے گئے جواب تک اودے پور میں محفوظ ہیں۔ ان کے ہندی ترجمے ہرنود کے صفحات 269، 279، 285، 295 میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ جہانگیر نے ملہ بھان اور جٹن نوروز کے بعد بھی شہزادہ کرن پر عطیات جلدی رکھیں۔ کبھی کبھی وہ کرن کو شکار پر لے جاتا اور اپنی نشانی بڑی کے کارٹے دکھاتا۔ (جلد اول صفحات 286، 287)

9 اردی بہشت کو اس نے کرن کو ایک لاکھ دراب دیے (صفحہ 287) 20 کروڑیں گھوڑے، ایک کشمیری کپڑے کی قبلہ پارہ ہرن اور دس عربی کتے دیے اور دوسرے دن یکم خورد و دا کو چالیس گھوڑے اور 2 کروڑ آٹا لیس گھوڑے اور 3 کروڑیں گھوڑے دیے (صفحہ 289) مختصر یہ کہ مہربان اور ظلیق بادشاہ نے میواڑ کے ہونے والے رانا کو اپنا دوست بنانے کے لیے جو کچھ ممکن ہو سکا وہ سب کیا۔ 25 کروڑ کرن اپنے وطن واپس ہوا اور بادشاہ نے رخصتی تحفہ کے طور پر ایک گھوڑا اور ایک خاص ہاتھی، ایک خلع، ایک پیش قیمت موتیوں کی لڑی پچاس ہزار روپیہ کی قیمت کی اور ایک مرصع خنجر دو ہزار روپیہ کی قیمت کا، جہانگیر نے حساب لگایا کہ کرن کے دربار میں پہلے دن حاضر ہونے کے وقت سے اس کے رخصت ہونے تک اس نے نقد زیورات و جواہرات و مرصع اشیاء یعنی اسے دیں ان کی مجموعی قیمت دو لاکھ روپیہ ہوتی ہے اور 110 گھوڑے اور پانچ ہاتھی دیے علاوہ ان تحفوں کے جو دنیا فوفا شہزادہ خرم نے اسے دیے۔ (صفحات 293، 294) شہزادہ اگلے نوروز کے دن 5 فروردین (24 مارچ) 1616ء بمجرور دربار میں حاضر ہوا اور سومر امیر ہزار روپیہ، ایک ہاتھی مع سدا اور چار گھوڑے بادشاہ کو تحفہ دیے۔ (صفحہ 317)

(60) جہانگیر (راجرس و دیورن) جلد اول صفحہ 332۔ جیسے 8 شہر پور کو تیار ہونے جیمس اول کی تفصیل کے لیے دیکھو کمپبل، جرج آف ایٹیاک سوسائٹی بمبئی کی سننگھم 1864ء صفحات 159، 161، 162 کرٹل جے ایبٹ، جرج آف ایٹیاک سوسائٹی بمبئی 1864ء صفحات 375، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000)

1614ء میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے مغل اعظم کے دربار میں، بنٹ جیس کے سفیر کے عہدہ کی پیش کش کی تو اس نے اسے فوراً منظور کر لیا۔

اس کے فاضل روزنامچہ نگار کا کہنا ہے کہ "اس سے زیادہ خوشگوار انتخاب کوئی اور نہیں ہو سکتا تھا وہ جوان تھا اور عقلی ذہانت کا مالک۔ اچھی شہرت کا اعلیٰ علمی قابلیت کا اور محنتی انسان تھا اور باری یادداشت 7 ستمبر 1614ء اس کی بارعب شخصیت اور باوقار انداز ایک مشرقی دربار میں سفارت کے لیے بہت موزوں تھے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اپنی سوجھ بوجھ اور ہوشمندی کے لحاظ سے وہ پوری طرح اہل تھا ایک نامور شہری خاندان کا چشم و چراغ ہونے کی وجہ سے اس کے دماغ میں عقلندی، خوش تدبیری اور کاروباری قابلیت کا معقول سرمایہ تھا جس نے اس کے اجداد کو بلندی اور ثروت کے نمایاں درجہ تک پہنچایا تھا اور اس کے ساتھ ہی مختلف قسم کی تربیت اور نہایت ہی خوشگوار ماحول نے اسے تہذیب اور شائستگی عطا کر دی تھی۔

2 فروری 1615ء کو وہ پندرہ ہزار ہوں کے ساتھ طہری ہو پ کی بندرگاہ سے لائن جہاز پر روانہ ہوا اور 18 ستمبر 1615ء کو سورت کے قریب سوانی روڈ پر پہنچ گیا۔ 29 اکتوبر کو وہ اجیر کے لیے روانہ ہوا اور راستہ میں برہان پور شہر اجوافوج دکن کے رسمی کماندار شہزادہ پرویز کا مستقر تھا اور 23 دسمبر کو وہ اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا، مگر راستہ میں سخت علیل ہو گیا۔ جس کی وجہ سے وہ مغل دربار میں 10 جنوری 1616ء سے پہلے حاضر نہ ہو سکا۔

بادشاہ نے اس کی پندیرائی بڑی مہربانی اور خوش اخلاقی سے کی اور اکثر اس سے یورپ کے حالات کے متعلق گفتگو کی۔ اس نے اپنی سفارت کے مقصد پر فوری کام شروع کر دیا۔ یعنی ہندوستان اور انگلستان کے مابین ایک تجارتی معاہدہ۔ وہ معمولی طرح کے شاہی فرامین سے مطمئن نہ ہوا بلکہ جیسا کہ فاسٹر نے لکھا ہے کہ وہ اس طرح کے خصوصی مراعات چاہتا تھا جیسے ترکی سلطنت میں یورپیوں کو حاصل تھے۔ معاہدہ کا مسودہ اس نے بنایا اس میں یہ شرائط تھیں کہ مغل اعظم کی سلطنت کے ہر حصہ میں بشمول بنگال و سندھ کے انگریزوں کو آزادی سے آنے جانے کی اجازت ہو، ان کا تجارتی مال معمولی قسم کے علاوہ ہر قسم کے محاصل سے بری ہو۔ انہیں آزادی سے خرید و فروخت کی اجازت ہو اور کرایہ پر کارخانے اور کشتیاں اور گھڑیاں لینے کی اور حسب معمول قیمتوں پر رسد حاصل کرنے کی اجازت ہو۔ دوسری شرائط میں فوت شدہ عہدہ کی املاک کی مضبوطی، ساحل پر جانے والوں کی تکلیف دہ تلاشی، بادشاہ کے لیے تحفوں کو کھولنے اور دیگر ایسی ہی بے ضابطگیوں کی ممانعت شامل تھی۔ انگریزوں کی طرف سے وہ یہ پابندی لینے پر تیار تھا کہ بجز دشمن کے ممالک کے جہازوں کے یا کوئی اور جو انہیں نقصان پہنچانا چاہے وہ دوسرے ممالک کے جہازوں کو نہ ستائیں گے اور یہ کہ ان کے جو کارکن ساحل پر مقیم ہوں گے وہ پرامن اور طےقی ہوں گے اور مغل اعظم کے لیے نواہر مہیا کرنے کی کوشش کریں گے اور مغل اعظم کو جس سامان یا فرنیچر یا اسلحہ کی ضرورت ہوگی وہ (بہ قیمت) مہیا کریں گے اور یہ کہ وہ امن عامہ کے کسی دشمن کے خلاف مغل اعظم کی مدد کریں گے اور پریشانی اگر آباد ہوں گے تو ان سے اس معاہدہ میں شرکت کے لیے کہا جائے گا اور انہوں نے چھ ماہ کے اندر اس میں شرکت پر آمادگی نہ ظاہر کی تو انہیں دشمن قرار دیا جائے گا اور سمندر میں ان سے جنگ کی جائے گی جس سے مغل اعظم کو کوئی بارامنی نہ ہوگی۔

(فاسٹر - مقدمہ صفحات 20، 21)

اس قسم کا معاہدہ بادشاہ اور اس کے وزیروں کے خیال میں شاہی وقار کے منافی ہو تا سر طاس رو کی تمام شخصی کشش، اصرار، سفارتی تدابیر اور دھمکیاں انہیں ایسے معاہدہ کو منظور کرنے پر آمادہ نہ کر سکیں۔ سفیر کافی مدت تک دربار میں مقیم رہ کر کوشاں رہا جس سے اسے بڑے لوگوں سے ملنے جلنے کا موقع ملا اور باوجود اس کی فارسی سے ناواقفیت کے اسے دربار کی سیاسی سرگرمیوں اور حالات سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اس کی ناکامی نے اسے دربار کے بعض عمائد مثلاً شہزادہ خرم اور وزیر آصف خاں کے متعلق ناخوشگوار رائے قائم کرنے پر مجبور کیا۔ اس نے دربار کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ ذرا مبالغہ آمیز ہے۔ اگر اس میں بعض دلچسپ باتیں اور کچھ نئی معلومات ہیں۔

نومبر 1616ء میں وہ بادشاہ کے ہمراہ ملوہ کے صدر مستقر مانڈو گیا جہاں بادشاہ شہزادہ خرم کی دکن کی مہم میں سہارا دینے اور مدد کرنے کے لیے مقیم تھا۔ اکتوبر 1617ء میں جہانگیر مانڈو روانہ ہو کر احمد آباد گیا جہاں روپلے سے روانہ ہو کر 12 دسمبر کو پہنچ گیا۔ 1618ء کے شروع میں سفیر برہان پور گیا اور وہاں سے شروع مئی میں احمد آباد واپس آگیا۔ ستمبر 1618ء میں وہ دربار سے رخصت ہو کر انگلستان روانہ ہونے کے لیے سورت پہنچا۔ 17 فروری 1619ء کو وہ جہاز این پر روانہ ہو کر اگست میں پلائی ماؤتھ پہنچ گیا۔

رو کے حالات کے لیے دیکھو فاسٹر کا مقدمہ بمبئی میں۔ اسٹینلی لین پول کی ڈکشنری آف نیشنل بیا گرافی جلد 49 صفحات 89، 93۔

## دسویں باب کا ضمیمہ

### جہانگیر کا سفر آگرہ سے اجمیر

تاجپوشی کا آٹھواں سال سنہ ایرانی	مقام
24 / شہر یورا	آگرہ سے رواجی
25 /	دلناب باغ میں
کیم مہر	باغ سے رواجی
10 /	روپ باس موجودہ امن آباد میں قیام اور شکار
10 / 21 مہر	” میں قیام اور شکار
25 مہر	امن آباد سے رواجی
26 / آبان	اجمیر میں داخلہ

## گیارھواں باب

### دکن

#### شمالی ہند اور دکن میں تاریخی تعلقات

مغلوں کی دکن کی پالیسی ایک ہزار سال کی ہندوستانی تاریخ کا ورثہ تھی۔ دکن کی سطح مرتفع کو دندھیا اور ست پورہ پہاڑی سلسلوں نے گنگا کے میدانی علاقہ سے الگ کر دیا ہے مگر دونوں کے درمیان کا راستہ بالکل ہی بند نہیں کر دیا ہے۔ درمیانی سطح مرتفع کی آبادی کے خون۔ ان کی زبان اور طور طریقوں میں شمالی آریوں اور دراوڑی کے نمونے ملے جلتے ہیں۔ صورت حال میں اختلاف تو بہت ہے لیکن اس کی وجہ سے ہماری سے لے کر سمندر تک ملک کی وحدت میں فرق نہیں پڑتا۔ نیز دونوں میں ایک مذہب، ایک کلچر اور ایک نقطہ نظر کے نشوونما میں جو سارے ملک میں مشترک ہو کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی۔ شمال اور جنوب کی اس یک رنگی نے ہمیشہ ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے رجحان کو تقویت دی اور اختلافی عناصر نے ہمیشہ اس کی مزاحمت کی۔ یہ عمل فطرت سے اتنا ہم آہنگ تھا کہ ہندوستانی سیاسی مفکرین نے ایک کل ہند عام حکومت کا مقصد ہر حکمران کے سامنے رکھا۔ تاہم سیاسی اختلاط اتنا مشکل تھا کہ دور افتادہ حصہ ملک میں حوصلہ مند حکمرانوں نے زیادہ سے زیادہ محض برائے نام اقتدار تسلیم کرنے کو کافی سمجھا۔ چوتھی اور تیسری صدی قبل مسیح کے دور میں حکمرانوں نے جو کئی لحاظ سے مغلوں کے پیشرو تھے دکنی حکمرانوں سے اپنا اقتدار تسلیم کر لیا۔ اندھراؤں نے شمال پر اپنا اقتدار مسلط کر کے اس کا انتقام لیا۔ چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی میں گپت بادشاہوں نے پورے براعظم پر اقتدار اعلیٰ حاصل کیا۔ مگر محض مختصر مدت کے لیے ساتویں صدی عیسوی میں شمال کا طاقتور حکمران ہرش وردھن اور جنوب کا پلاکسین ایک دوسرے جنگ کے لئے صف آرا ہوئے مگر بالآخر ملک کی آپس میں تقسیم پر راضی ہو گئے۔ جنگ ایک سے زیادہ مرتبہ تو برابر کی رہی مگر شمال کی آبادی اور دولت میں فوقیت نے اس کا پلہ ہماری رکھا۔ مسلم حکومت نے جیسے ہی شمال میں قدم جمالیے۔ علاء الدین خلجی نے اپنے ہندو پیشروں کی روایاتی پالیسی کو پھر سے زندہ کیا چودھویں صدی کے آغاز میں خود علاء الدین اور اس کے جنرل کافور کی مہمات نے کئی ہندو سلطنتوں کی آزادی پر کاری ضرب لگائی لیکن نصف صدی کے اندر ہی علاحدگی کے عناصر نے جو ہمیشہ موجود رہے تھے پھر سے سر اٹھایا۔ دکن کی مسلم ریاستوں نے دہلی کی ماتحتی سے آزاد ہونے کی جدوجہد کی۔ محمد تغلق 51-1325ء کی مستبدانہ پالیسی نے اس رفتار کو اور تیز کر دیا۔ چونکہ شمال اور جنوب کی طرف سے دباؤ نے اتحاد کی ضرورت پیدا کر دی تھی اس لیے 1317ء میں دکن کے افراد نے حسن سنگو بھٹی کو بادشاہ منتخب کر لیا۔



## بہمنی سلطنت 1347-1498ء

اس طرح بہمنی سلطنت وجود میں آئی جو ڈیڑھ صدی عیسوی تک تاریخ کا ایک عنصر رہی۔ اس کی ماتحتی میں دکن کے ہندوؤں اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کے ساتھ امن سے رہنا سیکھا اور دیسی ادب میں ایک نئے باب کا افتتاح ہوا۔ فارسی ادب کو بیش قیمت جواہر یاروں سے دولت ملی فنون لطیفہ نے دن دوئی رات چوگنی ترقی کی لیکن اس کا تاریک پہلو بھی تھا۔ یعنی فرقہ بندی، سازش، خانہ جنگی فصول خربہ اور دربار کے اخلاق کی خرابی۔

## پانچ آزاد ریاستیں

جو اسباب دوسری سلطنتوں کے زوال کا باعث ہوتے ہیں۔ قریب قریب انہیں اسباب سے تقریباً پندرہویں صدی کے آخر میں بھی سلطنت پانچ آزاد ریاستوں میں بٹ گئی۔ برابر عماد شاہیوں کے ماتحت 1484-1572 بیدر شاہیوں کے ماتحت 1489-1609 احمد نگر نظام شاہیوں کے ماتحت 1490-1637 بیجاپور عادل شاہیوں کے ماتحت 1489-1656 اور گولکنڈہ قطب شاہ کے ماتحت (1489-1686ء) ان کے تمدن کی تاریخ میں کوئی ایسی دلچسپی یا سبق نہیں ہے لیکن ان کی سیاسی تاریخ بیشتر اندرونی جھگڑوں اور بیرونی حملوں پر مشتمل ہے۔ جنوب میں طاقتور ہندو سلطنت وجے نگر کی موجودگی نے ایک اور پیچیدگی کا اضافہ کر دیا۔ ایک وقت یقیناً ایسا تھا کہ جب کہ کوئی بات خلاف قیاس نہیں معلوم ہوتی تھی کہ بیجاپور اور گولکنڈہ کی سیاست جنوب کے زیر اثر ہو جائے گی۔ لیکن رام رائے کی بیجاہو صلہ مندی نے بیجاپور، گولکنڈہ اور احمد نگر کو ایک اتحاد میں منسلک کر دیا جس نے جنوبی سلطنت کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔ تالی کوٹ کی لڑائی نے 1569ء میں اس کے مقصوم پر مہر لگا دی، جو ہندوستانی تاریخ کا ایک فیصلہ کن واقعہ ہے۔ شمالی ہند میں کسی طاقتور حکومت کی عدم موجودگی نے دکن کو سیاسی ترقی کرنے کا بہت اچھا موقع دیا۔

## مغلوں سے تعلقات

اکبر کی سلطنت جم جانے کے بعد صدیوں پرانی اور جنوب کی کشمکش پھر شروع ہو گئی۔ برابر کو احمد نگر نے پہلے ہی ہڑپ کر لیا تھا۔ بیدر کی حکومت بے حقیقت ہو گئی لیکن خاندانیش کی چھوٹی سے ریاست جو 1388 میں قائم ہو گئی تھی۔ قوت دولت اور شہرت میں نمایاں ہو گئی تھی۔

## خاندانیش نے مغل اقتدار مان لیا

اکبر نے جب دکن کی طرف توجہ کی تو اسے چار خود مختاری حکومتوں سے سابقہ پڑا۔ یعنی خاندانیش، احمد نگر، بیجاپور اور گولکنڈہ۔ اگست 1591ء میں اکبر نے ان سے مطالبہ کیا کہ اس کا اقتدار تسلیم کریں خاندانیش جو بہت چھوٹی سلطنت تھی اور مغل سرحد کے قریب اس نے قبیل کی مگر اوروں نے منہم جواب دیے۔ (1)

(1) ابو الفیض فیضی کو خاندانیش کے راجہ علی خاں کے پاس بھیجا گیا۔ خراجہ عود دہن کو احمد نگر کے برہان الملک کے پاس میر عمر امین بیجاپور اور میر مرزا کو گولکنڈہ۔ نظام الدین (ایٹ ڈوٹ سن) جلد پنجم صفحہ 460 فیضی کی نہایت دلچسپ رپورٹ کے متعلق دیکھو ایٹ ڈوٹ سن جلد ششم صفحات 147-149۔

### مظلوں کا احمد نگر پر حملہ

احمد نگر جو مثل سلطنت کی سرحد سے ملا ہوا تھا اس نے بلاشلہ کی طاقت کو سب سے پہلے محسوس کیا۔

### شہزادہ دانیال کے ماتحت 1593ء

اکتوبر 1593ء میں ستر ہزار سالہ اور بہت بڑی تعداد پیادہ سپاہ کی برائے نام شہزادہ دانیال کی سربراہی میں لیکن دراصل عبدالرحیم خان خاناں، رائے سنگھ - رائے بیل، حکیم عین الملک اور دیگر سرداروں کی ماتحتی میں احمد نگر پر حملہ آور ہوئی۔

### شہزادہ مراد کے ماتحت

مگر شہزادہ دانیال کا جلد ہی واپس بلا لیا گیا اور 1595ء میں شہزادہ مراد کو اعلیٰ مکان پر مقرر کیا گیا مگر دونوں شہزادوں نے فوجی کارروائیوں میں رخنہ ڈالنے کے سوا کچھ نہ کیا۔

### کمانداروں میں پھوٹ

کماندار ایک دوسرے حسد (2) اور دکن کے روپیہ کے اثر میں آ گئے۔ احمد نگر نے برابر جنگ جاری رکھی جس کی اسے گراں قیمت دینی پڑی مگر اس کا دیوالا نہیں نکالا۔

### چاند سلطانیہ

4 اپریل 1595ء کو برہان الملک کا انتقال ہو گیا اور بیجاپور کے سابق حکمران کی بیوہ چاند سلطانیہ اس کی جانشین ہوئی جو برہان الملک کی بہن تھی اور اگرچہ وہ باضابطہ تخت نشین نہیں ہوئی مگر اختیارات سنبھال لیے۔ پرسکون ناقابل شکست ہندوستانی سورما پانہ شجاعت اور حیرت انگیز حاضر دانی کے ساتھ اس میں اعلیٰ درجہ کی حکمت عملی کی صفت تھی اور اندرونی اختلافات کو سلجھانے کی صلاحیت اور اس کی محتاط طبی شخصیت اس کے ہمراہیوں کا دل بڑھانے والی تھی۔

### احمد نگر کا دفاع

جب مظلوں نے احمد نگر پر حملہ کیا تو اس نے ایسی مزاحمت منظم کی جس سے اس کے نام کو شہرت دوام حاصل ہو گئی۔ سرنگوں کو سرنگوں سے ڈالیا گیا اور بھگت درخت کی فور ائرمین کی گئی۔

### مصالحات

لیکن یہ بات خود چاند سلطانیہ پر بھی واضح ہو گئی کہ احمد نگر کے وسائل بہت جلد جواب دیے

(2) نظام الدین (ایٹ ڈاؤن) جلد پنجم صفحہ 467 - اکبر نامہ جلد سوم صفحہ 741 - (ایٹ ڈاؤن) جلد ششم صفحات

جائیں گے۔ فریقین مصالحت پر آمادہ تھے۔ احمد نگر نے برابر مغلوں کو دے دیا اور مغلوں کا اقتدار اعلیٰ تسلیم کر لیا۔ (3) صلح کے شرائط بہت نرم خیال کیے گئے مگر دکن کی سلطنتوں کے سر پر جو سنگین خطرہ تھا اس سے آگاہ کرنے کے لیے کافی تھے۔

### متحدہ محاذ منظم کیا

چاند سلطانہ نے موقع سے فائدہ اٹھا کر احمد نگر، بیجاپور اور گوالکنڈہ کا متحدہ محاذ منظم کیا۔

### قتل کر دی گئی

یہ چاند سلطانہ کی آخری کامیابی تھی اس لیے کہ اس کے بعد وہ ایک فرقہ دارانہ حماقت میں قتل کر دی گئی۔

### مغلوں کی ایک فتح

جب بھر بنگ شروع ہوئی تو مغلوں میں پھر وطن دشمنی کی رقاہیں چھڑی ہوئی تھیں۔ شاہی فوجیں دریائے گوداوری پر فردری 1597ء میں افشئی کے قریب سوپاکے مقام پر کامیاب تو ہو گئی مگر بھاری نقصان اٹھا کر اور اس فتح سے وہ کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں بلکہ غیر فیصلہ کن لڑائی لڑی رہیں۔ (4)

### اکبر میدان جنگ میں

اکبر کو جب عبداللہ خاں کی موت سے شمال کی طرف ازبکوں کے طویل خطرہ سے سکون حاصل ہوا تو وہ پنجاب سے روانہ ہوا (5) لیکن قتل ازبکوں میں پہنچے اسے یہ پاپوس کن خبر ملی کہ خاندیش بھی فہم کے متحدہ محاذ میں شامل ہو گیا۔

### اسیر گڈھ کی تسخیر

جس وقت وہ اسیر گڈھ کے تقریباً ناقابل تسخیر قلعہ کو تسخیر کرنے میں مصروف تھا اسی وقت اسے سلیم کی بعثت کی دل ہلا دینے والی خبر ملی۔

### شمال کو واپسی

قلعہ کی تسخیر ہوتے ہی اسے غلج کے ساتھ شمال کی طرف جانا پڑا اور اس کے اثر سے اس

(3) اکبر نامہ جلد سوم صفحات 743 و 742۔

(4) اکبر نامہ جلد سوم صفحات 719 و 744 (ایٹ وڈوسن) جلد ششم صفحہ 95۔ آثار الاسرا (راجس و پیورن) جلد اول صفحات

54 و 55۔ سروکی سرشت کے حقیقی دیکھو یہ ایٹنی (لو) جلد دوم صفحات 391 و 392 جہانگیر (راجس و پیورن) جلد اول صفحہ 34۔

(5) اسی زمانہ میں مرہٹوں سے شراب نوشی سے فوت ہو گیا۔ اکبر نامہ جلد سوم صفحہ 802 و 806 (ایٹ وڈوسن) جلد ششم

صفحات 96 و 97، جہانگیر (راجس و پیورن) جلد اول صفحہ 34۔

کے افسروں کی جو کھلش دہی ہوئی تھی وہ پرا بھر آئی اور اس کی اعلیٰ ذہانت سے جنگی کارروائیوں میں جو زور پیدا ہوا اتحاد ختم ہو گیا۔ لڑائی چارنا چار جاری رہی اور کبھی ایک کو اور کبھی دوسرے کو کامیابی ہوتی رہی۔

### جہانگیر اکبر کی پالیسی پر

جہانگیر نے تخت نشینی ہونے پر ہر سمت میں اکبر کی پالیسی اختیار کی۔ لیکن خسرو کی بغاوت اور قندھار کے محاصرہ کی وجہ سے کچھ دنوں تک وہ دکن میں شدت کے ساتھ حملہ جاری نہ کر سکا اور جب اس نے ادھر توجہ کی تو وہ زیادہ کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ اپنی حکومت کی ساری مدت میں وہ دکن کے ایک قابل ترین کماندار اور عقلمند ترین مدبر سے الجھا رہا۔

### ملک عنبر

ملک عنبر پیدا کنٹی تو جھٹی تھا، مگر وطنیت اختیار کر کے وہ پکا دکنی ہو گیا تھا۔ اس نے احمد نگر کے ایک عظیم ترین امیر جنگیز خاں فاتح برار کے ماتحت سیاسی زندگی شروع کی تھی اس نے اپنے آقا کی خدمت مثالی عقیدت کے ساتھ کی اور اس کے ساتھ ہر طرح کے مواقع سے مستفید ہوا اور اپنا نام پیدا کیا۔ اس کی اعلیٰ ذہانت اور اخلاقی قوت نے رفتہ رفتہ اسے نظام شاہی حکمرانوں کی مجلس شوریٰ میں بول درجہ تک پہنچا دیا۔ مغلوں کے درباری مودعین جو اسے بُرا بھلا کہنے سے کبھی نہیں چوکتے یہ اقبال کرنے پر مجبور ہیں کہ اس کی مثالی سرگرمی اور انتظامی قابلیت کا کوئی جواب نہ تھا۔ احمد نگر کے سقوط پر اس نے حکومت کا مستقر کھڑکی میں منتقل کر دیا جو ایک پہاڑی سرزمین پر تھا اور شاہی خاندان کے ایک لائق فرد کو مرتضیٰ نظام شاہ کے لقب سے تخت نشین کر دیا۔ اس نے نیامالی نظام رائج کیا جو راجہ ٹوڈر مل کے نظام پر مبنی تھا اور دوسری اصطلاحیں کیں۔

### مراٹھوں کا چھاپہ مار مار سالہ

لیکن اس کی خاصی توجہ فوجی وسائل کو منظم کرنے اور مغلوں سے مقابلہ کی تدابیر کی طرف تھی۔ (6) دیوانی طریق جنگ کے برخلاف اس نے ایک نیا طریق جنگ رائج کیا جو اس کی زندگی بھر غیر معمولی طور پر کامیاب رہا اور جس نے اس کے انتقال کے بعد ایک صدی کے اندر اندر مغل سلطنت کو چلہ کر دیا۔ سبک دومراٹھ سالہ کی قدر سب سے پہلے اسی نے پہچانی اور اسے منظم کر کے مغلوں کے خلاف کھڑا کر دیا۔

### مراٹھوں کا ملک

مراٹھے سنت پورہ پہاڑیوں اور گوا سے دریائے وادھا کے کنارے کے مقام چاندہ تک ایک خط کے درمیان کے علاقہ میں آباد ہیں۔ لیکن سترہویں صدی میں ان کی ساری قوت مغربی گھاٹ اور ساحل سمندر کے درمیان ایک تنگی سی سرزمین میں محدود تھی۔ اس تھیب و فراز کی سرزمین کو جسے کوکن کہتے ہیں اس کی نمایاں خصوصیت اس کی جغرافیائی ساخت ہے۔

(6) قبل نامہ 271-272 (ایبٹ ڈاؤن) جلد ہفتم صفحات 428، 429 گریٹ ڈف کی ہسٹری آف مراٹھا جلد اول، صفحہ 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 20

## الفنشن کی تشریح

”سائل سمندر کی طرف چھوٹے چھوٹے سرسبز میدان ہیں جہاں دھان پیدا ہوتا ہے۔ باقی حصہ پہاڑیوں اور جنگلوں کی وجہ سے تقریباً ناقابل گزر ہے۔ البتہ اسے کاٹ کر دریا نکلتے ہیں جو ساحل کے قریب پہنچ کر درختوں اور جھڑیوں کے درمیان دلدلی گھاٹیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ پہاڑیوں کی چوٹیاں سپاٹ پتھر ملی ہیں جن کی ڈھلان پر بڑے درختوں اور جھڑیوں کے جنگل ہیں۔ جنگل سطح مرتفع پر بڑھتا ہوا شرق کی طرف دور تک چلا جاتا ہے جس کے درمیان گہری چکر دار گھاٹیاں اور درے ہیں جو جنگلی جانوروں کی بہترین آماجگاہ ہیں اور یہی ان پہاڑیوں میں رہتے ہیں۔ پہاڑی سے پندرہ میل کے فاصلہ پر وادیاں جنگلی اور سرسبز ہو جاتی ہیں اور رفتہ رفتہ کھلے میدانوں میں کم ہو جاتی ہیں جو ساحل سمندر تک چلے گئے ہیں جہاں کھیت ہیں مگر درخت نہیں ہیں۔ البتہ کہیں کہیں پہاڑیاں ہیں جو زیادہ بلند نہیں ہیں۔ مہینوں بلند مقامات بادل سے ڈھکے رہتے ہیں اور بارش اور طوفان آتے رہتے ہیں لیکن تری بہت جلد بلند یوں سے نشیب میں چلی جاتی ہے اور کوکھن کو مرطوب اور غیر صحت بخش بنادیتی ہے۔ گھاٹ کی ساری بلندیاں اور آس پاس کی پہاڑیاں اوپر کی طرف چٹنی چٹان پر جا کر ختم ہو جاتی ہیں جن کے سب سے اونچے حصے اور نیز ایک دوسرے سے الگ پہاڑیاں ایک طرح کا قدرتی قلعہ بن جاتی ہیں اور صرف سطح مقام تک پہنچنے کے لیے جو عموماً بلندی پر ہوتا ہے۔ محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مختلف حکمرانوں نے مختلف اوقات میں ان حالات سے فائدہ اٹھایا ہے۔ انہوں نے چٹانوں تک زینے بنا دیئے ہیں یا چکر کھاتی ہوئی سڑکیں بنادی ہیں۔ داخلہ کا راستہ جا بجا چٹانوں کے قلعہ بند کر کے مستحکم کر دیا ہے اور مینار کھڑے کر دیے ہیں جہاں سے راستہ پر نگاہ رکھی جاسکتی ہے اور اس طرح گھاٹ اور آس پاس کی پہاڑیوں کے سارے علاقے جگہ جگہ قلعے بن گئے ہیں جو بار بار کے تجربات سے تقریباً ناقابل تغیر سمجھے جاتے ہیں۔“ (7)

## مر اٹھوں میں بیداری

اس علاقہ میں مراٹھے آباد تھے اور ملک میں جو سیاسی اور ذہنی تحریکیں چلتی تھیں ان سے متاثر ہوتے تھے مگر سولہویں صدی تک وہ الگ ہی الگ رہے۔ انہوں نے ادب عالیہ کی تخلیق کی جو آج تک ذہنوں کو متاثر کیے ہوئے ہے۔ یہیں انہوں نے مذہبی اصلاح کی تحریک شروع کی جو شمالی مذہبی تحریک سے غیر معمولی طور پر ملتی جلتی ہے اور جسے ان کی تاریخ میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہیں ذہنی روشنی اور مذہبی آزادی نے سب سے پہلے ذات پات اور برہمنی تفوق کے قیود ہلکے کیے۔ یہ تحریک سارے مراٹھا علاقہ میں پھیل گئی۔ اس نئی زندگی نے دکن کی سیاست کو متاثر کیا۔ مراٹھے دکن کے حکمرانوں کی ملازمت میں داخل ہوئے۔ سترہویں صدی کے آغاز میں انھیں احمد نگر کے نظام شاہی دربار میں طاقتور عنصر کی حیثیت حاصل تھی۔ دکن کی افواج میں مراٹھا کا تیز رفتار سالہ ایک گراں قدر امدادی دست تھا۔ ملک غبر نے ان کی اہمیت کو پورے طور پر محسوس کیا اور انھیں کثیر تعداد میں فوج میں بھرتی کر کے منظم کیا اور مغلوں

(7) الفنشن ہسٹری آف اعظمیہ جہ کاہل صفحات 600، 601 بمبئی گزٹیر حصہ اول صفحات 2 و 13 راتھلے راتھ آف مراٹھا اور باب اول گرائٹ ڈفہ ہسٹری آف مراٹھا، باب اول۔

کے مقابلہ کے لیے تیار کر دیا۔ (3)

### مراٹھوں کا طریق جنگ

ان کا طریق جنگ وہی تھا جو پہاڑی علاقہ کے بسنے والے ہمیشہ میدان علاقہ والوں کے خلاف اختیار کرتے تھے۔ وہ دو بدو جنگ سے بچتے تھے اور ہمیشہ غنیم کی فوج کے آس پاس منڈلاتے رہتے تھے۔ اس کی رسد کو روک دیتے تھے۔ علاقہ کو تاراج کر دیتے تھے۔ لوٹ مار کرتے اور چھاپے اور شیخون مارتے۔ اکثر وہ اپنی طاقت پر سمجھند رکھنے والے غنیم کو بھا کر ناقابل گزر پہاڑیوں اور گھاٹیوں میں لے جا کر ان کا برا حال کر دیتے۔ انہیں نے پولین بونا پٹ کی طاقتور فوج کو تھکا کر بے بس کر دیا تھا اور مغل جو نون جنگ میں ہمیشہ کمزور تھے انہوں نے نئے طریق جنگ کو کبھی نہیں اپنایا اور بالآخر اسی کے مقابلہ میں دم توڑ دیا۔

### مراٹھا قوم کی تعمیر

اس نقطہ نظر سے مغلوں کی دکن کی مہم کی خاص اہمیت ہے کہ اس سے مراٹھوں کو فوجی تربیت اور اقتدار حاصل کرنے کے مواقع حاصل ہو گئے ملک منبر جو چھاپہ مار جنگ میں اتنا ہی استاد تھا جتنا خود شیواجی مراٹھا قوم کی تعمیر میں سب سے آگے نظر آتا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد تو اپنے آقا کی خدمت تھا لیکن لاشعوری طور پر اس نے ایک ایسی قوت کی پرورش کی جس نے جنوب کی شکستوں کا پورا پورا استحکام شمالی سلطنت سے لے لیا۔

### ملک عنبر کی فتوحات

مغلوں نے جو علاقہ چھین لیا تھا بھر سے حاصل کرنے کی ملک عنبر نے جدوجہد شروع کر دی۔ مغل سرداروں کی باہمی رنجشوں اور بزدلی کی بدولت اسے فتح پر فتح حاصل ہوتی گئی اور غنیم کا برا حال ہو گیا۔

### خان خاناں

1608ء میں جہانگیر نے خان خاناں کو خود اس کی درخواست پر بارہ ہزار فوج کی ملک کے ساتھ اعلیٰ کماندار کی حیثیت سے دکن روانہ کیا۔ (9) لیکن وہ بھی اپنے اچانکوں کو قابو میں نہ کر سکا۔

### شریف خاں

ہم آہنگی اور احکام کی بہتر تعمیل حاصل کرنے کی غرض سے جہانگیر نے درجہ اول کے امیر شریف خاں کو دکن روانہ کیا۔

(8) کتابت۔ راز آف دی مراٹھا پاور۔ باب نم

(9) جہانگیر (راجہ جیو رنج) جلد اول صفحات 149، 153 تا جہانگیری (مخطوطہ خدا بخش) صفحہ 60 (الف) اقبال نامہ صفحات 34، 35، خانی خاں جلد اول صفحہ 259 کلیدون صفحہ 18۔ خان خاناں نے لکھ کر دیا تھا "اگر میں اس کام کو دو سال کے اندر پورا نہ کر دوں تو میں قصوروار ہوں مگر شرط یہ ہے کہ دکن میں جو افواج موجود ہیں اس سے علاوہ بارہ ہزار فوج اور دی جائے اور دس لاکھ روپیہ اخراجات کے لیے۔"

## پرویز کماندار اعلیٰ

نیز شہزادہ پرویز کو آصف خاں کی مگرانی میں اہلی کمان پر اور خاندانیش و برادر کی گورنری پر مقرر کیا گیا۔ 1610ء کے شروع میں شہزادہ ایک ہزار اہدیوں اور اس سے زیادہ منصب داری فوجوں کی کمک لے کر برہان پور پہنچا۔ (10)

## پرویز کی سیرت

پرویز جواب میں سال کا ہو گیا تھا۔ معرور اور جاہ طلب تھا اور شراب نوشی میں جلا ہو گیا تھا۔ اس سے کبھی فوجی یا انتظامی قابلیت ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ دکن کے کئی سال کے قیام میں وہ محض شیر قالین بنارہا۔

## برہان پور میں اس کا دربار

برہان پور میں اس کا بالکل شاہانہ دربار ہو تا جس کا حال بڑی وضاحت سے سر طامس رونے بیان کیا ہے جو 1615ء کے آخر میں وہاں گیا تھا۔

## سر طامس رو کا بیان

”در بار کے باہر تقریباً سو مسلح سوار تعینات تھے۔ یہ شرفا تھے جو شہزادہ کے باہر نکلنے پر آداب بجالاتے تھے اور درو یہ قطار میں کھڑے تھے دربار میں شہزادہ ایک مدور بلند شہ نشیں پر بیٹھا تھا جس کے اوپر چھتری تھی۔ شہزادہ بڑی شان سے مگر وحشیانہ انداز سے بیٹھا تھا اور سامنے قالین بچھا تھا۔ لوگوں کے درمیان سے گزرتا ہوا جب میں قریب پہنچا تو ایک افسر میرے پاس آیا اور کہا کہ مجھے اپنی پیشانی زمین پر رکھنا چاہیے اور اپنی ٹوپی اتار دینا چاہیے۔ میں نے جواب دیا ”میں باعزت طور پر شہزادہ سے ملنے آیا ہوں اور یہاں کے ملازمین کے قاعدہ کا پابند نہیں“، چنانچہ میں آگے بڑھتا گیا اور ایک جنگلے کے پاس بالکل شہزادہ کے سامنے پہنچ گیا۔ میں آداب بجالایا اور شہزادہ نے اپنے جسم کو خم کیا اور پھر میں اندر داخل ہوا جہاں شہر کے عمائد دست بستہ غلاموں کی طرح کھڑے تھے؟ ایک بیش قیمت شامیانہ اوپر اور قالین کا فرش نیچے تھا۔ اس کا نقشہ ٹھیک ٹھیک ایک تھیمز کی طرح تھا اور بادشاہ تھیمز کے مصنوعی بادشاہ کی طرح بیٹھا تھا۔ جب میں اندر پہنچا تو میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میری جگہ کہاں ہے اس لیے میں نے شہزادہ کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا جو تین زینہ اوپر تھا اور جہاں شہزادہ کا سر بیڑی جو کچھ حکم ہوا یا عطا کیا جانے وہ پہنچانے کے لیے کھڑا تھا۔ (11) لیکن اس سارے شان و شکوہ اور فضا کے باوجود 1615ء میں اور یقیناً 1610ء میں (جیسا کہ رونے لکھا

(10) جہانگیر (راجس و پورٹ) جلد اول صفحات 156، 157 تا جہانگیری (مخطوطہ خدا بخش) صفحہ 61 (ب) اقبال نامہ صفحات 36، 37 خانی خاں جلد اول صفحہ 260 گہڑوں صفحہ 19۔

(11) اردو صفحات 92، 91، 90، 89، 88، 87، 86، 85، 84، 83، 82، 81، 80، 79، 78، 77، 76، 75، 74، 73، 72، 71، 70، 69، 68، 67، 66، 65، 64، 63، 62، 61، 60، 59، 58، 57، 56، 55، 54، 53، 52، 51، 50، 49، 48، 47، 46، 45، 44، 43، 42، 41، 40، 39، 38، 37، 36، 35، 34، 33، 32، 31، 30، 29، 28، 27، 26، 25، 24، 23، 22، 21، 20، 19، 18، 17، 16، 15، 14، 13، 12، 11، 10، 9، 8، 7، 6، 5، 4، 3، 2، 1۔

(ہے) یہ صاف ظاہر تھا کہ شان و شوکت تو شہزادہ کی ہے لیکن حکومت خان خاناں کی۔ (12)  
صورت حال بدستور پرانے دھرے پر چل رہی تھی۔ مغل افسران ایک دوسرے کی برائی کرتے رہے۔ دکنی ہمیشہ سے زیادہ طاقت کے ساتھ جتے تھے۔ آصف خاں نے بادشاہ کی موقعہ پر موجود ہونے کی تجویز کی۔ جہانگیر نے اس تجویز پر غور کیا مگر خود اپنی فوجی قابلیت اور خوشدلی اہل دربار کے اصرار سے مجبور ہو گیا اور دکن کے حالات سدھارنے کے لیے خان جہاں کی پیش کش منظور کر لی۔ (13)

### خان جہاں لودی کا تقرر

خان جہاں لودی باپیر خاں لودی جو اس کا پہلے نام تھا۔ آگرہ کے قدیم حکمران کے خاندان کا تھا اور اکبری عہد کے ایک مشہور جنگی ماہر دولت خاں لودی کا منگھلا لڑکا وہ اپنے بچپن میں اپنے باپ سے لڑ گیا اور یکے بعد دیگر راجہ مان سنگھ، شہزادہ دانیال اور شہزادہ سلیم کی ملازمت کی۔

### اس کی سیرت

اس کی جنگی صلاحیتوں نے جلد ہی اسے نامور کر دیا۔ جہانگیر کی حکومت کے دوسرے سال اسے تین ہزار ذات اور ڈیڑھ ہزار کا منصب اور صلاحیت خاں کا خطاب عطا ہوا اور فرزند کہلانے کا امتیاز حاصل ہوا۔ 1608ء میں اسے خان جہاں کا خطاب اور پانچ ہزار ذات و سوار کا منصب ملا۔ شاہی مقررین میں چند ہی امر ایسے تھے جن کا اتنا سونگ ہو۔ (14)

1610ء میں جب وہ دکن روانہ ہوا تو اس کے ساتھ بھر سنگھ دیو شجاعت خاں اور راجہ بکرماجیت جس کے ماتحت چار ہزار سے اوپر سوار تھے اور سیف خاں بارہہ، حاجی بی آذربک سلام اللہ عرب اور دوسرے افسران جو تقریباً سات ہزار شاہی رسالہ کے دست کے انچارج تھے اس کے ہمراہ تھے۔ محمد بیگ بطور بخشی کے ساتھ تھا جو آخر امہات کے لیے دس لاکھ روپیہ لیے تھا اور فدائی خان کو بطور سفیر بھیجا اور روانہ کیا گیا۔ (15)

### مغلوں کو شکستیں

برہان پور پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ مغلوں کو کئی سخت شکستیں ہو چکی ہیں۔ خان خاناں نے 1610ء کے بارش کے موسم میں غنیم پور چانک حملہ کا منصوبہ بنایا تھا اور برہان پور سے اپنے حملہ کے قلعہ لال قلعہ اب بالکل شکست حالت میں ہے۔

(12) رد صفحات 90، 91 فائبر نے احمد آباد سے کیرتج کے ایک خط کا حوالہ دیا ہے، نمبر 201، 1615ء (برٹش میوزیم زائد مخطوط نمبر 9366، ایف ڈا) جس میں روکو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ پریز سے ضرور ملے جس کا ذہن کمزور ہے اور جو عیاشی میں جتا ہے اس سے کسی عزت یا بے عزتی کی توقع نہیں ہے۔ وہ محض نام کے لیے اس جگہ ہے۔ ذمہ دار خان خاناں ہے جس کا حکم چلتا ہے اور جو اس میں متہر ہے اور بہادری میں سارے ملک میں بکتا ہے۔

(13) جہانگیر (راجس دیو رتج) جلد اول 161۔ اقبل نامہ صفحات 38، 39، 40، 41، 42، 43، 44، 45، 46، 47، 48، 49، 50، 51، 52، 53، 54، 55، 56، 57، 58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 20



معتول مشورہ کے برخلاف ناکافی رسد لے کر تیزی سے روانہ ہوا اور احمد نگر پر ایک ایک حملہ کر دیا۔ ملک غنبر ایسا بے خبر نہ تھا کہ وہ اس نادر موقعہ کو ہاتھ سے کھو دیتا۔ اس نے اپنے تیز رفتار مہمات سالہ کو قنیم کو پریشان کرنے پر مسلط کر دیا اور مغلوں کو دھوکہ دے کر تانموار پہاڑیوں اور دروں کی طرف لے آیا اور ان کی رسد کا راستہ بند کر دیا اور فوج سے ادھر ادھر جانے والوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔ قحط نے بکثرت آدمیوں، گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کو ختم کر دیا۔ مغلیں افسروں نے کھلم کھانا خانان پر تالا لٹقی، جلد بازی اور غداری کا الزام لگا جاو اجا انتہائی لچاری میں ایک توپیں آمیز صلح نامہ پر دستخط کر کے برہان پور واپس آ گیا۔ (16)

اس شکست سے احمد نگر ہاتھ سے جاتا رہا جسے دکنیوں نے بہت دن سے محصور کر رکھا تھا اور مغل کمانڈر خواجہ بیگ صفوی خان خاناں کی طرف سے کمک آنے کے انتظار میں بڑی بہادری سے مدافعت کر رہا تھا۔ وہ اب بھی جہاز ہتا مگر میدان جنگ کی شکست نے اس کی قلعہ بند فوج کا دل توڑ دیا اور اس نے مجبور ہو کر برہان پور سے بھگافت چلے جانے کی شرط پر قلعہ حوالے کر دیا۔ (17)

خان جہاں نے یہاں پہنچ کر خان خاناں پر اعتراض کرنے والوں کا ساتھ دیا اور اسے واپس بلانے اور اس کی جگہ پر خود مکائد ارہانے پر اصرار کیا اور دو سال کے اندر احمد محمور پچاپور کو فتح کر لینے کا مزہ لیا۔ جہانگیر نے تجویز کو مان لیا اور خان اعظم کو خان جہاں کی مدد کے لیے روانہ کیا اور مہابت خاں کو شکست کے اسباب کی تحقیق اور خان خاناں کو حاضر بار کے لیے بھیجا ہر طرف سے لعن طعن کی پکڑ نے جہانگیر کا دل بھی برا کر دیا۔ اور اس نے اپنے سابق اتالیق خاں خاناں کی پزیرائی بڑی سرد دھری سے کی۔ (18)

خان اعظم معقول تعداد کی کمک کے ساتھ جس میں دو ہزار احمادی اور دس ہزار سپاہی اور خاں عالم فریدوں خان برلاس، یوسف خاں، علی خاں نیازی، قلیاں جیسے بہادر افسران تھے اور اخراجات کے تیس لاکھ روپیہ لے کر خاں جہاں کے پاس پہنچا۔ (19) لیکن پرانی مشکلات بدستور موجود تھیں جن کا وہی تباہ کن نتیجہ ہوا۔ مغل فوج چھاپہ مار جنگ کے لیے نئے طریقہ کو اپنانے سے قاصر رہی، اس کے افسران دشمن کا مقابلہ کرنے کے بجائے ایک دوسرے پر الزام لگانے میں زیادہ لطف حاصل کرتے تھے اور ملک غیر کی ذہانت سے وہ ٹکر نہ لے سکے۔ خاں جہاں نے اپنے حسب معمول جوش اور قابلیت سے جان فشان کی مگر اس کا غرور بہت جلد ٹوٹ گیا۔

زبردست جملہ کا منصوبہ

اب حکومت نے احمد نگر پر حملہ کا زبردست منصوبہ بنایا۔ عبداللہ خاں کو جو میواڑ کی مہم کے کارناموں کا تازہ تجربہ لیے ہوئے تھا کجرات کی گوری زری پر مقرر کیا گیا اور یہ ہدایت کی گئی کہ چودہ ہزار کی فوج تیار کر کے ناسک اور تورمبک کی طرف روانہ ہو۔ اسے ان فوجوں سے رابطہ رکھنا تھا۔ جو خان جہاں لودی، راجا مان سنگھ اور امیر الاسرا کی ماتحتی میں برابر اور خاندیش کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ انہیں غنیمت کو چاروں

(16) جہانگیر (راجہ سوہرورج) جلد ہول صفحہ 179۔ اقبال نامہ 261، 262 خانی خان جلد ہول صفحات 261، 262۔

(17) جہانگیر (راجپوت و پورباج) جلد اول صفحہ 182۔ اقبال نامہ صفحات 38، 39 خانی خاں جلد اول صفحات 261، 262۔

(18) جہانگیر (راجہ جی و بیورج) جلد اول صفحات 178-180 گھڑوان صفحہ 22۔

(19) جماعتگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحات 183-184۔ اقبال، صفحہ 45۔ جانا، ج 1، ص 1۔

طرف سے گھیر کر چاہ کرنا تھا۔ (20)

خان جہاں اور مان سنگھ تو روانہ ہو گئے۔ لیکن عبداللہ خاں نے فرور میں سرشار خود اپنے لیے عقلیت حاصل کرنے کے شوق میں اپنے ماتحت افسروں کے مشورے کے برخلاف اپنی نقل و حرکت کا شمل کی فوج کے ساتھ رابطہ نہیں رکھا۔ اسے یہ گھمنڈ تھا کہ خود اس کی قابلیت اور اس کی فوج کافی ہے وہ گھاٹ کی پہاڑیاں پار کر کے قنیم کے ملک میں داخل ہو گیا۔ ملک جبر نے فوراً اپنے چھاپہ بردہستوں کو روانہ کیا کہ اسے دھوکہ دے کر تھامو اور پہاڑیوں اور ناقابل گزر جنگلوں اور گھاٹیوں کی طرف لے آئیں۔ مظلوم نے ابھی تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا کہ انہیں معلوم ہوا کہ تیز رفتور سواروں کی تعداد برابر بڑھتی جا رہی ہے۔ ان کی رسد کار راستہ بند کر دیا گیا اور ان کا سامان لوٹ لیا گیا، ان کے لونٹ پکڑ لیے گئے اور ان پر ہتھ پھولوں اور گولیوں کی بارش ہونے لگی۔ بہت سے آدمی قنیم کے ہاتھ لگ گئے جن کے انہوں نے ناک کان کاٹ لیے۔ مراٹھوں کو آنے سانے لڑائی پر لانا یا ان سے بچنا ممکن نہ تھا۔

### عبداللہ خاں کی جلد بازی کا نتیجہ

عبداللہ خاں جب دولت آباد پہنچا جو دکنی افواج سے رابطہ کا مقام تھا تو اس نے اپنی حالت کو ناگفتہ بہ پایا۔ اس کی حماقت کا نتیجہ سب پر ظاہر ہو گیا اور اس نے پسپائی کا ارادہ کیا اور صبح ہوتے ہی اس کی فوجوں نے واپسی شروع کر دی مگر انہیں بری طرح پریشان کیا گیا اور کئی بہادر افسر جیسے علی مردان خاں اور ذوالفقار بیگ راستہ ہی میں ختم ہو گئے اور جب وہ احمد نگر کی سرحد پار کر کے بگلانہ کے دوستانہ علاقہ میں پہنچے تو شاہی افواج نے اطمینان کی سانس لی۔ اور پھر وہاں سے وہ گجرات واپس ہوئے۔ (21)

### جہانگیر کی سخت ناراضی

ان واقعات کی خبر پا کر برادر کی فوج شہزادہ پرویز کی جائے قیام عادل آباد کو واپس ہو گئی جو برہان پور سے قریب تھا۔ اس زبردست حملہ کی ناکامی سے جہانگیر سخت غضبناک ہوا اور سارے افسروں اور خاص کر عبداللہ خاں پر سخت ملامت کی۔ ایک مرتبہ پھر اس نے میدان جنگ میں جانے کا ارادہ کیا مگر یہ ارادہ بدل دیا۔ (22)

### خان خاناں کا پھر تقرر

اب ہر شخص کو خان خاناں کی قدر معلوم ہوئی۔ صورت حال پر غور کرنے کے لیے جو مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ اس میں خواجہ ابوالحسن نے کہا کہ جس پرانے افسر پر تاحق غداری کا الزام لگایا گیا اس سے بڑھ کر دکن کے معاملات پر کسی اور کو عبور نہیں ہے اور نہ اس سے بہتر کوئی ان کا حل کر سکتا ہے۔ چنانچہ

(20) جہانگیر (راج سہیج راج) جلد اول صفحہ 219۔

(21) جہانگیر (راج سہیج راج) جلد اول صفحات 219 تا 221 قبل نامہ صفحات 65، 66، 67 خاں جلد اول صفحات 273

276 گڈون صفحہ 25۔

(22) جہانگیر (راج سہیج راج) جلد اول صفحہ 221۔ قبل نامہ صفحہ 67۔ تاڑالاسر (راج سہیج راج) جلد اول صفحہ 99۔

جہانگیر نے پھر اسے چھ ہزار کا منصب دے کر دکن کی افواج کی اعلیٰ کمان پر مقرر کیا اور اسے ایک اعلیٰ درجہ کی خلعت، اور ایک مرصع مخمر، ایک خاص ہاتھی اور ایک عراقی گھوڑا عطا کیا اور اس کے لڑکوں شہ نواز خاں، داراب خاں اور رحمان داؤ کے منصب بڑھا دیئے۔

### آصف خاں اور امیر الامرا کا انتقال

#### خان خاناں

1612ء میں پھر دکن پہنچا اور اپنا راستہ صاف پایا۔ (23) آصف خان جعفر بیگ کا برہنہ پور میں ایک طویل تکلیف دہ بیماری سے انتقال ہو گیا اور امیر الامرا کا 1612ء میں پرگنہ نہال پور میں انتقال ہو گیا۔ اگلے سال خاں معظم کو خود اس کی استدعا پر میواڑ کے محلہ پر تبدیل کر دیا گیا اور اگلے سال راجہ مان سنگھ بھی دنیا سے سدا جدا ہوئے۔ (24)

#### خان خاناں نے حالات کو سدھار لیا

ایک طرف تو خان خاناں کو اندرونی خلفشار سے کچھ سکون حاصل ہوا اور دوسری طرف قسیم کے محاذ میں فرتہ دارانہ کلکشل سے رنڈ پڑ گیا۔ خان خاناں نے خود ان کی حاصصت کو بھڑکانے میں پوری کوشش کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کئی ممتاز دکنی سردار جیسے آدم خاں، بیا قوت خاں، جلدورائے، باپو کاتیا، شہ نواز سے مل گئے جو بالاپور میں مغل افواج میں کماندار تھا۔ ملک مہر نے بھاپور اور گوکنڈہ سے اتحاد کر لیا تھا مگر اس کے انسروں کی غداری نے اسے بہت کمزور کر دیا۔ دوسری طرف مغلوں کو پچھلی شکستوں کے تجربہ پور قسیم کو چھوڑ کر آنے والوں سے بہت قائدہ ہوا۔ شہ نواز خاں احتیاط کے ساتھ آگے بڑھا اور راستہ میں دکن کے ایک چھوٹے سے فوجی دستہ کو شکست دے دی اور پھر حمید قسیم کی افواج پر ٹوٹ پڑا۔ جنگ سہ چہر کو شروع ہوئی اور دو گھنٹہ تک شدت سے جاری رہی۔ شاہی ہرول دستہ نے جو داراب خاں کی کمان میں تھا پور جس میں ہیر سنگھ دیو، رائے چند، علی خاں تاتار اور جہانگیر علی بیگ جیسے نامی سردار شامل تھے۔ نمایاں کارنامے انجام دیے۔ بالآخر دکنی منتشر ہو کر ہر طرف بھاگے۔ شاہی فوج نے چند میل کا تعاقب کیا اور ان کے کئی سرداروں کو گرفتار کر لیا اور سارا توپخانہ اور ہاتھی اور گھوڑے اور ہتھیار پھول سے لدے ہوئے لوٹ اور اسلحہ اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا اور شام کے اندھیرے میں اپنے کیمپ واپس آگئے اگلے دن انہوں نے کھڑکی پر دھوا کیا اور عمارتوں کو ڈھانپا اور شہر کو آگ لگا کر خاستر کر دیا چونکہ یہ اندیشہ تھا کہ دکنی دوبارہ منظم ہو جائیں گے اس لیے شاہی فوج روچن کھنڈرے سے ہو کر اپنے کیمپ واپس آگئی۔ (25)

خان خاناں نے اس دوسری مہم میں مغل وقار کو جزوی طور پر بحال کر دیا مگر اس کے انسراں اب بھی قتل ہو رہے تھے۔ وہ 1616ء تک اعلیٰ کمان پر قائم رہا اور امرتاز کے ساتھ کھارٹے انجام دیئے،

(23) جہانگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحہ 221۔ اقبل نامہ 67 خانی خاں جلد اول صفحہ 276۔

(24) جہانگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحہ 222، 223، 231، 234، 266۔ اقبل نامہ صفحہ 67 خانی جلد اول صفحہ 276۔

(25) جہانگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحہ 311، 314، اقبل نامہ صفحہ 83، 87 خانی خاں جلد اول صفحہ 282۔

285، ناٹھال امر (جیورج) جلد اول صفحہ 57) خان خاناں کی مہم کے کارناموں کے ساتھ پورا انصاف نہیں کیا ہے۔

پھر بھی دہلی رشتہ میں ملوث ہونے کا الزام لگایا گیا۔ شہزادہ خرم کو بڑا اشتیاق تھا کہ وہ دکن کی مہم کو فاتحانہ انجام دے۔ خصوصاً اس خیال سے کہ پرویز نے وہاں سخت بدنامی حاصل کی تھی۔

### شہزادہ خرم دکن کی کمان پر

چنانچہ نور جہاں کے گروہ نے یہ انتظام کیا کہ پرویز کو الہ آباد تبدیل کر دیا اور خان خاناں کو واپس بلا کر دکن کی مہم شہزادہ خرم کو سپرد کر دی۔ (26)

یہ بھی طے کیا گیا کہ بادشاہ کو اپنا مستقر مالوہ کو دار السلطنت مانڈو میں قائم کرنا چاہئے جو مقام جنگ کے قریب ہے۔ اکتوبر 1616ء کے شروع میں خرم کا ڈیرہ خیمہ اجیر سے دکن کو روانہ ہوا۔ شروع نو مہر میں اسے شاہ کا خطاب دیا گیا جو اس سے پہلے خانوادہ تیمور کے کسی شہزادہ کو نہیں ملا تھا۔ اعزاز اور تحفوں سے لدا ہوا ممتاز ہراس کی جماعت اور ایک زبردست فوج کے ساتھ شہزادہ دکن کے لیے روانہ ہوا۔ دربار مورخ معتمد خاں کا ایک ہزار ذات اور ڈھائی سو سوار کا منصب دے کر بخشی مقرر کیا گیا۔ (27)

### جہانگیر کی اجیر سے روانگی

شکل 10 نومبر 1616ء (یکم ذی قعدہ 21 آبان) کو ٹھیک درباری منجمنوں کی حشیہ ساعت بتائی ہوئی پر بادشاہ اپنے اہل حرم اور اہل دربار کے ساتھ روانگی کے لیے تیار ہوا۔ اس دن بھی وہ قعدہ لینے

(26) سر طاس رو (جلد دوم صفحات 278، 279) انگریزی سفیر بھی عام خیالات کا حامی ہے کہ "خان خاناں یقیناً دکنوں کے ساتھ ساتھ رہتا تھا جن سے اسے جشن ملتی تھی" رونے خان خاناں کی واپس طلی اور شہزادہ خرم کی دکن میں تینائی کے متعلق ایک عجیب روایت بیان کی ہے جو اس وقت مشہور رہی ہوگی مگر جس کی کوئی مدد بخشی سند نہیں ہے۔

اس نے لکھا ہے کہ "بادشاہ کو شہزادہ خرم کی مدد ملنے اور گروہ بندی اور اس کے دوسرے بھائیوں کی باخوشی کا بخوبی علم تھا اور نیز خان خاناں کی قوت کا اس لیے اس نے سب کو خوش کرنا چاہا اس طرح کہ صلح نامہ کو منظور کرے اور خان خاناں کو اس کے موجودہ منصب پر قائم رکھے۔ چنانچہ اس مقصد سے اس نے ایک عنایت آمیز خط لکھ کر مصالحت کی نشانی کے طور پر خان خاناں کو ایک داسکت بھیجی لیکن اس کے رد کرنے سے پہلے اس نے اپنی ایک عزیز خاتون کو جو محل میں اس کے ساتھ رہتی تھی اس مقصد کی اطلاع دے دی۔ اس خاتون نے خود اپنی مرضی کے خلاف (؟) خود سلطان خرم کے زیر اثر اپنی فراخ دلی سے کہ اپنے خاندان کے بچے کو تمام خوبیوں کے باوجود اسے تذبذب کی حالت میں دیکھ کر صاف صاف جواب دیا کہ خان خاناں اس داسکت کو بھیج نہ چاہتے تھے اس لیے کہ اسے معلوم ہے کہ بادشاہ اس سے نفرت کرتا ہے اور دوسرے زہر دینے کی کوشش کی مگر خان خاناں نے اسے نہ میں ڈالنے کے بجائے اپنے سینے پر اٹھ لیا اس لیے کہ وہ یقیناً بادشاہ کی بھیجی ہوئی کوئی چیز استعمال نہ کرے گا۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ اسے بھیجے سے پہلے خود اپنے اوپر سے ایک ٹھنڈا مین کر آرائے گا اور وہ خط لکھ کر اس کی شہادت دے سکتی ہے۔ خاتون نے جواب دیا کہ وہ اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالنے کے لیے دونوں میں سے کسی کا انتخاب نہ کرے گا لیکن اگر وہ سکون کے ساتھ اپنے عہد پر قائم رہے تو معدن دل سے بادشاہ کی خدمت کرے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنا لہو دل دیوار سلطان خرم کو حریف فوج کے ساتھ دکن بھیجے کا فیصلہ کیا۔" (جلد دوم صفحات 279، 280۔)

(27) جہانگیر (راج سر دیوار جلد اول صفحات 338، 339۔) قبل نامہ صفحات 90، 91 خان خانی جلد اول صفحہ 288۔  
رونے (صفحات 319، 320) خرم کو جو گروہ دی گئی اس کی قیمت کا اندازہ ایک لاکھ روپے کیا ہے اور جو خیر اسے دیا گیا اس کی قیمت کا اندازہ پالیس ہزار روپے کیا ہے۔ شہزادہ اسی گاڑی میں روانہ ہوا جو اس کی جہانگیر کو غزنی ہوئی گاڑی کی طرح تھی۔ شہزادہ گاڑی کے بیچ میں بیٹھا جو دونوں طرف کھلی ہوئی تھی۔ اس کے خاص ہراسخبر تک جو چار میل کے فاصلے پر تھا اس کے ساتھ پیادہ چلے۔ شہزادہ کے آگے پیچھے لوگوں کا جھوم تھا ان پر شہزادہ چونی کے نئے چمک رہا تھا اور اپنا ہاتھ اس نے بوجھا کر کوچان کے ہاتھ میں سوراخ رکھ رکھا ہے۔

اور دینے کے لیے جبر و کم میں بیضا۔ (28) اس کے بعد کا منظر سر طاس رو نے نہایت دلچسپ اور معلوماتی تحریر میں بیان کیا ہے۔ اس عینی شاہد کا بیان ہے کہ دفعہ بادشاہ اٹھا اور ہم دربار کی طرف چلے گئے اور قائلین پر بیٹھ کر بادشاہ کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر میں وہ باہر آیا اور قریب نصف گھنٹہ کے بیضا جب تک اس کی حرم کی بیگمات ہاتھیوں پر سوار ہو گئیں۔ باقی پچاس تھے اور سب پر نہایت قیمتی ساز تھا۔ خاص کر تین ہاتھیوں پر جن کے اوپر سونے کی سیر حیاں تھیں اور باہر دیکھنے کے لیے ہر طرف تاروں کی جالی اور اوپر کھواب کی چھتری۔ اب بادشاہ زینے سے اتر اور بادشاہ سلامت کا اتنا شور ہوا کہ توپ کی آواز دب جائے۔ زینے کے نیچے جہاں میں کھڑا تھا اور ہجوم کی وجہ سے پیچھے ہٹ گیا تھا وہاں ایک شخص بہت بڑی پھلی لایا اور دوسرا شخص ایک کلف کی طرح کی سفید چیز کا برتن (یہ دی ہو گا۔ مترجم) بادشاہ نے اس برتن میں انگلی ڈالی اور پھلی کو چھو اور پھر اپنی پیشانی پر لگا دیا۔ یہ ایک برکت کے شگون کی رسم تھی۔ ایک اور شخص تھملا لٹکائے تھا جس میں تیر اور ایک کمان تھی۔ یہ تھملا وہی تھا جو ایران کے سفیر نے نذر کیا تھا۔ بادشاہ کے سر پر گڑی تھی جس پر ہنس کے پردوں کی کلفتی تھی۔ پر زیادہ تھے مگر لیے تھے انہیں میں ایک طرف بغیر تر شاہواہر اٹکتا تھا جو اخروٹ کے برابر تھا۔ گلے میں نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا موتیوں کا تین لڑی کا ہار تھا جس کے موتی اتنے بڑے تھے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے اس کے بازو بند میں ہیرے جڑے تھے اور کلائی میں کئی طرح کے زیور تھے۔ ہاتھوں میں کوئی زیور نہ تھا مگر ہر انگلی میں ایک انگوٹھی تھی۔ اس کے دستانے انگریزی ساخت کے تھے اور اس کی کمر کی پٹی سے لٹکے ہوئے تھے۔ اس کے زینت کوٹ میں آستین نہ تھی اور ایک چھتری (شامیانہ) آب رواں جیسی باریک لون کا۔ (29) اس کے پیروں میں زر کار ہونے تلے کے جوتے تھے جس میں موتی جڑے ہوئے تھے اور ان کا اگلا حصہ نوک دار ہو کر پیچھے کو الٹا ہوا تھا۔ اس طرح مسلح اور مرمع وہ کوچ کی طرف گیا جو اس کے لیے تیار تھی۔ اس کا انگریز ملازم ایک نرڈن کی طرح نہایت قیمتی اور شونخ رنگ لباس پہنے تھا۔ کوچ میں چار گھوڑے تھے جن کا ساز زر کار عمل کا تھا۔ کوچ لسی کار گروں کا بنایا ہوا تھا بالکل اسی نمونہ کا تھا جیسا انگلستان سے آیا تھا اور بادشاہ اس پر پہلی مرتبہ سوار ہوا تھا۔ یہ انگلستان کے بنے ہوئے کوچ سے اتنا مشابہ تھا کہ میں اس کے ایرانی عمل کے خلاف سے ہی پہچان سکا۔ (30)

بادشاہ کوچ کے آخری سرے پر بیضا جس کے دونوں طرف دو خواجہ سر تھا جن کے ہاتھوں

(28) سر طاس رو جس نے اس منظر نامے کو خود دیکھا۔ اس کا بیان ہے کہ بادشاہ جو تختہ دیتا تھا وہ ایک ریشمی تار کے ذریعہ سے جو ایک پیپر پر لگا تھا نیچے کر دیا جاتا تھا اور جو تختہ بادشاہ کو دیا جاتا تھا وہ اسی طرح اوپر کر دیا جاتا تھا اور ایک بوڑھی بدھل موتی عورت اسے تحفہ پیش کرتی تھی۔ اسی موقع پر رو نے شاہی بیگمات کی جھک دیکھی۔ وہ لگتا ہے ایک طرف کھڑی میں بادشاہ کی دو خاص بیگمات تھیں جنہوں نے باہر دیکھنے کے شوق میں چلن میں سوار ہو کر لیے تھے میں نے پہلے ان کی انگلیاں دیکھیں اور جب انہوں نے ایک آنکھ چلن سے لگا کر دیکھا تو کچھ بعد دیکرے دونوں آنکھیں نظر آئیں۔ ذرا دیر کے لیے میں نے پورا چہرہ دیکھا۔ ان کا رنگ کسی قدر صاف تھا اور ان کے سیاہ بال کھنسی سے برابر کئے ہوئے تھے اور اگرچہ وہاں کوئی روشنی نہ تھی مگر ان کے ہیرے اور موتیوں کی چمک کافی تھی جب میں نے اوپر دیکھا تو وہ چھپ گئیں۔ وہ اتنی خوش تھیں کہ میں سمجھا کہ وہ میرے اوپر ہنس رہی ہیں۔ رد جلد دوم صفحات 520-521۔

(29) جیسا کہ فائز نے کہا ہے سیمین شامیانہ شاپف کی گڑی ہوئی حل ہے جو ایک ہارک بکے کپڑے کا ہوتا تھا جس کی مسلمان قبا کیلئے پڑتے ہیں۔ (خطوط موصوفہ ایسٹ ایشیائی کتب خانہ جلد اول صفحہ 29)

(30) فاس زکوہ بر فاش میوزیم میں کس طرح کا ایک خط طاس رو سے معلوم ہوتا ہے کہ سر طاس رو نے اپنے دربار میں پہلے درجہ پیش ہونے کے وقت جو کوچ نذر کیا تھا اس کی انگلستان میں قیمت 151 پونڈ کیلئے شنگ تھی بادشاہ نے کوچ کے ہر حصہ کو بنو دیکھا اور بہت پسند کیا (دیکھو رد جلد اول صفحات 118-119)۔

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر۔

میں چھوٹے چھوٹے عصائے جو حقیقی سے مرصع تھے اور ایک سفید گھوڑے کے بالوں کی چنور کھیاں جھلنے کے لیے تھیں۔ اس کے آگے غارے تھے جو زور زور سے بجائے جا رہے تھے اور کئی چھتریاں اور طرح کے عجیب قسم کے شاہی نشانات تھے جو زربلے کے بنے تھے اور ان میں بڑے بڑے حقیقی ٹکے تھے۔ بعض میں ہیرے اور زمرے اور بعض میں صرف طبع کیے ہوئے ہیں۔ ایرانی سفیر نے بادشاہ کو ایک گھوڑا نذر کیا پیچھے تین ہالکیاں تھیں۔ انھیں میں سے ایک کے جوڑوں اور پالوں پر سونے کی چادر چڑھی تھی جس کے سرے پر قیمتی پتھر موتی تھے۔ غلاف سرخ نخل کا تھا اور چھار میں ایک فٹ لمبی موتیوں کی لڑیاں آویزاں تھیں۔ ایک ملازم قیمتی پتھروں سے جڑا ہوا سونے کا پاند ان لیے تھا اور دوسرے پاند ان رنگی زربلے کے حاشے کے تھے۔ ان کے پیچھے ایک انگریزی کوچ تھی جسے نئے سرے سے سجایا اور آراستہ کیا گیا تھا۔ اس کے بعد ایک تیسری کوچ مکی ساخت کی تھی جو میرے خیال میں پسند کی نہ تھی۔ اس پر بادشاہ کے چھوٹے لڑکے سوار تھے۔ اس کے پیچھے تقریباً بیس ہاتھی تھے جو بادشاہ کی سواری کے لیے فاضل رکھے گئے تھے۔ ان کا ساز اور زیور اتنا بھاری تھا کہ انھیں دھوپ کی پردہ نہ تھی۔ ہر ہاتھی ہر قسم کے زربلے، گھٹ سائن اور کتان کے جھنڈے تھے۔ شاہی امرہ پیدل ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ میں بھی چھانک تک پیدل گیا اور بھر الگ ہو گیا۔ شاہی بیگت جو اپنے ہاتھیوں پر تھیں نصف میل پیچھے چلتی تھیں۔ جب بادشاہ اس دروازہ تک پہنچا جہاں اس کا لڑکا قید تھا تو اس نے کوچ رکوائی اور لڑکے کو بلایا جس کی داڑھی بڑھ کر کرک تک پہنچ گئی تھی جو ناراضی کی علامت تھی۔ بادشاہ نے اسے ایک فاضل ہاتھی پر سوار ہونے کا حکم دیا اور اس طرح وہ بادشاہ کے برابر چلا جس پر تمام لوگوں نے خوشی کا غرہ لگایا اور ان کے دل نئی امیدوں سے بھر گئے۔ بادشاہ نے اسے ایک ہزار روپیہ غریبوں میں تقسیم کرنے کے لیے دیا۔ اس کے جیل کا گھراں آصف خاں اور سارے بڑے بڑے لوگ پیدل تھے۔ میں جھوم کے دباؤ اور زحمت سے بچنے کے لیے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور لشکر کو پار کر کے بادشاہ سے پہلے پہنچ گیا اور بادشاہ کے اپنے خیمے تک پہنچنے کا انتظار کرنے لگا۔ بادشاہ ہاتھیوں کی قطار کے بچے سے نکلا سائب ہاتھیوں کی طرف زینے لگے تھے۔ چاروں کوئوں پر کتان کے جھنڈے تھے۔ سامنے ایک گوبچن تھا جس میں ایک گولہ نینس کے گیند کے برابر لٹک رہا تھا اور اس کے پیچھے تو بچی قتل ہاتھی تقریباً سو کی تعداد میں تھے اور امرہ کے ہاتھی جو ان کے پیچھے تھے ان کی تعداد چھ سو تھی اور سب عقل یا

(بڑے سٹو مشین..... 30) بادشاہ نے انگریزی کوچ کا سردار بھی کپڑا ہوا اور اس کی جگہ ایک بہت قیمتی زرد کپڑا۔ نئی پھولوں سے کڑھا ہوا چادر عبادا جس کے پھولوں کا رنگ نہایت ہی موزوں تھا اور جو ہر ایک کٹے ہوئے تھے اور بجائے شکل کی کیوں کے جامہ کی کلیں جڑواں تھیں پر وہ ہر طرح کا تھا اور دونوں کوچوں کو گھوڑوں اور سارے آراستہ کر کے ہادی ہادی ان پر سواری کرتا تھا اور انگریز کوچ ان کو اپنے خدمت کے لیے لے کر لیا اور اسے قیمتی کپڑے اور بھاری پٹن دی اور اگرچہ وہ اسے ان میں سے کسی کوچ پر نہیں لے جاتا تھا مگر اسے کم از کم دس پوڑا تمام دیتا تھا جس سے کوچ ان بہت دولت مند ہو گیا تھا۔ اگر اسے جلد موت نہ آجائی تو وہ اس بڑی ملازمت پر برابر قائم رہتا۔ (نیری سٹو 385)

کوچ ان کا کام قاضی نے قاضی کیراج کے خط کی سند پر دہلی بھیج دیا ہے۔ وہ پہلے لارڈ دارلن اور لارڈ شپ کو دینری لپیلا کا ملازم تھا اور ہادی بادشاہت مورخ 3 جنوری 1615ء قاضی نے اظہا آفس کے کاغذات کی سند پر اس بڑی پٹن کی مقدمہ ڈیڑھ روپیہ روزانہ بتائی ہے۔

جہانگیر نے اپنے جنوب کے ستر میں کوچ کی سواری اس بندور سم کے بموجب کی تھی کہ بادشاہ اور بڑے لوگوں کو فوجی مجب پر جاتے ہوئے شرق کی طرف روانہ والے ہاتھی پر، مغرب کی طرف ایک رنگ کے گھوڑے پر اور شیل کی طرف ہالکی پلاؤلی پر اور جنوب کی طرف تھم یا بیل پر جانا چاہئے۔ جہانگیر راجس ویجور (ج) جلد اول سٹو 340۔

زردوزی کی جھول تھی اور ان کے اوپر دو یا مین سنہرے جھنڈے تھے۔ راستہ میں متعدد بستی آگے آگے  
 مشکوں سے پانی چمڑک رہے تھے۔ کوئی گھوڑا یا آدمی دو فرلانگ تک بادشاہ کے قریب نہیں جاسکتا تھا۔ بجز ان  
 اسیرانہ کے جو ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ چنانچہ میں جلدی سے خیمہ کے پاس پہنچ گیا کہ بادشاہ کے  
 سواری سے اترنے پر آداب بجالاؤں۔ خیمہ کے چاروں طرف تقریباً ایک انگریزی میل کے احاطہ میں  
 مختلف قسم کی بلند قاتوں کی دیوار کھینچی تھی جو موٹے کپڑے کی تھیں اور باہر کھلے سرخ اور طرح طرح  
 کے نقوش سے مزین تھیں اور ایک خوبصورت دروازہ تھا۔ ان قاتوں کی بلیوں کے سرے پتیل کے  
 تھے۔ مجمع بہت تھا۔ میں نے اندر جانا چاہا مگر کسی کو اجازت نہ تھی۔ ملک کا بڑے سے بڑا آدمی دروازے پر  
 بیٹھا تھا۔ مگر میں نے کچھ رقم دی تو مجھے اندر جانے دیا گیا۔ اس دربار کے درمیان میں ایک سیپ کاٹنا ہوا تخت  
 تھا جو دو ستونوں پر زمین سے اونچا کیا گیا تھا اس کے اوپر ایک بلند شامیانہ تھا اور بلیوں کے سرے پر سونے کی  
 موٹھ تھی اور زرہت کی چھتریاں تھیں اور فرش پر قالین بچھا تھا جب بادشاہ خیمہ کے قریب آیا تھا تو  
 چند امرا اور ایرانی سفیر اندر آئے۔ ہم ایک دوسرے کے قریب اس طرح کھڑے ہوئے کہ بیچ میں ایک  
 راستہ بن گیا بادشاہ نے داخل ہو کر مجھ پر نظر ڈالی اور میں آداب بجالایا مگر اس نے ایرانی سفیر کی طرف  
 اشارہ کیا میں زینہ تک اس کے پیچھے گیا سب لوگوں نے مبارک سلامت کی صدا بلند کی اور ہم سب اپنی  
 اپنی جگہ پر بیٹھ گئے بادشاہ نے پانی مانگا اور ہاتھ دھوئے اور اندر چلا گیا۔ شاہی بیگمات دوسری طرف اپنے خیمہ  
 میں چلی گئیں اس احاطہ میں خیموں کے تقریباً تیس قطعات تھے۔ سارے امرا اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے  
 جو نہایت خوبصورت تھے کچھ سفید اور کچھ بنز اور کچھ لٹے چلے۔ اور سب مکانوں کی طرح آراستہ تھے ایسا  
 بے نظیر شاندار منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ساری داوی ایک خوبصورت شہر معلوم ہوتی تھی جہاں کوئی  
 سامان بے ترتیبی سے نہیں رکھا تھا اور نہ کوئی پھٹا پرانہ کپڑا سامان کے ساتھ خلط ملط تھا۔ میرا لباس وغیرہ  
 اس مجمع کے مناسب نہ تھا اور میں اپنے دل میں شرمندہ تھا لیکن میرا بیانی سال کا مشاہرہ بھی مجھے ایک معمولی  
 ایسا لباس مہیا نہیں کر سکتا تھا جو دوسروں کے ساتھ کپ سکے کہ ہر ایک کے پاس دو ہر اسامان تھا اور ہر روز  
 جب بادشاہ بیدار ہوتا تھا لباس بدلا ہوا ہوتا تھا چنانچہ میں اپنے خیمہ میں چلا گیا۔ (31)

(31) اردو جلد دوم صفحات 329-326 کے پوری پوری نے جاگیر کے شاہی کپ کا مصلح مل لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے وہ یقیناً  
 نہایت شاندار تھا جیسا کہ ہر وہ شخص جس نے بے شمار خیموں کو دیکھا ہو اور شہر میں ایک دوسرے کے پاس کھڑے ہوئی دیکھی  
 ہوں اعتراف کرے گا اس لیے کہ یہ سب مل کر ایک شاندار اور خوبصورت شہر معلوم ہوتا ہے۔ یہ سب خیمے جب پاس پاس  
 نصب ہوتے ہیں تو اتنی وسیع زمین کا احاطہ کرتے ہیں کہ میرے خیال میں وہ ایک سرے سے دوسرے تک کم و کچھ انگریزی  
 میل کے رقبہ میں ہوں گے۔ کسی پڑوسی پر سے دیکھنے میں جہاں سے یہ سب نظر آئیں نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔  
 اس لشکر میں بادشاہی کپ میں جتنے خیمے نصب ہیں وہ بہتر سفید ہیں جیسے ان کے کینوں کے لباس لیکن محل کے خیمے  
 سرخ ہیں اور جن بلیوں پر وہ نصب ہیں وہ دوسروں سے بہت اونچی ہیں۔ یہ خیمے کپ کے وسط میں نصب ہیں اور دو سچے دروازے ہیں  
 اور ہر طرف سے نظر آتے ہیں اور یقیناً وہ بہت کشادہ ہوں گے جن میں بادشاہ اس کی بیگمات اور شہزادوں اور خواجہ سراؤں کی  
 گھاٹیں ہوگی۔ آگے کی طرف باہر دنی حصہ میں جو بادشاہ کے خیمہ کے اندر مچھن ہے وہ بہت وسیع ہے جس میں بادشاہ رات کو  
 سات اور نو بجے کے درمیان داخل ہوتا ہے اور جسے محل خانہ کہتے ہیں۔

شاہی خیمہ کے چاروں طرف قاتیں گھری ہیں جو ہلے پردوں کی طرح ہیں اور لٹائی جاسکتی ہیں۔ یہ قاتیں نو دست  
 اونچی ہیں اور مضبوط چھت کی بنی ہوئی ہیں اور ان کا حاشیہ بھی اسی کپڑے کا ہے اور ہر چوڑائی پر پید سے مضبوط کردی گئی ہیں لیکن  
 باہر کی طرف ان کی حفاظت سب سے اونچے سپاہیوں کا ایک دستہ کرتا ہے جو رات دن پہرہ دیتا ہے۔ شاہی امرا کے خیمے بھی دو سچے ہیں جو اس  
 (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر....)

## دیورانی میں مقام

دیورانی (32) دیورانی کے مقام پر سات دن قیام ہوا۔ رام سیر میں جو نور جہاں بیگم کی جاگ ہے ایک شاندار ضیافت کی گئی۔

## بادشاہ کی جد روپ سے ملاقات

دوسرا قابل لحاظ مقام امین کے قریب تھا۔ بادشاہ مشہور ہندو درویش جد روپ سے ملنے چوتھائی میل پیدل گیا۔ درویش ایک کھوہ میں رہتا تھا۔ (33) جہاں نہ چٹائی تھی نہ پیال اور نہ وہ سخت سے سخت سردی میں بجز ستر ڈھانکے کے ایک چھتھرے کے کوئی کپڑا پہنتا تھا۔ وہ تاپنے کے لیے کبھی آگ نہیں جلاتا تھا اور ہمیشہ قریب کے ایک تالاب میں دن میں دو مرتبہ نہاتا تھا۔ دن میں ایک مرتبہ وہ امین کے شہر میں جاتا تھا اور سات برہمن خاندانوں میں سے اسے اپنی پسند سے تین خاندانوں میں جاتا تھا اور ان کا تیار کیا ہوا کھانا پانچ لقمے بغیر چپائے ہوئے کھالیتا تھا۔ اس زمانہ کی ایک تصویر موجود ہے۔ جو شاید اجیر میں بادشاہ کی فرمائش پر تیار کی گئی تھی جس میں اس درویش کو دہلا پتلا آدمی دکھایا گیا ہے جس کے چہرے پر داغی قوت اور روحانی بندگی کی چمک ہے۔ وہ غلوت پسند تھا اور شاذ و نادر ہی لوگوں کی صحبت میں باہر آتا تھا۔ علیت اور پاکبازی اور ریاضت میں اس نے بڑی شہرت حاصل کر لی تھی۔ اس نے (لفظ کے چھ سلسلوں میں سے ایک سلسلہ) کویدانت پر عبور حاصل کر لیا تھا جسے باخبر بادشاہ نے تصوف کا ایک سلسلہ کہا۔ اکبر اعظم نے 1601ء میں دکن سے آگرہ جاتے ہوئے اس درویش سے ملاقات کی تھی اور اسے خوب یاد رکھا تھا۔ جہانگیر نے کئی گھنٹہ تک اس سے گفتگو کی اور اس سے بہت متاثر ہوا۔ (34)

(بقیہ حاشیہ.... 31) کے چاروں طرف نصب ہیں۔ لشکر پھر میں سارے نیچے اس طرح قاعدے سے نصب ہیں اور ایسی ترتیب سے ہیں کہ جب ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں تو ان عارضی مکانوں کے بیچ سے سیدھے چلے جاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم ایک ہی جگہ موجود ہیں اور مختلف راستوں اور پڑاؤوں سے بادشاہ کے خیموں کے حساب سے راستہ معلوم کرتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ بھی بٹائے نہیں گئے۔ واضح ٹوایت انڈیا صفحات 398-401۔ (32) متن میں دیورائے ہے لیکن یورین کا بیان ہے کہ انڈیا آفس کے مخطوط نمبر 305 میں دیورانی ہے۔ یہ قطعی طور پر کہا گیا ہے کہ شہزادہ خرم نے میواڑ کی فاتحانہ مہم سے واپسی میں دیورانی میں قیام کیا تھا۔ یقیناً اس موقع پر جہانگیر نے اسی میدان میں قیام کیا ہوگا۔ تاثر جہانگیری میں دیورانی ہے اور گھنڈہ دن نے بھی اسی کی نقل کی ہے۔ (صفحہ 111)

(33) اس کھوہ کی مجائش کے متعلق مختلف بیانات ہیں جہانگیر (صفحہ 1356) کا بیان ہے کہ اس کا دہانہ 5% گروہ (ایک گز کے تہائی سے ذرا زیادہ) اور چوڑائی 3% گروہ (ایک گز کا چوتھائی پانچواں حصہ)۔

اقبل نامہ (صفحہ 94) نے ذرا اختلاف کیا ہے۔ تاثر الامرا (صفحہ 574) نے اسی کی نقل کی ہے۔

(34) جرجل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی جولائی 1919ء صفحات 389-393؛ ڈاکٹر کمر سوامی کے خیال میں یہ تصویر منغل فنکاری کا بہترین نمونہ ہے۔ ابو الفضل (آئین جلد اول صفحہ 339) نے اسے دوسرے درجہ کے درویشوں میں شمار کیا ہے۔ ”جو دل کے سرور سمجھ سکتے ہیں“ جہانگیر نے چند دن بعد پھر اس سے ملاقات کی اور کئی گھنٹے اس کی صحبت میں گزارے (راجرس) دیورینج جلد اول صفحہ 359۔

اقبال نامہ نے اس کا نام اچھا روپ لکھا ہے اور تاثر الامرا نے بھی یہی نام لکھا ہے۔  
 روئے (جلد دوم صفحہ 380) اپنے سفر نامہ 21 فروری 1617ء کی تاریخ میں یہ اندراج کیا ہے۔ ”بادشاہ سوار ہو کر امین کے ایک درویش سے ملے گیا جو ایک پہاڑی پر رہتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ اس کی عمر 300 سال کی ہے۔“  
 اس بزرگ کے متعلق کئی افسانے مشہور تھے۔ عام طور سے وہ تین سو سال کی عمر کا کہا جاتا ہے۔ (رو صفحہ 380) جرجل

باقی حاشیہ: اگلے صفحہ پر



## مانڈو میں داخلہ

چار ماہ کے آرام کے ساتھ سفر کے بعد شاہی قافلہ 6 مارچ 1617ء تک مانڈو میں داخل ہوا اور ان عالی شان عمارتوں میں قیام کیا جو ماہر تعمیرات عبدالکریم نے حال ہی میں تین لاکھ روپیہ کے خرچ سے دوبارہ اس غرض سے تعمیر کیے تھے۔ (35)

## مانڈو کی تاریخ

مانڈو 22.30 شمالی عرض البلد اور 7.28 شرقی طول البلد پر سطح سمندر سے 1944 فٹ بلندی پر اچھین سے تقریباً 65 میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور وسط ہند کی مسلم اور ہندو سلطنتوں کا تیرہ سو برس تک خاص شہر رہا ہے۔ دلاور خاں غوری 1405ء، 1387ء جو مالوہ کی خود مختار سلطنت کا بانی تھا اس نے اپنا مستقر قدیم ہندو دار السلطنت دھار اور مانڈو میں منتقل کر لیا۔ اس کے لڑکے اپ خاں نے سلطنت کا مستقر مستقل طور پر مانڈو میں منتقل کر دیا اور اس قلعہ کی بنیاد رکھی جو دنیا کے اس حصہ میں مضبوط ترین قلعہ مشہور ہوا۔ (36) اس کے جانشینوں نے باغ اور فوارے نصب کئے اور عالی شان مسجدیں، مدرسے، سرائیں، محلات اور مقبرے تعمیر کئے جنہوں نے مانڈو کو سارے ہندوستان میں خوبصورت ترین شہر بنا دیا۔

(بقیہ حاشیہ... 34) سیاح ہمبریج وان پوز نے یہ واقعہ سنو اور یقین کیا درویش حویش محمد نے صرف اسی قدر کہا تھا تھا جتنا غلام اس کی باغی اگھوں کی گرفت میں آسکے۔

دہلی میں رونے جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی 1910ء صفحہ 954 میں اسی کی نقل کی ہے۔

(35) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحات 363-364۔ اقبال نامہ صفحہ 96۔

اس سفر کے دوران میں بادشاہ نے دو شیر، ستائیس نسل گاؤ، چھ جھیل، ساٹھ ہرن، تیس خرگوش، اور لومڑیاں اور 1200 دریائی جانور شکار کیے۔ اسی زمانہ میں اس نے وقائع نگاروں، شکار کے محاسبوں اور شکاریوں کو حکم دیا کہ اس نے بارہ سال کی عمر 1580ء سے اب تک یعنی اپنی پچاس سال قمری اور اڑتالیس سال شہسپا کے عرصے میں شکار کیے ہیں ان کی مکمل فہرست پیش کی جائے۔ چنانچہ حساب لگایا گیا کہ 28532 شکار کئے ہوئے جانور اس کے سامنے پیش کیے گئے جن میں سے 17167 خود اس کے شکار کئے ہوئے تھے، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

چوپائے شیر 86۔ رچھ لومڑیاں اور لودلاؤ اور لکڑ بکھے 9۔ نسل گاؤ 889۔ مہاک (بارہ سنکھے کی ایک قسم 35۔ بارہ سنکھے، چکارے، جھیل، پہاڑی بکریاں وغیرہ 1670۔ مینڈھے اور ہرن 215۔ بھیر بے 64۔ جنگلی بھینسے 36۔ سور 90۔ رنگ 26۔ پہاڑی بھیریں 22۔ ارغلی 32۔ جنگلی کدو 6۔ خرگوش 23۔

= میزان 3203

پرندہ کبوتر 10348۔ گلو بھڑ (شکرے کی ایک قسم) 3۔ عقاب 2۔ بیل 23۔ الو (پنڈ) 29۔ بیل (چوہ) خور 5۔ بھان (سنہری چڑیاں) 2۔ گھنگ 41۔ الو (بوم) 30۔ راجنس وغیرہ 150۔ کوئے 3276۔ میزان 13920۔ دریائی جانور، مگر چھ 10۔ میزان کل میزان 17142۔

(36) فرشتہ کہیاں ہے کہ "یہ قلعہ دنیا میں سب سے عجیب ہے یہ ایک الگ پہاڑ کی چوٹی پر بنا ہے اور کہا جاتا ہے کہ احمادہ کو اس کے احاطہ میں ہے۔ خندق کی جگہ ایک گھاٹی ہے جو قدرت نے چاروں طرف تعمیر دی ہے اور جو اتنی گہری ہے کہ معمولی راستہ سے قلعہ میں پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ قلعہ کے اندر پانی اور چادہ کی دافتر متداول ہے اگرچہ کاشت کے لیے کافی زمین نہیں ہے جو فوج بھی اس کا محاصرہ کرے وہ قلعہ کی سڑکوں کو بند کر کے ہی محاصرہ چلا رکھ سکتی ہے اس لیے کہ اتنے وسیع مقام کا محاصرہ تقریباً ناممکن ہے۔ قلعہ سے آنے والی اکثر سڑکیں دھولوں میں جن پر چٹنا و شولہ ہے جنوب کو جانے والی سڑک جس کا نام بند پور دروڑہ ہے اتنی نامور دروڑہ صلاواں ہے کہ اس پر سالہ نہیں لے جلیا جاسکتا شمال کی طرف کی سڑک جو دہلی دروازہ کو جاتی ہے وہ نسبتاً آسانی سے استعمال ہو سکتی ہے۔"

سولہویں صدی میں جب دوسری پٹھان سلطنت اور مغل سلطنت کے دور میں مالوہ یکے بعد دیگرے میواڑ اور گجرات کا صوبہ بنا تو ماٹو کا زوال تیزی سے شروع ہو گیا۔ چند عالی شان عمارتیں جیسے سلطان ہو شک غوری کی تعمیر کردہ جامع مسجد اور سلطان غیاث الدین کا مقبرہ اپنے تمام حسن و شکوہ کے ساتھ باقی رہیں اور قلعہ پشک ہمیشہ کی طرح ناقابلِ تفسیر رہا مگر شہر کا بیشتر حصہ کھنڈر ہو گیا۔

### ماٹو کا حال

اکبر کے عہد میں اسے قدرے زندگی حاصل ہوئی مگر اسے پہلی سی شوکت کبھی نہ حاصل ہو سکی۔ معاصر یورپین سیاحوں کے بیانات سے کچھ تصور کیا جاسکتا ہے کہ 1617ء میں جب جہانگیر نے قیام کیا تو اس وقت شہر کی کیا حالت تھی۔ ٹیری جو اپنے آقا سفیر کے ساتھ دربار شاہی میں مقیم تھا۔ اس نے لکھا ہے ”یہ شہر... ایک بلند پہاڑ کے اوپر ہے جس کی چوٹی سطح میدانی اور وسیع ہے۔ ایک طرف کے علاوہ ہر طرف چڑھائی بہت بلند اور ڈھلوان ہے اور راستہ ہمیں غیر معمولی طور پر طویل معلوم ہوا۔ اس لیے کہ پہاڑ پر چڑھنے میں ہمیں پورے دو دن لگ گئے اور بڑی مشکل سے ہم گاڑیوں پر وہاں پہنچ سکے... جس پہاڑ پر ماٹو واقع ہے وہ خوبصورت درختوں کے بیچ میں ہے جو ایک دوسرے سے اتنے فاصلے پر ہیں کہ خواہ لوہے سے دیکھا جائے یا نیچے سے بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ یہ پہاڑ... یہ جگہ... جو ہمارے یہاں آنے سے پہلے زیادہ آباد تھی اس میں سالم مکانات سے زیادہ کھنڈر ہیں لیکن جو عمارتیں کھنڈروں سے اوپر کھڑی ہیں ان میں چند غیر آباد مسجدیں ہیں۔“ (37)

ولیم ٹچکھتا ہے: ”یہ قدیم شہر پھاگ سے پھاگ تک شمال جنوب میں چار کوس ہے لیکن مشرق مغرب میں دس یا بارہ کوس اور اس کے مشرق میں کئی میل کی چراگاہ ہے۔ پہاڑ کی بلندی پر کوئی سولہ شفاف تالاب ہیں جو شہر کے مختلف حصوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔“

جو عمارتیں ابھی موجود ہیں وہ سب خوبصورت ہیں اگرچہ پہلی جیسی نہیں۔ یہ سب مضبوط پتھر کی خوبصورت اور بلند دروازوں کی ہیں۔ سارے عیسائی ممالک میں کہیں بھی ایسی عمارتیں نہیں جنوب کی طرف اندر جانے کے دروازے میں اندر شہر کی طرف جواب آباد ہے۔ بائیں طرف ایک خوبصورت مسجد ہے اور اس کے برابر ایک خوبصورت محل جس کے اندر چار بادشاہوں کی نہایت خوبصورت اور بیش قیمت قبریں ہیں۔ اس کے برابر ایک بلند زینہ ایک سو ستر ستر سیوں کا ہے جس کے چاروں طرف برآمدے اور ہر کمرے میں کھڑکی ہے جو نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہیں اور محرابیں اور ستون ہیں اور ساری دیواروں میں سبز پتھر کی چٹائی ہے جو بے حد حسین ہے۔ جب میں شمال کی طرف آیا تو وہاں زمین میں ایک ڈیڑھ فٹ چوڑا سوراخ تھا۔ دروازہ بہت ہی مضبوط ہے اور نیچے اترنے کے لیے ہیں اور اس کے باہر چھ دروازے ہیں۔ سب مضبوط ہیں جن کے پاس دیواروں سے گھرے ہوئے پھاگ سے پھاگ پہرہ داروں کے لیے محکم ہیں۔ اسی کے پاس ایک چھوٹا دروازہ بھی ہے لیکن اس کا راستہ بہت ڈھلوان ہے۔ کنارے کے سارے حصہ میں دیوار ہے جس میں جابجا سوراخ ہیں۔ پھر بھی پہاڑی اس قدر ڈھلوان ہے کہ چاروں ہاتھ پیروں سے بھی اس پر چڑھنا تقریباً ناممکن ہے۔ یہ بالکل پوشیدہ راستہ ہے... شہر پتہ کے باہر اس سمت میں چار

کوس تک مضامین پھیلے ہیں مگر بجز چند قبروں، مسجدوں اور سراؤں کے سب شکتہ حالت میں اور یہ سب آباد ہیں۔ (38)

### کرن شاہ خرم سے مل گیا

اس دوران میں شاہ خرم اپنی فوج کے ساتھ دکن کے محلو کی طرف راستہ طے کرتا رہا۔ میوڑ کی سرحد پر دود پور میں راتا ہر سنگھ نے اس کا استقبال کیا اور شہزادہ کرن کی سربراہی میں ڈیڑھ ہزار سوار کا دستہ اس کے ساتھ کر دیا۔ (39) نزہت آباد کے بائیں کنارے پر خان خاناں، خان جہاں اور مہابت خاں طے جن کے ہر اداہ ۱۶ مارچ 1667ء کو برہان پور میں داخل ہو گیا۔

### شاہ خرم کی صلح کی سلسلہ جنابانی

شاہ خرم نے حالی ہی میں نعیم سے صلح کی سلسلہ جنابانی شروع کی تھی۔ اس نے بیجاپور کے عادل شاہ اور ملک جہر کے پاس افضل خاں اور راجہ بکرماجیت کو صلح کی شرائط لے کر بھیجا۔ ان سفیروں کا استقبال بڑی عزت اور آؤ بھگت سے کیا گیا۔ صلح کی تجاویز میں خراج دینے اور مفتوحہ علاقوں کی واپسی کا مطالبہ تھا۔ دکنیوں کو یہ اندازہ ہو گیا کہ شاہ خرم کی آمد اور بادشاہ کے قریب سے مغل سرداروں کی باہمی مخالفتوں سے انہیں جو موقعہ حاصل تھا وہ فوراً ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے دیکھ لیا ہو گا کہ بلا جودان کے چھاپہ مار طریقہ جنگ کے وہ شاہ خرم کی زبردست فوج اور ساز و سامان کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکیں گے۔ مزید برآں ملک جہر نے جودکنی اتحاد قائم کیا تھا اس میں مغلوں کے روپے اور سفارتی تدابیر سے رخ نہ پڑ رہا ہے۔

(38) کلمہ پانچ جلدوں میں 34:37 صفحوں میں ماضی کے حالات کے لیے دیکھو جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحوں 363:367۔ قبل ماضی صفحوں 96:97 پرانی قلموں کے حالات 97:98۔ بدیخی تیرہ ماضی جلد اول صفحوں 289:290۔  
فرشتہ اصل کتاب جلد دوم صفحوں 468:534۔ خصوصاً صفحوں 504:532۔  
ہائسٹری آف کھنڈس (ہوائے لینڈ و نری) صفحوں 15:18۔  
برکس جلد چہم صفحوں 209:280۔ نزدیکی مورخین، ابو الفضل، بدایونی وغیرہ آئین جلد دوم (جرت صفحہ 196) نیری صفحوں 181:184۔  
ڈیلاویل جلد اول صفحہ 97۔ ہر برٹ کا سفر نامہ صفحہ 84۔  
ڈی لانت، ترجمہ لیچہ برج کلکتہ ریویو 1870:51۔ صفحوں 359:360۔  
کوربات کریوڈیز جلد سوم، مملکت (ان پیچ) جوردین صفحوں 148:149۔  
نیز مسٹر جے مالکیم کی سنٹرل ایشیا جلد اول صفحوں 29:40۔ ہنری آفٹاؤد ہنری کے ایک غیر معلوم سپاہی کی کتاب کی نقل پکٹان سی بیس کی ریویس آف ماضی۔ جے ایم نیکیل کا ماضی پر مضمون۔ راکل ہنڈریکل سوسائٹی کی ہنسی شائع کے جرنل نمبر 19:52:53۔ باب 7-1805ء صفحوں 154:201۔

پکٹان ایف ہائس کا مضمون اسی میں نمبر 21 صفحوں 57:59۔ ایضاً 1901 صفحوں 339:392۔ دھلا اور ماضی دونوں کے متعلق۔ موجودہ زمانہ میں قلموں کی جو حالت ہے اس کے نہایت ہی دلچسپ بیان کو دیکھو۔ فرگوسن جلد دوم صفحوں 246:252۔ نیز آریکلو نیگل سر دے کی سالانہ رپورٹ 4-1903ء صفحوں 30:45۔ نیز ایمیریل گریٹر۔  
(39) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 345۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 288۔ تاثر جہانگیری کا بیان ہے کہ ملاقات نومبر میں ہوئی۔ ورنہ یہ کہ بھگت سنگھ کو شہزادہ کے ہمراہی پر تعینات کیا گیا۔ جہانگیر اور مستند خاں کے بیانات زیادہ مستبر ہیں نیز دیکھو نرنیو۔

## شرائط مان لیے گئے

دکنوں نے صلح کی پیش کش فوراً قبول کر لی اور عادل شاہ خود کئی امر اسے وصول کیے ہوئے پچاس لاکھ روپیہ کے قیمتی تحفے لے کر شہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بالا گھاٹ کا سارا علاقہ جو حال میں ملک مغرب نے فتح کیا تھا مغلوں کو دے دیا گیا۔ اور احمد آباد اور دوسرے، قلعوں کی کچیاں بھی حوالے کر دی گئیں۔

## صلح ہو گئی

شاہ خرم نے فوراً سید عبداللہ بارہہ کو شاہی مستقر پر خبر پہنچانے کیلئے بھیجا جو پہلے نور جہاں کی خدمت میں حاضر ہوا اور نور جہاں نے بادشاہ کو اطلاع دی اور اس کے صلہ میں دو لاکھ کی قیمتی جاگیر حاصل کی جشنِ مسرت منانے کا حکم دیا گیا اور نقارے بجنے لگے۔ (40) چند دن بعد بادشاہ کو خرم کا خط ملا جس میں اطلاع دی گئی تھی کہ افضل خاں اور رائے رلیان عادل شاہ کے سفیروں کے ساتھ جواہرات، زیورات، ہاتھیوں اور گھوڑوں کے تحائف کے ساتھ اور ایسے تحائف کے ساتھ جواب تک کسی حکومت اور کسی زمانے میں نہیں آئے لے کر حاضر ہو رہے ہیں۔ شہزادہ نے استدعا کی کہ عادل شاہ کو فرزند شاہ کے لقب سے ممتاز کیا جائے۔ چنانچہ ایک فرمان لکھا گیا جس میں بادشاہ نے خود اپنے قلم سے تحریر کیا ”شاہ خرم کی استدعا پر فرزند شاہ کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔“ (41)

صلح نامہ ہو جانے کے فوراً بعد خرم نے دکن کے صوبوں کے دفاع اور نظم و نسق کے انتظامات شروع کر دیے۔ خان خاناں برار، خاندیش اور احمد نگر کا گورنر مقرر کیا گیا اور اس کے بڑے لڑکے شاہ نواز خاں کو بارہ ہزار سوار کے ساتھ دکن سے حاصل کیے ہوئے علاقہ میں مامور کیا گیا اور ہر عہدہ پر موزوں افسروں کا تقرر کیا گیا۔ تیس ہزار سوار اور سات ہزار پیادہ بندوچی دکن کے صوبوں میں رکھے گئے۔ (42)

## شہزادہ مانڈو پہنچ گیا

باقی بچیس ہزار سوار اور دو ہزار بندوچیوں اور خان جہاں لودی، عبداللہ خاں مہابت خاں، داراب خاں اور سردار خاں جیسے ممتاز افسروں کے ساتھ شہزادہ برہان پور سے روانہ ہوا اور 12 اکتوبر 1617ء (11 شوال 1026ھ 20 مہر) مانڈو پہنچ گیا۔ اجیر چھوڑنے کے بعد سے وہ پورے سال بھر بھی باہر نہیں رہا تھا اور دکن میں تو اس نے صرف چھ مہینے صرف کیے تھے۔

## شاندار استقبال

جیسی کہ امید تھی شہزادہ کا استقبال غیر معمولی شان و شکوہ کے ساتھ کیا گیا۔ اس کی دادی اور

(40) جہانگیر (راجس و پور راج) جلد اول صفحات 368، 380، 381، 382، قبل نامہ صفحات 99، 101، فی خاں جلد اول صفحات 201، 202۔

(41) جہانگیر (راجس و پور راج) جلد اول صفحات 387، 388۔ قبل نامہ جلد سوم صفحہ 101، فی خاں جلد اول 292۔

(42) جہانگیر (راجس و پور راج) جلد اول صفحہ 393۔ قبل نامہ صفحہ 102۔

تمام بڑے امرانے تحفوں کے ساتھ باہر نکل کر استقبال کیا۔ (43) جہانگیر نے لکھا ہے ”جب اس نے آداب اور زمیں بوسی کی رسم ادا کر لی تو میں نے اسے جبر و کم میں بلایا اور انتہائی شفقت اور مسرت سے اپنی جگہ کھڑا ہو گیا اور اسے پیار سے گلے لگایا۔ جتنا جتنا وہ انکسار کا اظہار کرتا رہا میں مراعات میں اضافہ کرتا جاتا تھا اور اسے اپنے پاس بٹھالیا۔ شہزادہ کو غیر معمولی تیس ہزار ذات و سوار کے منصب پر اور شاہ جہاں کے خطاب سے فائز کیا گیا اور اسے دربار میں بیٹھنے کے لیے تخت شاہی کے پاس کرسی دی گئی۔“

### افسروں کے انعامات

شہزادہ کے ہاتھوں خان جہاں لودی، عبد اللہ خاں، مہابت خاں، خان خاناں کے لڑکے داراب خاں، عبد اللہ خاں کے بھائی سردار خاں، شجاعت خاں عرب، دیانت خاں، شہباز خاں، معتد خاں، بخشی اور عزیر کو چھوڑ کر آنے والے اودے رام کو بادشاہ سے شرف ملاقات بخشا گیا اور تحفے اور انعامات دیے گئے۔ بیجاپور کے سفیروں کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ (44)

### شاہ جہاں کو انعام

خود شاہ جہاں کو ایک مخصوص خلعت دی گئی اور ایک چو غاموہ گربان کے جس کی آستینوں اور دامن کے سرے پر پچاس ہزار روپے کے قیمتی موتی نکلے تھے اور ایک مرصع تموار اور مرصع خنجر۔ (45)

### شاہ جہاں کے تحفوں کی نمائش

بھرات 10/ آبان کو دیوان عام میں جگمگاہٹ کا منظر تھا جہاں شاہ جہاں کے پیش کیے ہوئے تحفوں کی معر ب و معر ب و عرانی گھوڑوں اور ڈیزھ سوہا قیوں کے جن کے ساز سونے چاندی کے اور کاٹھیاں مرصع تھیں۔ نیز ایک 9½ ٹنکے وزن کا حقیقی غیر معمولی خوبصورتی کا جس کی قیمت کا اندازہ دو لاکھ روپیہ کا تھا، ایک نیلم چھ ٹنکے وزن کا اور ۷ سرخ جس کی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی اور چمکورہ ہیرا (46) ایک ٹنکے 6 سرخ وزن کا چالیس ہزار روپیہ کا قیمتی اور ایک زمر غیر معمولی حسن و درنمت اور چمک کا۔ آخری تینوں چیزیں ابراہیم عادل شاہ کا تحفہ تھیں۔ ان کے علاوہ دو موتی 64 سرخ اور 16 سرخ وزن کے بچیس ہزار اور بارہ ہزار روپیہ کی قیمت کے اور ایک ہیرا قطب الملک کا تحفہ ایک ٹنکے وزن کا تیس ہزار روپیہ کی قیمت کا۔

(43) 320-419 صفحات۔

(44) جہانگیر (راجرس و بیورن) جلد اول صفحات 394-395۔ اقبال نامہ صفحات 103-104 خانی خاں صفحات 293-294

294

(45) جہانگیر (راجرس و بیورن) جلد اول صفحہ 395۔ اقبال نامہ صفحات 103-104 خانی خاں صفحہ 194۔

(46) اس ہیرے کا نام چمکورہ درخت کے نام پر ہے ”جس وقت مرثقی نظام الملک نے برافٹھ کیا تو ایک دن وہ اپنی خواتین حرم کے ساتھ ہانگ میں سیر کرنے لگا وہاں ایک خانوں نے چمکورہ کے درخت کے پاس یہ ہیرا لیا اور نظام الملک کو دید اسی وقت سے اس کا نام چمکورہ ہیرا ہو گیا۔ ابراہیم عادل شاہ کے احمد نگر کے قیام کے زمانہ میں یہ اس کے قبضہ میں آیا۔“ جہانگیر (راجرس و بیورن) جلد اول صفحہ 400۔

ہاتھیوں میں سوا لاکھ روپیہ کی قیمت کا نور بخت خود شاہجہاں نے پیش کیا تھا اور مہی جی اور بخت بلند، عادل شاہ اور قدوس خان اور امام رضا قطب الملک کے تحفے تھے۔ جن میں ہر ایک کی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی۔ نور جہاں کو شاہجہاں نے دو لاکھ کا قیمتی تحفہ دیا اور اپنی دوسری سوتیلی ماؤں کو ساٹھ ہزار کے قیمتی تحفے۔ تحفوں کی مجموعی قیمت بیس لاکھ روپیہ تھی۔ (47)

### شاہجہاں نے کیا حاصل کیا؟

جو اہرات کی جگہ گھٹ اور ضیافتوں کا جوش و خروش شاہجہاں کے کارناموں پر نمائشی روشنی ڈال رہا تھا۔ درحقیقت اس نے محض خان خاناں کی فتوحات کا چر بہ اتارا تھا اور محض ایک عارضی صلح حاصل کی تھی۔ اس حقیقت سے کسی طرح چشم پوشی نہیں کی جاسکتی کہ کروڑوں روپیہ خرچ اور ہزاروں جانوں کے نقصان کے باوجود مغل حدود سلطنت میں 1605ء کے مقابلہ میں ایک میل کا بھی اضافہ نہیں ہوا تھا۔ اس کے برعکس کچھ دنوں کے لیے بہت نقصان ہوا تھا۔ احمد نگر ہاتھ سے جاتا رہا۔ بالا گھاٹ کا بھی وہی انجام ہوا اور مغل سلطنت کو ایک خطرہ پیدا ہو گیا۔ خان خاناں اور اس لڑکے نے صورت حال کو کچھ سنبھالا۔ شاہجہاں نے صرف اتنا کیا کہ اپنی زبردست فوج کا رعب بٹھا دیا اور جیسا تیس ایک صلح نامہ کر لیا لیکن لوگوں نے اسی کامیابی پر شاندار جشن منایا۔ جس سے اس کے دھار اور شکوہ میں اضافہ ہوا۔

---

(47) جہانگیر (راجہ جیو رنج) جلد اول صفحات 399 تا 401۔ اقبال نامہ صفحہ 105 خانی خاں جلد اول صفحہ 294۔ دکن کے معاملات پر مختصر بیان تاثر الامرا جلد اول صفحات 185 و 188 میں ہے۔ (جیو رنج) جلد اول صفحات 50، 97، 167، 283، 533 تا 532، 483، 450۔

## گیارہویں باب کا ضمیمہ

جہانگیر کا سفر اجیر سے ماٹو تک

سنہ ہجری	سنہ لکھی	سنہ عیسوی	مقام
کیم ذی قعدہ	مہیارہویں سنہ جلوس		
	21 / آبان		اجیر سے روانگی
	21 / 28 آبان		دیورانی میں قیام
	29 / ..		دسالی
	3 / آذر ..		باد محل
	4 / ..		رام سیر میں ضیافت
	4 / 12 ..		رام سیر میں قیام
	13 / ..		بلودہ
	13 / 1 ..		بلودہ میں قیام
	16 / ..		نہال
	18 / ..		چونا
	20 / ..		دیو گاؤں
	20 / 22 ..		دیو گاؤں میں قیام
	23 / ..		بہاسو
	26 / ..		موضع کاگل کے باہر
	29 / ..	19 دسمبر	بودا کے قریب لاسامیں
	2 / دے ..		کوزا کے جوار میں
	4 / ..		سورتھ
	6 / ..		پرودہ

سنہ ہجری	سنہ الہی	سنہ عیسوی	مقام
	7/دے		....
	8/		....
	9/		خوش تال
	10/		رخصبور
	10/12		رخصبور میں قیام
	12/		کویالا
	14/		اکتورہ
	14/16		اکتورہ میں قیام
	17/		لسایا
	19/		کوراکا
	22/		سلطان پورو جھیراٹل
	25/		باسور
	27/		چندوہا
	27/29		چندوہا میں قیام
12/محرم 1026ھ	کیم بہن	20/جنوری 1617ء	روپاہیرا
	3/		لکھنؤ
	6/		امہر
	8/		خیر آباد کے قریب
	...		سداھارا
	11/		....
	12/	31/جنوری	بھجیا
	14/		بلیلی
	16/		گیری



سنہ ہجری	سنہ الٰہی	سنہ عیسوی	مقام
	18 / بہمن		امریا
	19 / "		قیام
	20 / "		سفر
	21 / "		قیام
	22 / "		بلغاری
	23 / "		قیام
	24 / "		قاسم کھنڈہ
	25 / "		قیام
	27 / "		ہندو درال
	28 / "		کلیا دھا
	2 / اسفند ر موز		سفر
	4 /		جراو
	6 /		دہیل پور بھریا
	11 /		دولت آباد
	13 /		علچاوساگر
	17 /		حاصل پور
	22 /	اتوار	قلعہ بائو کے دامن میں جمیل
	23 /	دوشنبہ	مانڈو میں داخلہ

## بارھواں باب جہانگیر گجرات میں

### وبائیں

#### جہانگیر کی گجرات کے دورہ پر روانگی

دکن کا مرحلہ طے ہوتے ہی جہانگیر نے گجرات کے دورہ کا قصد کر دیا تاکہ وہاں کے حالات ہمیشہ خود دیکھے۔ جنگلی ہاتھیوں کا شکار کرے اور وسیع سمندر کے منظر کا لطف حاصل کرے۔ بڑی بیگمات، ملازم اور کچھ سامان آگرہ سے روانہ ہو گیا اور خود جہانگیر، نور جہاں اور شاہجہاں کے ساتھ کھمبیاں کی طرف روانہ ہوا جہاں آرام سے سفر کرتے ہوئے وہ دو ماہ میں پہنچا۔ (1)

#### کھمبیاں

کھمبیاں جو مشرقی ساحل پر سب سے قدیم سب سے بڑا مشہور بندرگاہ تھا اب بڑے جہازوں کی آمد و رفت کے قابل نہیں رہا تھا چنانچہ جہاز اب قریب کی گوا بندرگاہ پر اپنا سامان اتارتے تھے۔ اس مصروف بندرگاہ کے حاصل گجرات کی خود مختار سلطنت کی آمدنی کا خاص ذریعہ تھے۔ جب یہ مغل سلطنت میں شامل ہوا تو اکبر نے اس بندرگاہ اور بازار کو کچھ ترقی دی اور شہر کے گرد تقریباً بارہ فٹ اونچی ایک دیوار تعمیر کر دی جس میں جگہ جگہ بند تھے۔ بادشاہ کی طرف سے تجارت کی سرگرمی بہت افزائی کی وجہ سے یہ شہر بقول پائی راز ڈی لاؤل کے ہندوستانی شہروں میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ دولت مند شہر ہو گیا تھا۔ جہاں دنیا کے تمام حصوں سے تاجر آتے تھے۔ سڑکیں کشادہ تھیں جن کے سرے پر پھاٹک تھے جو رات کو بند ہو جاتے تھے۔ عمارتیں بلند اور پختہ بنی ہوئی تھیں جن پر کچھروں کی چھتیں تھیں اور بارش کا پانی روکنے کے لیے حوض تھے۔ ہاتھی دانت کی چوڑیاں، پتھر کے پیالے، ہلہ اور انگوٹھیاں بکثرت بنتی تھیں۔ اکثر دوکانوں میں خوشبودار صبر، مسالے، روغن اور ہاتھی دانت کی بکثرت مصنوعات کا ذخیرہ تھا۔ شہر سے بھی بڑے مضافات چاروں طرف پھیل گئے تھے۔ تفریحی باغوں نے گرد و پیش کو بہت خوبصورت بنا دیا تھا۔ آبادی بیشتر ہندوؤں کی تھی۔ (2)

(1) جہانگیر (راجسویہ رتج) جلد اول صفحات 201 و 202 اقبال نامہ صفحہ 106 آثر جہانگیری (مخطوطہ خدائیش) صفحہ 139 (الف) خانی خاں جلد اول صفحہ 294۔ گھڑون صفحہ 42۔

(2) جہازت جلد دوم صفحہ 241 جہانگیر (راجسویہ رتج) جلد اول صفحات 17-416۔ ڈی لانت ترجمہ لیتھ برج کلکتہ ریویو نمبر 1870ء صفحہ 350۔ پیرڈی لاؤل جلد اول صفحات 66، 67 پائی راز ڈی لاؤل جلد دوم حصہ اول صفحہ 250 تصویات جلد سوم باب ششم صفحات 12، 13 اور دلیہ گج برکس شیز آف مہاراشٹر صفحہ 281۔

## پرنندوں کا اسپتال

سب سے زیادہ عجیب چیز پنجر اپول یا جانوروں کا اسپتال ہے۔ ان میں سے ایک پرنندوں کا اسپتال ہے جس میں ہر قسم کی چڑیاں جو بیمار یا لنگڑی یا بے سہارا یا کمزور ہوں وہ رکھی جاتی ہیں اور ان کی بڑی احتیاط سے نگہداشت کی جاتی ہے۔

## بگیر

بگیر کا بیان ہے کہ "...اسپتال کا مکان چھوٹا سا ہے۔ چھوٹا سا کمرہ بہت سی چڑیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔ تاہم جب میں نے اسے دیکھا تو وہ ہر قسم کی چڑیوں سے بھرا ہوا تھا جن کا علاج ہوتا تھا۔ جیسے مرغ، مرغیاں، کبوتر، مور، بلخ اور چھوٹی چڑیاں جو لنگڑی یا بیمار یا بے سہارا ہونے کی وجہ سے یہاں رکھی جاتی ہیں اور سندرست ہونے پر اگر جنگلی ہوتی ہیں تو چھوڑ دی جاتی ہیں اور پالتو ہوتی ہیں تو کسی نیک آدمی کو گھر پر پالنے کے لیے دے دی جاتی ہیں۔ سب سے زیادہ عجیب چیز جو میں نے دیکھی وہ چھوٹی چڑیاں تھیں جو بغیر ماں باپ کے ہونے کے یہاں رکھی جاتی ہیں اور ان کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ اسپتال میں ایک بوڑھے بزرگ شخص سفید واٹر مٹی کے۔ انہیں روٹی میں لپیٹ کر کس میں رکھتے ہیں اور چڑیوں کے پر سے انہیں دودھ دیتے ہیں۔ ان کی ناک پر ٹیک ہے۔ یہ چڑیاں اتنی چھوٹی ہیں کہ کوئی اور چیز نہیں کھا سکتی ہیں اور ان بزرگ نے کہا کہ جب یہ بڑھ جائیں گی تو چھوڑ دی جائیں گی کہ جہاں چاہیں جائیں۔ (3)

## چوپایوں کا اسپتال

اگلی صبح کو ڈیلا دیل نے ایک اور اسپتال دیکھا جس میں بکری کے بچے بھڑکیں اور مینڈھے تھے جو یا تو بیمار تھے یا لنگڑے اور اسی میں چند مور، مرغ اور دوسرے جانور تھے جنہیں کچھ مدد کی ضرورت تھی اور یہ سب نہایت احتیاط سے ایک وسیع احاطہ میں رکھے تھے۔ یہاں چھوٹے چھوٹے کمروں میں عورتیں اور مرد بھی تھے جو ان کی نگہداشت کرتے تھے۔ ایک اور جگہ یہاں سے ذرا فاصلہ پر ہم نے ایک اور اسپتال دیکھا جس میں گائیں یا گاؤں کے بچے تھے جن کے یا تو بھرنے تھے یا بہت کمزور دہلے پتلے تھے اور اس لیے علاج کے لیے یہاں رکھے گئے تھے۔ انہیں جانوروں میں ایک مسلمان چور بھی تھا جس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے گئے تھے اور چونکہ اب یہ اپنی روزی کمانے کے قابل نہیں رہا تھا اس لیے رحم دل کھانے اسے یہاں غریب جانوروں میں رکھا تھا اور اس کی ساری ضروریات پوری کرتے تھے۔ (4)

کشمہیات میں بادشاہ دس دن ٹھہرا اور دلچسپی کے مقامات دیکھے۔ تاجروں سے ملاقات کی اور فیاضی سے خیرات تقسیم کی اور جہاز پر سوار ہو کر سندھ پر گیا۔

## احمد آباد

کشمہیات سے 30 دسمبر 1617ء کو روانہ ہو کر 5 جنوری 1618ء کو احمد آباد پہنچا یہ شہر

(۳) ڈی لاویل جلد اول صفحات 67 و 68۔

(۴) پیر ڈیلاویل جلد اول صفحہ 71۔

ایک سرسبز علاقہ کے درمیان دریائے سندھ کی طرف واقع ہے اور مدتوں گجرات کا دارالسلطنت اور حرفت و تجارت کا مرکز رہا ہے۔ قریب کے سرسبز اور دوسرے دیہاتوں میں نہایت اعلیٰ قسم کی بکثرت نیل جتنی ہے جو ہندوستان کی تجارت میں بہت اہم سمجھی جاتی ہے خود شہر زریفت، کنوایں، محمل اور طرح طرح کی حرفتوں کا مرکز تھا جنہیں سارے ملک میں اور باہر شہرت حاصل ہو گئی تھی۔ ہندو مسلم اور عیسائی تاجر اور اہل حرفہ کثیر تعداد میں یہاں جمع ہوتے تھے۔ ایک پوری سڑک درزی سرائے کے نام سے مشہور تھی اور تاجر کاروانوں کے لیے مخصوص تھی جو رات کو بند ہو جایا کرتی۔ دوسری سڑکیں کشادہ صاف اور سیدھی تھیں اگرچہ خاک آلود۔ سارا شہر جو ہمارے لندن کے برابر تھا ایک پختہ مضبوط اینٹ اور پتھر کی دیوار سے گھرا تھا جس کے گوشوں پر مینار اور مورچے مقررہ فاصلے پر تھے اور بارہ بڑے بڑے خوبصورت پھانک تھے۔ شاہی محل میں ایک جہرہ کی کھڑکی تھی جو ایک چوکور صحن کی طرف کھلتی تھی اور تختوں سے بلند کر دی گئی تھی اور اس کے گرد لکڑی یا کھرنجہ تھا۔ دیوان عام بہت ہی وسیع صحن تھا جو پاش کی ہوئی سفید دیواروں سے گھرا تھا۔ خوبصورت مسجدوں، مندروں اور وسیع باغات اور دور دورے درختوں کی قطاریں، فرانسیسی سیاح کو حیرت کی کور ڈیلارین کی خوبصورتی کی یاد دلاتی تھیں جن سے یہ شہر ہندوستان کا خوبصورت ترین شہر ہو گیا تھا۔ اگرچہ، مانڈو اور لاہور کے ساتھ یہ سلطنت کے چار بڑے شہروں میں تھا۔ شہر پناہ کے باہر وسیع مضافات پھیلے تھے جنوب مشرق میں ایک مشہور مصنوعی جھیل کنگر یا تالاب کے نام سے تھی جس میں سورت کی جھیل کی طرح نیچے جانے کے لیے زینے بنے تھے اور بیچ میں ایک خوبصورت عمارت اور بارگ تھے جس کے درمیان میں ایک حوض تھا جو ایک طویل محراب دار پل کے ذریعہ سے کنارے کی زمین سے ملایا گیا تھا۔ رات کو جب اس میں روشنی ہوتی تھی تو نہایت ہی دلکش منظر ہوتا تھا۔ (5)

بادشاہ نے احمد آباد میں ساڑھے تین ماہ قیام کیا اور اہل فن اور اہل حاجت میں فیاضی سے روپیہ تقسیم کیا۔ (6)

## انقلو سنز

جہانگیر نے ایک دن شکار سے واپس آکر دیکھا کہ ہر شخص ایک وبائی مرض میں مبتلا ہے جیسی

(۵) آئین جلد دوم صفحہ 240، 241 جہانگیر (راجس و پورسج) جلد اول صفحات 419، 423، 424، 425، 429۔  
اقبل نامہ صفحات 107، 108، خانی خاں جلد اول صفحہ 294۔ ڈی لائن، ترجمہ لیتھ برج صفحات 350، 351۔ نیری صفحہ 179، ٹھٹکن پرچہ جات چہارم صفحہ 167۔ جورڈین صفحات 171، 172۔ ڈیلاویل جلد اول صفحات 95، 96، 97 ہر برٹ صفحات 61، 62، بیئر منڈی جلد دوم صفحہ 266 تھیوٹات جلد سوم باب جیم صفحات 8، 10، ٹکن تھیلر جلد اول صفحات 374، 379 نمبر نیر جلد اول صفحہ 72، منزل سلو صفحہ 20 خلاصہ التواریخ ترجمہ سر کلا، اٹلیا آف لوگک زیب صفحات 59، 62 برکس سٹیز آف گجرات صفحہ 313۔ گھڈن صفحہ 22 ہوپ اینڈ فرگوسن، آر کی ٹیلر آف احمد آباد۔

(۶) جہانگیر کا بیان ہے کہ "احمد آباد کے قیام کے دوران میں میری رات دن کی مصروفیت ضرورت مندوں سے ملنا اور انہیں روپیہ اور جاگیر دینا تھی۔ میں صدر شیخ احمد اور چند دیگر ہوشیار ملازمین کو ہدایت کی کہ وہ جن لوگوں کو حاجت مند سمجھیں انہیں میرے پاس لائیں۔ اسی طرح میں شیخ محمد غوث کے لڑکوں اور دیگر ممتاز شیوخ کو ہدایت کی کہ وہ جن لوگوں کو حاجت مند سمجھیں انہیں میرے پاس لائیں۔ نیز چند لوگوں کو بھی مقرر کیا کہ وہ عورتوں میں یہی کام کریں۔ میری ساری کوشش یہ تھی کہ جو تک میں بحیثیت بادشاہ کے کئی سال بعد اس ملک میں آیا اس لیے کہ کسی شخص کو عروہ نہ رہتا چاہئے۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے اس میں کوتاہی نہیں کی اور اس غرض سے میں نے بھی آرام نہیں کیا۔" جہانگیر (راجس و پورسج) جلد اول صفحہ 440۔

وہاں ایک مرتبہ 1590ء میں آئی تھی اور جیسی 1779ء میں اور 1824ء میں سارے ہندوستان میں پھیل گئی تھی جسے اس وقت انفلونزا کہا گیا تھا تقریباً ہر شخص سو جن کے بخار یاد رہیں جلتا رہا۔ بیشتر لوگ صحت یاب تو ہو گئے لیکن کئی ہفتہ تک ضعف میں مبتلا رہے۔ خود جہانگیر پر بھی حملہ ہوا۔ وہ دو دن میں صحت یاب ہو گیا مگر کئی دن تک کمزوری محسوس کرتا رہا۔ شاہجہاں دس دن تک بیمار رہا اور بعد کو چند ہفتہ بہت کمزور رہا۔ وبا کا سبب شدید گرمی اور اس کی وجہ سے ہوئی آلودگی تھا لیکن اس وقت کی طرح اس وقت بھی اصل سبب معلوم کرتا بھی طبی سائنس کے بس میں نہ تھا۔ قابل لحاظ بات یہ ہے کہ یہ وبا جنگ کے اور خطہ کے بعد پھیلی۔ (7) یہاں کے رہنے والے یورپیوں کے لیے یہ مہلک ثابت ہوئی اس لیے کہ وہ اس آب و ہوا کے عادی نہ تھے اور جو شدید گرمی سے سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ (8) احمد آباد کی آب و ہوا اور گرد اور دبا سے سخت عاجز ہو کر (9) بادشاہ نے جمعرات 18 اگست کو نجیوں کی بتائی ہوئی شہ گھڑی میں آکر روانہ ہونے کی تیاری کی مگر شدید گرمی کے بعد موسلا دھار بارش کی وجہ سے روانہ نہ ہو سکا۔

(۷) جہانگیر (راجس ویو ریج) جلد دوم صفحات 10، 13، 14۔ اقبل نامہ صفحہ 115۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 294۔ کھنڈون صفحہ 44۔

(۸) اس دبا نے سرطاس رو کے سفارت خانے میں جو تباہی برپا کی اس کی ہولناک تفصیل ایک بچے ہوئے ایڈورڈ ٹیری نے حسب ذیل بیان کی ہے۔

”یہ دہائیکہ حالت کر دیتی ہے کہ جیسے کسی مکان کو دھنڈا لگ جائے اور سارے مکان میں پھیل جائے۔ احمد آباد شہر جہاں ہم بادشاہ کے ساتھ ٹھہرے ہیں وہاں مٹی کے مہینے میں یہ دہائیکہ ہوئی اور ہمارا سارا خاندان اس نہایت تکلیف دہ دبا میں مبتلا ہو گیا۔ اس لیے کہ ہمارے خاندان میں سات آدمی تھے۔ ان میں سے جو انگریز تھے وہ مر گئے اور مرنے والوں میں کوئی چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بیمار نہ رہا بلکہ بیشتر توبہ ہی گھنٹہ کے اندر ختم ہو گئے۔ ہمارے مرنے والوں میں جو اس گردہ میں تھا سب پر سبقت کی اور دو پہر کو بیمار ہو کر آدھی رات کو چل بسا۔ اس کے بعد ہی تین آدمی یکے بعد دیگرے اور سر جن ہی کی طرح چٹ پٹ ختم ہو گئے اور باقی لوگ بھی ختم ہوتے ہیں۔ مرنے والوں میں سے اتنی مدت میں ختم ہو گئے اور جیسا میں نے پورے بیان کیا ان سب کے جسموں میں تیار ہوتے ہی جیسے آگ لگ گئی اور جب دہرے لگے یا مر گئے تو ان کے سینوں پر بڑے بڑے سیاہ یا نیلے رنگ کے آبلے نمودار ہوئے اور ان کا جسم بخار سے اس طرح تپتا تھا کہ ہم لوگ جو بچے ہوئے تھے ہاتھ نہیں رکھ سکتے تھے۔۔۔“ یہ بڑا دکھ بھرا وقت تھا۔ آگ پر چلنے کی آزمائش تھی۔

”ہمارا سارا خاندان (بجز اکیلے سفر صاحب کے) اس بخار میں مبتلا تھا اور ہم سب جو خدا کے فضل سے بچ گئے تھے ان کے جسم پر بڑے بڑے آبلے تھے جن میں ایک زرد رنگ کا کڑوا مادہ بھرا تھا اور جب یہ نوٹے تھے تو جہاں یہ بہہ کر نکلتے تھے جلد میں جلن اور خراش پیدا کر دیتے تھے۔ سفر نامہ ایسٹ انڈیا صفحات 226، 227۔

(۹) مجھے سخت حیرت ہے کہ اس مقام میں جو خدا کی مہربانی سے بالکل محروم ہے آباد کرنے والوں کو کیا خوبی یا آسائش نظر آتی کہ یہاں شہر بسایا۔ اس کی تعاضد آلودہ ہے اور اس کی زمین پر پانی کی قلت ہے اور گرد و لور ریک کی کثرت۔ اس کا پانی بہت خراب ہے اور پینے کے قابل نہیں ہے اور دریا جو شہر کے پاس ہے وہ علاوہ بارش کے زمانہ کے ہمیشہ خشک رہتا ہے اس کے کناروں کا پانی کھار کی لور سے لور شہر کے آس پاس جو تالاب ہیں وہ دھو بیوں کے کپڑے دھونے کی وجہ سے صاف کے جھاگ سے بھر جاتے ہیں۔ شہر کے باہری بری گھاس اور پھولوں کے بجائے چھیل میدان ہے جس میں غار دہر رخت ہیں اور ہوا ان کے کانٹوں کو اڑا کر پھیلا دیتی ہے اور اس کی حقیقت نمایاں ہو جاتی ہے۔ ”اے خداوند کریم میں تجھے کس نام سے پکاروں“ اب میں کہہ نہیں سکتا کہ احمد آباد گرد و آلودہ کیوں یا سوسانستان بیمارستان یا زقوم زاریا جنیم آباد اس لیے کہ اس شہر میں یہ ساری صفات ہیں۔ جہانگیر (راجس ویو ریج) جلد دوم صفحہ 13۔ اقبل نامہ صفحہ 115۔ لور مائر جہانگیر نے بالکل سنی خیالات ظاہر کئے ہیں۔ خانی خاں جلد اول صفحات 294، 295 نے اس پتھر۔ شہر کی تعریف بھی کی ہے اور ابو الفضل (جاءت جلد دوم صفحہ 240) نے بڑے پر جوش الفاظ میں اس شہر کی آب و ہوا کی تعریف کی ہے۔

## جہانگیر کی احمد آباد سے روانگی

2 ستمبر 21 شہر پور، 22 رمضان 1027 کو جو شمس 1619ء کے حساب سے جہانگیر کی پچاسویں سالگرہ تھی۔ بالآخر وہ سونے چاندی کی بارش کرتا ہوا روانہ ہوا اور کنکریاں تالاب پر جو خوب روشن کر دیا گیا تاخیرہ زن ہوا۔ (10)

## اورنگ زیب کی پیدائش

اتوار 24 اکتوبر 1618ء ۱۲ آبان 15 رذی القعدہ 1027ھ دوپہ میں ممتاز محل کے بطن سے برج صلا کے 19 ویں درجہ پر تیسرا لڑکا پیدا ہوا جس کا کچھ دن بعد اس کے دادا نے اورنگ زیب نام رکھا اور انسانی خواہشات کی بے بنیادی کا اس سے بڑا ثبوت نہیں ہو سکتا کہ جہانگیر نے یہ دعا مانگی ”اس کی (اورنگ زیب کی) پیدائش اس ابدی سلطنت کے لیے مبارک و مسعود ہو“ اٹھارہ دن بعد جب شاہی خیمہ اوجین میں نصب ہوا تو شاہجہاں نے لڑکے کی پیدائش کی خوشی میں شاندار ضیافت کی اور زیور و جواہرات سے ہمراہی ہوئی ایک کشتی اور پچاس ہاتھی بادشاہ کو نذر کیے۔ (11)

## گلشن کا طاعون

شاہی کارواں ابھی آگرہ سے بہت فاصلہ پر تھا کہ سردی کا موسم آیا اور دارالسلطنت سے خبر آئی کہ دو آبہ میں طاعون کی وبا پھر آگئی ہے۔ یہ مہلک وبا جو 1897ء سے ہندوستان میں مانوس ہے سب سے پہلے پنجاب کے مغربی اضلاع میں نمودار ہوئی اور شاید 17-1616ء کے شروع میں وسط ایشیا سے یہاں آئی۔ جہانگیر کا مختصر بیان کہ ”بغل میں جاگمہ میں یاگلے کے نیچے گلشن نکلتی ہے اور آدمی مر جاتا ہے۔“ آج بھی ویسا ہی صحیح ہے جیسا اس وقت تھا (12)

یہ وبا بڑی تیزی سے لاہور میں پھیل رہی تھی کہ سارے دو آبہ میں پھیل گئی۔ معاصر مورخ مستند خاں لکھتا ہے ”جب یہ وبا پھیلنے کے قریب ہوتی ہے تو ایک چوہا دوڑتا ہوا اپنے سوراخ سے نکلتا ہے اور گھر کے دروازہ یا دیوار سے ٹکراتا مر جاتا ہے۔ اگر اس اشارہ کے ملنے ہی گھر کے لوگ مکان چھوڑ کر جنگل میں چلے جائیں تو ان کی جان بچ جائے گی ورنہ بستی کی ساری آبادی ختم ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص اس بیماری سے مرے ہوئے آدمی کو چھو لے یا اس کے کپڑے کو ہاتھ لگادے تو اسے بھی یہ مہلک بیماری لگ جاتی ہے۔ ہندوستان میں اس وبا کا اثر زیادہ ہوا۔ لاہور میں اس کی تباہ کاریاں اتنی شدید تھیں کہ ایک ایک گھر میں دس دس بیٹے مر جاتے تھے اور بڑوں کے لوگ قطعاً سے عاجز ہو کر اپنے مکان چھوڑ دیتے تھے۔ مردوں سے بھرے ہوئے مکان منتقل کر دیے گئے اور کوئی شخص اپنی جان کے خوف سے ان کے قریب جانے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ کشمیر میں بھی اس کی شدت تھی جہاں یہ حالت تھی کہ (مثلاً کے طور پر)

(۱۰) جہانگیر (راجا جہانگیر) جلد دوم صفحات 25، 27۔ اقبل نامہ صفحہ 117 جلد اول صفحہ 296۔

(۱۱) جہانگیر (راجا جہانگیر) جلد دوم صفحہ 47۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 296۔ گلیڈون صفحہ 45۔ اقبل نامہ صفحہ 119 میں

اورنگ زیب کی تاریخ پیدائش 11 رذی القعدہ 20 اکتوبر 1618ء دی ہے۔

(۱۲) جہانگیر (راجا جہانگیر) جلد دوم صفحہ 65۔

ایک درویش جس نے اپنے دوست کے جنازہ کو غسل دیا دوسرے ہی دن اپنے دوست سے چلا اور ایک گائے جس نے اس جگہ کی گھاس کھائی تھی جہاں مردہ نہلایا گیا تھا وہ بھی وہیں مر گئی۔ ہندوستان میں کوئی جگہ اس دبا سے محفوظ نہ تھی جو آٹھ سال تک ملک میں جا ہی برپا کیے رہی۔“

اس مدت میں 1616ء تا 1624ء میں طاعون موسم سرما میں کسی نہ کسی جگہ اجمیر، جالور، موہاگری کے موسم میں ختم ہو جاتا۔ کبھی کبھی جیسا کہ 1617-18ء میں ہولہ سردی میں کچھ دنوں کے لیے دبا کم ہو جاتی اور موسم بہار میں پھر آ جاتی۔ 1618-19ء میں اس نے آگرہ اور آس پاس کے علاقہ کو جا کر دیا لیکن مغرب کی طرف دواغدارہ میل کے فاصلہ پر اسن آباد سے آگے نہ بڑھی اور فچر سیکری بالکل محفوظ رہا۔ شاید ہندوستان کا یہ سابق دارالسلطنت اور امن کے لوگوں کے گھر چھوڑ کر جانے سے محفوظ رہے۔ (13)

بد قسمتی سے ہر سال ہر علاقہ میں اس دبا سے اموات کی تعداد کے متعلق کوئی سرکاری اندراجات موجود نہیں ہیں۔ سب سے پہلے جب یہ دبا اکتوبر 1616ء میں نازل ہوئی تو سال بینک نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو لکھا تھا کہ یہ عجیب و غریب ہولناک طاعون کبھی کبھی دن میں ایک ہزار جانیں لیتا تھا۔ مبالغہ کو نظر انداز کرنے کے بعد موتیں یقیناً اوسطاً روزانہ سیکڑوں تک پہنچتی ہوں گی۔ سر طامس روئے 25 نومبر 1616ء کو لکھا کہ ماسٹر کروقر نے آگرہ سے آکر اطلاع دی کہ وہاں طاعون شدت سے پھیلا

ہوا ہے۔ پھر 15 دسمبر 1616ء کو ماسٹر فنی پلس آگرہ سے لشکر آیا اور چونکہ اس کا کاروبار بند تھا اس لیے اس ماسٹر سال بینک کو سامان کے ساتھ چھوڑ دیا جس نے یہ قصد کر لیا کہ وہ مکان کو متقل کر کے فچر چلا جائے گا۔ اس لیے آگرہ میں طاعون بہت شدت سے پھیلا ہے۔ 14 جنوری 1617ء کو روئے آگرہ کی یہ خبر درج کی ہے کہ آگرہ میں طاعون روزانہ سو جانیں لیتا ہے اور شہر میں مٹائی ہوئی کے امید ہے۔ (14) جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ ہچکلے نو میر دسمبر میں بہت موتیں ہوئی ہوں گی۔ 1618-19ء کی دبا جیسا کہ موجودہ صدی میں اکثر ہوا ہے۔ 1619ء کے سارے موسم بہار میں پھیلی رہی۔ (15) آگرہ کے سرکاری افسروں نے بادشاہ کو جو رپورٹ بھیجی اس میں دارالسلطنت کے اندر روزانہ سو اموات کا تخمینہ کیا ہے۔ (16) اور اس سال کے متعلق اس تخمینہ کو صحیح مان لیتا چاہئے۔ غریب لوگوں کو قدرت اس دبا سے نسبتاً زیادہ نقصان پہنچا لیکن امرہ کے گھر بھی محفوظ نہیں رہے۔ آصف خاں جعفر بیگ کی لڑکی اور خان اعظم کے لڑکے عبداللہ خاں کی بیوی نے ایک واقعہ بادشاہ سے نقل کیا جو عجیب و غریب ہونے اور مفصل ہونے کی وجہ سے عجیبہ نقل کرنے کے قابل ہے۔

(۳) جہاگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحات 330، جلد دوم صفحات 16، 65، 89-88 (ایسٹ وڈون) جلد ششم 405

406۔ یہ بات سمجھ میں نہیں کہ لوگ مردوں سے بھرے مکان کو متقل کیوں کر دیتے تھے۔ شاید مورخ نے کچھ غلطی کی ہے۔

(۳) رد جلد دوم صفحہ 307، 308، 352، 366، 375 نیز دیکھو خطوط موصول ایسٹ انڈیا کمپنی 5 مئی 104 خطوط موصول ایسٹ انڈیا کمپنی جلد ششم صفحات 198، 199 نیز دستاویزات انڈیا آفس (اوی نمبر 568) جسے فائز نے نوٹ، صفحہ 307 میں اپنے رد کے جرنل کے ایڈیشن میں نقل کیا ہے۔ 29 اکتوبر 1616ء کے خط میں روئے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنا سامان قلعہ زدہ مقام کو نہیں بھیج سکتا جہاں کبھی کا کوئی سامان نہیں چا سکتا اور کبھی کے ملازموں سے لینا مشکل ہے۔

(۱۵) طامس کیرج، دلم بڈلف، طامس سٹیل اور کولٹس نے سورت سے 12/13 مارچ کو کم ہو جانے کے خوف سے نقل کے ساتھ خط بھیجا اور آگرہ سے آئی ہوئی اطلاع پر لکھا کہ وہاں یہ دہائی سے پھیل رہی ہے۔ انگلش فیکٹریز انڈیا 1618-21ء صفحہ 82۔

(۱۶) جہاگیر (راجہ جیورج) جلد دوم صفحہ 65۔ فرانسس فنی پلس نے یکم دسمبر 1618ء کو صرف اس قدر لکھا کہ آگرہ میں طاعون کا زور ہے۔ انگلش فیکٹریز انڈیا 1618-21ء صفحہ 47۔

## ایک واقعہ

اس کا بیان ہے کہ ایک دن صحن میں ایک چوہا شرابی کی طرح لڑکھڑاتا ہوا اور گرتا پڑتا نکلا جو ہر طرف دوڑ رہا تھا اور معلوم نہیں کہ کدھر جانا چاہتا تھا۔ میں نے ایک لڑکی سے کہا کہ اس کی دم پکڑ کر بلی کے سامنے ڈال دے۔ بلی نے بہت خوش ہو کر اسے دبوچ لیا۔ لیکن فوراً ہی کراہیت ظاہر کر کے اسے چھوڑ دیا۔ رفتہ رفتہ اس کے چہرے سے درد تکلیف کے آثار ظاہر ہوئے۔ دوسرے دن جب وہ میرے گھر آئی تو قریب مردہ تھی۔ میرے جی میں آیا کہ اسے تھوڑا سا تریاق دے دوں۔ جب اس کا منہ کھولا گیا تو اس کا تالو اور زبان بالکل سیاہ تھے۔ تین دن اس نے تکلیف سے گزارے اور چوتھے دن اسے ہوش آیا۔ اس کے بعد لڑکی کے طاعون کی گھٹی نکل آئی اور بخار اور درد کی شدت سے وہ سخت بے چینی تھی۔ اس کا رنگ بدل گیا۔ پہلے زرد ہوا پھر کالا ہو گیا۔ اور بخار سخت تیز تھا۔ دوسرے دن اسے تے ہوئی اور دست آئے اور وہ مر گئی۔ اسی دن گھر میں سات یا آٹھ آدمی مر گئے اور کئی بیمار ہو گئے تو میں گھر چھوڑ کر باغ میں چلی گئی جو لوگ بیمار تھے وہ باغ میں مر گئے مگر ان کے گھٹی نہیں نکلی تھی۔ مختصر یہ کہ آٹھ نو دن میں سترہ آدمی دنیا سے سدا جدا ہو گئے۔ اس نے یہ بھی لکھا کہ ”جن لوگوں کے گھٹی نکلی انہوں نے اگر کسی اور سے پینے یا منہ دھونے کے لیے پانی مانگا تو اسے بھی بیماری لگ گئی اور آخر کار صورت یہ ہوئی کہ سخت ڈر کی وجہ سے کوئی بیمار کے قریب نہیں جاتا تھا۔“ (17)

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بیماری کی کسی حد تک کامیابی سے تدارک کرنے سے بیسویں صدی کی طبی سائنس کا سرور ہی۔ اس سے سترہویں صدی کے لوگ یقیناً بوکھلا گئے ہوں گے ”جس کی مثال انہوں نے پہلے زمانہ میں کبھی دیکھی یا سنی نہ تھی۔“ (18)

انہوں نے یہ تو اچھی طرح دیکھ لیا کہ چوہوں سے یا بیمار آدمی کو چھونے سے یہ بیماری لگ جاتی ہے مگر بظاہر وہ علم جراثیم جیسی چیز سے واقف نہ تھے اور اس کا موثر علاج انہیں معلوم نہ ہو سکا تھا۔ صرف ایک ہی سنجیدہ اور مفید حفظ مانتقد کم کی صورت جو انہیں معلوم تھی اور جس پر بڑے پیمانہ پر عمل ہوا وہ گھر چھوڑ دینا تھا۔ چنانچہ اس آباد جیسے پورے پورے شہر خالی ہو گئے۔

## دہرا ستارہ

1616-17ء میں اس دہاکا سبب پچھلے دو برسوں کا قحط یا اس کی وجہ سے جو ہوا مسموم ہو گئی تھی یا اس کوئی سبب سمجھا گیا۔ (19) لیکن جب مقتول بارش اور وافر پیدل اور کے زمانہ میں بھی یہ وبا چلتی رہی تو

(۱۷) جہانگیر (راجاں دہلی) جلد دوم صفحات 66، 67۔

(۱۸) انبال نامہ صفحہ 118 ایٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحہ 407 متھ خاں نے حریہ لکھا ہے ”نہ کوئی ایسی چیز ہندوؤں کی مستبر کتابوں میں مذکور ہے۔“ جہانگیر (ایٹ وڈاؤن) جلد اول صفحہ 330 میں ہے کہ ”زیادہ عمر کے لوگوں سے یہ معلوم ہوا اور نیز قدیم ہندوؤں سے یہ بیماری اس ملک میں کبھی نمودار نہیں ہوئی۔ 121۔ اور تھری صفحہ 393 میں ہے۔

(۱۹) جہانگیر (راجاں دہلی) جلد اول صفحہ 230 اور تھری صفحہ 393 میں ہے کہ 98-1595ء کے ہولناک قحط کے بعد بھی ایک قسم کا طوفان آیا جس نے بڑے بڑے شہروں کو مٹا دیا۔ دیکھو شیخ نور الحق کی زیادہ التاریخ (ایٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحہ 193 طاعون کی حریہ دہاؤں کے متعلق دیکھو تازہ عالمگیری، جہاد تھ سرکار کی اورنگ زیب جلد چہارم میں صفحہ 291 میں مقتول (پچاور میں 1658ء میں) سنو شی جلد چہارم صفحہ 97 (دکن میں 1703-4ء میں)



لوگوں نے اسے خدا کے غضب یا آسمان پر خس آثار ظاہر ہونے سے منسوب کرنے پر قناعت کر لی۔ ایک غبار جیسی چیز ایک کالم کی شکل میں سولہ راتوں تک پھیلے برج معرب میں اور پھر برج میزان میں ظاہر ہوئی جو کھفتی بڑھتی تھی جیسا کہ نجوموں کو مختلف زاویوں سے پیمائش پر معلوم ہوا اور اس کے بعد ایک عجیب شکل کا دھندار ستارہ نمودار ہوا۔ (20)

### آگرہ میں داخلہ

آگرہ میں دبا پھیل ہوئی ہونے کی وجہ سے جہانگیر نے 1619ء کا موسم بہار فتحپور سیکری میں گزارا اور وسط اپریل (یکشنبہ یکم اردی بہشت) کو ساڑھے پانچ سال کی فیر ماضی کے بعد دارالسلطنت میں داخل ہوا۔ (21)

---

(۲۰) اس علامت کی پوری تفصیل کے لیے دیکھو اقبال نامہ صفحات 117 118 (ایبٹ و ڈاؤسن) جلد ششم صفحات 406 و 406 نیز خانی خاں جلد اول صفحہ 207۔ تیری صفحہ 393 گھنڈہ دن صفحہ 44۔

(۲۱) جہانگیر (راجرس و بیورس) جلد اول صفحات 78 84۔ اقبال نامہ صفحات 125 147۔ آثار جہانگیری (مخطوطہ خدائیش) صفحہ 129 (الف) خانی خاں جلد اول صفحات 297 298۔<sup>۱</sup>

## بارہویں باب کا ضمیمہ

(1)

جہانگیر کا سفر مانڈو سے احمد آباد تک

مقام	دن	سہ ماہی
مانڈو سے روانگی	جمعہ	1 آبان
ٹھما میں قیام	...	...
قائد حسن گاؤں	دوشنبہ	14 "
حاصل پور تنہا شکار کھیلا	اتوار	20 "
کابل پور	سنچر	26
پرگنہ دیکھن	جمعہ	3 آذر
دھاد	سنچر	4
سادول پور	چهارشنبہ	8
بلوات	سنچر	11
پرگنہ بد نور	یکشنبہ	12
سیل گڈھ	سہ شنبہ	14
رام گڈھ کے قریب	چهارشنبہ	15
سفر اور قیام	جمعرات	16
دھاول	جمعہ	17
باکور پاتا گور	سنچر	18
موضع شریا کا تالاب	یکشنبہ	...
پرگنہ دودھ کا ستقر	دوشنبہ	20
ریناویا رینڈ	چهارشنبہ	22
موضع جالوت	جمعہ	24 آذر
موضع نمده	یکشنبہ	26
ایک تالاب کے کنارے	دوشنبہ	27
قصبہ سہرا	سہ شنبہ	28

مقام	دن	سنہ الحی
محمودہ	جمعہ	کیم دے
دریائے ماہی کے کنارے	سنچر	12/ "
موضع بردلہ	یکشنبہ	13/ "
چتر سین	دوشنبہ	14/ "
موڈا	سہ شنبہ	15/ "
پرگنہ زیار	چہار شنبہ	16/ "
پرگنہ پتلاد	جمعرات	17/ "
ساحل کھمبیات	جمعہ	18/ "
کھمبیات میں قیام	...	1858/ دے
کھمبیات سے روانگی اور سولامی قیام	سہ شنبہ 30/ دسمبر 1610ء	19/ "
بہرہ پرگنہ سے گزر کر دریا کے کنارے	چہار شنبہ	20/ "
برچا	جمعہ	22/ "
کنکریا تالاب	سنچر	23/ "
قیام	یکشنبہ	24/ "
احمد آباد میں داخل	دوشنبہ	25/ "
احمد آباد سے روانگی	دوشنبہ	کیم اسفند روز
کنکریا میں قیام	...	کیم 45/ "
احمد آباد کے دربار پر قیام	جمعہ	5/ "
موندا (مہوندت 4 1/2 کوں)	دوشنبہ	8/ "
جریمہ 5 1/2 کوں	سہ شنبہ	9/ "
براسینو (بال سینور) 6 کوں	چہار شنبہ	17/ اسفند روز
دریائے ماہی کے کنارے 2 1/2 کوں	...	18/ "
جھر مود تالاب 3 1/2 کوں	سنچر	20/ "
بیاب کے کنارے 3 1/2 کوں	سہ شنبہ	23/ "
ہمدہ 1 1/2 کوں	چہار شنبہ	24/ "
موضع جلودہ 3 1/2 کوں	جمعہ	26/ "
بود 31 کوں	سنچر	27/ "
دودہ 5 کوں	یکشنبہ	28/ "

سنہ الہی	دن	مقام
11 / فروردین	سنچر	کرا بارہ (گر بارہ)
12 /	یکشنبہ	موضع سجارا (سجوارہ)
13 /	...	ہاشمی کا شکار
16 /	جمعرات	کرا بارہ
18 /	سنچر	برگنہ دوہد
21 /	سہ شنبہ	احمد آباد کی طرف روانہ
23 /	...	جلود
27 /	...	موضع بدودالا پرگنہ سہرامیں
29 /	چار شنبہ	دریائے مانی کا کنارہ
کیم اردی بہشت	سہ شنبہ	سفر میں
4 /	سنچر	محمود آباد دریا پر
6 /	جمعرات	کنگرا یا تالاب
7 /	جمعہ	احمد آباد میں داخلہ

### جہانگیر کا سفر احمد آباد سے آگرہ

سنہ الہی	دن	مقام
7 / شہر یور	1618ء	اکلاخیمہ روانہ مگر بدش کی وجہ سے ٹھہر گیا
21 /	جمعرات	اصل خیمہ بھی روانہ کنگرا یا تالاب پر نصب
26 /	...	کنج یا گنج
27 /	چار شنبہ	محمود آباد
8 / مہر	دو شنبہ	مودا
10 /	...	ایٹا یا الہیتا
22 /	...	سفر میں
23 /	...	(ایضاً)
28 /	یکشنبہ	مانی سے روانہ
29 /	دو شنبہ	پھر روانہ
30 /	سہ شنبہ	دریائے تاس

سہ ماہی	دن	مقام
3/ آبان	جمعہ	سفر میں
7/ "	سہ شنبہ	"
8/ "	چهار شنبہ	"
10/ "	جمعہ	"
11/ "	سنچر	دوہ
15/ "	چهار شنبہ	سرنا تھرا
16/ "	جمعرات	باخور
17/ "	جمعہ	سفر
18/ آبان	سنچر	رام گڈھ
20/ "	دو شنبہ	ستلی کھرہ
22/ "	چهار شنبہ	مدنپور بدھنور
25/ "	سنچر	نواری یا نولائی
26/ "	یکشنبہ	دریائے جمل
27/ "	دو شنبہ	دریائے کتاریا گھبار
28/ "	سہ شنبہ	او جین (اور نگزیب کی پیدائش کی خوشی میں ضافیتیں)
3/ آذر	یکشنبہ	قاسم کھیرہ
4/ "	دو شنبہ	سفر
5/ "	سہ شنبہ	"
6/ "	چهار شنبہ	"
7/ "	جمعرات	تالاب کے کنارے
8/ 13/ "	جمعہ تا چار شنبہ	سفر
14/ "	جمعرات	سندھرا
17/ "	یکشنبہ	گھاٹی چنداپار کیا
20/ "	چهار شنبہ	سفر
22/ "	جمعہ	"
23/ "	سنچر	"
2/ دے	یکشنبہ	تھمبور

سنہ الہی	دن	مقام
5/ 5	چهار شنبہ	5 کوس کاسفر
7/ "	جمعہ	5 کوس کاسفر
8/ "	سنچر	4 1/4 کوس کاسفر
10/ "	دوشنبہ	3 1/4 کوس کاسفر
11/ آذر	سہ شنبہ	5 3/4 کوس کاسفر
12/ "	چهار شنبہ	3 1/2 کوس کاسفر
14/ "	جمعہ	5 1/4 کوس کاسفر
15/ "	سنچر	بیانہ 3 کوس
16/ "	یکشنبہ	بادعا
18/ "	سہ شنبہ	دیارمان
19/ "	چهار شنبہ	فتحپور جمیل
28/ "	...	فتحپور میں داخلہ
یکم اردی بہشت	...	آگرہ

## تیرھواں باب چھوٹی چھوٹی فتوحات

اور

### سلطنت میں الحاق

#### چھوٹے تبت پر ناکام حملہ

جہانگیر نے اورائے جیون کا خیال پہلے ہی ترک کر دیا تھا۔ 1612ء میں چھوٹے تبت پر حملہ کیا گیا جو تباہ کن ثابت ہوا۔ اور پھر جہانگیر کے عہد حکومت میں اس کی کبھی کوشش نہیں کی گئی۔ (1) دکن میں اس کی فوجیں کامیاب نہیں ہوئیں۔ سلطنت میں اضافہ صرف سیواڑ کا ہوا اور چند منتشر علاقوں کا جو اکبر کے عہد میں سلطنت میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے۔

#### کھوکھرہ کا الحاق

کھوکھرہ جو بہار کے جنگلوں میں تھا اور اس کے دریا کی تہہ کے ہیرے مشہور تھے اس جنگل اور دادیوں سے اس کی قدرتی حفاظت تھی اور اس کے ہیروں نے کئی مغل سرداروں کو رام کر لیا تھا۔ لیکن 1615ء میں بہار کی رشوت سے نہ متاثر ہونے والے گورنر جہاں بیگم کے بھائی ابراہیم خاں نے اس کے رئیس درجن سال پر یکایک حملہ کر دیا اور نہ جنگلوں نے ناقابل گزار راستے اور نہ ہاتھیوں اور ہیروں کی رشوت اس کی راہ میں حائل ہوئے۔ درجن اور اس کے اہل خاندان جنگل میں چھپ گئے مگر وہاں بھی دیکھ لیے گئے اور پوری طرح لوٹ لیے گئے۔ تیس ہاتھی مغلوں کے ہاتھ آئے۔ کھوکھرہ سلطنت میں شامل کر لیا گیا اور اس کے ہیرے حکومت کی اجارہ داری میں لے لیے گئے۔ ابراہیم خاں کو فیروز جنگ کا خطاب اور چار ہزار کے منصب پر ترقی ملی اور اس کے ماتحتوں کو بھی معقول انعام دیے گئے۔ (2)

(1) عبدالحمید کاہار شاہ نامہ جلد اول حصہ دوم صفحہ 281 (ایٹ وڈوسن) جلد ہفتم صفحہ 62۔

(2) جہانگیر (راجہ جہانگیر) مستند خاں، کامگار اور خانی خاں نے اس کی نقل کی ہے۔ کلڈون صفحات 34، 35۔

جہانگیر نے لکھا ہے کہ ”وہاں ایک چھوٹا سا دریا ہے جس سے نادر ہیرے نکلتے ہیں جس موسم میں پانی کم ہو جاتا ہے تو اس میں نالے سوراخ بن جاتے ہیں اور جو لوگ اس کام پر مقرر ہوتے ہیں۔ ان کا تجربہ یہ ہے کہ جس سوراخ میں ہیرے ہوتے ہیں ان کے اوپر تھریے جانور اڑتے رہتے ہیں جہاں دریا کے پیچ میں پہنچا جاسکتا ہے ان سوراخوں سے پتھر چن لیے جاتے ہیں اور پھر چھوڑے سے ان سوراخوں کو گزرتیہ گزرتیہ گزرتیہ اکھوڑا جاتا ہے اور اس میں پتھروں کے درمیان چھوٹے اور بڑے ہیرے ملتے ہیں جو نکال لئے جاتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اتنا بڑا ہیرا مل جاتا ہے جو ایک لاکھ روپیہ کی قیمت کا ہوتا ہے۔

## کھردا

اڑیسہ اور گوکنڈہ کی سرحد پر ایک غیر ترقی یافتہ ضلع ہے جسے کھردا کہتے ہیں۔ یہ پہاڑوں اور جنگلوں سے بھرا ہوا ہے جس پر اکبر کے عہد میں مغلوں نے کئی بار حملے کیے مگر اسے کبھی زیر نہ کیا جاسکا۔ یہ علاقہ ساحل سمندر تک پھیلا ہوا ہے جس میں پوری کا مشہور جگن ناتھ مندر بھی ہے جہاں آج کی طرح اس وقت بھی ہندوستان کے ہر حصہ سے یاتریوں کے ہجوم آتے تھے۔ یہاں کا کھراں ہزاروں کی تعداد میں پیادہ اور سوار کی فوج میدان جنگ میں جمع کر سکتا تھا اور ایسی گاڑیاں جو چلتے پھرتے قلعوں کی طرح ہوتی تھیں۔ جس وقت اڑیسہ کا مغل گورنر ہاشم خان کھردا کی فتح کا منصوبہ بنارہا تھا؟ تو اس کے راجپوت افسر کیشو داس مارو جس کی اپنی ذات سے اور بادشاہ کی عقیدت نے اس کے دل سے مذہب اور صداقت کے جذبات کو بالکل بادیاتھا۔ معاملہ کو نزاکت کی حد تک پہنچا دیا اور یاترا کا بہانہ کر کے جگن ناتھ مندر تک گیا اور دھوکہ سے اس پر قابض ہو گیا اور اس کی ساری املاک کو جس کا اندازہ دوپایا تین کروڑ روپیہ کیا جاتا تھا۔ اپنے قبضہ میں کر لیا اور چھپے ہوئے خزانہ کو نکھوانے کے لیے برہمن پجاریوں پر تشدد کیا اور انتہایہ کہ اس مقدس عمارت کو قلعہ بنادیا

## جنگ ناتھ مندر کا محاصرہ

اس بے رحمی کی اطلاع جب پرشوتم دیو کو ملی تو وہ پیادہ اور سوار کی بہت بڑی فوج اور گاڑیوں کے ساتھ جنہیں سیکڑوں آدمی کھینچ رہے تھے پہنچ گیا اور مندر کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن کیشو داس نے راجپوتی شجاعت سے دفاع کیا اور باسوں میں سمی اور تیل لگا کر ان اونچی گاڑیوں میں آگ لگا دی لیکن پھر بھی لڑائی میں پرشوتم دیو کا پلہ بھاری رہا اور کیشو داس کے ساتھ صرف سو راجپوت رہ گئے۔ لیکن اس خبر سے کہ اسلام خاں گورنر بنگال نے ہاشم خاں وغیرہ کی سرکردگی میں بڑی کمک تیزی کے ساتھ موقع پر پہنچنے کے لیے روانہ کر دی ہے۔ پرشوتم دیو ہراساں ہو گیا اور دہلی ہوئی شرائط پر صلح کر لی۔ اس نے اپنی لڑکی کی شادی بادشاہ کے ساتھ اور اپنی بہن کی شادی کیشو داس کے ساتھ کرنا منظور کر لیا اور شاہی خزانہ میں تین لاکھ روپیہ بطور خراج جمع کرنے اور اپنے ہونے والے بہنوئی کو ایک لاکھ روپیہ دینا منظور کیا۔ کیشو داس کی شادی تو کھردا میں ہو گئی لیکن اس تقریب کے بعد ایک مجنونا ہو گیا جس کی وجہ سے اسے فوراً وہاں سے روانہ ہو جانا پڑا۔

## راجہ کلیان کا حملہ

پرشوتم دیو نے پھر خود مختاری حاصل کر لی لیکن تھوڑے دن بعد راجہ نوڈر مل کے لڑکے راجہ کلیان نے جواب اڑیسہ کا گورنر تھا اس کی ریاست پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا۔ ایک بار پھر اترہ حالت میں پہنچ کر پرشوتم نے صلح کر لی اور اپنی لڑکی شاہی حرم میں بھیج دی اور مقررہ خراج کی رقم کے ساتھ مشہور بائیس شیش ناگ بھی تحفہ میں دیا۔



## مکرم خاں نے سلطنت میں شامل کر لیا

ہندو نے پھر خود کو دہریا اور پرشوتم نے پھر خود بخدی کا اعلان کر دیا۔ 1617ء میں جواب لکھ کر کاگور نے قحاطلہ کر کے ریاست کو چلہ کر دیا اور کھردا کو سلطنت میں شامل کر کے اس کے حکمران خاندان کو زمیندار کی حیثیت میں کر دیا لیکن چند ہی سال بعد اس نے پھر بغاوت کی اور کافی پریشان کیا۔ اس مرتبہ مغل فوج کو لکھنؤ سے ہو کر گزری جس پر وہاں کے حکمران قطب الملک کو سخت تشویش ہوئی اور اس نے شاہجہاں سے جواب دکن کاگور نے قحاطلہ عاکی کہ مکرم خاں کماندار آئندہ اس کے ملک کے اندر ہو کر نہ گزرے۔ (3)

## جام اور بہار کا قبول اطاعت

ای سال دو گھری ریسوں نے جنھوں نے اب تک کسی مغل حکمران کی اطاعت نہیں کی تھی اب اطاعت قبول کر لی۔ جام کی ریاست سورجھ اور ساحل سمندر کے درمیان تھی جہاں ہندوستان کے سب سے بہتر گھوڑے پیدا ہوتے تھے اور پانچ ہزار سے چھ ہزار تک رسالہ کی فوج رکھتی تھی جو ضرورت کے وقت اس سے دو گنی ہو سکتی تھی۔ بہار ساحل سمندر پر ایک چھوٹی سی ریاست ساحل سمندر کے کنارے پر حکمران قحاطلہ سندھ کی سرحد سے ملی ہوئی تھی۔ دونوں ایک طرح سے خود مختار تھے۔ شاہجہاں کے نائب راجہ بکراجیت گورنر گجرات نے دونوں کو شکست دی۔ چند سال بعد دونوں جہانگیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آداب بجالائے۔ (4)

## کشتوار

تین سال بعد شمال میں ایک اس سے زیادہ اہم فتح حاصل ہوئی کشتوار ایک چھوٹی سی ریاست کشمیر کے جنوب میں پنجاب کی سرحد سے ملی ہوئی تھی۔ تیز رو دریا نے پنجاب کو پار کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ دور سیوں میں بندھے ہوئے تھے دونوں کناروں کی پہاڑیوں پر باندھ دیے جاتے تھے اور اسی سے اس کی بیرونی حلوں سے حفاظت تھی۔ دو تیروں کے نشانے کے فاصلے پر ایک پہاڑی چشمہ بارہ قحاجو اس کی دوسری حفاظتی لائن تھی۔ گیہوں، جو، مسور، جوار اور دالیں یہاں کی خاص زرعی پیداوار تھیں۔ عمدہ قسم کے سنترے، لیوں، خربوزے، انگور اور خوبانی بکثرت پیدا ہوتی تھیں۔ یہاں کا زعفران کشمیر کے زعفران سے بھی بہتر سمجھا جاتا تھا۔ یہاں کاسن ہندوستانی دوسیر کے برابر قحاور جلالہ کا سکے سنہا سی روپیہ کے دو تہائی کے برابر تھا۔

(3) جہانگیر (راجا جیورج) جلد اول صفحہ 433 کھردا کے خلاف مغل کارروائیوں کا سال بہارستان بھی (مخطوطہ فرانس) پر مبنی ہے جس کا خلاصہ جلد دوم صفحہ 53 تا 56 میں کیا ہے۔ بہارستان فیضی نے پرشوتم کے قبضے میں دس لاکھ سوار فوج، تین چار لاکھ پیادہ فوج اور بہت سی گھڑیاں در قحاطلی جانی جن جن میں سے ہر ایک میں پانچ سو سے ایک ہزار سپاہی سوار تھے۔ مولانا فتح مبارک کا بیان ہے کہ ہر گھڑی میں ایک ہزار سپاہی تھے جنہیں ایک ہزار آدمی سمیٹتے تھے۔ اکبر نامہ جلد سوم صفحہ 491 (ایٹ ڈاؤن) جلد ششم صفحہ 805 میں مغلطی سے کھردا کا نام کو کرہ لکھا ہے۔

(4) جہانگیر (راجا جیورج) جلد اول صفحہ 442۔ اقبال نامہ صفحہ 110، 111 تا 112 (راجا جیورج) جلد اول صفحہ 413۔ فتح گنگوہہ (مخطوطہ رام پور) (ایٹ ڈاؤن) جلد ششم صفحہ 519، 521۔

کشتواری کا مالی نظام عجیب قسم کا تھا۔ کاشت پر من چھوٹے کوئی لگان نہ تھا بلکہ ہر گھر سے تقریباً چار روپیہ سالانہ وصول کیا جاتا تھا۔ ہر خریدنے والے کو دو ہندستانی سیر زعفران کی قیمت چار روپیہ دینا ہوتی تھی۔ لیکن ریاست کی سب سے بڑی آمدنی وہ بھاری جرمانے تھے جو خاص کر دو لاکھ لوگوں سے ذرا ذرا سے قصور پر وصول کیے جاتے تھے۔ ریاست کی مجموعی آمدنی ایک لاکھ روپیہ تھی۔ زعفران سے جتنی آمدنی ہوتی تھی اس کے خرچ سے راجپوت بندوگھوں کا ایک دستہ رکھا جاتا تھا۔ گھوڑے بہت ہی کیاب تھے لیکن لڑائی کے وقت راجہ سات ہزار پیادہ فوج جمع کر سکتا تھا۔ (5)

اس قسم کا ملک تھا جسے فتح کرنے کا چاہتے تھے۔ 1616ء میں احمد بیک کابل نے کشمیر کا گورنر مقرر ہونے پر یہ ذمہ لیا تھا کہ وہ دو سال کے اندر کشتوار اور تبت کو فتح کرے گا۔

### دلاور خاں گورنر کشمیر

احمد خاں چنگ اپنا وعدہ پورا نہ کر سکا اس لیے اسے معزول کر کے اس کی جگہ دلاور خاں کو مقرر کیا گیا اور اس نے بھی تحریر لکھ کر یہی وعدہ کیا۔ (6)

### کشتوار پر چڑھائی

اسی زمانہ میں کشمیر کے قدیم حکمران خاندان کے دو افراد گھر چک اور ایپا چک نے جو کشمیر کی حکومت کے دعویدار تھے کشتوار کے راجہ کے یہاں پٹنلی تھی اور اپنے ہمراہیوں سے راجہ کو تقویت پہنچائی تھی۔ (7)

چنانچہ دلاور خاں نے بڑے پیمانے پر تیاریاں کیں۔ اپنے لڑکے حسن کو گرد علی امیر بحر کے ساتھ اس نے سری نگر میں حکومت کے انتظام پر مقرر کیا اور اپنے بھائی بیٹ کو بیڑہ منگیل کے درہ کے پاس دیو کے مقام پر اچانک حملوں سے حفاظت کے لیے مقرر کیا اور خود دلاور خاں دس ہزار آدمیوں کو لے کر جو بیڑہ سب بیدل تھے کشتوار پر چڑھائی کی جہاں بیٹہ تینا ت تھا۔ دلاور نے اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ان میں سے ایک کو اس نے اپنے لڑکے جلال کو نصر اللہ عرب علی ملک کشمیر کی کو اس کا ماتحت بنا کر ایک راستہ سے روانہ کیا اور دوسرے حصہ کے ساتھ جس کی کمان خود دلاور خاں کر رہا تھا تیزی سے سڑک کے ذریعہ سے سنگین پور روانہ ہوئے جو انہوں کی ایک جماعت دلاور کے دوسرے لڑکے جمال کی سربراہی میں

(5) جہانگیر (راجہ سید جرج) جلد دوم صفحات 137-139۔ اقبال نامہ صفحات 143-146۔ ہٹزلا (سیرت) جلد اول صفحہ 490۔

نیر دیکھو امیر مل گنز کشتوار 33.18.30۔ شمالی طول البلد۔ اور 75.48۔ شرقی عرض البلد پر پنجاب کے بائیں کنارے پر واقع ہے۔

(6) امیر اکبر دلاور خاں نے راجپوتانہ کی راج کے تین لاکھوں کے معاملہ میں جنہوں نے 1605ء میں رانا سے مل جانے کا ارادہ کیا تھا اور جنہیں گرفتار کرنے کا حکم دیا گیا تھا تہذیب حاصل کیا اور اس طرح بادشاہ کی نظر متانت حاصل کرنے پر وہ پنجاب کا گورنر مقرر کر دیا تھا جہاں باقی شہزادہ خسرو کے ستارے میں قلعہ لاہور کے دفاع میں اشتیاق حاصل کیا جس پر اسے حرید ترقی ملی 1613ء میں وہ بیڑہ کی کامیاب مہم میں شہزادہ خرم کے ساتھ گیا کیا۔ پانچ سال بعد وہ احمد بیک خاں کابل کی جگہ کشمیر کا گورنر مقرر ہوا۔ جہانگیر (راجہ سید جرج) جلد اول صفحہ 29۔ جلد دوم صفحات 65-6۔ اقبال نامہ صفحہ 114۔

(7) جہانگیر (راجہ سید جرج) جلد دوم صفحہ 135۔ ہٹزلا (سیرت) جلد اول صفحہ 488۔

اس دست کے ہر اول پر تعینات ہوا۔ قھوڑے فاصلہ پر دانے اور بائیں طرف دو اور دستے روانہ ہوئے۔ جلال اور جمال کے فوجی دستے کشتوار کے ایک مضبوط قلعہ مار کوٹ کے پاس ایک دوسرے سے مل گئے۔ راجہ کو اتنی بڑی فوج سے مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اس لیے کہ اس کے آدمیوں نے قلعہ چھوڑ دیا اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ راجہ نے اپنی فوج کی مارو کے بائیں کنارے پر صف بندی کی جہاں ایک جھڑپ ہوئی۔ ایسا چمک مارا گیا اور راجہ دریا کے اس پار پسپائی پر مجبور ہوا جہاں اس نے عموماً دریا کے کنارے اور خاص کر ہل کی حفاظت پر اپنی ساری توجہ مرکوز کر دی۔ یہاں وہ چند دن تک غیر معمولی طور پر کامیاب رہا۔ بیس دن اور رات مغلوں نے دریا پار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ہار کر دیے گئے ہل کے سرے پر کشتوار کی فوجیں برابر کامیاب رہیں اور اپنے دشمنوں کو سخت نقصان پہنچایا۔

لیکن بیس دن جب دلاور خاں جو متحہ علاقہ میں فوج تعینات کرنے اور رسد کا مقول انتظام کرنے کے لیے بھیجے رہ گیا تھا جلال کی فوجوں سے آکر مل گیا تو راجہ کا دل ٹوٹ گیا اور اس نے صلح کی سلسلہ جمنائی کی اور اپنے بھائیوں کو فوراً انھوں کے ساتھ روانہ کیا اور یہ وعدہ کیا کہ صلح مکمل ہو جانے پر وہ خود بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گا لیکن دلاور نے اپنے شکار کو پوری طرح قابو کرنے کی امید میں صلح کی پیش کش کو رد کر دیا اور اپنی ساری کوشش مارو کو پار کرنے پر صرف کر دی۔ جو انہوں کا ایک دستہ لے کر جمال نے دریا کے بہت اوپر کی طرف ایک مقام پر دریا کو پار کر لیا اور اچانک دشمن کو بے خبری میں جا لیا اور باقی فوج نے ہل کے سرے پر پوری قوت سے حملہ کر دیا۔ قھوڑی سی جہد و جد کے بعد کشتوار والوں نے اپنی بتر حالت کا اندازہ کر لیا اور تختوں کا ہل توڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ شاہی فوج نے ہل پھر سے ہٹا لیا اور دریا پار کر لیا۔ دشمن ان کی آمد پر فرار ہو گیا اور بھندہ مار کوٹ میں مضبوطی سے قلعہ بند ہو گیا۔ اگلا دور سب سے مشکل کام دریائے چناب کو پار کرنا تھا جس کے اس طرف نعیم نے پڑاؤ ڈال لیا تھا اور جہاں کہیں اس کا ہل بتانے یا کشتی استعمال کرنے کا موقع تھا وہاں بند و بستی، تیر انداز اور فوج تعینات کر دی تھی۔ دلاور نے رات کی تاریکی میں اسی جا بھڑ سپاہیوں کو کشتی میں سوار کر کے دریا پار کرنے اور صبح کو دشمن پر اچانک حملہ کی کوشش کی لیکن کشتی تیز دھارے میں بہہ گئی اور لڑنے آدی غرق ہو گئے۔ دس بہادر جوان جان پر کھیل کر تیرتے ہوئے واپس آئے اور دو دوسری طرف پہنچ گئے تھے وہ پکڑ کر قید کر دیے گئے۔

### شاہی فوج نے دریا پار کر لیا

چار مہینے دس دن تک شاہی فوج کی ساری کوششیں کشتیوں کے ذریعہ سے پارسی کا ہل بنا کر دریا پار کرنے کی ناکام رہیں۔ بالآخر ایک مقامی زمیندار نے ایک ایسی جگہ بتائی جو کشتیوں کے استعمال کے لیے موزوں تھی اور جو کشتوار کے لوگ دیکھ نہیں پائے تھے اور محفوظ نہیں کر سکے تھے۔ چنانچہ یہیں ایک رسی کا ہل بنایا گیا اور رات کی تاریکی میں جمال دو سو اٹھانوے اور کچھ اور لوگوں کو لے کر چپکے سے اور حفاظت کے ساتھ دریا کے پار ہو گیا اور علی الصبح دشمن پر پوری قوت سے حملہ کر دیا اور اچانک راجہ کے کیمپ کو گھیر لیا۔

### اچانک حملہ

اس اچانک حملہ میں راجہ کے بہت سے آدمی مارے گئے اور بہت سے بھاگ گئے۔

## راجہ گرفتار ہو گیا

خود راجہ ایک سپاہی کی کموار کی زد میں آ گیا تھا مگر اس نے چلا کر کہا ”میں راجہ ہوں۔ مجھے زندہ دلاور خاں کے پاس لے چلو“ چنانچہ اسے قتل نہیں کیا گیا بلکہ قید کر کے دلاور خاں کے پاس لایا گیا۔  
نصر اللہ عرب کو متوجہ علاقوں کا انتظام سپرد کر کے مغل کماندار جلد ہی صدر مستقر کی طرف روانہ ہو گیا۔ (8)

## راجہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا

سہ شنبہ 21 ربیع الثانی 1620ء (12 فروردین) کو شاہی کیمپ سری نگر پہنچنے کے دوسرے ہی دن دلاور خاں نے راجہ کو زنجیر میں جکڑا ہوا بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ جہاں گھیرنے لکھا ہے کہ ”یہ رعب داب سے خلی نہیں ہے۔ اس کا لباس ہندوستانی طرز کا ہے اور یہ ہندی اور کشمیری دونوں زبانیں جانتا ہے اور اس علاقہ کے دوسرے زمینداروں کے برخلاف شہر کا رہنے والا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ بلو جو اپنے قصور کے اگر وہ اپنے لڑکوں کو دربار میں حاضر کرے تو وہ قید سے رہا کر دیا جائے گا اور اس ابدی سلطنت کے زیر سایہ آرام سے زندگی بسر کرے گا ورنہ ہندوستان کے کسی قید خانہ میں بند رہے گا۔ میں نے کہا کہ وہ اپنے متعلقین اور اہل خاندان اور لڑکوں کو دربار میں لے آئے گا اور میرے مرام خسروانہ کا امیدوار رہے گا۔“  
دلاور خاں کو کشمور کی ایک سال کی آمدنی دی گئی جو ایک لاکھ روپیہ تھی یعنی تقریباً ایک ہزار ذات و سوار کے منصب دار کے مشاہرہ کے برابر۔ (9)

کشمور فتح تو ہو گیا لیکن شاہی حکام نے وہ صلح نامہ روش اختیار نہیں کی جس سے ہندوستان کی دوسری جگہوں پر اتنے خوشگوار نتائج ظاہر ہوئے تھے۔ اس کے برعکس نصر اللہ نے لوگوں کو اتانگ کیا کہ انہیں بغاوت کی حد تک پہنچا دیا اور جب وہ اپنی امدادی فوجوں کے اصرار پر اپنی ترقی کی امید اور اپنے خانگی معاملات کا انتظام کرنے حاضر دربار ہو تو اس کا اچھا موقع ہاتھ آ گیا۔ شاہی افواج کی تخفیف نے چاروں طرف آگ بھڑکادی۔ پل توڑ دیے گئے اور راستوں پر رکاوٹیں ڈال دی گئیں اور نصر اللہ کو قلعہ میں محصور کر دیا گیا چند دن کے بعد شاہی افواج کے پاس نہ خوراک سامان رہ گیا اور نہ کسی فوری کمک کی امید تو انہیں زیر کر کے قتل اور قید کر دیا گیا۔

## جلال پھر تعینات ہوا

27 شہر پور (ستمبر 1620ء کو جمعہ کے دن جب جہانگیر نے یہ خبر سنی تو فوراً جلال کو کشمیری افواج اور کچھ اس کے والد کے ہمراہیوں اور قریب کے زمینداروں کے ساتھ پھر روانہ کیا گیا اور جموں کے راجہ سنگرام کو ہدایت کی گئی کہ وہ جموں سے پہاڑی کے راستہ کے ذریعہ وہاں پہنچ جائے۔ (10)

- (8) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحات 135، 138، 170۔ اقبال نامہ صفحات 145-146۔ خانی خاں جلد اول صفحات 301، 302۔ گلیڈون صفحہ 17، 19، 17 تا 19 (پورج) جلد اول صفحات 488، 489۔  
(9) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحات 123، 139، 140۔ اقبال نامہ صفحہ 146۔  
(10) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحات 170، 171 تا 171۔ گلیڈون صفحہ 51۔

## جلال کی ناکامی

جلال اپنا فرض انجام دینے سے قاصر رہا تو اسے معزول کر کے لڑات خاں کو ملک میں امن قائم کرنے کے لیے سفارتی اختیارات دے کر روانہ کیا گیا اور باغیوں کو سختی کے ساتھ کچل دیا گیا۔ (11) لیکن دو سال بعد ملک میں پھر بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ کشمیر کا گورنر لڑات خاں ایک زبردست فوج لے کر پہنچ گیا اور بغاوت کو فرو کر کے فوجی لحاظ سے موزوں مقامات پر قلعہ بند فوجیں تعینات کر دیں۔ (12)

## کاٹھڑہ

جہانگیر کے عہد میں چھوٹی چھوٹی فتوحات میں سب سے بڑی قلعہ کاٹھڑہ کی تسخیر تھی جو اب تک کبھی مسلمانوں کے قبضہ میں نہیں رہا تھا۔

کاٹھڑہ کا علاقہ جو شمال مغربی پنجاب میں واقع ہے متوازن پہاڑیوں کا ایک سلسلہ ہے جو ساتھ ساتھ کی وادیوں میں منقسم ہے۔ مناظر کی خوشنمائی اور شکوہ میں کشمیر کے بعد ہی اس کا شمار ہے۔ اس میں بکثرت قدرتی قلعے ہیں جنہیں دشمنوں سے مدد توں مدافعت کے لیے معمولی سے خرچ اور فن کاری کی ضرورت ہے۔ ان سب میں محکم ترین کاٹھڑہ کا قلعہ ہے جو 1905ء کے زلزلہ میں جہاں ہو گیا تھا۔ یہ قلعہ ایک بلند پہاڑی کی چوٹی پر بنا ہوا تھا جو نصف میل لمبا اور تقریباً دو میل کے احاطہ میں اور تقریباً ساٹھ گز اونچا تھا۔ اس میں تیس سو مورچے اور سات دروازے تھے قلعہ کے اندر دو وسیع تالاب تھے جن سے برابر تازہ پانی حاصل ہوتا تھا۔ آس پاس کی پہاڑیوں سے قلعہ کے صرف ایک حصہ کو زیر کیا جاسکتا تھا اس کے آس پاس ہی اور پہاڑی قلعے تھے جیسے دھمری، بری پور، پہاڑی، ہاڑہ، تھلہ، بکروتہ، سور، جوالی، تارا گڑھ وغیرہ جو سب پہاڑی ریسوں کے قبضہ میں تھے۔

قریب کا جوالا کھی یا آتش پہاڑ کہا جاتا ہے کہ اسی مقام پر جہاں پارٹی کا سینہ گر تھا۔ جب اس نے اپنے شوہر کی توہین پر اپنے باپ سے ناراض ہو کر خودکشی کی تھی۔ یہ قدیم ترین زمانہ سے پرستش کا مقام رہا ہے۔ مگر کوٹ جو اس علاقہ کا خاص مقام ہے۔ اس کے مندر کا فرش خالص چاندی کا تھا۔ چھت چمکدار جگمگاتی تھی۔ چھوٹا سا پتھر کا بت جو درگاہ یا برصیور دیوی کے نام پر ہے اسے عالمگیر احترام حاصل ہے۔ اکثر عقیدت مندوں نے اس موہوم امید پر کہ وہ دوپہر تک تندرست ہو جائیں گے اپنی زبان یا طلق کاٹ کر اس پر بھینٹ چڑھا دی تھی۔ (13)

1009ء میں محمود غزنوی نے اس کی بے شمار دولت کو لوٹ کر اس کے آس پاس کے علاقہ کو تباہ

(11) جہانگیر (راجس دہراج) جلد دوم صفحات 209-210 گلیڈون صفحہ 54۔

(12) جہانگیر (راجس دہراج) جلد دوم صفحات 235-238 گلیڈون صفحہ 54۔

(13) موجودہ ضلع کاٹھڑہ کی عرض البلد 31.20، 32.58 اور مشرقی طول البلد 75.39، 75.75، 78 کے درمیان واقع ہے۔ قلعہ آتش فشاں پہاڑ اور مندر کے حالات کے لیے دیکھو آئین جلد دوم (جلد 1) صفحہ 314۔ جہانگیر (راجس دہراج) جلد دوم صفحات 223، 224، 225۔ اقبال نامہ نے اسی کی نقل کی ہے۔ قلعہ کاٹھڑہ (مخطوطہ رام پور۔ ایٹ ڈاؤن) جلد ششم صفحہ 526۔ خانی خاں صفحات 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086، 2087، 2088، 2089، 2090، 2091، 2092، 2093، 2094، 2095، 2096، 2097، 2098، 2099، 2100، 2101، 2102، 2103، 2104، 2105، 2106، 2107، 2108، 2109، 2110، 2111، 2112، 2113، 2114، 2115، 2116، 2117، 2118، 2119، 2120، 2121، 2122، 2123، 2124، 2125، 2126، 2127، 2128، 2129، 2130، 2131، 2132، 2133، 2134، 2135، 2136، 2137، 2138، 2139، 2140، 2141، 2142، 2143، 2144، 2145، 2146، 2147، 2148، 2149، 2150، 2151، 2152، 2153، 2154، 2155، 2156، 2157، 2158، 2159، 2160، 2161، 2162، 2163، 2164، 2165، 2166، 2167، 2168، 2169، 2170، 2171، 2172، 2173، 2174، 2175، 2176، 2177، 2178، 2179، 2180، 2181، 2182، 2183، 2184، 2185، 2186، 2187، 2188، 2189، 2190، 2191، 2192، 2193، 2194، 2195، 2196، 2197، 2198، 2199، 2200، 2201، 2202، 2203، 2204، 2205، 2206، 2207، 2208، 2209، 2210، 2211، 2212، 2213، 2214، 2215، 2216، 2217، 2218، 2219، 2220، 2221، 2222، 2223، 2224، 2225، 2226، 2227، 2228، 2229، 2230، 2231، 2232، 2233، 2234، 2235، 2236، 2237، 2238،

کر دیا تھا لیکن ایک نسل کے بعد ہندوؤں میں بیداری پیدا ہوئی اور قدیم راجاؤں کا خاندان پھر سے سے حکمران ہو گیا۔ دہلی کے حکمرانوں نے بار بار اس قلعہ کو فتح کرنے کی کوشش کی لیکن ہر دفعہ پسپا کر دیے گئے۔ دوسروں کے علاوہ فیروز تغلق 1351ء تا 1388ء نے ایک زبردست فوج سے حملہ کیا لیکن ایک ناکام محاصرہ کے بعد راجہ کے برائے نام قبول اطاعت پر قانع ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق کے عہد حکومت سے لے کر اکبر کی تخت نشینی تک دہلی کے حکمرانوں نے 52 ناکام محاصرے کیے۔ (14)

اکبر کے عہد میں چند سال بعد اکبر نے حسین علی خاں کی سربراہی میں ایک فوج کا گھڑہ کا محاصرہ کرنے کے لیے روانہ کیا لیکن ابراہیم حسین مرزا کی بغاوت کی وجہ سے اس میں غلط پڑ گیا۔ 1582ء میں ایک اور کوشش دوسری مصروفیتوں اور حکمران راجہ بے چند کی رضا کارانہ اظہار اطاعت اور ایک افسانوی رُوائت کے بموجب دیوی کے دخل دینے پر ملتوی ہو گئی۔ بعد کی مہم نے پہاڑی علاقوں کو توجہ کر دیا مگر خود قلعہ کا گھڑہ کے سامنے شکست کھا گئی۔ (15)

### جہانگیر کے عہد میں

مارچ 1615ء میں جہانگیر نے مرتضیٰ خاں گورنر پنجاب کو حکم دیا کہ وہ راجہ پاسو کے لڑکے سورج مل کو بطور ماتحت ساتھ لے جا کر قلعہ کا گھڑہ کو فتح کرے۔ سورج مل کو قدر جانی مورد بیست سے اس قدر قریب اقتدار کی توسیع گوارا نہ تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے سردار کے کاموں میں رخنہ ڈالا اور شاید دشمن سے ساز باز بھی کی۔ مرتضیٰ خاں نے بادشاہ سے شکایت کی اور سورج مل نے شہزادہ خرم کو بیچ میں ڈالا۔ شاہی فرمان کی تعمیل میں دسمبر 1616ء میں حاضر دربار ہو اور شہزادہ کو اپنی بے قصوری کا یقین دلادیا۔

اگلے اکتوبر کو وہ شہزادہ کے دکن کی مشہور مہم میں گیا اور اپنے سرپرست کے دل میں جگہ کر لی۔ مرتضیٰ خاں کے اعتقال پر اسے سر اقتدار گروہ نے خود جہانگیر کی معقول رائے کے برخلاف کا گھڑہ کی سربراہی سپرد کی گئی۔ اس نے یہ وعدہ کیا کہ وہ ایک سال کے اندر قلعہ فتح کر لے گا لیکن میدان کارزار میں کچھتے پر وہ اپنے شریک کماندار تھی سے لڑ پڑا اور شہزادہ خرم سے اس کی برطرفی کا پروانہ حاصل کر لیا اس لیے

(14) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد دوم 184 فتح کا گھڑہ (ایبٹ ڈاؤن) جلد ختم 526۔ (ایبٹ ڈاؤن) جلد دوم صفحات 34، 444، 445 (ایبٹ ڈاؤن) جلد سوم 407، 515، 570۔ (ایبٹ ڈاؤن) جلد چہم صفحات 67، 415، 416، 544۔ بلو کین، اٹوٹین، اشٹی کو بری 1872ء صفحہ 264۔ جرنل آف انڈیا ک سوسائٹی بمبئی 1875ء صفحہ 192 کا گھڑہ سنرکٹ گزیر جلد اول صفحات 24، 29۔

جہانگیر اور اس کے درباری مورخین نے ایک روایت نقل کی ہے کہ سلطان فیروز تغلق نے راجہ کی طرف سے قلعہ کے اندر ایک نیافت قبول کی۔ سلطان نے سب طرف دیکھ کر اور قلعہ کا محاصرہ کر کے راجہ سے کہا کہ قلعہ کے اندر کسی بادشاہ کو بلا احتیاط کے خلاف ہے اگر اس کے فیروز کے ساتھ جو آدمی ہیں وہ راجہ پر حملہ کر دیں اور قلعہ پر قبضہ کر لیں تو وہ کیا کرے گا۔ راجہ نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور دفعہ خفیہ محلات سے بہت بھاری مسلح سپاہی نکل آئے اور سلطان کو سلام دی۔ سلطان کے دل میں شبہ پیدا ہو گیا تو راجہ نے آگے بڑھ کر زمین بوسی کی اور کہا کہ اس کے دل میں اطاعت شعلہ دی اور خدمت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ لیکن کہہ سکا کہ شہ کرنے والوں نے کہا ہے کہ میں دور اندیش نہ احتیاط کرتا ہوں اس لیے ہر موقع ایک جیسا نہیں ہوتا سلطان نے راجہ کی تعریف کی اور راجہ چند منزل تک سلطان کے ساتھ آیا اور پھر رخصت لے کر واپس آ گیا۔

(15) اکبر نامہ جلد سوم صفحہ 348۔ فیضی سرہندی کا اکبر نامہ (ایبٹ ڈاؤن) جلد ختم صفحات 125، 129۔ جہانگیر (ایبٹ ڈاؤن) جلد دوم صفحہ 184، آثار الاسر (بجورج) جلد اول صفحات 414، 415۔

کہ اس شہزادہ کا گھڑہ کے معاملات کا مختار کل تھا۔ اب سورج مل نے سپاہ پر طرف کردی اور علم بے نوت بلند کر دیا اور پہاڑی رئیسوں سے مل گیا۔ اس نے شاہی علاقہ کو تاراج کر دیا اور سید صفی بارہہ کو جو شاہی کماندار تھا شکست دے دی مگر راجہ بکرماجیت نے جو تعلق کو معزول کر کے اس کی جگہ مقرر کر کیا گیا تھا جلد ہی اس کے باغیانہ منصوبوں کو شکست دیدی۔ سورج مل کی جاگیر تاراج کر دی اور شاہی قبضہ میں لے لی گئی خود سورج مل نے بھاگ کر پہاڑی قلعوں میں پناہ لی جن پر راجہ بکرماجیت نے یکے بعد دیگرے حملہ کیا۔ لڑائی کے دوران میں ایک شاہی فوج کا دستہ ناقابل گزر گھاٹیوں میں بہت دور تک اندر چلا گیا اور اسے کاٹ کر رکھ دیا گیا۔ مگر بحیثیت مجموعی مغلوں کا پلہ بھاری رہا۔ سورج مل شکست دل ہو کر ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے میزبان راجہ چھپانے بلا شرط اطاعت قبول کر لی اور سورج مل کی ساری املاک بشمول چودہ ہاتھیوں اور دو سو گھوڑوں کے شاہی فوج کے حوالے کر دی اور جواب بحق سرکار ضبط کر لیے گئے۔ قلعہ اور راجہ باسو کی بیٹی عمارتیں ڈھادی گئیں۔ سابق رئیس کے بھائی جگت سنگھ کو ایک ہزار ذات اور پانچ سو سوار کا منصب دے کر اس شرط کے ساتھ گدی پر بٹھادیا گیا کہ وہ کاگڑہ کی مہم میں راجہ بکرماجیت سے تعاون کرے گا۔ (16)

محاصرہ اب پورے زور کے ساتھ جاری کیا گیا۔ رسد کی قطعی بندش کر دی گئی اور قلعہ کے چاروں طرف مورچے کھڑے کر دیے گئے۔ محصورین کو فاقہ کی نوبت آگئی اور کئی دن تک انہوں نے اہلی ہوئی گھاس پر بسر کی اور قلعہ بند فوج کو موت کا سامنا تھا۔ بالآخر چودہ ماہ کے محاصرہ کے بعد 16 نومبر 1620ء کو محاصرین نے ہتھیار ڈال دیے۔ (17) قلعہ میں جمع شدہ بہت بڑا خزانہ شاہی فوج کے ہاتھ آیا۔ (18)

جہاگیر کو اس فتح پر بہت بڑی خوشی ہوئی اس لیے کہ ہندوستان کسی مسلمان بادشاہ کو حتیٰ کہ اکبر کو بھی یہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی تھی۔ (19) ایک سال بعد وہ قاضی القضاۃ، میر عدل اور کئی راجہ العقیدہ مسلم علاقہ کے ساتھ وہاں گیا اور ایک ایسا متعصبانہ فعل انجام دیا جو اس کے عہد میں بہت کم ہوا تھا یعنی قلعہ میں ایک تیل ذبح کر دیا اور ایک مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ (20)

(16) جہاگیر (راجہ جرج) جلد اول صفحات 283، 311، 324، 325، 388، 392، 393 جلد دوم صفحات 54، 74، 75، 166، 167، 117، 120، 121، 122، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

(17) جہاگیر (راجہ جرج) جلد اول صفحات 283، 311، 324، 325، 388، 392، 393 جلد دوم صفحات 54، 74، 75، 166، 167، 117، 120، 121، 122، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

## چودھواں باب

### نور جہاں کے گروہ میں پھوٹ

#### جہانگیر کی صحت گرنے لگی

قدرت نے جہانگیر کو اعلیٰ درجہ کی جسمانی ساخت عطا کی تھی جسے شراب، افیون، آرام طلبی اور عیاشی نے بگاڑ دیا۔ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ کر وہ بالکل معذور ہو گیا اور اس کا حال بد سے بدتر ہو گیا۔ 1618ء میں گجرات کی اس کی گرمی اس سے برداشت نہ ہوئی اور وہ انفلوئنزا میں مبتلا ہو گیا اور دمہ کی شدید شکایتیں رونما ہو گئیں (1) طبیبوں کے مشورہ سے اس نے شراب ذرا کم کر دی مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ (2) 1619ء میں خون کے انجماد سے اس کی آنکھوں میں سخت تکلیف ہو گئی اور ایک رگ میں نشتر دینے سے اس میں کچھ کمی ہوئی۔ (3) وہ ہر سال کشمیر جاتا رہا مگر اس سے کوئی مستقل فائدہ نہ ہوا۔ مارچ تا اکتوبر 1620ء کو اس کا پہلا سات ماہ کا قیام اس لحاظ سے خاص کر دلچسپ ہے کہ اس دوران میں اس نے کشمیر کے قدرتی حسن کی بڑی دلکش تصویر کشی کی ہے۔ (4) مگر اس سے اس کے مرض میں کچھ افادہ نہ ہوا۔ اس کے برخلاف اس پر بار بار دمہ کا دورہ پڑتا رہا۔ حکیم روح اللہ کے علاج سے اسے کافی فائدہ ہوا لیکن نومبر

- (1) جہانگیر (راجس ویو رتج) جلد دوم صفحات 12، 13، 35۔
  - (2) ”پہلے ہر شام کو ساڑھے سات تولہ شراب کے چھ جام ہوتے تھے سب ملا کر 45 تولہ۔ شراب میں عموماً پانی ملایا جاتا تھا اب میں بی جام چھ تولہ 3 ماشہ شراب کے چھ جام پیتا ہوں۔ گویا کل 37% تولہ“ جہانگیر جلد دوم 35۔
  - (3) جہانگیر (راجس ویو رتج) جلد دوم صفحات 77۔
  - (4) جہانگیر (راجس ویو رتج) جلد دوم صفحات 97، 98، 139۔
- اقبال نامہ صفحات 127، 128 تا 129 جہانگیری (مخطوطہ خدابخش صفحہ 122) (الف) پرائس جہانگیر (139 تا 140) میں اس سفر کا عجیب و غریب حال لکھا ہے۔
- باد جو صحت کی خرابی کے جہانگیر یہاں کے قیام سے بہت لطف اندوز ہوا اس نے یہاں کے جتنے تفریح اور خوبصورتی کے مقامات تھے وہ سب دیکھے جنسی کہ ایک فطرت کا گہرا مطالعہ کرنے والے اور حسن پرست سے توقع تھی۔ وہ کشمیر سے بہت مسرور ہوا اور دلی مسرت کے جوش کے ساتھ لکھا ہے ”اگر کوئی کشمیر کی تعریف لکھتا ہے تو پوری کتاب کی ضرورت ہوگی“ کشمیر ایک سد اہبار بانگ ہے یا شاہی محل کا ایک آہنی قلعہ، درویشوں کے لیے ایک پھولوں سے لدا ہوا دل فریب درش، اس کے خوبصورت مرغزار اور دلکش چشمے اور بے شمار فوارے تعریف سے بالاتر ہیں۔ یہاں بے شمار تہتے ہوئے دریا اور آبشار ہیں۔ جہاں تک نظر جاتی ہے ہزاروں پھول ہیں۔ سرخ گلاب، بنفشہ اور زنگہ از خود آگے ہیں۔ میدان میں طرح طرح کے پھول اور خوشبودار گھاس ہیں جس کا شہر نہیں ہو سکتا۔ روح پرور موسم بہار میں پہلا اور میدان پھولوں سے بھر جاتے ہیں اور دروازے دو دیواریں اور محن لالہ زار ہو جاتے ہیں جہاں ضیافت کا دستر خوان سجانے والے گل لالہ جھلکاتے ہیں۔ ان دو صبح مرغزاروں اور خوشبودار چٹان پھولوں کا ہم کیا بیان کریں۔“ جہانگیر (راجس ویو رتج) جلد دوم صفحات 142 تا 144۔

طالع سورانی لالہ رخ میں لکھتا ہے

دلاوی کشمیر کا حال کس نے سنا ہے۔

اس کے بہترین دیکھنے والے پھول جو خورد ہیں سارے پھولوں سے زیادہ شوخ رنگ ہیں۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ...)



1620ء میں جب وہ میدانی علاقہ میں آیا تو بیماری پھر عود کر آئی اور اس نے خود کو قریب المرگ محسوس

(ہائی مائیک... 4)

اس کے مندر اور کنار اور شفاف چشمے

جن کے لہرانے پر محبت بھری نظر جم جائے

جہانگیر کا بیان ہے "اس پھولوں سے بھری ہوئی سر زمین کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ جہاں تک نظر جاتی ہے ہر رنگ کے پھول لپھاتے ہیں۔ میری موجودگی میں پچاس قسم کے پھول پتے گئے۔ شاید ان کے علاوہ اور بھی ہوں گے۔ جو میں نے نہیں دیکھے۔ ایسا جلد دوم صفحات 162، 163۔ ایک اور علاقہ کوری مارگ کے متعلق اس نے بالکل شاعرانہ انداز میں لکھا ہے۔ "میں اس کی تعریف کہاں تک کروں جہاں تک نظر پہنچ سکتی ہے رنگ برنگ کے پھول لپھاتے ہیں اور ہنر زار کے درمیان پانی کے خوبصورت چشمے رواں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کاتب تقدیر کے حقیقی قلم سے ایک دلچسپ نقش کھینچ دیا ہے اسے دیکھ کر دل کی کلیاں کھل جاتی ہیں۔ چٹک اس علاقہ کا دوسرے علاقوں سے کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ کشمیر میں دیکھنے کے لائق اس سے بہتر کوئی اور مقام نہیں ہے۔" ایسا جلد دوم صفحہ 164۔ نیز بھی بھون کے خوبصورت چشمہ کا حال بیان کرنے کے بعد اس نے ایک اور چشمہ اجواہل (اچھی بل) کا حال لکھا ہے "اس کا چشمہ (مچی بھون) چشمہ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے اور اس میں ایک خوبصورت جھرا بھی ہے۔ اس کے گرد فلک بوس چتر کے درخت کھڑے ہیں جن کے سر باہم مل کر خوشنما سستان کی جگہ بناتے ہیں۔ ایک خوبصورت باغ میں جہاں تک نظر جاتی ہے۔ جعفری کے پھول کھلے ہیں۔ گویا یہ بالکل جنت کا ایک کھواہ۔ ایسا جلد دوم صفحہ 173۔

پھر دیر ناگ کے چشمہ کا ذکر ہے جو دریائے جہلم کے سرے پر ایک پہاڑی کے دامن میں واقع ہے جہاں اپنی شہر لوگی کے زمانہ میں جہانگیر نے ایک خوبصورت عمارت تعمیر کرنے کا حکم دیا تھا۔ "تالاب کا پانی اتنا شفاف ہے کہ بلا جو دیکھ چار گز (بارہ فٹ) گہرا ہے تاہم اس میں اگر ایک سر دل دی تو وہ صاف نظر آئے گی۔ نہری کی خوبصورتی اور چشمہ کے نیچے جو گھاس اگتی ہے اسکی سرسبزی کی کہاں تک تعریف کی جائے مختلف قسم کے پودے اور خوشبودار گھاس یہاں بکثرت اگتی ہے اور اس میں ایک پودے کی ڈھٹی نظر آتی جو ہر موسم کی دم کی طرح مختلف رنگوں کی تھی وہ چشمہ کی لہروں میں تل کھاتی تھی اور کہیں کہیں اس میں پھول بھی تھے۔ مختصر یہ کہ سارے کشمیر میں اس سے زیادہ خوبصورت کوئی اور جگہ نہیں جوتی دلچسپ ہو۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر میں وادی کا لوہر پر حصہ جتنا خوبصورت ہے اس کا نشی حصہ کی خوبصورتی سے کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ ان علاقوں میں کچھ دن قیام کرنا چاہیے اور قریب و جوار کے مناظر دیکھنا چاہئے۔ میں نے حکم دیا کہ اس چشمہ کے دونوں طرف چتر کے درخت لگائے جائیں" ایسا جلد دوم صفحہ 174۔

مناظر، دریاؤں، چشموں، دیہاتوں، وادیوں، پہاڑیوں، پودوں، پھولوں، پرندوں، جانوروں اور نیز لوگوں کا جو حال اس نے لکھا ہے وہ نہایت رواں شستہ اور خوبصورت قاری میں ہے جسے تقریباً لفظ بہ لفظ محاصر مورخین جیسے معتمد خاں اور کامگار اور نیز بعد کے مورخین جیسے خانی خاں، سبحان داسے اور دوسرے نے نقل کیا ہے اور آج بھی وہ دلچسپی اور لطف سے پڑھا جاسکتا ہے۔

دیکھو چڑیوں اور جانوروں کی وہ فہرست جو کشمیر میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ (جہانگیر جلد دوم صفحات

168، 169، 170۔ دوسری چیزوں کے علاوہ دیکھواندھی مچلی کا حال جو لودھ ٹاگ میں پائی جاتی ہے۔ جہانگیر (راجس و بیورنچ)

جلد دوم صفحہ 174۔ نیز اقبال نامہ، آثار جہانگیری۔ گلیڈون صفحہ 49۔ خانی خاں جلد اول صفحات 302، 304۔ سبحان رائے۔

کشمیر کی مزید تفصیلات کے لیے دیکھو آئین (ہدایت) جلد دوم صفحات 337، 368۔ حال کا نہایت ہی دلچسپ بیان سر چرڈنیل

کے جرنل جو حیدر آباد، کشمیر، سکس اور نیپال میں محفوظ ہیں۔ (مرتبہ آری۔ ٹیل، لندن 1887ء کشمیر کے لیے جلد اول صفحات

267، 314۔ مقدمہ) اور جلد دوم صفحات 149، 149۔ خصوصاً نقشے بہت اہم ہیں۔ برٹیز (مرتبہ کاشنیل) صفحات 390، 391

428۔ ڈیو کی جوں اینڈ کشمیر سر فرانسس بیگ مسیڈ کی کشمیر وائرڈیل مکی رومانک (ایسٹ، برما، آسام اور کشمیر، سر ڈیو لارنس

کی دہلی آف کشمیر نیز نیٹری لوری ڈن کشمیر، اینڈ راس مغل مغل ڈس کلکٹریو نمبر 288۔ اپریل 1917ء۔ جے بی مودی کا

مضمون مغل ایمر رس ان کشمیر جرنل آف۔ بمبئی ایٹانک سوسائٹی جلد 25 نمبر 18، 1917ء صفحات 26، 75۔

جہلم کے نکاس کی جگہ کو جہانگیر کے حکم سے پہلے ایک خوبصورت اور ایک باغ سے خوبصورت بنا دیا گیا۔ جہانگیر (راجس

و بیورنچ) جلد دوم صفحات 141، 142۔ اب اسے شالاد باغ کو جنت کے ایک گوشہ کا نمونہ بنادیا۔ جہانگیر کے منظر کی خوبصورتی

کیا۔ منور اور بر خود اعتماد حکیم رکنا اور ایرانی حکیم سدرہ جو اس عہد کا مسیحا مشہور تھا اور حکیم ابوالقاسم جس کی دور دور تک شہرت تھی اس کے علاج سے مایوس ہو گئے۔ اس نے شراب کی کڑت سے اپنے درد کو دبانا چاہا مگر ہمیشہ سے زیادہ بتر حالت میں ہو گیا۔ شہزادہ پرویز جلد ہی اس کے بستر کے پاس پہنچ گیا۔ نور جہاں کی محبت بھری تیار داری ہی نے اس کی جان بچائی۔ اس نے آہستہ آہستہ اس کی شراب کم کرادی۔ مضر صحت کھانوں سے پرہیز کر لیا اور مناسب دواؤں کے استعمال پر آمادہ کیا۔ اسے شفا تو ہو گئی مگر کمزوری برابر رہی۔ اس نے ارادہ کیا کہ اگرچہ چھوڑ دے اور گنگا کے کنارے پہاڑ کے دامن میں اپنے لیے نیا شہر بسائے لیکن پھر یہ ارادہ ترک کر دیا اور سالانہ کشمیر جانے پر قناعت کی۔ 1623ء کے شروع میں وہ اپنا روزنامہ لکھنے پر قادر نہیں رہا اور یہ کام معتد خاں کو سپرد کر دیا۔ پہلی سی صحت اور قوت اسے پھر کبھی نہ حاصل ہو سکی۔ (5) حکومت کا سارا انتظام نور جہاں کے ذمہ ہو گیا۔

نور جہاں کو اگرچہ اب کامل اختیارات حاصل تھے مگر بادشاہ کی تیزی سے گرتی ہوئی صحت سے اسے سخت پریشانی تھی۔ مطلقانہ اختیارات برتنے کی وہ بالکل عادی ہو گئی تھی مگر اس کے مضطرب دماغ اور حاکنانہ جذبات کسی کی دغل اندازی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے دماغ اور جسمانی قوتی پوری طرح کام کر رہے تھے لیکن اس کے شوہر کا کسی وقت بھی انتقال ہو سکتا تھا اور سوال یہ تھا کہ کیا شوہر کے انتقال کے بعد اس کا یہی اقتدار قائم رہے گا؟ اس کا جائز شاہجہاں ہو گا جس نے اب اپنی عمر کے تیس سال پورے کر لیے تھے اور جو ایسے اعزازات اور مناصب کے ساتھ جو کسی اور شہزادہ کو حاصل نہیں ہوئے تھے تخت نشینی کے لیے تیار کر دیا گیا ہے۔ پوری فکر و کوشش کیا گیا ہے کہ وہ اسی کو اپنا مستقبل کا آقا سمجھے۔ کئی صوبوں میں اور کئی ممتاز فوجی کمانداروں اور فوجی دستوں پر اس نے اپنا اثر قائم کر لیا ہے۔ نور جہاں کا اس سے بہت دنوں تک اور بہت قریبی رابطہ رہا ہے۔ اور اسے پورا احساس ہے کہ شاہجہاں منور اور بہت طاقتور ہے اور جہاں پسندی اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور نیز اس میں حکومت اور اقتدار کی بھرپور صلاحیت ہے۔ وہ جہاںگیر جیسے کمزور اور آرام پسند بادشاہ سے بالکل مختلف قسم کا ہو گا۔ وہ اپنی مرضی کا خود عقیدہ ہو گا اور کسی بھی دغل اندازی کو برداشت نہ کرے گا اور خاص کر نور جہاں جیسی حکم چلانے والی کا ایک ہی سلطنت میں نور جہاں اور شاہجہاں جیسے دو اقتدار پسند افراد کا گذر نہیں ہو سکتا۔ دونوں ایک دوسرے کو خوب اچھی طرح سمجھے ہوئے تھے اور کسی طرح کے مغالطہ کی گنجائش نہ تھی۔ معاملہ بالکل صاف تھا۔ نور جہاں کو کیا تو سیاست سے بالکل کنارہ کش ہو جانا چاہئے اور شاہجہاں کی جگہ کسی ایسے بادشاہ کو بنانا چاہئے جو

(بقیہ حاشیہ... 4) کی واضح شہادت ان مقالات کے انتخابات سے بہتر نہیں ملتی جہاں عدالتیں بنائیں اور بدعنوانیوں کو آرام گاہیں قبر کریں۔

وہ لکھتا ہے: ”میں نے اکثر کشمیر میں محنت لگایا اور چاک اور شالار کے پہلوؤں کا نظارہ کیا۔ چاک جمیل (ڈل) کے قریب دوسرے کنارہ پر ایک پرگنہ ہے۔ شالار جمیل کے قریب ہے جہاں ایک دلکش چشمہ ہے جو پہاڑوں سے نکلتا ہے اور ڈل جمیل میں گرتا ہے۔ میں نے اپنے لڑکے کو حکم دیا کہ وہ یہاں ایک جھربا بنواوے جو دیکھنے میں دلکش معلوم ہو۔ جہاںگیر کی تحیر کردہ عمارتیں شکستہ حالت میں آج بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

نیز دیکھو شالار کی موجودہ حالت کا خوب صورت گلی نقشہ ٹیبل کے جرس میں جلد دوم مقابل صفحہ 117۔

(5) جہاںگیر (راجرس و دیورنچ) جلد دوم صفحات 176، 178، 212، 213، 214، 215، 217، 246، 248۔۔ اقبال نامہ صفحہ 184۔ کٹرالامر اجدول صفحہ 577۔ بادشاہ نامہ عبدالحیہ جلد اول حصہ دوم صفحہ 347۔

اس کی مرضی پر جھک سکے اور اس کا آلہ کار بن سکے۔ اپنی فطری جرأت اور جاہ پسندی کے جذبہ سے اس نے ایک دوسرے طریقہ کا انتخاب کیا۔ مشکلات بہت بڑی تھیں مگر نور جہاں ایسی نہ تھیں جو مشکلات سے خائف ہوتی۔ اس نے اپنے چاروں طرف نظر ڈالی اور جانشینی کے لیے شہریار کو طے کر لیا۔

### شہریار

شہریار جہانگیر کی اولاد میں سب سے چھوٹا تھا اور ابھی اس کی عمر صرف سولہ سال کی تھی اور اس سے کبھی کسی قابلیت کا اظہار نہیں ہوا تھا۔ ہاکنس نے البتہ اس کی شدید درد میں غیر معمولی قوت برداشت کا ذکر کیا ہے۔ مگر یہ اگر سچ بھی ہے تو اس سے کوئی مفید مطلب بات ثابت نہیں ہوتی۔ اس میں کبھی اخلاقی قوت کی نشوونما نہیں ہوئی وہ عظمت حاصل کرنے کا اہل نہ تھا اور نہ اس میں یہ اہلیت تھی کہ اگر عظمت اس سے زبردستی وابستہ کر دی جائے تو وہ اسے نہا سکے۔ جب وہ چار ناچار شہرت کی روشنی میں لایا گیا تو اس کے حلق جو عام خیال تھا وہ ابھر آیا اور ”ناشنی“ کا لقب اس کے ساتھ لگ گیا۔

### اس کی جانشینی کے لیے نور جہاں کی کوشش

بیمہ آلہ کلہ جس کی نور جہاں کو ضرورت تھی۔ خسرو زیادہ قابل اور چلوپند تھا اور عوام میں بہت مقبول تھا اور اس کے ساتھ نور جہاں نے اتنی زیلتیاں کی تھیں کہ وہ اب اس کے کام کا نہیں رہا تھا۔ پر دین سخت شرابیہ شراب کا بندھوٹی نہایت کلہ اور قابلیت سے بے بہرہ تھا۔ اگرچہ چلوپندی اور خرد کے جذبات سے بھر ا ہوا تھا اور جیسا کہ صاف ظاہر ہو رہا تھا وہ جلد ہی قبر میں جانے والا تھا۔ شہریار کی کم عمری تربیت پذیر طبیعت، کمزور ذہنیت اور ضعیف عقل مزاج نے اسے ایک اقتدار پسند خاتون کا آلہ کلہ بننے کے لیے بالکل موزوں بنایا تھا۔ (6)

### نذہبی عنصر

ان ہیر پھیر کی سازشوں اور انقلابی منصوبوں کا فیصلہ تو سیاسی ضرورت کے ماتحت کیا گیا لیکن اس میں قوم و اساتذہ ہی عنصر کا بھی تھا۔ خسرو اپنی تربیت کے لحاظ سے کال نذہبی مساوات کا حامی تھا لیکن (6) نور جہاں کی اپنی لڑکی خسرو سے بیانیے کی جو بڑ جس کی 17-1616ء میں شہرت تھی اور جسے سر طاس رو نے قتل کیا ہے اس کی کوئی خاص نیا نہ تھی۔

12 دسمبر 1616ء کو روئے خط سورت لکھا اس میں یہ ذکر کیا ”سلطان خسرو کی نور محل کی لڑکی سے شادی اور وہ قید سے آزاد ہو جائے گا۔ اور سب جماعتیں اس کا ساتھ دیں گی۔ پھر 21 اگست 1617ء کو اس نے لکھا ”نور محل اور آصف خاں اپنے والد کے مشورہ سے خسرو کے ساتھ صلح اور اتحاد کرنے آئے اور بڑی خوشی سے خسرو کی رہائی کی توقع ہے۔“ 25 اگست کو اس نے پھر لکھا ”آج نور محل اور شہزادہ سلطان خسرو کی نیافت تھی اور جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اتحاد کے حوالہ احتجاج کے بعد خسرو ایک بیوی لے کر آئے گا جس کا مطلب اس کی پوری آزادی اور ہمارے حکمران (خرم) کی تپسی ہوگی“ دیکھو در صفحات 263، 404، 407 ایسے ہی اشادات خطوط موصولہ اور انگلش ریکارڈز افشا میں ملتے ہیں۔ دیکھا دیل جلد اول صفحات 56، 57 میں صاف صاف لکھتا ہے کہ نور محل نے کئی مرتبہ اپنی لڑکی کی خسرو سے شادی کی پیشکش کی اور یہ کہ خسرو کی بیوی نے خود اسے منظور دیا کہ اس رشتہ کو منظور کر لے جس سے اسے آزادی اور علاج و بہبود حاصل ہو جائے گی لیکن اس کی اپنی بیوی سے محبت نے ہمیشہ اس تجویز کو رد کر دینے پر آمادہ کیا۔ یوں ہو کر نور محل نے اپنی لڑکی شہریار سے بیاہ دی۔ ان افواہوں میں صداقت صرف اس قدر ہے کہ شاید نور جہاں نے ایک مرتبہ خسرو کی جماعت سے اتحاد کا خیال کیا ہو گا لیکن یہ جیسی ہے کہ اس نے اس معاملہ کو آگے نہیں بڑھایا۔

شاہجہاں پر جیسے جیسے دن گزرتے گئے سنی عقیدہ کا غلبہ ہو تا گیا اور وہ زیادہ سے زیادہ رائج اعتدیل کی طرف مائل ہو تا گیا اور اپنے شیعہ ساتھیوں سے بیزار ہو تا گیا۔ نور جہاں بھی متعصب تونہ تھی مگر پھر بھی شیعہ تھی اور شیعوں کی حمایت پر زیادہ سے زیادہ بھروسہ کرنے پر مائل ہوتی گئی۔ شاہجہاں کے سنی جتھے کے بڑھتے ہوئے عروج میں ایرانی مفادات نے اپنے لیے خزانہ محسوس کیا۔ بالآخر سنیوں نے اپنے اقتدار کو مسلط ہوتے ہوئے دیکھا۔ اس فضا میں غلط فہمیوں، ناچاقیوں اور چھ میگوئیوں کی پرورش ہوئی۔ طلحہ دن بدن بڑھتی گئی اور بالآخر پرانی گروہ بندی پاش پاش ہو گئی۔

### نئی گروہ بندی

دربار باب تین پارٹیوں پر منقسم ہو گیا تھا جو تین شہزادوں خسرو، شاہجہاں اور شہریار کی طرفدار تھیں۔ جہانگیر کے عہد حکومت کے آخری سات سال کے جوڑ توڑ کا سر رشتہ نور جہاں کی اپنے امیدوار کے لیے راستہ صاف کرنے کی کوشش میں ملتا ہے۔ اس کا یہ انتخاب نامزد اور ثابت ہوا اس لیے کہ اس سے صحیح الحیال افراد کی ہمدردی جاتی رہی۔ شہریار جیسے نا اہل انسان کے لیے کسی کے دل میں الفت یا احترام باجوش و خروش کا جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا تھا مگر نور جہاں اپنے منصوبہ پر برابر کام کرتی رہی۔ اس نے اپنے راستہ سے یکے بعد دیگرے کئی رکاوٹیں دور کیں۔ اس نے ایک کے بعد دوسرے رقیب کو ختم کیا۔ مگر بالآخر اس کی کوششوں کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

### شہریار کی لاڈلی بیگم سے منگنی

سیاسی جماعتوں کے اول بدل کی پہلی علامت دسمبر 1630ء میں ظاہر ہوئی جبکہ شہریار کی منگنی نور جہاں کی شیراز گلن سے لڑکی کی لاڈلی بیگم سے ہو گئی۔ لاہور جیسے جہانگیر کی کشمیر سے واپسی کے لیے نئی عمارتوں سے آراستہ کیا گیا تھا وہیں حسب معمول تزک و احتشام سے یہ رسم منائی گئی۔ بادشاہ نے ایک لاکھ روپیہ کا ہنجر دیا اور ضیافت میں بذات خود شریک ہوا۔

### شادی

اگلے اپریل کے مہینے میں شادی کی تقریب شان و شکوہ اور طعطران کے ساتھ آگرہ میں منعقد ہوئی۔ بادشاہ اور حرم شاہی کی بیگمات لڑکی کے نانا اعتماد الدولہ کے مکان پر گئے۔ قسمت کی نیرنگی یہ تھی کہ جہانگیر نے اپنی اس توقع کو روزنامچہ میں درج کیا کہ یہ شادی ”اس روز افزوں سلطنت کے لیے مبارک ثابت ہوگی“۔ اسی وقت شہزادہ کو آٹھ ہزار ذات اور چار ہزار سوار کے منصب پر فائز کیا گیا اور تحائف و اعزازات کی بارش ہوئی۔ (7)

### نور جہاں کی والدہ کا انتقال

جس خطرناک مہم کو نور جہاں نے شروع کیا تھا اس میں اسے اس بد نصیبی سے دوچار ہونا پڑا کہ

(7) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد دوم صفحات 183، 188، 199، 202، 203۔ اقبال نامہ صفحہ 171۔

وہ اپنے والدین کے تجربہ کار اور قابو میں رکھنے والے اثر سے محروم ہو گئی۔ اس کی والدہ عصمت بیگم کا 1621ء میں انتقال ہو گیا۔ (8) اس کا انتقال اس ضعیف العمر عقیدت شعار شوہر کے لیے صدمہ جاکسل تھا۔ اس کے زخمی دل کو اس کے لڑکے یا لڑکی یا داماد کوئی بھی تسلی نہ دے سکے۔ وہ دن بدن ضعیف سے مضعل ہو تا گیا۔ 1920-21ء کے موسم سرما میں جہانگیر اسے اپنے شہلی ہند کے دورے پر ساتھ لے گیا مگر راستہ میں بھلے دان کے مقام پر وہ بیمار ہو گیا۔ بادشاہ اور ملکہ نے اپنا کاکھڑہ کی طرف کا سفر جاری رکھا۔ لیکن اگلے دن انہیں اس اطلاع پر واپس آنا پڑا کہ اعتماد الدولہ کی حالت خراب ہے اور وہ زندگی سے مایوس ہے۔ اسی روز شام کو دونوں اس کے بستر کے پاس تھے۔ نور جہاں نے بادشاہ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا ”آپ انہیں پہچانتے ہیں؟“ قریب المرگ اعتماد الدولہ نے عرفی کے شعر میں جواب دیا جس کا مطلب یہ ہے

دار زاد اندھا بھی ، اگر یہاں ہوتا  
سو وہ جہان زیب کی عفت کو پہچان لیتا  
چند ہی گھنٹوں کے اندر سب کچھ ختم تھا۔ (9)

### اعتماد الدولہ کا انتقال جنوری 1622ء

اپنے عہد کی ایک سب سے زیادہ نمایاں ہستیوں میں سے ایک کا اس طرح خاتمہ ہو گیا۔ مطلق بے خانما قسمت آزما کی حیثیت سے ترقی کر کے وہ دنیا کی شاندار ترین سلطنت کی اولین منزل تک پہنچ گیا اور ہوشمندی اور عظمت میں اپنا نام چھوڑ گیا۔ اس کا لڑکا اعتقاد خاں اس کی لاش لے کر آگرہ آیا اور جہانپار اس کے باغ میں سپرد خاک کر دیا۔ مشہور ہے کہ نور جہاں نے اس کا مقبرہ خالص چاندی کا بنوانے کی تجویز کی تھی مگر زیادہ پائیدار سنگ مرمر پر راضی ہو گئی۔ یہ عمارت جواب تک موجود ہے اور جس پر اس کا نام نقش ہے۔ کثیر اخراجات سے 1628ء میں مکمل ہوئی۔

### مقبرہ اعتماد الدولہ

مشہور نقاشین فرگوسن نے لکھا ہے یہ دریا کے بائیں کنارے پر ایک باغ میں ہے جس کے چاروں طرف دیواریں ہیں۔ ہر طرف 540 فٹ لمبی ہیں۔ اس کے وسط میں اصل قبر ہے جو مربع ہے اور ہر طرف 69 فٹ کی ہے۔ عمارت دو منزلہ ہے جس کے چاروں گوشوں پر ہشت پہل مینار ہیں۔ جس کے گرد کھلی ہوئی شہ نشیں ہیں لیکن مینار پست ہیں اور عمارت کا عمومی نقشہ اس سے کم حیثیت کی قبروں کے مقابلہ میں اتنا خوشگوار نہیں ہے اگر اسے سنگ سرخ سے بنایا گیا ہو تاخولہ مقبرہ ۱۷۱۰ء کی طرح اس میں سنگ مرمر کی بچی کاری ہوتی تو بھی اس کی طرف توجہ نہ ہوتی۔ اس کی اصلی خوبی یہ ہے کہ ساری عمارت سنگ

(8) جہانگیر (راجس دہیر راج) جلد دوم صفحہ 216۔

(9) جہانگیر (راجس دہیر راج) جلد دوم صفحات 221 تا 223 قبل ماندہ صفحات 187، 188 خانی خاں جلد اول صفحہ 335

خلاصہ التواریخ صفحہ 469۔ گھوڑون صفحہ 55 بلوچین صفحہ 59۔

جہانگیر کے سفر کا مکرہ کے متعلق نیز دیکھو انگلش جیکسیران انڈیا 23-1622ء صفحات 44-53-91-92۔

مرمر کی بنی ہے اور سارے میں پککاری ہے جو اس قسم کی آرائش میں ہندوستان کے اندر پہلی اور شاندار مثال ہے

اعتماد الدولہ کا مقبرہ اس قسم کے سنگ مرمر کی چچی کاری کا پہلا اور یقیناً کمترین کامیابی کا نمونہ ہے۔ اکثر نقوش جہاں بتائے گئے ہیں وہاں کے لیے موزوں نہیں ہیں اور فاصلے ہمیشہ مناسب نہیں ہیں۔ لیکن دوسری طرف اس کی کھڑکیوں کی سنگ مرمر کی چالی دار سلیس، فتح پور سیکری میں شیخ سلیم چشتی کے مزار کے مشابہ ہیں۔ اس کی سنگ مرمر کی دیواروں کی خوشنائی اور اس کی آرائش کے شوخ رنگ اتنے حسین ہیں کہ ان کا نقص شاہجہاں کی عمارتوں سے مقابلہ کرنے پر ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ (10)

اعتماد الدولہ کے سارے اعزازات نقارہ، شہنائی، اختیارات سب نور جہاں کو دے دیے گئے۔ اگر وہ مصعب اردوں کے زمرے میں شامل ہو سکتی تو اس کا منصب بیس ہزار کا ہوتا۔

### جٹھا ٹوٹ گیا

وہ جٹھا جس نے دس سال سے لوہر سلطنت پر حکمرانی کی تھی، بالآخر ٹوٹ گیا۔ اعتماد الدولہ ختم ہو چکا تھا اور نور جہاں اور شاہجہاں ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ آصف خاں دل سے اپنے دہلا کا ہمدرد تھا اور اپنی بہن کے دہلو کے عروج کا مخالف تھا مگر اپنے خیالات دل ہی میں رکھتا کہ یہ لوگ اسے نقصان نہ پہنچائیں۔ وہ بظاہر یلہ شاہ اور ملکہ کا طر فدار رہا اور ملکہ کی چاہ پسندی پر آخری ضرب لگانے کی جرأت کو محفوظ رکھا۔

(10) فرگوسن ہسٹری آف انڈین آرکیالوجی جلد دوم صفحات 307، 306 مہد اللطیف کی آگرہ صفحات 182، 184، کتی کی آگرہ۔ مرے کی ہند بک فڈ بکال 1882ء ایڈیشن) صفحات 294، 295۔

## چودھویں باب کا ضمیمہ

(1)

جہا نکیر کا سفر آگرہ سے کشمیر تک

سہ ماہی	دن	مقام
13 / شہر پور	جمعرات	نور منزل
16 / 13	...	نور منزل میں قیام
"	جمعرات	سکندرہ
3 /	...	اگلی منزل
"	جمعرات	بند رابین
8 /	یکشنبہ	دہلی سے رواجی
16 /	جمعہ	پرگنہ کیرانہ
21 /	جمعرات	اکبر پور سے رواجی
5 / بہمن		

یہاں تک 34 دن سفر میں اور 17 دن قیام۔ کل ملا کر 70 دن۔

سہ ماہی	دن	مقام
5 / 11 بہمن	جمعرات یا چار شنبہ	مسلسل سفر
3 /	جمعرات	کلا نور
28 /	دوشنبہ	جہلم کے کنارے کروچی میں
4 / 1 سفندرموز	سنچر	روہتاس
14 /	سہ شنبہ	حسن ابدال

اکبر سے حسن ابدال 178 میل تھا اور جہا نکیر نے اسے 69 دن میں طے کیا جس میں 48 سفر کے اور ۲۱ دن قیام کے تھے۔





## جہانگیر کا واپسی کا سفر کشمیر سے آگرہ

کشمیر جانے اور آنے کے سفر کے متعلق دیکھو نقشہ نمبر 1 کے جڑس جلد دوم میں

مقام	دن	سزائی
سری نگر سے رداگلی اور پام پور میں قیام	دوشنبہ	27/ مہر
خان پور	جمعہ	کیم آباد
کلام پور	سنچر	2
پیر پور	دوشنبہ	4
پوشانہ	سہ شنبہ	5
بہرام گولا	چہار شنبہ	6
تھانہ	جمعرات	7
راجور	جمعہ	8
نوشہرہ (1)	یکشنبہ	10
چوکی ہٹی (1)	دوشنبہ	11
بھیم	سہ شنبہ	12

شاید یہاں ایک غلطی ہو گئی ہے چوکی ہٹی موجودہ سرائے چنگیز کو شاید نوشہرہ سے پہلے آتا چاہئے جہانگیر کے سفر کا حال کے سیاہوں کے سفر سے مقابلہ کرو جیسا کہ نمبر 1 کے اپنے جڑس کے جلد دوم صفحات 21 و 2 میں دیا ہے۔

مقام	دن	سزائی
گیر جھک کی طرف رداگلی	سنچر	16/ آباد
سفر	سنچر تا جمعرات	16/ 21
مٹھیالا کے شکار گاہ میں شکار	دوشنبہ	25
جہانگیر آباد	جمعرات	5/ آذر
ضمیمہ شوق باز کا باغ	جمعہ	6
لاہور میں داخلہ	دوشنبہ 20/ نومبر 1920ء	9
لاہور میں قیام		9/ 20
جہانگیر کا قیام	چار دن	....

سنہ الٰہی	دن	مقام
21 ر آذر	اتوار	اگلا کیپ لاہور سے روانہ
4 ر دے		جہانگیر کی لاہور سے رواجی نور نوشہرہ میں قیام
6 ر		راجہ نوڈر مل کے تالاب کے کنارے
10 ر / 1		دریائے گوندوالی پر قیام
13 ر دے		قیام
13 ر / 17 ر	..	نور سراے
21 ر		قیام
21 ر / 23 ر		سرہند کے باہر
کیم بہمن	جمعرات	شہر مصطفیٰ آباد کے جوار میں
7 ر		اکبر پور
8 ر		پرگنہ کیرانہ
1 ر / 3 ر / 8		دہلی
21 ر / 22 ر		سلون گڑھ میں قیام
23 ر		شیشے تالاب کے کنارے
22 ر / 30 ر	سنیچر	سلون گڑھ کے جوار میں شکار وغیرہ
کیم اسفند ر سوز		سلون گڑھ سے رواجی
3 ر / 9 ر		بندر امین
10 ر		گوکل
11 ر		باغ نور افغان
11 ر / 13 ر		باغ میں قیام
14 ر		آگرہ

لاہور سے آگرہ تک کا سفر 70 دن میں طے ہوا۔ (49 دن سفر اور 21 دن قیام) (حصہ دوم صفحہ 197) میں دوبارہ اور دو دن کا سفر غلط لکھا ہے۔

## پندرھواں باب

### دوبارہ دکن میں

#### سلطان خسرو کی وفات

#### مغل فوجوں کی ناکامیاں

جیسے ہی دکن میں جہانگیر اور شاہجہاں کا بیٹھا ہوا وہاں کی سرحد پر پہلے جیسے حالات پیدا ہو گئے۔ مغل فوجی افسران آپس کی شکمش اور الزام تراشیوں میں لگ گئے۔ ملک حبی نے بیجاپور اور گولکنڈہ سے اتحاد کر کے ایک جھٹایا لیا اور اپنے مرادستوں کو طلب کر کے پوری ساتھ ہزار کی فوج جمع کر لی 1620ء میں اس معاہدہ کو ختم کر دیا جو بزور قوت اس پر عائد کیا گیا تھا اور جس سے اس کی قوت میں کوئی رخنہ نہیں پڑا تھا۔ اس نے طوقان کے سامنے گردن جھکا دی تھی مگر اب پھر سر اٹھایا۔ اسے بہترین موقعہ بھی مل گیا وہ وہ سیلاب کی طرح مغل فوجوں پر ٹوٹ پڑا۔ بخترخاں کو قلعہ کے اندر بھاگ کر محصور ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔ دوسرے مغل سردار داراب خاں کی فوج سے ملنے کے لیے پیچھے بچے جن کا مراد سالار نے سختی سے تعاقب کیا۔ تین آٹے سامنے کی لڑائیاں ہوئیں اور سب میں مغلوں کو فتح ہوئی مگر ایسے غنیم کے مقابلہ میں اس قسم کی فتوحات سے کام نہیں چل سکتا تھا۔ مغل چوکیوں پر یکے بعد دیگرے غنیم کا قبضہ ہوتا گیا یہاں تک کہ لڑائی کے شروع ہونے سے تین ملہ کے اندر احمد نگر اور برار کا بیشتر حصہ اپنے سابق قاضوں کے پاس چلا گیا۔ مغل فوجیں رد بہن گڈھ درہ سے ہو کر پسپا ہوئیں اور بالا پور میں جمع ہوئیں جہاں یہ پتہ چلا کہ ہر جہانی دشمن سے وہ کسی جگہ محفوظ نہیں ہیں۔ بالا پور کا قریب و جوار پورے طور پر لوٹ کر چل کر دیا گیا۔ مغل فوجیں اور پیچھے ہٹیں اور اب دو بدو جنگ کی صورت پیدا کر کے دکنوں کی ایک پہلے سے بڑی فوج کو شکست دے دی اور ان کے کیمپ کو تاراج کر دیا۔ لیکن جیسے ہی مغل فوج اپنے کیمپ کو روانہ ہوئی اور اس پر چاروں طرف سے حملہ ہو گیا اور کئی آدمیوں کی قربانی کے بعد وہ اپنے کیمپ تک پہنچ سکی۔ بالا پور کو اب محاصرہ کی ساری مصیبتوں کا سامنا تھا۔ خطرے اور سامان کی کمی سے بکثرت لوگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ غنیم کی روزانہ بڑھتی ہوئی قوت اور کسی طرف سے کمک نہ آنے پر باجوہ کی وجہ سے مغل فوجیں شمال کی طرف اور پیچھے ہٹ کر برہان پور کے قلعہ میں پہنچ گئیں۔ دکنوں نے تعاقب کیا اور خود برہان پور کا محاصرہ کر لیا اور گرد و پیش کا سارا علاقہ غنیم کے ہاتھ میں چلا گیا جس نے زبدا کو عبور کر کے خود مانڈو کے گرد کے علاقہ کو تاراج کر دیا۔ اگر رسد کی دافر مقدار پہلے سے جمع نہ کر لی گئی ہوتی تو مغل فوجیں قاتل سے تنگ آکر ہتھیار

ڈالنے پر مجبور ہو گئی ہو تیں لیکن موجودہ صورت میں وہ چھ ماہ کے محاصرہ کو جمیل گئیں۔ (1)

### شاہجہاں کو دکن جانے کا حکم

خان خاناں نے ملک بھیجنے کی اشد ضرورت پر بار بار صدر مستقر سے استدعا کی تھی۔ اب جہانگیر نے شاہجہاں کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوجیں لے کر دکن جائے لیکن اس کی فوج کے بہت سے آدمی کاغذ کے محاصرہ میں لگے تھے اور اس قلعہ کے فتح ہو جانے کے بعد بھی سیاسی صورت حال کے متعلق اسے جو اندیشے تھے ان کی وجہ سے وہ اپنی روانگی ملتوی کر تا رہا۔

معاملات نازک ہوتے جا رہے تھے مگر شاہجہاں نے اپنی روانگی کے متعلق یہ شرط لگائی کہ اس کا بھائی خسرو اس کے حوالے کر دیا جائے۔ شاہجہاں کو اپنی قوت معلوم تھی۔ وہ سلطنت کا سب سے بڑا فوجی کماندار تھا اور دوسروں کے مقابلہ دکن کے حالات سے زیادہ واقفیت رکھتا تھا۔ اس کی شہرت اور وقار کی فوج میں جان اور دشمنوں پر رعب بٹھانے کے لیے ضرورت تھی۔ اسی کے ساتھ وہ خود اپنے خطرات سے بھی باخبر تھا۔ دارالسلطنت سے اس کی غیر حاضری پر اسے محروم کر دینے کا زہرین موقع ہاتھ آجائے گا۔ وہ روانگی سے صاف انکار تو نہیں کر سکتا تھا اس لیے کہ اس کا مطلب بغاوت ہوتا۔ لیکن اس نے یہ تہیہ کر لیا کہ کم از کم اپنے ایک رقیب کو بطور یرغمال اپنے ساتھ لے جائے۔ پرانے امرا میں ابھی کچھ خسرو کے طرفدار تھے۔ عوام میں وہ بہت ہر دلعزیز تھا اور وہ شہریار کی طرح بے وقوف بھی نہ تھا۔ اگر جہانگیر کی نازک صحت نے جواب دیا تو یقیناً خسرو کے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا جائے گا۔ مزید برآں اس کا بھی امکان تھا کہ نور جہاں اس کے ساتھ عادی طور پر اتحاد کر لے جس کی افواہیں گذشتہ چار سال سے اڑ رہی تھیں۔

### خسرو ساتھ کر دیا گیا

جہانگیر کا اپنے بڑے لڑکے کو اس کے رقیب کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا یقیناً بہت ہی ناگوار ہو لیکن نور جہاں کو یہ صورت حال ناپسند نہ ہوئی کہ اس کے دور قیام میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ خاتمہ ہو جائے۔ اگر سرطاس رو کچھ دنوں اور دربار میں رہتا تو ہمیں پتہ چلتا کہ حرم شاہی میں کتنا داؤدایا اور سوگ برپا ہوا ہو گا اور عوام پر کتنا خوف طاری ہوا ہو گا۔

لاہور میں شاہجہاں جہانگیر سے رخصت ہوا۔ دونوں کو اس کے بعد پھر کبھی ملنا نصیب نہ ہوا۔

### جنگی کارروائیوں کا آغاز

1620-21ء ایک ہزار احمادی، ایک ہزار ترک بندوچی، پانچ ہزار توڑے دار بندو قوں والے سپاہی، 650 منصہ اور ان کے ہزاروں اہل عملہ اور توپخانہ اور ہاتھیوں کی کثیر تعداد کے ساتھ شہزادہ دکن کی طرف روانہ ہوا۔ اوچین میں اس نے پانچ ہزار رسالہ کا ایک دستہ الگ کر کے مدار الہام خواجہ ابو الحسن کی ماتحتی میں روانہ کیا کہ ماٹو کے قرب وجوار میں مراٹھوں کا امتیصال کرے۔ اس فوج نے ماٹو کی

(1) جہانگیر (راجس و پورسج) جلد دوم صفحات 155، 157، 188، 190، 206، اقبل نامہ صفحہ 181۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 314۔ انگلش ٹیکسٹریز ان انڈیا 1618-21ء صفحات 207، 210، 211، 217، 287، 333۔ بحوالہ خصوصاً جگہ کی وجہ سے تہذیبی کاروبار میں غلط۔ گھنڈون صفحات 50-52۔

قلعہ بند فوج کی مدد لے کر مراٹھوں کو مار بھگایا اور ان کا تعاقب کر کے سخت ہلاکت برپا کی اور انہیں زبردستی کے پار بھگا کر شاہجہاں کے حکم کے بموجب دریا کے جنوبی کنارے پر ذریعہ ڈال دیا۔ شہزادہ خود پوری فوج لے کر پہنچ گیا اور تیزی کے ساتھ برہانپور کی طرف بڑھا۔ دکنی خوف زدہ اور سرعوب ہو کر محاصرہ سے دست بردار ہو گئے۔ شاہجہاں نے جتائے مصیبت قلعہ بند فوج اور خود اپنی تھکی ہوئی فوج کو نو دن آرام لینے کا موقع دیا اور پھر چالیس ہزار فوج لے کر روانہ ہو گیا۔

دکنیوں نے راہ فرار اختیار کی اور احمد نگر کے نئے دارالسلطنت کھڑکی تک ان کا تعاقب کیا نظام شاہی فرمانروا اور اس کے اہل خاندان مغل فوج کے ہاتھ آ گئے ہوتے مگر دور اندیش ملک عمر نے یہ نظر احتیاطاً انہیں ایک ہی رات پہلے دولت آباد کے قلعہ میں روانہ کر دیا تھا۔ کھڑکی میں شاہی افواج نے تین دن قیام کیا اور شہر کو مع ان خوبصورت عمارتوں کے جو گزشتہ عمارتوں کے جو گزشتہ بیس سال میں تعمیر ہوئی تھیں توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ یہاں سے شاہی فوج احمد نگر کی مخلصی کے لیے روانہ ہوئی۔ جہاں خنجر خاں رسد کی کی کی وجہ سے جتائے مصیبت ہونے کے باوجود بڑی بہادری سے جہاد کیا تھا۔ یہ فوج ابھی پن تک پہنچی تھی کہ ملک عمر نے جو دولت آباد میں خیر زن تھا اور قلعہ اس کی پشت پر تھا اور دلدل سامنے تھا۔ قبول اطاعت کی پیش کش کی۔ شاہجہاں سیاسی وجہ سے لڑائی جلد سے جلد مناسب موقع پر ختم کر دینا چاہتا تھا۔ مزید برآں اس کی فوج نے برہانپور میں جو رسد کا سامان لیا تھا اس کا بیشتر حصہ صرف ہو چکا تھا اور علاقہ میں جو تباہ کاری کی گئی تھی اس کی وجہ سے فوج میں فاقہ کی نوبت آ چلی تھی۔ عین اس وقت یہ خبر آئی کہ دکنیوں نے خوف زدہ ہو کر احمد نگر کا محاصرہ اٹھا دیا ہے۔

## صلح

چنانچہ شاہجہاں صلح کرنے پر اور غنیمت کو تسلیاً نرم شرائط پر چھوڑ دینے کے لیے آمادہ ہو گیا۔ سارا شاہی علاقہ جو گزشتہ دو سال میں دکنیوں نے فتح کر لیا تھا اور چودہ کوس کا ممتد علاقہ مغلوں کے حوالہ کیا جائے اور پچاس لاکھ روپیہ بطور خراج دیا جائے۔ اٹھارہ لاکھ بیجاپور سے، بارہ لاکھ احمد نگر سے اور بیس لاکھ گوکنڈہ سے۔ ایک کلک کا دستہ اور کچھ رقم خنجر خاں کو بھیجی گئی اور بارش ختم ہونے پر شہزادہ نے برہانپور کی طرف کوچ کیا۔ (2)

جس شاندار طریقہ سے دکن کا معاملہ چھ مہینے سے کم کی مدت میں فیصل ہو ا اس سے شاہجہاں کے اعزاز اور وقار میں بہت اضافہ ہو گیا لیکن جو صورت حال تھی اس کے لحاظ سے پائیدار صلح کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ دکنی ایک مرتبہ پھر طوفان کے دباؤ سے جھک گئے تھے مگر بہت نہیں ہارے تھے۔ مغلوں سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ جارحانہ منصوبوں سے باز آجائیں گے اور نہ دکنیوں سے یہ امید کی جاسکتی تھی کہ وہ بغیر شدید جدوجہد کے اپنی آزادی سے دست بردار ہو جائیں گے۔ مراٹھوں کے عروج نے ایک نیا عنصر پیدا کر دیا گیا تھا اور کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس پیچیدہ صورتحال پر اس کا کیا اثر ہو گا۔

## بادشاہ کو فتح کی خبر ملی 1621ء

لیکن اس وقت فاتح کے کیمپ اور سارے ملک میں خوشیاں منائی گئیں۔ شاہجہاں کا دیوان افضل حاکم جو اپنے آقا کی فتوحات کی خبر بادشاہ کے پاس لے گیا اسے انعام میں ایک خلعت ملی اور ایک ہاتھی، ایک مرصع قلعہ ان دیا گیا، خنجر خاں کو چار ہزار ذات اور ایک ہزار سوار کا منصب دیا گیا۔ دوسرے بیس افسروں کو خلعت اور اعزاز سے سرفراز کیا گیا۔ خواجہ ابوالحسن چند مہینوں میں دیوان اعلیٰ کر دیا گیا۔ خود شاہجہاں کو ایک قیمتی یا قوت کی کلفتی دی گئی جو شاہ ایران کی دی ہوئی تھی اور ایک شاندار گھوڑا دم و تن نامی جو شاہ ایران کو ترکی کے مال قیمت میں ملا تھا۔ (3)

اگلے چند مہینے شہزادہ نے دکن میں صرف کیے اور ملک جو حال ہی میں دشمن کے ہاتھوں بری طرح چاہ ہوا تھا اسے پھر سے آباد کرنے اور خود اپنی قوت مستحکم کرنے میں لگا رہا۔

یہیں پر اس نے اگست 1621ء میں جہانگیر کی اندیشہ ناک بیماری کی خبر سنی۔ تھوڑے ہی دن بعد اس نے برہان پور میں اپنے بڑے بھائی خسرو سے نجات حاصل کی اور اس کی موت کو کچھ دنوں پوشیدہ رکھا اور پھر یہ اعلان کیا کہ اس کا انتقال درگاہ کی بیماری میں ہوا۔ (4)

(3) جہانگیر (راجس و پور راج) جلد دوم صفحات 205 تا 211، 228 اس کلفتی کی تفصیل کے لیے دیکھو جہانگیر (راجس و پور راج) جلد دوم صفحات 195 و 196۔ اقبل نامہ صفحہ 178۔

(4) جہانگیر (راجس و پور راج) جلد دوم صفحہ 228 میں صرف اس قدر ہے کہ اسی زمانہ میں (یعنی 4 اور 19 افسندرموز کے درمیان) فرم نے یہ اطلاع دی کہ "اسی ملہ کی میں تاریخ کو (نہ کہ 8 تاریخ کو جیسا کہ قزک کے مطبوعہ متن میں ہے) خسرو کا درگاہ کی پندی میں انتقال ہو گیا۔" اقبل نامہ 191 میں بالکل یہی لکھا ہے کہ دونوں میں سے کسی نے اس واقعہ کے مہینہ کا قیمن نہیں کیا ہے۔ پور راج (راجس و پور راج) جلد دوم صفحہ 228) نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مہینہ بہمن کا تھا یعنی افسندرموز سے پہلے۔ بہمن 22-1622ء (جیسا کہ پور راج نے حساب لگایا ہے۔ 29 جنوری 1622ء کے مطابق ہے۔ برہانپور کا خط مورخہ 5 فروری جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے کاغذات میں محفوظ ہے اور جس کا پور راج نے ایڈورڈ فاشر کی سند سے (جرنل آف رائل انڈیا سوسائٹی 1907ء صفحہ 602) حوالہ دیا ہے اس میں خسرو کی موت کو حال کا واقعہ بتایا گیا لیکن یہ اس لحاظ نظر سے متنبہ نہیں کہ واقعہ دیا نہیں ملے جیسا کہ ہے۔

سبز پور راج کی اس دلیل سے (جرنل رائل انڈیا سوسائٹی 1907ء صفحہ 599) کہ اس بات کا کوئی مستند ثبوت نہیں ہے کہ خسرو کو زہر دیا گیا اگلا گھونٹ دیا گیا مجھے اتفاق نہیں ہے۔ اس معاملہ میں جہانگیر یا مستند خاں سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا جہانگیر کو کسی ایسے شخص کا شاید یقین نہ کہ جس کی ضروری ذمہ داری ہلا خراسی کی قمر پائی اور مستند خاں شاہجہاں کا درباری تھا۔ خانی خاں جس کی اس ذمہ داری سے مطوعات تک رسائی تھی جواب کم ہو گئے ہیں اس کا بیان ہے کہ شاہجہاں نے خسرو کو قتل کر دیا۔ یہ یقین کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسے شاہجہاں سے نصب تھا اور اس کے خلاف ہر قسم کی افواہ پر یقین کرنے پر آمادہ تھا۔ تاہم نصب شہی (جس کا حوالہ تل نے اپنی اور ٹیلر ہائیگر انجیل ڈشتری کے صفحہ 220 پر دیا ہے) اس میں بھی یہی ہے کہ اس ایک شخص کی مرضی سے شاہجہاں کے حکم سے خسرو کا گھونٹ دیا۔

مستند رائے عامہ کا اتفاق یہی یقین تھا کہ شاہجہاں خسرو کے قتل کا مجرم تھا۔ چنانچہ ڈی لانت کا بیان (جس کا خلاصہ وی لے اسٹو کی ہائسٹوری آف انڈیا صفحہ 358 میں ہے) یہ ہے کہ اس وقت شاہجہاں نے جو برہانپور میں آرام لینے کے لئے غمخوار تھا اس کی بدنامی کے اپنے بھائی کو قسم کرنے کی کوشش کی۔ خان خاں اور دیگر امرا کی چشم پوشی سے وہ 5 مارچ چلا گیا تاکہ موقعہ واردات سے دور رہے۔ غلام سکی راجا جو اس کام پر مقرر کیا گیا تھا اس نے رات کی ایک تاوت گزری میں شہزادہ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور یہ پہلے کیا کہ اس کی آزادی کے لیے بادشاہ کا حکم لایا ہے۔ جب شہزادہ نے دروازہ کھٹکھٹے سے اٹھ کر تازہ بردستی کھولا تو شہزادہ کا گھونٹ دیا گیا اور لاش جہاں پڑی تھی وہیں چھوڑ کر دروازہ بند کر دیا گیا۔ اس کی دوا دروازہ سے بعد محبت کرنے والی بیوی نے صبح کو جب اسے دیکھا اور شور سے دولا بھلیا۔ شاہجہاں نے اپنے درباروں کی دستخطی تحریر سے

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر...)

اس طرح ایک اپنے عہد کی سب سے زیادہ قابل رحم ہستی کا خاتمہ ہو گیا۔ عوام کے خیالات انسانیت اور شہزادگی کی تمام خوبیاں اس سے منسوب کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ صرف ایک بیوی پر قانع

(باقی حاشیہ 4....) غلط اطلاع جیسی مگر نور الدین غلی نے بادشاہ کو صحیح واقعہ بتایا اور جہانگیر بظاہر بہت رنجیدہ ہو۔ ایک انگریز کتبہ کی غلطی کے ملازم نکولاس بیٹکم کا خط برہانپور سے جو اس نے 5 فروری 1622ء کو سورت کے کارخانہ کو لکھا اس میں ایسے ایک ہنگامہ کا ذکر ہے کہ جو یکایک خسرو کی موت پر رونما ہوئے جس کے بارے میں طرح طرح کی افواہیں ہیں خرم اس وقت کئی کوس کے فاصلہ پر تھار میں گیا ہوا تھا۔ (انگلش فیکلر براؤن 23-1622ء صفحہ 30)

ایک اور خط مورخہ 23 فروری 1622ء میں اس افواہ کی اطلاع ہے کہ بادشاہ نے اسے اور حکیم عظیم الدین اور بکرم جیت کو اپنے لڑکے خسرو کی موت کے سلسلہ میں طلب کیا تھا یعنی غیر یقینی افواہیں پھیلی ہیں اس شہزادے کو لوگوں کے خیالات کا خوف نہیں ہے۔ (ایضاً صفحہ 41)

ایک خط رابرٹ بلس لور جان ہار کا سورت کے کارخانہ کے نام مورخہ 23 فروری 1622ء میں صاف صاف لکھا ہے کہ حال میں سلطان خسرو کے قتل کا ذکر ہے جس سے وہاں اور نیز یہاں آگرہ میں کچھ غوغا ہے (ایضاً صفحہ 44) ولیم میجر لڈ، میجر ڈیوک، فرانسس فلور نے مچلی ہلم سے 10 مارچ 1622ء کے سورت کے کارخانہ کے نام خط میں لکھا ہے کہ ”یہاں تازہ ترین خبر یہ ہے کہ سلطان خرم نے اپنے (سب سے بڑے بھائی کو قتل کر دیا لیکن ہمیں یہ علم نہیں کہ کس طرح قتل کیا) (ایضاً صفحہ 59)

طاس رشل گائر جیس لور جوزف ہانکلس نے سورت سے اپنے صدر لور کو نسل کو 17 مارچ 1622ء کو اپنے خط کے آخر میں یہ لکھا:

ان تمام غیر متوقع اسباب میں اس مشتبہ واقعہ اور بناوٹ کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے جو ملک میں بادشاہ کے سب سے بڑے لڑکے کی موت سے ملک میں پھوٹ پڑے جو بادشاہ کی دور دراز سفر میں غیر موجودگی کے زمانہ میں واقع ہو کہ برہانپور میں خرم نے اپنے بھائی کا گھاکھونٹ دیا۔ (ایضاً صفحہ 65)

مچلی ہلم کے فلور نے اپنے 30 جون 1622ء کے خط میں صدق ولانہ غیض کے ساتھ خسرو کی غیر فطری برادر کشی کا حوالہ دیا ہے۔ (ایضاً صفحہ 98)

نکولاس بیٹکم نے احمد آباد سے سورت کے کارخانہ کو 30 جون 1633ء کے خط میں پورے یقین کے ساتھ بادشاہ کے سب سے بڑے لڑکے کے قتل کا حوالہ دیا ہے جس نے بادشاہ کے حراج کو بہت بدحوہ کیا۔ (ایضاً صفحات 244 و 245)۔

پہلی ڈیلاویل نے 1623ء میں بظاہر عام افواہ کی سند پر لکھا ہے

جب اس نے (خرم) نے خسرو کو اپنے قبضہ میں حاصل کر لیا تو وہ اپنی حکومت پر گیا اور وہاں اسے عزت کے ساتھ سال دو سال رکھا لیکن بعد میں اس کا ارادہ تھا کہ سلطنت کی چاشنی کے سلسلہ میں اسے رستہ سے ہٹا دے تو اس نے اپنی غیر موجودگی میں (جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں) اسے زہر ملا کر گوشت بھیجا اور اپنے بعض ماتحت خسروں کو مقرر کیا کہ جس طرح ممکن ہو سکے مناسب یا غیر مناسب طریقہ سے اسے یہ گوشت کھلا دیں۔ ان خرم ان نے حکم کی تعمیل کی لیکن ان کے اس گوشت کھلانے کے اثر پر سلطان خسرو کو شہ ہو اور اس نے گوشت کھانے سے قطعی انکار کر دیا اور صاف صاف کہا کہ اسے زہر دیا جا رہا ہے اور جیسا کہ شاید ان خسروں کو حکم دیا گیا تھا وہ اس پر چڑھ بیٹھے۔ خسرو نے بڑی بہادری سے مدافعت کی لیکن اسے زمین پر گر کر ایک کمان کی تانت سے اس کا گھاکھونٹ دیا گیا۔ دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ سلطان خرم نے علانیہ اسے خود اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ بہر حال جو صورت ہو سلطان خسرو کا انتقال اپنی موت سے نہیں ہو بلکہ زبردستی جان لی گئی اور سلطان خولہ لور است یا واسطہ اس کا قاتل ہے۔ (ڈیلاویل جلد اول صفحہ 58) پیٹر منڈی نے (سفر نامہ جلد دوم صفحات 104 و 105) میں یہ تحریر کیا

”برہانپور میں اسے ایک کر دیا گیا اور ایک بیٹی، ایک دربان اور ایک نوکر لائی اس کی خدمت لور کپڑے پہنانے لور کھانا کھلانے پر مقرر کی گئی۔ پلٹا خرم اپنے بھائی سلطان خرم کے حکم سے اسے ختم کر دیا گیا۔ سلطان خرم کے آگے کار و شاہزادہ وغیرہ اس کے کمرے پر گئے لور پہلے دربان کو قتل کیا جس نے انہیں اندر جانے سے روکا تھا اور پھر زبردستی اندر گھس کر اس پر حملہ کر دیا جبکہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ خسرو نے حملہ آوروں میں سے ایک کا آفتابہ مار کر خاتمہ کر دیا مگر دوسرے اس پر چڑھ دوڑے اور اسے بے قابو کر کے بڑی بے رحمی سے ایک رسی سے گھاکھونٹ دیا اور اس طرح جہانگیر کے سب سے بڑے لڑکے کا (بقیہ خاتمہ ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی کے علاوہ کسی لور عورت کی طرف نہیں دیکھا تھا اور اس بیوی سے ایک لڑکا تھا جس کا نام باقی تھا۔

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر .

(حاشیہ....4) اپنی زندگی میں بہت ہر دلعزیز قہار مرنے پر اس کا جوا غم متلیا گیا۔

ہر برت نے شاید ڈی لائٹ کی سند پر لکھا ہے اور اس کا بیان ہے کہ "شاہجہاں کی عدم موجودگی مددش کا ایک فرد جس جس کے مطابق خان خاناں نے" رضیادارچہ باغ اور "تقصیقات کیا کہ رات کے وقت اس کا گھوٹ دے (چند سال کے سفر

۱۶۳۸ء صفحہ ۸۰)

آخر میں لیکن کافی اہم رجحان بد نہیں ہیں جن میں قرم کو خسرو کے قتل کا مجرم قرار دیا گیا ہے جھڑی کھیات کامیان ہے۔ "اسی سال سہت ۱۶78ء کے چھان کے اندر سے پاکہ میں رات کے وقت برہان پور میں شہزادہ قرم) شہزادہ خسرو کو جو قید میں تھا قتل کر دیا اس واقعہ کی اطلاع دی گئی تو وہ بد مزاج ہو۔"

یہ بات واضح ہے کہ شاہجہاں نے خضرو کے قتل کی کامیاب سازش کی اگرچہ اس میں خود اپنی شرکت کو چھپانے کے لیے وہ اس دن برہان پور سے دور مظفر پلا کیلوار ظاہر یہ کیا کہ شہزادہ کا انتقال درد گردہ کی بیماری میں ہوا مگر ہر سو جہانگیر کو اس واقعہ کی صحیح تفصیل معلوم ہو گئی اور وہ کچھ در کے لیے بہت متحکم ہو اور عوام الناس کو اصل صورتہ واقعہ کے متعلق کبھی

دلائل سرحد کی ہشتری پر آف فورگ زب جلد سوم صفحہ 55) الفطرن کی رائے اگرچہ ہمیں آسانی سے یقین نہیں آتا کہ جو

زندگی کی سادہ جرم سے دلغہ نہ ہوئی ہو وہ اسے علمین جرم سے دلغہ نہ ہو " شاہجہاں کی صفائی میں کوئی مقولہ دلیل نہیں ہے اپنے والد کے انتقال پر اپنی باضابطہ تخت نشینی پر اس نے عین اللہ والدہ آصف خاں کو ایک فرمان بھیجا کہ مناسب ہوگا کہ دہلی میں خرد کلا کو اور اس کا باشندہ یعنی شہر دار کو غنیمت دہاں کے لئے کہ یہ اس دن سے قسماً کر دے جائے۔ اقبل نامہ 300

(ایبٹ وڈافون سنہ جلد ششم صفحہ 438) نیز بادشاہ نامہ جلد اول صفحہ 330 بادشاہ عباس کے مہدی کوئی اور تاریخ جو شخص اپنے پرے  
افتداری کی مخالفت میں دیوار بخش چھے لڑکے کو اپنے لیے اچھا خطرناک سمجھے وہ مذہب کی حالت میں اس شخص کے لیے جو واقعی  
خطرناک قتلہ ہو کر کم کے جذبات کہیں کہہ سکتا تھا؟

(5) یا دوہل (جلد اول صفحات 56، 57) نور جہاں کی اپنی لڑکی کی شادی خسرو سے کرنے کی پیش کش کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: "جس زمانہ میں وہ قید میں تھا اور بلالہ پیام بھیج کر اس سے کہا گیا کہ اگر وہ نور محل کی لڑکی سے شادی کرے تو وہ نور اہرام ہو جائے لیکن وہ اس پر راضی نہ ہوا حتیٰ کہ اس کی بیوی بھی جو اس سے محبت کرتی تھی اور وہ خود بھی اس سے محبت کرتا تھا اور اس

نے جیل خانہ میں خدمت مہر کی حیثیت سے اس کے ساتھ رہنے کی اجازت حاصل کر لی تھی اور جب تک وہ قید رہا اس کے ساتھ رہی۔ اس نے بھی مسلسل صبر کیا کہ نور علی کی لڑکی سے شادی کر لے تو تمام معیبتوں سے نجات مل جائے اور وہ خود محض خدامہ کی حیثیت سے رہنے پر راضی ہو جائے گی بشرطیکہ وہ اسے آزاد اور خوش حال دیکھ لے مگر خسرو دیکھی راضی نہ ہوا۔



ہوئی۔ شاہجہاں کے بیان پر یقین کر لیا اور کسی قسم کی سرکاری کارروائی نہیں کی۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ اس واقعہ سے سخت برافروختہ تھا اور نور جہاں کو اس زریں موقع سے فائدہ اٹھانے کا خاص موقع حاصل ہو گیا۔ اس نقطہ نظر سے یہ خونین کارنامہ صرف محض ایک جرم تھا بلکہ ایک شدید ظلمی جس کے ملک کا نیک مدت اور شاہجہاں کی پیشانی پر رہا۔

### خسرو کا مقبرہ

خسرو کی لاش جلدی سے برہان پور میں دفن کر دی گئی لیکن چند ماہ بعد مئی 1622ء میں جہانگیر کے حکم سے وہاں سے نکال کر (6) آگرہ لائی گئی جہاں وہ 20 جون 1622ء کو پہنچی (7) اور وہاں سے اسے الہ آباد پہنچایا گیا۔ (8) جہاں وہ غلط آباد میں اپنی ماں کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ راستہ بھر جہاں جہاں جتارہ ٹھہرا وہاں یادگار کے طور پر قبر کے نمونے اور مکان بنادیا گئے اور 1627ء میں مہلات نے لکھا کہ ”کئی فقیروں نے ان جگہوں کو اپنا زیڑہ بنالیا اور عام لوگوں کو یقین دلایا کہ انہیں خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی جس نے انہیں حکم دیا کہ جو لوگ ان سے مشورہ کرنے آئیں انہیں چند نصیحتیں کریں اور اس ترکیب سے وہ بہت روپیہ کما لیتے تھے۔“ (9)

### خسرو باغ

خسرو باغ جو شہزادہ کے دفن کے مقام کا نام ہے۔ آج بھی غلط آباد میں موجود ہے اور ایسٹ انڈین ریلوے اسٹیشن سے ذرا فاصلہ پر شہر سے تقریباً ایک میل پر واقع ہے۔ اس کے وسیع باغ کو دیوار سے گھیر دیا گیا ہے جسے جہانگیر نے غلط آباد کے بچے ہوئے مال مسالہ سے تعمیر کرایا تھا۔ (10)

### سرائے

اس کے پاس ہی ایک سرائے جس میں اب مچھلی بازار ہے جسے 1825ء میں اس کی شکستہ حالت میں بھی دیکھ کر ہشپ بھیر نے لکھا ”یہ ایک شاندار چوکور احاطہ ہے جس میں چار خوبصورت نوکدار محراب کے چھانک ہیں جس کے چاروں طرف شہر پتہ کے طرز کی دیوار ہے جس میں مسافروں کے قیام کے لیے

(6) گولاس بنیم اور جمنی مین آٹے برہان پور سے 9 مئی 1622ء کو سورت کے کارخانہ کو لکھا ”سلطان خسرو کو قبر سے نکال کر دہلی لے جایا گیا جہاں کہ بادشاہ کا حکم تھا (انگلش فیکٹریز ان انڈیا 23-1622ء صفحہ 79) آگرہ کی بجائے دہلی کا نام لکھا ہے۔ بنیم مٹھی نے بھی جلد دوم صفحہ 105 میں لکھا ہے کہ خسرو کی لاش پر برہان پور سے آگرہ لے جانی گئی۔

(7) اسی تاریخ کو آگرہ کے فیکٹریز رابرٹ ہٹس نے سورت فیکٹری کو لکھا ”آج یہاں خسرو کا لاہوت (جتارہ) برہان پور سے آیا اور کل ایک انچ (الہ آباد) روانہ کیا جائے گا جہاں وہاں کی قبر کے پاس دفن کیا جائے گا۔“ (انگلش فیکٹریز۔ 23-1622ء صفحہ 94)

(8) مٹھی نے (جلد دوم 105 و 106) ایک عامیانہ روایت نقل کی ہے کہ خسرو کو دراصل آگرہ میں دفن کیا گیا جہاں عام لوگ بطور ولی اس کا احترام کرتے تھے۔ نور جہاں جو اس کی زندگی میں ہمیشہ اس سے نفرت کرتی تھی مرنے کے بعد اس امر کو گوارا نہ کر سکی اور بادشاہ سے اس کو اسے اسرار کیا کہ وہ اس پر راضی ہو گیا کہ اسے دہلی سے ہٹا کر مر دیا یا زور آباد (جوردار اصل الہ آباد ہے) لے جایا جائے۔

(9) کیمبلٹ ترجمہ صفحہ 18۔ نیز بنیم مٹھی جلد دوم صفحہ 106۔

(10) ہٹل کی مداح انوار باغ متعلقہ پورٹ، جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی 1907ء صفحہ 608 نمبر 2۔

قطار در قطار حجرے ہیں۔“

## باغ

یہی معتبر راوی لکھتا ہے ”سرائے کے متصل ایک بے حرمت باغ ہے جس میں خوشنما آم کے درخت لگے ہیں اور اس میں تین مقبرے ہیں جو دو شہزادوں کے اور ایک شہزادی کی قبر پر بنے ہیں۔ ہر ایک میں بڑے بڑے چوترے ہیں جن کے نیچے محراب دار کمرے ہیں درمیانی مقبرہ جس کے اندر قبر چتر کے تابوت کی طرح ہے بہت متقل ہے اس کے اوپر ایک بہت بلند مرکزی کمرہ ہے جس کے اوپر گنبد ہے۔ جس کے اندر بڑی خوبصورت نقاشی ہے اور باہر کی طرف تراش کے نقش ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں۔ یہ سب نہایت سبک اور چاقب نظر ہیں مگر مزین یا شوخ نہیں ہیں اور انگلستان میں جو عام خیال ہے کہ مشرق کی ساری عمارتیں بدذوقی اور بربریت کا نمونہ ہیں اس کی تردید کرتی ہیں۔ (11)

## باؤلی

باغ کے پاس ہی ایک خوبصورت باؤلی ہے جس میں اوپر سے ۱۲۰ ازیںے ہیں، اور خوبصورت حجرے اور محرابیں ہیں اور گرمی کے موسم کے لیے ہوا دار کمرے نیچے اوپر تک اس طرح بنے ہیں کہ ایک بچہ بھی تیزی سے نیچے اتر کر پانی پی سکتا ہے۔ بیڑ منڈی لکھتا ہے کہ جہاں پانی ہے اس کے بالکل اوپر کنویں کا دہانہ ہے جہاں سے پانی ڈول میں یا رھٹ وغیرہ سے نکالا جاتا ہے۔ (12)

## شاہ بیگم کی قبر

شاہ بیگم کی قبر باغ کے مغربی سمت میں ہے۔

## سلطان النساء کی قبر

باغ کے وسط کی عمارت میں خوبصورت چھانک کے مقابل خسرو کی بہن سلطان النساء کی قبر ہے جسے اس نے 1625ء میں اپنی زندگی میں بنواتا شروع کیا تھا لیکن 1632ء میں جب اسے بیڑ منڈی نے دیکھا وہ مکمل نہیں ہوئی تھی۔ (13)

## خالی قبر

شہزادی کا قبر کی تیاری سے پہلے ہی انتقال ہو گیا اس لیے وہ کہیں اور دفن کر دی گئی اور یہ قبر

(11) بلیک کا جرنل جلد اول صفحہ 443۔

(12) منڈی جلد دوم صفحہ 101 سرے کی ہندیک فار بنگال صفحہ 364۔

(13) بلیک منڈی (جلد دوم صفحہ 101 میں) وہ لکھتا ہے کہ قبر بنی بنی ہے جو صحیح نہیں ہے اس لیے کہ فقرہ تاریخ اردو صفحہ 1034ء 1625ء کی تاریخ نقلی ہے۔

خالی ہے۔ (14)

### خسرو کی قبر

مشرق کی طرف جہاں آج کل میونسپلٹی وائزور کس اور پانی صاف کرنے کے حوض ہیں۔ اس کے قریب اصل عمارت ہے جو باغ میں سب سے زیادہ شاندار ہے۔ اس میں خسرو کی قبر ہے۔ 1632ء میں جب منڈی نے اسے دیکھا اس وقت اس کے اوپر ایک لکڑی کا کنبہ تھا جس پر سیپ کا کام بنا ہوا تھا اور ایک محل کے شامیانہ کی چھتری تھی جس پر اس کی دستار رکھی تھی اور اس میں وہ مصحف (یعنی قرآن) رکھا تھا جو اس سیاح کے نزدیک وہ قتل ہوتے وقت پڑھ رہا تھا۔ (15)

### کبتہ

لیکن اب بجز ایک سادی سی لمبی قبر کے کچھ نہیں ہے۔ البتہ ایک فارسی میں درد آمیز کبتہ پڑھا جاسکتا ہے۔ جس سے 1031ھ 1622ء کی تاریخیں نکلتی ہے۔ (16)

### نور جہاں کی چال

خسرو تو ہمیشہ کے لیے آرام کی نیند سو گیا لیکن جس سلطنت پر حکومت کرنے کی اس نے امید کی تھی وہ ہمیشہ سے زیادہ گروہ بندی اور سازشوں کا مرکز ہو رہی تھی۔ نور جہاں نے ان تھک سرگرمی کے ساتھ شاہجہاں کو بالکل تباہ کرنے کی کوشش کی اور اسے موقع بھی جلد ہی مل گیا۔ قندھار کو ایرانیوں نے محاصرہ کر کے فتح کر لیا تھا۔ اگر شاہجہاں کو اس طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا جائے اور وہ قہقہہ اٹھائے تو وہ اپنے اقتدار کے مرکز سے دور ہو جائے گا اور ایک ایسی مہم میں لگ جائے گا جو تقریباً یوں کن ہے اور جس میں طویل مدت صرف ہوگی اور اس کا وقار اور شہرت برباد ہو جائے گی اور اگر اس نے حکم عدولی کی تو گستاخی اور باغی قرار پائے گا اور بغاوت کرنے پر ہمیشہ چل دیا جائے گا۔

(14) رائل کیسٹلج ایسوسی ایٹس، 355۔ اس عمارت کی دیواروں پر عام مسلم عمارتوں کی طرح بہت سے کتبے ہیں جن میں سے بعض وقت کی چٹا کھڑیوں سے مٹ گئے ہیں۔ پورتنی نے (جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی 1907ء صفحہ 619) ان کتبوں کو پڑھا ہے مگر بہت سی غلطیاں کی ہیں جن کی آرپی ڈیوہرسٹ نے (جرنل رائل آف ایشیاٹک سوسائٹی جولائی 1919ء صفحات 746-749) میں تصحیح کی ہے۔

(15) مہر منڈی جلد دوم صفحہ 100۔

(16) دیکھو پورتنی جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی 1907ء صفحات 605، 606 ڈیوہرسٹ جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی 1909ء صفحات 46، 49 علاوہ ان میں مقبروں کے جن کا یہاں ذکر ہے۔ باغ میں ایک چوتھی عمارت بھی ہے جسے تنہوں کا مقبرہ کہتے ہیں اور جو انیسویں صدی میں بہت دنوں تک رہائشی مکان کے طور پر استعمال ہو تا رہا۔ لیکن لارڈ کرن کے حکم سے اسے بحال کیا گیا۔

## سولہواں باب

### قندھار۔ شاہجہاں کی بغاوت

#### ایرانی سفارت

ایرانی اگرچہ 1606ء میں تھام رہے تھے مگر قندھار کے متعلق وہ اپنے منصوبوں سے دست بردار نہیں ہوئے تھے لیکن یہ قلعہ اس قدر مستحکم قلعہ بند فوج سے آراستہ اور سامان رسد سے کافی بھرا ہوا تھا کہ مدتوں اس پر حملہ کرنے کا کوئی سوال نہ تھا۔ شاہ عباس نے مغل کماندار کو رشوت دینے کی کوشش کی مگر اس نے اپنے پیش رو ایرانی کی طرح جال میں پھنسنے سے انکار کر دیا۔ (1) اب شاہ عباس نے اپنی سفارتی چالوں کا جال اور وسیع کیا اور خود جہانگیر کے اندیشوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔ شروع 1611ء میں ایک سفیر یادگار قلی کو روانہ کیا جو اپریل میں مغل دربار پہنچا اور کئی چاند اور بے جان تحفے پیش کیے اور اپنے آقا کا ایک خط پیش کیا جس میں اکبر کی وفات پر دل سوز ماتم کیا گیا تھا اور جہانگیر کی تخت نشینی پر مبارکباد دی گئی تھی۔ یہ خط پر شکوہ الفاظ اور لمبے دار تعریفی جملوں سے بھرا ہوا تھا جسے اس زمانہ میں آداب شای کہا جاتا تھا۔ (2)

#### دوسری ایرانی سفارت

یادگیر کا استقبال بہت شاندار ہوا اور وہ دو سال تک دربار میں حاضر رہا۔ 1613ء میں جب با

(1) آئز لاسر (بیورن) جلد اول صفحات 582-583 مرزا قلی کا انتقال 1609ء میں ہوا۔ وہ علوم کا بڑا دست سر پرست تھا مگر ضرورت سے زیادہ عیاش تھا۔

(2) اس خط کا پورا مضمون فارسی تاریخوں نے دیا ہے جہانگیر (راجرس و بیورن) جلد اول صفحات 193-196۔ اقبال نامہ صفحات 48-53۔ ثانی خاں جلد اول صفحہ 263 دیکھو گھنڈون صفحہ 22۔ اس خط کا ایک جملہ (دوسرا) راجرس کے انگریزی ترجمہ کے مطابق ذیل میں دیا مناسب ہوگا۔

”بادشاہی اور حکمرانی کے پھولوں کا بستر نہیں اور آسانی و تھک کی اعلیٰ مسرت اور شان و شکوہ کا سبزہ زار لائق احترام سورج کی روشنی والے بادشاہ جس کا طالع جو دن ہے اور جس کی سلطنت زمیں کی مثال ہے، شجرہ آفاق رُوسِ افلاک پر اقتدار رکھے والے خدیو جہانگیر فاتح ممالک بادشاہ سکندر عظمت دار اکابر چہرے والے جو عظمت و مسرت کے تخت پر جلوہ گر ہے اور عظمت و شان کے جز کے سایہ میں مالک ہفت اقلیم مسرت و اقبال و خوش حالی کے پوچھنے والے شیخ مسرت کی خوشگن، بلخ گل کی آرائش صاحب قرآن سعد بن عبد ربیع خانبہار خانبہارے والے کمال شاہنشاہی افلاک کے راہبانے سرستہ کھولنے والے علم دور اندیشی کے چہرہ و زیبائے کتاب تحقیق کے حرف اولین انسانی کمالات کا مجموعہ شان کبریائی کا آئینہ بلند روح کو بلندی دینے والا، خوش بختی پوچھنے والا اور فیاض پھیلانے والا، شکوہ افلاک کا آفتاب، خالق کائنات کے رحم و کرم کا سایہ، جسے سید ہائے ملک میں عظمت جمید حاصل ہے۔ مالک قرآن سعد بن جہاں پناہ درمائے نعمائے الٰہی پاکیزگی کے میدان کی سرسبز آبادی رست کے سرچشمہ، اللہ آپ کی سر زمین کو نظر بد کی معیبت سے محفوظ رکھے۔ اللہ آپ کے محمد کمال کو صداقت کے ساتھ باقی رکھے۔ آپ کی نوازشات اور ملامتات اور آپ کی خوبیاں اور فینایاں تحریر میں نہیں آسکتی ہیں۔“

آخر وہ رخصت ہوا تو اسے قیمتی تحفوں سے نوازا گیا اور ایک مغل سفیر خان عالم اس کے ساتھ کیا گیا۔ مارچ 1615ء میں ایران کی دوسری سفارت مصطفیٰ بیگ کی سربراہی میں آئی جس کے ساتھ حسب معمول بکثرت تحائف گھوڑوں، اونٹوں، جواہرات، موتیوں اور ترکی اور حلب کے نوادرات اور جہانگیر کے مطلوبہ یورپین شکاری کتے اور حسب معمول انتہائی اعلیٰ ملاحظت اور احترام کا مراسلہ قلعہ سلام و پیام اور تحفوں کے تبادلے ہوتے رہے مگر اس تمام مدت میں عام طور پر خیال تھا کہ شاہ ایران مغربی علاقہ کے کچھ حصہ کا خواہ مخواہ ہے اور جنگ چھڑ جانے کا بھی امکان ہے۔ لیکن شاہ عباس جہانگیر کی برابر دل جوئی کر رہا تھا اور یعنی حقیقت کی سیمیں دیشیں کام کے پیالے اور دوسرے تحفے بھیجتا رہا جو اگر قیمتی نہ تھے مگر شاندار تھے۔ (3)

### محمد رضا بیگ کی سفارت 1616-17ء

19 اکتوبر 1616ء کو ایران کی سب سے زیادہ شاندار سفارت محمد رضا بیگ کی سربراہی میں اجیر کے دربار شاهی میں وارد ہوئی جس کا استقبال شہر سے باہر نکل کر سوہا قیوں کے جلوس اور طبل و نقارہ کے ساتھ شاهی افسروں نے کیا اور ایسے تزک و احتشام کے ساتھ دربار شاهی میں داخل کیا گیا جو صرف ایران کے نمائندوں کے لیے مخصوص تھا۔ (4)

شاہ عباس کا خط 28 اکتوبر 1616ء کو جہانگیر کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس میں کوئی قابل ذکر بات نہ تھی۔ عام خیال یہ تھا کہ سفارت کا مقصد ترکی کے خلاف ایران کو مالی امداد دینے کی گفت و شنید تھا اور جہانگیر اور دکن کے شیعہ حکمرانوں کے مابین جو شاہ کے ہم مذہب تھے مصالحت سمجھوتہ کرانا تھا یہ بھی قرین قیاس ہے کہ اس میں قندھار کا بھی ذکر ہوا۔ بہر نوع جو صورت بھی ہو محمد رضا شاہ دربار کے ساتھ باغ و تنک گیا اور وہاں سے بدول اور مایوس ہو کر اپریل 1617ء میں واپس ہوا اور راستہ میں فوت ہو گیا۔ اور

(3) جہانگیر (راجس و دیورج) جلد اول صفحات 237، 238، 248، 249، 282، 283، 284، 298، 299، 310۔ اقبل نامہ صفحہ 69 خلاصہ التواریخ صفحہ 450۔ ایسٹ ایشیا کمپنی کو موصولہ خطوط جلد اول صفحہ 278۔

(4) جہانگیر (راجس و دیورج) جلد اول صفحات 336، 337۔ اقبل نامہ صفحات 89، 90۔ حاکم رسد صفحات 295 تا 297۔ 300، 301۔ رونے اس کے اقبل کا یہ حال بیان کیا ہے۔ دوپہر کے قریب (دو) بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ شہر میں آیا۔ بادشاہ نے اس کے استقبال کے لیے سوہا قی مع نقارہ کے روندے کیے مگر جو ایسے افسروں کے جو عموماً غیر ملکیوں کا استقبال کرتے ہیں۔ کوئی بڑا آدمی نہ تھا خود اس کے ساتھ تقریباً پچاس آدمی تھے جو زرق برق لباس میں لبوس تھے۔ ان کے اسلحہ شفاف اور چمکدار تھے اور سلمان کے لیے کئی حمل تھے۔ اسے آرام سے لے جا کر محل شاهی کے باہر ایک مکان میں ٹھہرایا گیا جہاں اس نے شام تک آرام کیا اور پھر دربار میں حاضر ہوا اور اس قریب کو دیکھنے کے لیے میں نے اپنے سرکاری کو بھیجا۔

محمد رضا کا دربار میں استقبال: سفیر نے قریب پہنچ کر پہلے کنبہ کے پاس تین سلام کیے اور سجدہ کیا اور اسی طرح اندر پھر شاہ عباس کا خط پیش کیا جسے بادشاہ نے ذرا جھک کر وصول کیا اور صرف اتنا کہا ”بھائی صاحب کیسے ہیں؟“ اس نے اعلیٰ حضرت بھی نہیں کہا اور چند الفاظ کے بعد اسے ساتویں درج میں کنبہ کے برابر دروازہ کے پاس کھڑا کیا۔ شاهی ملازمین جو دروں طرف کھڑے تھے ان سے کئی درجے نیچے جو میرے خیال میں اس سفیر کے آگے تو ہیں تھے۔

تحفے: اس کے تحفے جو کئی گھنٹوں میں کئی دن تک پیش ہوتے رہے۔ ان میں ستائیس ایرانی اور عرب گھوڑے، نو بہت خوبصورت اور بڑے بچھر، سات لونٹ قفل سے لدے ہوئے۔ آٹھ ریشمی قالین، دو جوڑے یورپین راس کے دو املدیاں ایرانی کھونٹوں کی۔ ایک قیمتی الماری، دو چھتی کے زیور، اکس لونٹ شراب انگوری کے لدے ہوئے جو دواؤں شراب سے لدے ہوئے اور سات حرق گلاب سے لدے ہوئے، سات مرصع مخمر پانچ مرصع کلوایں، سات دھنیں آئینے نہایت شفاف اور اتنے قیمتی کہ میں خود اپنے تحفوں سے شرمندہ ہو گیا۔ روکے برخلاف اس سفیر نے تمام قدیم شاهی آداب کی پابندی کی۔

اس کا تاج بھانگیر کے ایک تاجر کے ہاتھ اس کے وطن بھیج دیا۔ (5)

### زنہیل بیگ کی سفارت

دو سال بعد مغل سفیر تحفوں، نوازشوں اور آداب و تسلیمات کی فراوانی کے ساتھ واپس آیا۔ (6) دسمبر 1620ء میں اس کا ہم سفر زنہیل بیگ آجا جو ایران کا چوتھا سفیر تھا اور جو راستہ میں رک گیا تھا۔ وہ بھی بہت سے تحفے لایا اور بہت سے تحفے اسے دیے گئے اور دوستی اور خیر سگالی کے وعدے و وعید ہوئے۔ (7) تحفوں اور وعدے و وعید سے دھوکہ کھا کر مغلوں نے قندھار کی مدافعت پر توجہ کم کر دی۔ 1621ء میں پرانے گورنر بہادر کی جگہ عبدالعزیز خاں کو مقرر کیا گیا جو کانگڑہ کی مہم میں کارہائے نمایاں سے تازہ دم تھا اور دو لاکھ سات ہزار کی رقم سامان رسد کے لیے دی گئی لیکن قلعہ بند فوج کی موثر قوت کو چند سو افراد تک گھٹ دیا گیا۔ مغل سلطنت کے اندرونی خلفشار سے فائدہ اٹھا کر شاہ عباس نے قندھار کو فتح کرنے کے لیے زبردست فوج جمع کی۔ اس منصوبہ کی خبریں مغل دربار تک بھی پہنچیں مگر وہ اونچے درجہ کی سیاست میں اتنا مصروف تھا کہ اس دور افتادہ قلعہ کی ضروریات کا خیال نہ کیا۔ (8)

### شاہ عباس نے قندھار کا محاصرہ کر لیا 1622ء

مغل دربار جب غفلت سے بیدار ہوا تو اس نے ایک باہری دشمن کو شکست دینے کے معاملے کو ایک گھر کے قریب ہی کے دشمن کو تباہ کرنے کے مقصد سے منسلک کر دیا۔ مارچ 1622ء میں شاہجہاں کو حکم دیا کہ وہ اپنی ساری فوج کو لے کر قندھار پر دھاوا کرے۔ عین اس وقت گورنر ملتان خاں جہاں کا سر اسلہ آیا کہ شاہ عباس نے واقعی قلعہ قندھار کا محاصرہ کر لیا ہے۔ یہ افواہ بھی تھی شاہ نے ایک فوج تحفہ بھی روانہ کر دی ہے۔ اب بالآخر نو جہاں اور جہانگیر کشمیر کی خوشگوار وادی سے روانہ ہوئے اور اس خطرناک صورت حال سے مقابلہ کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔ یہ صاف ظاہر تھا کہ قندھار جلد ہی مفتوح ہو جائے گا اور اس

(5) جہانگیر (راجس دیور تھ) جلد اول صفحات 337، 374، 398۔ رد، صفحات 296، 300، 323، 325، 326، 331،

336، 337، 347، 351، 353، 357، 358، 373، 374، 400، 405، 409، 422۔

(6) ”بھائی صاحب نے جن عنایت و نوازشات سے خان عالم کو نوازا ان کی تفصیل اگر میں بیان کروں تو مبالغہ سمجھا جائے گا۔ مغلگوں میں ہمیشہ خان عالم کے خطاب سے غائب کیا اور کبھی اپنے سامنے سے جدا نہیں ہونے دیا۔ اگر وہ کبھی اپنی مرضی سے اپنے کمرے میں چلا گیا تو وہ (شاہ عباس) خود وہاں بغیر شاہی آداب کے چلا گیا اور اسے زیادہ سے زیادہ عنایتوں سے سرفراز کیا۔“

ایک نادر موقع: یہ سفر علاوہ شاہ کے بیٹے بہادر حسین تحفوں کے ایک دفعہ تصویروں کا سرچ لے کر آیا جس میں تیمور کی نقشبند خانہ سے جنگ کی تصویر تھی اور نیز تیمور کے لڑکوں اور امرا کی شبیہیں، کل 240 تصویریں جس میں سب پر نام لکھے تھے۔ مرقع پر مغل مرزا شاہرجہ کد خط تھے۔ ورنہ یہ مشہور ہندو کا کارنامہ سمجھا جاتا۔

خان عالم کے ساتھ مسور بشن داس بھی واپس آیا جس نے شاہ اور اس کے خاص خاص امرا کی تصویر کشی میں کامیاب محنت کی تھی۔ جہانگیر (راجس دیور تھ) جلد اول صفحات 115، 117۔

(7) جہانگیر (راجس دیور تھ) جلد دوم صفحات 178، 186، 187، 198، 201، 211۔

(8) جہانگیر (راجس دیور تھ) جلد دوم صفحات 230 میں صاف لکھا ہے کہ قلعہ میں صرف تین سو چار سپاہی تھے۔ اقبال نامہ (صفحہ 192) نے تین ہزار کی تعداد لکھی ہے لیکن اس میں شاید یکپ کے کارکن بھی ہوں گے۔

نیز دیکھو جہانگیر (راجس دیور تھ) جلد دوم صفحات 192، 230، 233، انکس کٹریزان اٹیا 21-1618ء صفحہ 333۔

کے دوبارہ واپس لینے سے سلطنت کے وسائل اور فوجی استعداد پر بہت بڑا بار پڑے گا۔

## مغلوں کی تیاری

تیار یوں کی بہت بڑے پیمانہ پر ضرورت تھی ملک کی فوجوں کے لئے کا مقام ملتان مقرر کیا گیا۔ شہزادوں اور منصب داروں کو حکم دیا گیا کہ وہ جلد سے جلد سپاہ اور سامان لے کر وہاں پہنچ جائیں۔ خواجہ ابوالحسن دیوان اور صادق خاں بخشی کو ہر طرف کی فوجیں جمع کرنے کے کام پر تعینات کیا گیا۔ قطار در قطار ہاتھی اور سامان رسد اور اسلحہ اور توپ خانہ جمع کیا گیا۔ ہم کے اخراجات کے لیے بہت بڑی رقم منظور کی گئی۔ (9) یہ تجویز کی گئی کہ رسد رسائی کے لیے خانہ بدوش غلہ بیچنے والے بخاروں کے ایک لاکھ تیل کام میں لگائے جائیں۔ (10)

فوجوں کی نقل و حرکت نے قدر تا کافی وقت لیا۔ خان جہاں نے تجویز کی کہ وہ اس خطرہ کا مقابلہ کرنے اور اپنی فوج لے کر فوراً روانہ ہو جائے لیکن اسے سختی سے روک دیا گیا کہ بڑی فوج کے آنے کا انتظار کرے جو ایران کے دار السلطنت اصفہان تک بڑھتی چلی جائے گی۔

(9) جہانگیر (راجہ سوم پورج) جلد دوم صفحات 233، 234۔ اقبال نامہ صفحات 191، 192، خانی خاں جلد اول صفحات 326 تا 327۔ انگلش ٹیکسٹ ریوان افیڈیا 23-1622ء صفحات 112، 99۔

(10) جہانگیر (راجہ سوم پورج) جلد دوم صفحہ 233 میں بخاروں کے متعلق لکھا ہے:

پنجاب سے: بخارے ایک قبیلہ ہیں جن میں سے بعضوں کے پاس ایک ہزار تیل ہوتے ہیں اور بعضوں کے پاس اس سے بھی زیادہ۔ یہ مختلف اضلاع سے غلہ لے کر فروخت کرتے ہیں۔ یہ فوجوں کے ساتھ چلے ہیں گویا ایک طرح سے فوج کے رسد رسال ہیں۔ لوٹ وہ شاد و نادر ہی استعمال کرتے ہیں۔ پورچین سیاحوں کو جب کبھی اتفاقاً ان کے کاروان کا سامنا ہوا تو وہ ان کی لمبی قطار دیکھ کر حیران ہو گئے۔ منڈی (صفحات 95، 96) کا بیان ہے کہ یہ لوگ بیشتر خانہ بدوشی کی زندگی گزارتے تھے اور اپنے بھائی بچوں کو ساتھ رکھتے تھے۔ خاص طور پر ان کا کاروبار غلہ کا تھا لیکن کبھی کبھی تنگ و تنگ دور بھی وغیرہ بھی زیادہ تر خود اپنی طرف سے اور کبھی دوسرے تاجروں کے ایجنٹ کی حیثیت سے لے جاتے تھے۔ بخاروں کے ایک گھمبیر پائینڈا میں چھ سات سو مرد عورت اور بچے ہوتے تھے۔ ان کے مرد لالچی اور عورتیں سختی ہوتی تھیں اور لڑائی کے وقت مردوں کے دوش بدوش لڑتی تھیں۔ "نور زمر" جہاں جلد اول صفحہ 39، 43 نے ان پر ایک طویل نوٹ لکھا ہے جو دراصل منڈی ہی کے مطابق ہے۔ سیاحوں نے سترہویں صدی سے انیسویں صدی تک ان کی لمبی قطاریں دیکھی ہیں۔ چنانچہ پیر منڈی نے 14 دسمبر 1630ء کو لکھا "آج میں نے بہت سے بخاروں کو دیکھا جو بکثرت تیل اور بھینسے رکھتے ہیں اور برہان پور کی رسد کے لیے غلہ وغیرہ لے جا رہے تھے۔ جلد دوم صفحہ 54، 18 دسمبر 1630ء اس نے لکھا "آج بھی ہم نے بہت سے بخاروں یا کھیلوں کو دیکھا جو غلہ کھی وغیرہ، برہنہ کے گھمبیر میں لے جا رہے تھے جہاں پلاشلہ دکن کی ہم کے لیے معیم ہے" (صفحہ 55)

22 دسمبر کی تاریخ میں: "راستہ میں ایک پھلائی کی چوٹی پر ہم نے ایک بخارہ (یعنی ان کی قطار) کو دیکھا جس کے ساتھ رسد سے بھرے ہوئے کئی ہزار تیل تھے اور بہت سے دوبارہ لاد کے لیے خالی دلیہں جا رہے تھے۔" (صفحہ 56)

23 اگست 1632ء کی تاریخ میں "مجھ میں بخاروں کا ایک ٹنڈا تھا جس میں 4000 تیل تھے۔ سب پر غلہ جیسے کیچوں چاول لدا تھا اور ایک دوسرا قطار جس میں ہر ایک چار من لادے ہوئے تھا ایک من آگریزی تقریباً 16 ٹن یا 12000 شل ناپ کا ہے۔" (صفحہ 95) مگر 25 اگست 1932ء کی تاریخ میں آج مج 2000 پیلوں کے ایک ٹنڈا کے پاس سے گزرے جس میں ہر تیل پر یا 2 ہنڈر ڈیوٹ غلہ لدا تھا۔ ہارن کی وجہ سے سلمان ایک جگہ ڈھیر تھا جس پر بڑے بڑے سرخ پال پڑے تھے جو میرے خیال میں 150 سے کم نہ ہوں گے۔ یہ سب ایک لشکر کا گھمبیر جیسا معلوم ہوتا تھا۔ (صفحہ 98)

دس ہزار تیل ایک قطار میں جن پر غلہ لدا تھا۔ 16 نومبر 1615ء کو سر طاس رو کو ملا اور نیزاس سے کم کے قافلے جو اس نے اور دونوں میں دیکھے یہ سب بخاروں کے ہوں گے۔

دس ہزار پیلوں کی قطار چاول اور دوسرے غلہ کے لدے ہوئے دیکھنا عجیب منظر ہے۔ نور زمر (مرتبہ ہل) جلد اول صفحہ 39۔

### شاہجہاں کا قہار جانے سے انکار

لیکن یہ ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔ شاہجہاں نے اپنے خیمہ ذریہ کو 24 مارچ 1622ء کو برہان پور سے روانہ کر دیا اس کے جلد ہی بعد خود بھی روانہ ہو گیا لیکن اس نے ماٹو سے آگے بڑھنے سے عملاً انکار کر دیا اس نے یہ اجازت چاہی کہ برسات کا موسم ماٹو کے قلعہ میں گزراوے اور یہ تجویز کی کہ جب وہ قہار کے لیے روانہ ہو تو اسے فوج پر پورا اختیار ملنا چاہئے اور پنجاب پر اس کا پورا اقتدار ہونا چاہئے اور اس کے متعلقین کے لیے رخصتوں کا قلعہ ملنا چاہئے۔ (11)

محاصرہ مورخوں نے شاہجہاں کے اس عدول حکمی کا رد یہ اختیار کرنے کی کوئی وجہ نہیں لکھی ہے لیکن وجہ آسانی سے قیاس کی جاسکتی ہے اگر دکن سے اس کا اثر ختم ہو گیا جہاں اس نے اپنی قوت مضبوط کر لی تھی تو اسے ایک بڑی فوج کی کمان حاصل ہونا چاہئے جس سے وہ اپنی پوزیشن پھر سے حاصل کر سکے اور نقصان کے امکانات کی طمانی ہو سکے۔ اسے بخوبی علم تھا کہ محاصرہ کے معاملے میں مثل کتنے کثرت رہیں اور قہار کا دوبارہ حاصل کرنا جو مشرق کا مضبوط ترین قلعہ ہے اور جس پر یہ طاقتور ایرانی قلعہ بند فوج تھی۔ سرتوں کے ساتھ قابض ہے اور اس حال میں جب کہ افغانستان اور سرحدی علاقے بغاوت سے بھڑک رہے ہیں بہت سی دیر طلب اور مشکل بلکہ تقریباً ناقابل عمل کام ہو گا اس کی عدم موجودگی میں نور جہاں اپنے امیدوار شہزادہ کو پیش پیش کر دے گی اور اس کے (شاہجہاں کے) حامیوں کی جگہ اپنے طرفداروں کو اونچے عہدوں پر مقرر کر دے گی اور اپنے شوہر کے احساسات و تصورات پر حاوی ہو کر اور اس دوران میں جو مواقع بھی ملیں ان سے فائدہ اٹھا کر خود اس کی (شاہجہاں کی) قوت کو کمزور کر دے گی اگر جہانگیر کی کرتی ہوئی صحت نے جواب دے دیا تو نور جہاں یقیناً شہزادہ کی بادشاہی کا اعلان کر دے گی اور امر کی تائید حاصل کرنے کی کوشش کرے گی ان چالوں کا توڑ وہ اسی طرح کر سکتا ہے کہ بڑی فوج اس کے ماتحت ہو کابل کے گورنر مہابت خاں جس کی نور جہاں اور اس کے بھائی سے عدالت مشہور ہے وہ اپنے ساتھ ملا سکے گا جس پر وہ مجبور ہو کر سکے گا اور اس وقت اس کی کامیابی کے کچھ امکانات ہو جائیں گے۔ جس وقت منتخب شاہی افواج اس کے جھنڈے کے نیچے ہوگی اور وسائل کے ذرائع اور فوجی مستقر کے طور پر افغانستان اور پنجاب اس کے ہاتھ میں ہوں گے تو وہ ہندوستان کی کسی مخالف جماعت کا مقابلہ کر سکے گا۔ نیز بحیثیت ایک خوددار اور اپنے لوہے پر اعتماد رکھنے والے انسان کے اس نے یہ سوچا ہو گا کہ جس فوج کی کمان اس کی طرح اعلیٰ سوچہ بوجہ والے آدمی کے ہاتھ میں نہ ہو قہار کے سامنے ہار جائے گی اور خود اس کی شہرت اور وقار میں داغ لگ جائے گا۔ نور جہاں اپنی چالوں سے اس کے منصوبوں کو خاک میں ملا دے گی یا جنگ کو اس انداز سے چلائے گی جس میں اس کی (شاہجہاں کی) چاہی ہو یا جنگ کو غیر محدود مدت تک طوالت دے گی ان امکانات کے مقابلہ میں شاہجہاں کا واحد سہارا فوج کی اعلیٰ کمان ہے۔ تجویز یہ تھی کہ قہار کی فتح کے بعد شاہی فوجیں ایران میں داخل ہوں اور آصفیہ پہنچ کر اپنی شرائط منوائیں۔ قہار کی طرح یہ ہم بھی طویل اور خطرناک ہوگی اور جتنی شکست اور ذلت پر ختم ہوگی۔ انہیں وجوہ کی بنا پر شہزادہ نے فوج کی اعلیٰ کمان پنجاب کی حکومت اور دستہ موجود کے قلعہ پر قبضہ کی شرطیں رکھی تھیں۔ علاوہ برائین دکن میں اپنے سارے معاملات استوار

(11) جہانگیر (راجہ جی و دیگر ج) جلد دوم صفحات 233، 234 انگلش ٹیکریٹ ان انڈیا۔ 23-1622ء صفحہ 69۔ تاخ الامرا (جہانگیر) جلد اول صفحہ 418۔ گلیڈون صفحہ 57۔



رنے اور جس قدر بھی ہو سکے وہاں اپنی قوت مضبوط کرنے کے لیے اسے وقت کی ضرورت تھی جس کی وجہ سے اس نے بارش کا موسم ختم ہونے تک بائو میں قیام کی اجازت کی درخواست کی تھی۔

لیکن باوجود اپنی تمام احتیاط پسندی اور ہوشمندی کے وہ یہ انداز کرنے سے قاصر رہا کہ درجہاں کبھی ایسی تہلویز سے دھوکہ کھانے والی نہ تھی اور وہ اپنے شوہر سے جواب دہنی طور پر بالکل اس کے قابو میں تھا یہ کہہ سکتی تھی کہ ان تہلویز کی پس پشت باغیانہ منصوبے ہیں۔ پچھلے چند برسوں سے شاہجہاں ایک طرح کا نائب شاہ تھا۔ اس کی قابلیت حوصلہ مندی اور تکبر کا حامل سب کو معلوم تھا۔ اس کا اقتدار یقیناً استحکام سلطنت کے لیے خطرہ کا باعث تھا۔ (12)

نورجہاں کو جو موقع ملا اسے اس نے اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنے کی جان توڑ کوشش کی۔ جہانگیر کو شہزادہ کے خلاف سخت برا فروخت کر دیا گیا اور شہزادہ کے اقتدار و اثر کو کھٹانے کی ضرورت کا پورے طور پر یقین دلایا گیا۔ اس کی استدعا کے جواب میں اسے صاف صاف لکھا گیا کہ چونکہ اس کا ارادہ برسات کے بعد آنے کا ہے اس لیے اسے شاہی افسروں اور فوجوں کو فوراً بھیج دینا چاہئے۔ یعنی سادات بارہہ، دختار و شیخ زادگان، افغان و راجپوت گویا سلطنت کی بہترین افواج قندھار کی مہم میں کام کرنے کے لیے جلد دربار روانہ کر دی جائیں۔ کوکب اور خدمت گھر خاں اور دس دوسرے دکنی افسروں کو شمال کی طرف روانگی میں مجلت کرنے کے لیے بطور سزا مقرر کیا گیا۔

### دھول پور میں جھڑپ

ابھی شاہجہاں شاہی حکم کی تعمیل میں پس دیش ہی کر رہا تھا کہ ایک ایسا معمولی واقعہ پیش آیا جو اکثر معاملہ کو خطرناک حد تک پہنچا دیتا ہے اور مدت سے بھرے ہوئے جذبات اور جوش کو بھڑکا دیتا ہے۔ کچھ دن پہلے شاہجہاں نے استدعا کی تھی کہ دھولپور کا پرگنہ اسے جاگیر میں دیدیا جائے (13) اور اپنی کامیابی پر یقین کر کے اس نے دریا خاں افغان کے ماتحت کچھ لوگوں کو اس کا چارج لینے کے لیے روانہ کر دیا مگر نفل اس کے کہ یہ لوگ وہاں پہنچیں نورجہاں نے یہ پرگنہ شہریار کے لیے حاصل کر لیا تھا اور شہریار کے ملازم کی حیثیت سے شریف الملک کو وہاں کا فوجدار بنادیا تھا۔ چنانچہ جب دریا خاں موقع پر پہنچا تو شریف نے اس کی سبکدوشی کی۔ نتیجہ میں ایک جھڑپ ہوئی جس میں دونوں طرف کے بہت سے آدمی مارے گئے اور شریف الملک کی آنکھ تیر سے زخمی ہو گئی۔ (14)

### جہانگیر کی ناراضی

نورجہاں نے اپنی پوری چالاکی سے اس واقعہ کو اپنے مقصد کے لیے بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور جہانگیر کو یقین دلایا گیا کہ ”میں نے جو نوازشات اور نوازشیں شاہجہاں کے ساتھ کی ہیں اس کا وہ اہل نہ

(12) مگر وہ شہزادہ کو جہانگیر 1617ء میں شاہجہاں کے اقتدار سے مستحکم ہو گیا تھا۔ کیمو آٹھواں اور چودھواں باب۔

(13) آئینِ ہند جلد دوم صفحہ 96۔

(14) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحات 235، 236، اقبال نامہ صفحات 193، 194، خانی خاں جلد اول صفحہ 331، آثارالامرا جلد اول صفحات 162، 163، پورج جلد اول صفحات 149، 150، انگلش کینیز ان انڈیا 23-1622ء صفحہ 99، گلیڈون صفحہ 58۔

تھا۔“ اور یہ کہ اس کا دماغ چل گیا ہے۔ اسے سخت فہمائش کی گئی اور کہا گیا کہ آئندہ وہ ہوش اور ادب کا واضح راستہ اختیار کرے۔ اسے دربار میں حاضری سے قطعاً منع کر دیا گیا اور مکرر سخت تائید کی گئی کہ افسروں اور فوجوں کو جلد روانہ کرے۔ اگر اس کے خلاف کوئی بات معلوم ہوئی تو اسے پچھتا پڑے گا۔

### ایک خفیف الحمر کاتی

ایک خفیف الحمر کاتی سے جہانگیر کی ذہنیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ پانچ سال پیشتر اپنے نوزائیدہ پوتے شجاع کی تشویشناک علالت پر اس نے قسم کھائی تھی کہ اگر بچے کو شفا ہو جائے تو وہ ہندو سے شکار کرنا چھوڑ دے گا چنانچہ پانچ سال تک اس نے اس قسم کی پابندی کی لیکن اب جب کہ بچے کے والد سے ناراضی ہو گئی تھی تو نہ صرف جہانگیر نے جی بھر کر شکار کھیلنے پر اصرار کیا بلکہ محل کے ملازموں کو بھی شکار کھیلنے کے لیے ہندو قیں دے دیں۔ (15)

### شاہجہاں کو شمال کی جاگیروں سے محروم کر دیا گیا

یکم شہر یوہا کو شہریار کا منصب بڑھا کر بارہ ہزار ذات اور آٹھ ہزار سوار کا کر دیا گیا اور اسے قندھار کی مہم کا کماندار بنادیا گیا۔ مرزا رستم کو اس کا تالیق اور مہم کا حقیقی کماندار مقرر کیا گیا۔ مرزا رستم اور اعتقاد خاں کو پہلے ہی جنگی تید یوں میں مدد دینے کے لیے ایک لاکھ روپیہ پیشگی دے کر لاہور روانہ کر دیا گیا تھا۔ (16) دوسری فیصلہ کن کارروائی یہ کی گئی کہ شاہجہاں کی شمالی جاگیریں شہریار کو منتقل کر دی گئیں اور شاہجہاں سے کہا گیا کہ وہ اپنے لیے اسی کے برابر جاگیر دکن میں منتخب کرے۔ (17) ہر شخص یہ قیاس کر سکتا تھا کہ اگر وہ شاہی حکم کی تعمیل میں اپنی فوجیں قندھار بھیجے تو اسے دکن کی جاگیروں سے کتنی آسانی کے ساتھ محروم کیا جاسکتا تھا۔ اس کے برخلاف اگر وہ قلیل نہیں کرتا ہے تو باقی قراہائے گاہور سخت سز پائے گا۔

### افضل خاں کی سفارت

حالات کا یہ رخ دیکھ کر شاہجہاں خوف زدہ ہو گیا۔ اپنے والد کو راضی کرنے کی اس کی دلی خواہش تھی اس لیے اسے اپنے لائق اور معتمد سفارتی افضل خاں (18) کو ایک عاجزانہ خط کے ساتھ روانہ کیا اور لکھا کہ وہ ساری عمر سلطنت کی اطاعت شعارانہ خدمت کرتا ہے اور اسے افسوس ہے کہ بغیر اس کے

(15) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحات 236-237۔

(16) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحات 224، 225، 236، 337۔ اقبال نامہ صفحات 164، 165، انگلش ٹیکسٹز ان انڈیا 23-1622ء صفحات 94۔

(17) خانی خاں جلد اول صفحات 330-331۔ تآثر الامر (پورج) جلد اول صفحہ 150، گھڑون صفحہ 58۔ اقبال نامہ صفحہ (196) کا بیان ہے کہ شہریار کی فوجوں کا خرچ کریم کی جاگیر سے وصول کرنے کا حکم جس کا مقصد محمد آخرم کا جلد تھا۔ جہانگیر نے نہیں بلکہ نور جہاں نے دیا تھا اس زمانہ کے تقریباً تمام شاہی حکام کی یہی صورت تھی۔

(18) ملا شہر شیرازی ایران کے ایک علمی مرکز شیراز میں طالب علم و مدرس تھا۔ ہندوستان آکر اس نے برہان پور میں خان خاں کی ملازمت کرنی اور تھوڑے دن بعد وہ شیرازہ خرم کی ملازمت میں شامل ہو گیا۔ 14-1613ء میں میران کی مہم اس کے سربراہی کی حیثیت سے کام کیا۔ رانا سے صلح کی گفت و شنید میں وہ بھی شریک تھا اور اپنی خدمات کے صلہ میں افضل خاں کا خطاب ملا۔ شروع 1622ء میں وہ ایک سفارت کا جوبھاپور بھیجی گئی سربراہ تھا۔ دربار شاہی میں اس کی ناکامی کے بعد شاہجہاں نے اسے

(بالی حاشیہ اگلے صفحہ پر)۔

کسی قصور کے وہ شاہی عنایت سے محروم ہو گیا۔ اس نے جہاگیر سے عرض کیا کہ وہ معاملہ پر سنجیدگی سے غور کرے۔ ایسا نہ ہو کہ سلطنت کو نقصان پہنچ جائے۔ اسے بذات خود معاملات کو سرانجام دینا چاہئے اور محض غور توں کی رائے پر نہ چلنا چاہئے۔ اگر نور جہاں کے کہنے سے وہ (شاہجہاں) اپنی جاگیر سے محروم کر دیا گیا تو اس کی گزر کیسے ہوگی جبکہ وہ چاروں طرف سے دشمنوں سے گھرا ہوا ہے۔ طنز آسانے یہ تجویز بھی کی کہ اسے دکن سے نکال دیا جائے اور مکہ معظمہ میں جا کر فقیرانہ زندگی گزارنے کی اجازت دی جائے۔ (19) لیکن جہاگیر نے افضل خاں کی بات نہ سنی اور اسے معمولی خلعت دے کر رخصت کر دیا۔ (20)

اب شاہجہاں اپنی باقی مال کی جاگیروں شمول حصار کے جو بلعبد کی جاگیر تھی اور اب شہریار کو دے دی گئی محروم کر دیا گیا۔ ایک مرتبہ اُس سے پھر کہا گیا کہ وہ اسی کے برابر دکن میں اپنے لیے جاگیر منتخب کرنے اور ایک بار پھر اسے تاکید کی گئی کہ وہ اپنی فوجیں دربار روانہ کر دے اور یہ کہ اسے خود اپنی ذمہ داریوں پر نظر کرنا چاہئے اور شاہی حکم سے سر تابلی نہ کرنا چاہئے۔ (21)

### آصف خاں کا رویہ

اس تمام گفت و شنید کے دوران آصف خاں ہڈی ہو شمنندی سے بالکل خاموش رہا۔ دل سے تو اپنے والد کا طر فدار تھا لیکن وہ اپنی حاکمانہ طبیعت کی بہن کو اس کے طے شدہ ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتا تھا اور بادشاہ کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوئی توقع نہ تھی۔ نور جہاں کو اس پر اعتبار نہ تھا مگر اسے دربار میں حاضر رہنے دیا۔ مزید مشکلات کے اندیشہ سے نور جہاں نے قابل ترین جنگی سپہا دار کو اپنی مدد کے لیے بلایا جو

(بانی حاشیہ... 18) چچا پور کے دربار میں حصول لدلو کی کوشش پر تعینات کیا۔ وہ اپنی خوش تقریری کے لیے عام طور پر مشہور تھا اور بحیثیت ریاضی داں محاسب اور محکم کے اس کی بہت بڑی شہرت تھی۔ اخلاقی حیثیت سے وہ بالکل بے دروغ تھا۔ شاہجہاں نے اکثر کہا کہ اٹھائیس سال کی ملازمت میں اس نے افضل خاں کی زبان سے کسی کو برا بھلا کہتے سنی نہیں سنا۔ دیکھو تاثر الامرا صفحہ 162، 163 (بیورج) جلد اول صفحہ 149، 153 تا 149 بادشاہ نامہ جلد دوم صفحہ 339، 340۔ تلی کی اور تمل جیا مگر بالکل دشمنی صفحہ 36۔ چچا پور دور درباد شاہی میں اس کی سفارتوں کا انگلش فیکٹریز ان انڈیا 23-1622ء میں اکثر ذکر ہے۔ صفحہ 31، 39، 41، 54، 59، 69۔

اس کے حرار کا حال جو چھٹی کاروشہ کہلاتا ہے اور آگرہ کے قریب دریائے جنا کے کنارے واقع ہے۔ دیکھو کہین کی گائیڈ نو آگرہ میں۔

(19) خانی خاں جلد اول صفحہ 331 گھنڈن صفحہ 58، 59 تا اثر الامرا جلد اول صفحہ 163، بیورج جلد اول صفحہ 150، 151 (قبل نامہ) (صفحہ 196) کا بیان ہے کہ دراصل نور جہاں نے افضل خاں کو بادشاہ سے ملنے ہی نہ دیا لیکن بادشاہ نے اپنے روزنامہ میں صاف لکھا ہے کہ ”افضل خاں اس کی خدمت میں حاضر ہو۔ جہاگیر نے خط کے مضمون کی تشریح نہیں کی ہے اور صرف یہ کہا ہے کہ اسے اپنی نازیبا حرکات کو معافی کا جامہ پہنا یا اور اس خیال سے بھیجا کہ شاید خوشامد اور پیچھے الفاظ سے مطلب براری ہو جائے۔“ تیز خانی خاں جلد اول صفحہ 332۔

(20) جہاگیر (راجس و بیورج) جلد دوم صفحہ 23، 29۔ تاثر الامرا جلد اول صفحہ 163۔ بیورج جلد اول صفحہ 151، 152۔ کامرہ اور اس کے بعد خانی خاں، جلد اول صفحہ (322) شہ نواز خاں، اثر الامرا (بیورج جلد اول 151) اور گھنڈن (صفحہ 59) کا بیان ہے کہ جہاگیر شاہجہاں کے خط کے الفاظ اور لہجے سے متاثر ہوا اور اسے نور جہاں سے صلح کرنے کے لیے کہا لیکن نور جہاں کو زور زیادہ ضد اور ہدوت ہو گئی۔

لیکن مستند خاں اس بیان کی تائید نہیں کرتا ہے۔ اگرچہ وہ بغاوت کے حالات بیان کرنے میں شردع سے آخر تک شہزادہ کا طرفدار اور نور جہاں کا مخالف معلوم ہوتا ہے۔

(21) جہاگیر (راجس و بیورج) جلد دوم صفحہ 239۔

اب تک اس کے گردہ کا سخت دشمن رہا تھا۔ گذشتہ چند سال سے مہابت خاں افغانستان میں ایک طرح کی جلاوطنی کی حالت میں رہا تھا اور سلطنت کے کسی معاملہ میں اسے بولنے کی اجازت نہ تھی۔ سلطنت کے پس پشت جو طاقتیں تھیں ان سے عداوت اسے بہت گراں ثابت ہوئی تھی۔ 1622ء میں جب کہ ایک طرف قندھار کا قبضہ تھا اور دوسری طرف شاہجہاں کی حکم برداری تو نور جہاں کو یہ محسوس ہوا کہ وہی ایک شخص ہے جو سلطنت کو بچانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسے ایک فرمان کے ذریعہ سے جس پر نور جہاں کی مہر تھی، چھ ہزار ذات اور پانچ ہزار سوار کے منصب پر ترقی دے کر دربار میں بلایا گیا۔ لیکن مہابت خاں نے اس بلاوے کو فریبی آصف خاں کی چال سمجھا کہ وہ اسے اپنے قابو میں کر کے جلا کر دے اس لیے اس نے اس کی تحصیل سے صاف انکار کر دیا۔ جب تک کہ اس کے دشمن کو باہر نہ بھیج دیا جائے۔ چنانچہ اس کے اندیشہ کو رفع کرنے کے لیے نور جہاں نے اپنے بھائی کو آگرہ بھیج دیا کہ وہاں سے شاہی خزانہ لے آئے۔ (22)

### شاہ عباس کے سفر

اس دوران میں ایرانیوں نے بیتالیس روز کے محاصرہ کے بعد قندھار کو فتح کر لیا تھا۔ (23) چند ہی دن بعد ایرانی سفیر حیدر خاں اپنے آقا کا خط لے کر آیا جس میں قندھار کے معاملہ پر اس نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا اور قندھار کے محاصرہ اور تسخیر کو اس بنا پر حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ اتفاقاً قندھار ایرانی حکمران خاندان کا ہے اور جہانگیر کو اسے بذاتِ امن طریقہ پر ایران کے حوالے کر دینا چاہئے تھا اور یہ نیک توقع ظاہر کی گئی تھی کہ (دونوں حکمرانوں کے مابین) امن و اتحاد و ملاطفت کے سدا بہار پھول ہمیشہ شاداب رہیں گے اور باہمی اتحاد کی بنیاد کو مستحکم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جہانگیر نے شاہ کی فریب دہی اور کہینہ پن کی ملامت کی اور ایک انتہائی مہم بھیجنے کا تہیہ کیا۔ (24) خاں جہاں کو ہر لول پر متعین کیا گیا اور علی قلی بیگ درمان کو ڈیڑھ ہزار منصب پر ترقی دے کر اس کا ماتحت کماندار بنایا گیا اور اللہ دا خان افغان، محمد یحییٰ ترخان، کرم خاں، اکرام خاں اور دیگر دکنی امرا کو بطور ماتحت کمانداروں کے مقرر کیا گیا۔ مرزا ستم خاں جو مہم کا اصلی کماندار اعلیٰ تھا اسے پانچ ہزار کے منصب پر ترقی دی گئی۔ پرویز جو سال گذشتہ سے بہار کا گورنر تھا اسے اس کے وکیل شریف کے ہاتھ اشد ضروری پیام بھیجا گیا کہ وہ بہار کی فوج لے کر جلد سے جلد دربار حاضر ہو جائے۔ (25)

لیکن عین اس وقت خبر آئی کہ شاہجہاں نے عظیم بغاوت بلند کر دیا ہے اور بہت بڑی فوج کے ساتھ ماٹو سے شمال کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ (26)

(22) جہانگیر (راجس و پور) جلد دوم صفحات 240، 245۔ گھڑون صفحہ 60، بادشاہ نامہ عبدالمہید جلد دوم صفحہ 24۔ ایبٹ ڈاؤن جلد ہفتم صفحہ 64۔

(23) بادشاہ نامہ عبدالمہید جلد دوم صفحہ 24۔ ایبٹ ڈاؤن جلد ہفتم صفحہ 64۔ انگلش ٹیکریز ان انڈیا 23-1622ء صفحہ 108۔

(24) یہ دو خطوط جو شاہ عباس اور جہانگیر نے ایک دوسرے کو لکھے۔ جہانگیر (راجس و پور) جلد دوم صفحات 240، 245 میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

(25) جہانگیر (راجس و پور) جلد دوم صفحہ 245۔ پرویز کی بہار کی گورنری پر تقرر کے متعلق دیکھو انگلش ٹیکریز ان انڈیا 21-1618ء صفحات 236، 248، 253۔ منڈی جلد دوم صفحہ 363-364۔

(26) جہانگیر (راجس و پور) جلد دوم صفحات 246، 247۔

## سترھواں باب

### شاہجہاں کی بغاوت

#### شاہجہاں کے حمایتی

شاہجہاں نے نور جہاں کی عدول حکمی کا جو رویہ اختیار کیا تھا اس میں اس کی حمایت میں دکن، گجرات اور بلوچہ میں ماسور بیشتر امرا تھے۔ بزرگ خان خاناں اور اس کا لڑکا داراب خاں اور بہت خاں، سر بلند خاں، شہزادہ خاں، عابد خاں، جلاوڑے، اودے رام، آتش خاں، رستم خاں، ہیرم بیگ، دریا خاں قلی اور منصور خاں جو سب کے سب نامی فوجی سردار تھے شاہجہاں کے منصوبہ میں اس کے ساتھ تھے اور سب سے بڑھ کے رائے رلیان بکرماجیت سندرا اپنی بہادر راجپوت فوج سمیت شہزادہ کے ساتھ تھا جس نے میواڑ کی تسخیر، کانگڑہ کی فتح اور دکن کی شورش دبانے میں نمایاں حصہ لیا تھا اور سلطنت کا ایک عظیم جزلہ اور مدبر شاہجہاں کا دست راست تھا اور جہانگیر کے بیان پر اعتماد کیا جاوے تو شہزادہ کو حکومت کے خلاف بہادری سے جبرے رہنے پر اسی نے اکسلیا تھا۔ دکن کے امرا میں سے کچھ تو حاضر دربار ہوئے لیکن بیشتر اپنی فوجوں کے ساتھ شاہجہاں کے ساتھ تھے اور حکومت کی بار بار طلبی کی پروا نہ کی۔ خوش قسمتی سے اس وقت عارضی طور پر دکن کی سرحدوں پر بالکل سکون تھا۔ دربار شاہی میں ہوشمند آصف خاں اور بے باک عبداللہ فیروز جنگ کی حمایت پر شاہجہاں بھر دس کر سکتا تھا۔ مورخ معتد خاں کلاسی طرف رہنما تھا اور عرم خاں غلیل بیگ اور فدائی خاں پر مفید معلومات بہم پہنچانے کا اہتمام کیا جاسکتا تھا۔

#### شاہجہاں کی صورت حال

افضل خاں نے اپنے آقا کے پاس مانڈو واپس آکر اطلاع دی کہ جہانگیر پر نور جہاں کا پورا پورا قابو حاصل ہے اور معاملہ اس خطرناک حد تک پہنچ گیا ہے کہ اگر شاہجہاں نے سرگرمی نہ دکھائی تو اس کی مثال کی جاگیریں ضبط ہو کر رہیں گی اور فوری کارروائی پر جاں بخشی کی امید ہے۔ فرامین شاہی کالب دلہجہ۔ خفیہ اطلاعات اور جواہر اہیں اذری تھیں ان کا بھی یہ تقاضا تھا کہ فیصلہ کھوار کے زور پر ہوگا۔

#### نور جہاں کی تیاریاں

شاہجہاں نے اپنے تجربہ کار فوجی دستوں کے ساتھ مانڈو سے اس امید پر روانہ ہوا کہ وہ شاہی فوجوں کو بے خبری میں لے لے گا مگر نور جہاں بھی اس موقع کے لیے تیار تھی۔ شہزادہ پر دیز کو خصوصی احکام بھیجے گئے تھے کہ وہ بہار سے اپنی فوجیں لے کر جلد سے جلد حاضر دربار ہو جائے۔ راجپوت بان گزار روستا سلطنت کی مدد کے لیے طلب کیے گئے۔ امیر، ملاواڑ، کونہ بوندی اور دوسری ریاستوں کے فرمانرواؤں

نے وفاداری اور فیاضی سے قسمل کی۔ راجہ ہیر سنگھ دیوانے سرپرست کے حکم کی قسمل میں کسی سے بچھے نہیں رہا۔ بوڑھے خان اعظم کو سات ہزار ذات اور پانچ ہزار سوار کا منصب دے کر ہموار کر لیا گیا۔ بہت سے دیگر ہموار جو عہدہ کم کرنے یا شایخی خوف کی وجہ سے ناخوش تھے۔ انہیں معافیاں اور ترقیاں دی گئیں۔ سب سے بڑھ کر عظیم مہابت خاں کو اس طرح راضی کیا گیا کہ آصف خاں کو دور دراز بنگال میں مقرر کر دیا گیا اور اسے فوراً روانہ کرنے کے لیے آگرہ سے شایخی خزانہ لانے پر متعین کر دیا گیا۔ مہابت خاں جنوری 1623ء کو شایخی دربار پہنچا اور شایخی افواج جو نقل و حرکت کر رہی تھیں ان کی اعلیٰ کمان سنبھال لی۔ جہانگیر اپنی صحت کو خطرہ میں ڈال کر لاہور سے روانہ ہو گیا اور نور سرانے ہوتا ہوا فروری 1623ء میں دہلی پہنچ گیا۔

### ناکام گفت و شنید

اس دوران میں شایخی حکومت نے شاید کچھ وقت لینے کے لیے موسوی خاں کو شاہجہاں سے گفت و شنید کے لیے روانہ کیا گیا۔ موسوی خاں نے شہزادہ کو آگرہ کے قریب فتحپور سیکری کے دروازہ پر پایا۔ اس ملاقات کا صرف یہ نتیجہ نکلا کہ شاہجہاں نے خود اپنے ملازم قاضی عبدالعزیز کو تعینات کیا کہ وہ اس کے مطالبات بادشاہ کے سامنے پیش کرے۔ قاضی نے جہانگیر سے ملاقات کی مگر اس کا پیام اتنا ناگوار ہوا کہ اسے قید میں ڈال دیا گیا۔ پر امن معاملات کے سارے مواقع پہلے ہی ختم ہو چکے تھے۔

### آگرہ پر تاخت

فتحپور سیکری کا دروازہ تو باغی شہزادہ پر بند کر دیا گیا تھا مگر راجہ بکماجیت نے آگرہ کے بے شمار پتلہ شہر پر تاخت کی اور ہرا کی دولت لوٹ لوٹ اور دوسروں کے ساتھ لشکر خاں کے دولاکھ روپے بھی لوٹ لیے۔ (1)

### شاہجہاں کا دھاوا

شروع مارچ 1623ء میں شاہجہاں ستاس ہزار رسالہ فوج کے ساتھ جتنا کے کنارے شایخی فوج سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ شاہ پور میں اس نے تھوڑی سی فوج راستہ پر چھوڑ دی اور خود تقریباً چالیس میل کے فاصلہ پر کوشلا کی طرف پوری فوج کے ساتھ رخ کیا اور بلوچ پور میں خیمہ زن ہو گیا۔ اس نے چھاپہ مار جنگ کا تجربہ کیا اور غنیمت کی رسد کا راستہ بند کرنے کی کوشش کی مگر معلوم ہوا کہ دکن کا طریق جنگ میدان میں سر زمین کے لیے موزوں نہیں ہے۔

شایخی فوج مہابت خاں کی ماتحتی میں آگے بڑھیں اور عبداللہ خاں فیروز جنگ دو میل آگے بڑھ کر جنوب کی طرف گیا اور 28 مارچ کو قطب پور میں قیام کیا۔ اسی دن ایک جھڑپ ہو گئی جس میں باقر خاں کے ماتحت شایخی دستہ کو فتح ہوئی۔

(1) جہانگیر (راجہ جیو دیر سنگھ) جلد دوم صفحات 246، 247، 249، 250۔ اقبال نامہ 194 تا 200ء تاثر جہانگیری (مخطوطہ خدائیش) صفحات 164 (الف) 168 (ب) خانی خاں نے مستند خاں کی نقل کی ہے۔ ہذا جلد دوم صفحات 32، 33، 385، 386، نیز ہیر بود گھڑ دون صفحات 62، 63 آگرہ پر حملہ میں شاہجہاں کی فوجوں نے جو معاملہ کیے ان کی تفصیل کے لیے دیکھو ڈیلا دیل جلد اول صفحہ 121۔ نور سرانے کا نام لودر جہاں کے نام پر رکھا گیا تھا اور جن مقامات کا نام اس کے نام پر رکھا گیا تھا ان کا ذکر ہیر منڈی جلد دوم صفحات 250، 251، 252، 254 تا اقبال نامہ صفحہ 123۔

## بلوچ پوری کی جنگ

اگلے دن فیصلہ کن لڑائی ہوئی۔ شاہی فوج 26000 ہزار رسالہ کی تعداد میں تین حصوں میں بٹ گئی: آٹھ ہزار خواجہ ابوالحسن کے ساتھ اور اتنی ہی تعداد آصف خاں کے ساتھ اور ایک دس ہزار کی منتخب جماعت عبداللہ خاں کے ماتحت لیکن ہر اول کے دھوکے باز کماندار نے پہلے شاہجہاں سے سازش کر لی تھی کہ وہ اپنی پوری فوج کے ساتھ شاہی فوج کو چھوڑ کر اس سے مل جائے گا۔ راستہ میں اس نے شاہی فوج کو اس ترکیب سے کمزور کرنے کی کوشش کی کہ کئی وفادار قابل افراد پر غداری اور فریب کا الزام لگایا۔ مگر نور جہاں اس حال میں نہیں آئی اور کوئی تعزیری کارروائی نہیں کی۔ (2)

دونوں فوجوں میں لڑائی کو زیادہ دیر ہوئی تھی کہ عبداللہ خاں اپنے سازشیوں اور نیز نوازش خاں جیسے اور لوگوں کے ساتھ جنھوں نے یہ خیال کیا کہ وہ رسالہ کے ساتھ حملہ کرنے جا رہا ہے نعیم کی صفوں میں چلے گئے اور چونکہ سازش کا حال خفیہ رکھا تھا اور صرف شاہجہاں اور بکر ماجیت کو معلوم تھا۔ اس لیے داراب خاں نے اسے دشمن سمجھ کر مزاحمت کی۔ بکر ماجیت گھوڑا دوڑا کر داراب کے پاس صورت حال بتانے کے لیے پہنچا لیکن جب وہ اپنی جگہ واپس آیا تو اس کی کشتی پر نوازش خاں کی گولی لگی اور وہ وہیں پر ڈیر ہو گیا۔ عبداللہ خاں کی مدد سے جتنا فائدہ ہوا تھا اس سے زیادہ بکر ماجیت کے ختم ہونے سے نقصان ہو گیا۔ باقی فوج خلفشار میں پڑ گئی اور صرف سیواڑ کے شہزادہ کنور بھیم سنگھ کی بہادری نے اسے ذلت آمیز بھگدڑ سے بچایا۔ انھوں نے جنگ اس وقت تک جاری رکھی جب تک رات کی تاریکی نے دونوں فوجوں کو الگ نہیں کیا۔ شاہجہاں نے ہوشمندی سے ماغڑو کی طرف رخ کیا لیکن یہ احتیاطی کی کہ شاہی فوج کی توجہ بٹانے کے لیے راجہ باسو کے لڑکے پہاڑی رئیس جگت سنگھ پنجاب پر حملہ کرنے کے لیے مامور کر دیا۔

ایک شاہی فوجی دست نے جو اتفاقاً اس جگہ پہنچ گیا یہاں راجہ بکر ماجیت کی لاش جلانے کے لیے آئی تھی اور اس کا سر کاٹ لیا اور جہانگیر کے سامنے پیش کیا جو اسے دیکھ کر اتنا خوش ہوا جیسے واقعی فتح پر خوش ہوتا۔ اس نے اپنے ہمراہیوں پر شاہانہ فیاضی کے ساتھ ترقیوں، خطابات اور اعزازات تقسیم کیے۔ (3)

(2) جہانگیر (راجہ جس دیور پنچ) جلد دوم صفحات 250، 251، 252، 253، 254۔ اقبال نامہ صفحات 200 تا 202 گھڑ دون صفحات 63، 64۔ آصف خاں کے وقت افراد میں قابل ذکر قاسم خاں، لشکر خاں، ملوٹ خاں اور فدائی خاں تھے۔ خواجہ ابو الحسن کے ماتھوں میں باقر خاں، نور الدین علی اور ابراہیم حسین خاں کا شغری شامل تھے اور عبداللہ خاں کے ساتھ نوازش خاں عبدالعزیز خاں، عزیز اللہ اور کئی بارہ دوسرے کے سادات تھے۔

(3) جہانگیر (راجہ جس دیور پنچ) جلد دوم صفحات 253، 256 تا 259۔ اقبال نامہ صفحات 203 تا 204 تاثر الاسیر (دیور پنچ) جلد اول صفحات 99، 419 گھڑ دون صفحہ 64 تاثر جہانگیری کا بیان ہے کہ شاہجہاں مہابت خاں کے اس وعدہ پر اعتبار کر کے ماغڑو کی طرف واپس ہوا کہ اگر وہ کن کی طرف واپس چلا جائے تو اسے معافی مل جائے گی اور اس کی جائیں بھال ہو جائیں گی مگر یہ قرین قیاس نہیں ہے۔

اس لڑائی کے بعد جہانگیر نے جو ترقیاں دیں ان میں سے چند قابل ذکر یہ ہیں۔ خواجہ ابوالحسن کا منصب پانچ ہزار تک بڑھا دیا گیا۔ نوازش خاں کا چار ہزار، ذات تک اور تین ہزار سوار تک۔ باقر خاں کا تین ہزار، ذات اور پانچ سو سوار تک۔ معافہ ابراہیم حسین، عزیز اللہ اور راجہ رام داس کا دو ہزار، ذات اور ایک ہزار سوار تک، نور الدین علی کا دو ہزار، ذات اور سات سو سوار تک۔ لطف اللہ و پرورش خاں ایک ہزار، ذات و پانچ سو سوار تک اگر ساری ترقیوں کا ذکر کیا جائے تو بہت طویل ہو جائے گا۔ جہانگیر (راجہ جس دیور پنچ) جلد دوم صفحہ 246۔

## شاہی افواج کی پیش قدمی

ایک دن بعد شاہی افواج نے جن کے ساتھ کچھ عبد اللہ کے ہمراہی شامل ہو گئے تھے پھر پیش قدمی شروع کر دی اور آہستہ رفتار سے بڑھتی ہوئی کیم اردی بہشت (اپریل 1623ء) کو فتح پور کی جھیل پر پہنچ گئیں۔

یہاں آگرہ کے گورنر خواجہ سر اعتبار خاں کو اس کی اعلیٰ خدمات پر چھ ہزار ذات اور تین ہزار سوار کے منصب پر ترقی دی گئی اور ممتاز خاں کا خطاب دیا گیا اور بھی بہتوں کے منصب بلند کیے گئے۔ (4) حالات چونکہ تشویشناک تھے اس لیے یقیناً اس کی ضرورت تھی کہ افسروں کو خوش رکھا جائے کہ شاہجہاں کا تعاقب شہزادہ پرویز کے اپنی فوجوں کے ساتھ آنے تک ملتوی رکھا گیا۔ اس لیے عبد اللہ خاں کی حرکت کی وجہ سے آصف خاں، ابوالحسن اور دوسروں پر شبہ ہو گیا تھا۔

## پرویز کی آمد

11 کو شہزادہ پرویز دریائے ہٹن پر پہنچ گیا۔ ابھی تک شاید وہ حالات کی رفتار کا منتظر تھا اس کا استقبال شہزادوں، امیروں اور اعلیٰ افسروں نے بڑے شاندار طریقے سے صف بہ صف کھڑے ہو کر کیا اور پورے شان و شکوہ کے ساتھ دربار شاہی تک پہنچایا۔ بادشاہ نے معمولی رسوم کے بعد اسے عام مجمع میں گلے لگایا اور زیادہ سے زیادہ خیافات سے نواز اور اس کا رتبہ شاہجہاں سے زیادہ بلند کرنے کے لیے اٹلے اسے چالیس ہزار ذات اور تیس ہزار سوار کا غیر معمولی منصب دیا۔ (4)

## شاہجہاں کا تعاقب

پندرہ روز کے بعد 25 مئی 1623ء (مئی 1623ء) کو شاہی افواج شاہجہاں کے تعاقب پر روانہ ہوئیں اس میں چالیس ہزار سوار اور خان عالم خان، مہاراجہ گج سنگھ، رشید خاں، راجہ گردھر، راجہ رام داس کچواہر، پرورش خاں، اکرام خاں خواجہ میر عبد العزیز عزیز اللہ، اسد اللہ خاں سید ہزیر خاں لطف اللہ خاں اور نرائن داس جیسے افسران شامل تھے اور بہت بڑا توپ خانہ اس کے ساتھ تھا۔ اعلیٰ کمان برائے نام پرویز کے ہاتھ میں تھی مگر دراصل مہابت خاں کے ہاتھ میں۔ شاہی بخشی فاضل خاں بخشی اور وقائع نگار مقرر ہوا اور بیس لاکھ اخراجات کے لیے دیا گیا۔ (5)

(4) سید ہوا کو دو ہزار اور ایک ہزار سوار کے منصب پر ترقی دی گئی۔ کرم خاں کو پانچ ہزار دو ہزار پر خواجہ قاسم کو ایک ہزار چار سو، پر، منصور خاں کو چار ہزار دین ہزار پر اور نوبت خاں کو دو ہزار ایک ہزار پر۔ اس سے ذرا پہلے مہابت خاں کے لڑکے لان اللہ کو تین ہزار ذات و سوار پر ترقی دی گئی تھی اور ظم و نقارہ عطا ہوا تھا۔ جہاگیر (راجہ جس دیور تاج) جلد دوم صفحات 257 و 258۔

(5) ویسے ہی اس الزامات جو پہلے شاہجہاں کو دیے گئے تھے اب فیاضی کے ساتھ پرویز کو دیے گئے۔ پرویز کو رخصت ہوتے وقت بادشاہ نے ایک خصوصی خلعت اور ایک زرد دوزی کی تاجوری گلے اور دامن میں موٹی گئے ہوئے جس کی قیمت 41000 روپیہ تھی اور جو شاہی کارخانوں میں تیار ہوئی تھی اور ایک رتن گنج نام کا باقی ہوا ایک خصوصی کھوڑا اور ایک 77000 روپیہ کی سرسنگ تلواری گئی اور نور جہاں نیگم نے ایک خلعت ایک کھوڑا اور ایک باقی دیا۔ جہاگیر (راجہ جس دیور تاج) جلد دوم صفحہ 260۔ قبل نامہ صفحہ 204 کلیدون صفحہ 65۔



اسی کے ساتھ خسر و کلا کا دور بخش جسے اب آٹھ ہزار ذات اور تین ہزار سوار کا منصب دیا گیا تھا اور جواب تک اپنے فراموش کیے ہوئے اور ستائے ہوئے نانا خاں اعظم کی اتالیقی میں سبکداری کی گورنری پر مامور تھا۔ اس کی برائے نام کمان میں ایک فوج احمد آباد کی طرف روانہ کی گئی تاکہ گجرات کو سلطنت کے لیے پھر سے حاصل کرے۔ (6)

### جہانگیر اجیر میں

میدان جنگ سے قریب قیام کے خیال سے حسب معمول جہانگیر اجیر کی طرف روانہ ہوا اور 9 فرورداد، 19 رجب 1032ھ، 9 مئی 1623ء کو وہاں پہنچ گیا۔ (7) یہیں اس نے میواڑ کی مہم میں شاہجہاں کو مدد دینے کے لئے قیام کیا تھا۔ اور اب اسی جگہ شاہجہاں کے خلاف مہم میں مدد دینے کے لیے قیام کیا تھا۔

### شاہجہاں اور مہابت خاں کے مابین جھڑپیں

اس دوران میں شاہجہاں نے مانڈو کے قلعہ میں پناہ لی تھی مگر جب اس نے سنا کہ پردیو اور مہابت خاں نے گھائی چاندہ کو عبور کر لیا تو وہ میں ہزار سوار تین سو ہاتھی اور توپوں کی بڑی تعداد لے کر آگے بڑھا اور مراٹھا سواروں کا ایک دستہ چادرائے اور دسے رام کی ماتحتی میں شاہی فوج کو پریشان کرنے کے لیے آگے بھیج دیا لیکن مہابت خاں اس کے لیے تیار تھا اور اس نے چھاپہ مار فوج کا موثر طور پر تدارک کر دیا۔ اسی کے ساتھ اس نے کوشش کر کے خفیہ طور پر شاہجہاں کے بعض قابل ترین اور سب سے زیادہ طاقتور حامیوں جیسے برقداز خاں اور سب سے بڑھ کر رستم خاں کو بلایا۔ ان کی مدد کے بغیر وہ مہم کو برسات کے بعد تک ملتوی رکھنے پر مجبور ہو جاتا۔ مراٹھوں نے شاہی فوج کے ایک دستہ کو جو شراب میں بدست کماندار منصور خاں کی حفاظت سے حملہ کے لیے بہت آگے بڑھ گیا تھا کاٹ کر رکھ دیا لیکن بحیثیت مجموعی مہابت خاں نے انہیں دور ہی رکھا۔ شاہجہاں نے اپنے غدار لفظ رستم خاں کی سربراہی میں برقداز خاں کو نائب کمانداروں میں مقرر کر کے بطور ہر اول کے آگے روانہ کیا اور خود اصل فوج لے کر بعد کو روانہ ہوا۔ جب کلیا دہا کے قریب جنگ کی نوبت آئی تو رستم خاں، برقداز خاں کئی دوسرے افسروں کے ساتھ غنیم سے جا کر مل گئے جس سے شاہجہاں کا سارا انتظام درہم برہم ہو گیا۔

### شاہجہاں کے افسروں کی غداری

ان واقعات کے بعد شاہجہاں کو کسی پر اعتبار نہیں رہا اور نرہا اور زبدا کو پار کر کے پسپا ہو گیا۔ صرف اتار کی جگہ قابل اعتبار آدمیوں کے ذریعہ سے حفاظت کرنی اور ایک دستہ ہیرم بیگ اور چند مراٹھوں کی سربراہی میں مہابت خاں کے دربار پر کرنے میں مزاحمت کے لیے چھپے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اور لوگوں نے

(6) جہانگیر (راجہ جیو رنج) جلد دوم صفحات 260-261 قبل نامہ صفحہ 205 تاثر الامرا (جیو رنج) جلد اول صفحات 549، 570 داخل خاں کے حالات زندگی کے لیے دیکھو تاثر الامرا (جیو رنج) جلد اول صفحہ 548، 550۔ راجہ گج سنگھ کے حالات زندگی کے لیے دیکھو تاثر الامرا (جیو رنج) جلد اول صفحات 570-572۔  
(7) جہانگیر (راجہ جیو رنج) جلد دوم صفحہ 261۔

بھی بے وفائی کی۔ شاہجہاں کے ایک ہمراہی نے مہابت خاں کا ایک خط پکڑ لیا جو زاہد خاں کے نام اس کے خط کے جواب میں تھا اور جس میں زاہد خاں نے مہابت خاں سے مل جانے کی پیش کش کی تھی۔ اس غدار کو حراست میں لے لیا گیا اور اس کی ایک لاکھ تیس ہزار کی جائداد ضبط کر لی گئی۔

### خان خاناں کا خط

اس سے زیادہ تشویش انگیز بات یہ ہوئی کہ تقی نے ایک قاصد کو پکڑ کر شاہجہاں کے سامنے پیش کیا جو خان خاناں کا خط مہابت کے پاس لے جا رہا تھا۔ شاہجہاں نے ان بزرگ کو مع ان کے لڑکوں کے طلب کیا اور خط دکھا کر انھیں شرم دلائی اور پھر حکم دیا کہ ان سب کو اس کے خیمہ کے پاس حراست میں رکھا جائے۔ (8)

### شاہجہاں کا قلعہ اسیر پر دھاوا

اب شہزادہ نے قلعہ اسیر کی طرف رخ کیا جو دنیا کے مضبوط ترین قلعوں میں شمار ہوتا تھا۔ (9) اور جو اس وقت نور جہاں کی بیٹی کے شوہر میر جمال الدین کے لڑکے میر حسام الدین کی حفاظت میں تھا بلوچ پور کی لڑائی کے بعد نور جہاں نے اسے لکھا تھا ہو شیار! ”ہزار بار ہو شیار رہو کہ وہ بے دولت (پہلے کے بادشاہ عالم کا اب بھی سرکاری لقب ہو گیا تھا)۔ اور اس کے آدمی قلعہ کے قریب بھی نہ آنے پائیں۔ بلکہ قلعہ کے مورچوں اور دروازوں کو خوب مضبوط کر لو اور ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا کہ ایک سید کی پیشانی پر کلنگ کا ٹیکہ لگ جائے۔ حسام الدین نے قلعہ کو تو مضبوط کر لیا لیکن اس نے اسے بلا کسی مزاحمت شاہجہاں کے حوالے کر دیا اور شاہجہاں سے مرتضیٰ خاں کا خطاب اور چہار ہزار کا منصب معہ نقارہ و علم حاصل کر لیا۔ (10) اس کا قلعہ کا حاصل کرنا شاہجہاں اور اس کے اہل خاندان اور خزانہ اور سامان کی حفاظت کے لیے بہت بیش قیمت تھا مگر بحیثیت جنگی مورچہ کے یہ زیادہ دن کام نہیں دے سکتا تھا۔ گجرات میں شہزادہ کے مقصد پر ناقابلِ خلافی ضرب پڑی تھی۔

### گجرات میں شہزادہ کی شکستیں

1612ء میں دکن روانہ ہوتے وقت شاہجہاں نے اس صوبہ کو اس کے مستقل گورنر راجہ بکر ماجیت کے بھائی کسندر داس اور شاہجہاں کے سپرد کر دیا تھا۔ بلوچ پور سے پسپائی پر اس نے عبداللہ خاں کو گورنری پر مقرر کیا اور کسندر داس اور شاہجہاں کی نیگم ممتاز محل کی ایک بیٹی کے شوہر دیوان صفی کے ساتھ سارا خزانہ اور سونے کا سر صبح تحت پانچ لاکھ روپیہ قیمت کا اور تلوار کی بیٹی دو لاکھ روپیہ کی یہ سب لے کر

(8) جہانگیر (راجا جیو راج) جلد دوم صفحات 271 تا 274۔ گھنڈون صفحات 65-66۔

(9) اسیر 28 21 شمال اور 76.18 مشرق پر واقع ہے۔ اس قلعہ کی دلچسپ تفصیل کے لیے دیکھو فیضی سرہندی کا اکبر نامہ (ایٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحات 138 تا 141 نیز ڈی لانت ترجمہ لیجہ برج کلکتہ ریویو نمبر 1870.51ء صفحہ 359 بمبئی ٹریجر۔ خاندیش جلد 12 حصہ دوم 1880ء اور کنکیم کی آرکیالوجیکل سروے جلد 1879.9ء میں اس کا خاکہ ہے۔

(10) جہانگیر (راجا جیو راج) جلد دوم صفحات 277 تا 278 گھنڈون صفحات 65-66۔

مانڈو آجائے۔ یہ خبریں پہلے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بنوائی گئی تھیں۔ عبد اللہ خاں شاہجہاں کے ساتھ مانڈو ہی میں رہا اور اپنے نائب خواجہ سروافادار کو اپنی جگہ روانہ کیا جس نے احمد آباد میں اپنا عہدہ سنبھال لیا۔

لیکن شاہجہاں کی قسمت کا ستارہ اب قطعی طور پر مائل بہ زوال تھا۔ اس کی پسپائی کے نتائج اب ہر جگہ نمایاں ہو رہے تھے اور اس کے گھبرات کے اکثر افسران اور نیز اس کے ساتھ کئی افسران ہاری ہوئی جماعت سے الگ ہو کر فاتح جماعت سے مل جانے کے لیے بیقرار تھے۔ اس وقت صفی کو موقع ہاتھ آگیا۔ وہ کسب سے یہ بہانہ کر کے وہ شاہجہاں سے ملنے جا رہا ہے۔ چند دن پہلے احمد آباد سے روانہ ہو کر محمود آباد پہنچا اور ناہر خاں، سید دلیر خاں، نانوا خاں افغان اور دوسرے افسران سے مل کر ایک انقلاب لانے کی کوشش میں خفیہ گفت و شنید شروع کی۔

اس منصوبہ کی کچھ بھنگ شاہجہاں کے وفادار ملازم صالح فوجدار پتلاد کے کانوں میں پہنچ گئی اور وہ تقریباً دس لاکھ کا خزانہ لے کر تیزی کے ساتھ مانڈو روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد کسب تلوار کی پٹی بھی لے کر روانہ ہو گیا۔ اگرچہ بھاری تخت وہ نہ لے جاسکا۔ (11) ان کی اس کارروائی سے شہزادہ کو مقتول رقم حاصل ہو گئی جس کی اسے شدید ضرورت تھی لیکن ان لوگوں کی روانگی سے سازشیوں کا کام اور آسان ہو گیا۔

صفی تیزی سے ناتوا خاں کے مستقر کرنگ پہنچا اور وہاں اپنے گھروالوں کو چھوڑ کر اپنے سازشیوں سے یہ طے کیا کہ علی الصباح مختلف ستوں سے احمد آباد میں داخل ہوں۔ وفادار کی نالائقی اور غفلت سے یہ منصوبہ پورے طور پر کامیاب ہو گیا اور شہزاد شاہ کی فتح کے اعلان سے گونج اٹھا۔

وفادار نے ایک شخص حیدر کے مکان میں پناہ لی تھی جس نے اس سے دعا کی اور وہ پکڑا گیا اور دیوان عمر تقی اور بخشی حسین بیگ کے ساتھ جو اپنے گھروں میں پکڑے گئے تھے جیل میں ڈال دیا گیا۔ شاہجہاں کے کئی اور ساتھی بھی اپنی جائیدادوں سے محروم کر دیے گئے اور قید کر دیے گئے۔ سازشیوں کو خزانہ سے دو لاکھ روپیہ نقد اور طلائی تخت اور شاہجہاں کی املاک سے جو کچھ بچ رہا تھا وہ سب حاصل ہو گیا۔ انھوں نے یہ احتیاط کی کہ قلعہ کے مورچوں اور دروازوں کو مضبوط کر لیا۔

ان واقعات کی خبر سن کر عبد اللہ خاں پانچ ہزار کی فوج لے کر مانڈو سے نکلا، اس کی ماتحتی میں است خاں، سرزہ خاں، سرفراز خاں، قابل بیگ، رستم بہادر اور صالح بدخشی جیسے کئی بہادر افسر شامل تھے۔ غنیم پر اچانک حملہ کے قصہ سے وہ تیزی کے ساتھ روانہ ہوا اور آٹھ دن میں بدودہ پہنچ کر خیمہ زن ہو گیا۔ مگر یہ سن کر وہ حیرت زدہ ہو گیا کہ صفی بہت بڑی فوج کے ساتھ کنکریا جھیل کے کنارے اس کا منتظر ہے۔

شامی افواج نے ایدر کے راجہ کلیان اور دوسرے رئیسوں کو ان کی فوجوں کے ساتھ طلب کر لیا تھا اور پرانے سپاہیوں کے علاوہ بہت سے نئے رگمروٹ بھرتی کر لیے تھے۔ ان لوگوں میں فیاضی سے روپیہ تقسیم کیا گیا اور طلائی تخت بھی توڑ کر اس کا سونا تنخواہوں میں دے دیا گیا۔ البتہ اس کے جواہرات نکال کر ہوشیاری سے جیبوں میں رکھ لیے گئے۔

کنکریا جھیل پر تیاریوں کی خبر سن کر عبد اللہ نے طے کیا کہ بدودہ میں ملک کا منتظر کیا جائے

(11) خزانہ کے مانڈو منتقل ہو جانے سے منڈیوں کا نرخ گھٹ گیا اور روپیہ کی کمی ہو گئی۔ انگلش فیکٹریز ان انڈیا 1922ء

صفحہ 181 مانڈو کا تختہ سورت فیکٹریز جلد 102 صفحہ 236۔

اچھی صبح کو جو لڑائی ہوئی اس میں شہزادہ کے ہر اول حصہ کی کمان بہت خاں، رستم بہادر اور صالح بیک کر رہے تھے اور شاہی فوج کے ہر اول دستہ کے کماندار ناہر خاں اور راجہ کلیان تھے جن سے پہلے جنگ ہوئی۔ بہت خاں ہندو کو گولی سے ہلکے طور پر زخمی ہو گیا اور صالح کو ایک ماٹھی نے گھوڑے سے گرا کر پیروں سے روند ڈالا۔ ایک اور زبردست ہاتھی توپ کے گولوں کی آواز سے خوف زدہ ہو کر پیچھے لوٹ پڑا اور باغی فوج کے بہت سے آدمیوں کو چکھ ڈالا۔ لیکن بحیثیت مجموعی شاہی افواج نقصان میں رہیں۔ ان کے ہر اول دستہ کو عبداللہ خاں نے بالکل منتشر کر دیا اور اگر قلب کی کماندار ہو شہزادی سے فوراً ان کی مدد کو نہ پہنچ گیا ہو تا تو ان کا بالکل خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ عین اس وقت بہت خاں اور صالح بیک کی موتوں کی خبر نے عبداللہ خاں اور اس کی فوج کو سخت دل شکستہ کر دیا اور وہ پیچھے ہٹا۔ سید دلیر خاں نے ایک کوس تک اس کا تعاقب کیا اور کشتوں کے پشے لگا دیئے۔

شرزہ خاں جس کے اہل خاندان شاہی فوج کے قبضہ میں تھے وہ چھوڑ کر صفی سے مل گیا شاہی فوجوں نے اپنی وفاداری کا بھرپور صلہ پایا۔ صفی خاں کو سیف خاں جہانگیر شاہی خطاب ملا اور علم و نگارہ اور تین ہزار ذات اور دو ہزار سوار کا منصب۔ ناہر خاں کو بھی یہی منصب ملا اور شیر خاں کا خطاب۔ سید دلیر خاں کو دو ہزار ذات اور بارہ سو سوار کے منصب پر ترقی دی گئی اور تانہ خاں کو ڈیڑھ ہزار ذات اور بارہ سو سوار کے منصب پر۔ دوسرے افسروں کو بھی مناسب اخراجات دیے گئے۔

عبداللہ خاں بزودہ سے بھاگ کر بھڑوچ پہنچا اور ہمت خاں کے لڑکوں سے قلعہ میں داخل ہونے کی اجازت چاہی لیکن انھوں نے ایک بے یار و مدگار پناہ گزین کا ساتھ دینا کسی طرح منظور نہ کیا اور اس کی درخواست سختی سے رد کر دی اور پانچ ہزار محمودی دے کر اسے رخصت کر دیا۔ وہاں سے عبداللہ خاں سورت گیا اور شاہجہاں کے عمال سے تقریباً چار لاکھ روپیہ وصول کیا اور کچھ روپیہ اور لوگوں سے لیا اور اس روپیہ سے ایک نئی فوج بھرتی کی اور برہان پور جا کر اپنے آقا سے مل گیا۔ (12)

یہاں شہزادہ ابھی اپنے چند ساتھیوں، تین بگیاں اور اپنے بچوں اور چند باندیوں کے ساتھ پہنچا (12) جہانگیر (راجہ سورج ج) جلد دوم صفحات 261، 267، 268، 269، اقبال نامہ صفحات 206، 210، محمد دین صفحات 66، 68، آثار الامار (سورج ج) جلد اول صفحہ 493۔ انکسٹیکٹیز ان انطا 23-1622ء صفحات 226، 239، 240، 241، 299 میں سحر کے ان واقعات اور اس کے متعلق انہوں کا کٹھڑ کرے۔

اور اپنے باقی متعلقین کچھ ملازموں اور ضرورت سے زیادہ سامان راجپوت گوپال داس کی سپردگی میں قلعہ اسیر گڑھ میں چھوڑ آیا تھا۔ گوپال داس اس سے پہلے سر بلند رائے کا ملازم تھا اور پھر کئی سال سے خود شہزادہ کا جاں نثار ملازم تھا جس نے اسے قلعہ کا گورنر مقرر کر دیا تھا۔ (13) پہلے شہزادہ کا خیال تھا کہ خان خاناں اور داراب خاں کو قلعہ میں قید کر دے لیکن پھر یہ طے کیا کہ اسے اپنے ساتھ حراست میں برہان پور لے جائے۔

مغل دکن کے اس مستقر میں شہزادہ نے مدتوں ایک بادشاہ کی طرح حکومت کی تھی یہیں سے اس نے بڑی بڑی فوجیں دکن کے حکمرانوں سے جنگ کے لیے روانہ کی تھیں اور اگلے اپنے شرائط منوائے تھے۔ موجودہ حالت اور سابق کے طعنائی میں جو زبردست فرق تھا اور اب اس کی اور اس کے خاندان اور چند بچے کچھ ساتھیوں کو اس اتر حالت سے سخت دکھ ہوا۔ وہ شمال سے بڑی ذلت کے ساتھ بھاگایا گیا تھا۔ گجرات بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اور اس کی فوج ختم ہو گئی تھی۔ فوج کے جو لوگ بچے کچھ تھے ان کی وفاداری پر بھی اسے بھروسہ نہ تھا۔

### احمد نگر اور بیجاپور سے نامہ و پیام

اگر حیرم بیگ نے کشتیاں نہ فراہم کر لی ہوتیں اور زبدا کے کنارے توپوں کے ذریعہ سے مضبوطی کے ساتھ نہ چھایا ہوتا تو اب تک شاہجہاں کا پیہ بھی نہ ہوتا اور اب بھی اگر ایسی صورت حال پیدا ہو گئی تو وہ بالکل تباہ ہو جائے گا۔ اس اتر حالت میں اسنے اپنے معتبر سفیر افضل خاں کے ذریعہ سے اپنے سابق دشمن ملک عبر سے امداد کی استدعا کی مگر وہ چالاک دکنی مدبر بھی زبردست مغل سلطنت سے جھگڑا مول لینے کو تیار نہ تھا کہ ایک بے بارود دگر پناہ گیر کی خاطر وہ مہابت خاں جیسی عظیم شخصیت کے ماتحت مغل سلطنت کی طاقتور فوج اپنے خلاف لاکھڑا کرے اور پھر عین اس وقت ملک عبر بیجاپور سے جنگ کرنے کے لیے مغل سلطنت سے مدد لینے کے متعلق بنیدگی سے سوچ رہا تھا۔

### ناکامی

چنانچہ اس نے شاہجہاں سے کسی قیمت پر سودا کرنے سے قطعی انکار کر دیا مگر چالاک سے افضل خاں کو صلاح دی کہ وہ عادل شاہ کے پاس جائے۔ عادل شاہ نے سفیر کو بری طرح ذلیل کیا۔ کئی دن تک تو اس سے ملاقات ہی نہیں کی اور اس کے بعد بھی کئی دنوں تک اسے روکے رکھا اور اس کے تحفے تو لالچ میں لے لیے مگر کسی قسم کی مدد دینے کو ٹال دیا۔

### مہابت خاں سے نامہ و پیام

جب شہزادہ نے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی دیکھی تو اس نے بادشاہ سے مصالحت کی کوشش کی۔ یونہی کے رائے بھوج ہاڑا کے لڑکے سر بلند رائے کے ذریعہ سے اس نے مہابت خاں سے سلسلہ عہد نامہ کی جویرم بیگ کی چستی چوکھ اور ہوشیاری کی وجہ سے اب تک زبدا کے شمالی کنارے پر خیمہ زن تھا

(13) تھان کے مسٹر کٹنگ کی عدالت میں ایک وقت کا کتبہ اس واقعہ کی یاد دلاتا ہے جسے جے مووی رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی شاخ سبھی 1917ء صفحات 140-143۔

مگر شہزادہ پرویز یا مہابت خاں میں سے کسی کا ارادہ شاہجہاں کو اسن دینے کا نہ تھا۔ البتہ انھوں نے شاہجہاں کو بہلانے اور اس کے ساتھ کوئی چال چلنے کے ارادہ سے گفت و شنید کو طوالت دی اور پھر صاف کہہ دیا کہ جب تک خان خاناں شاہجہاں کے نمائندگی کرنے نہ آئے اس وقت تک کوئی مصالحت کی بات نہیں ہو سکتی۔

### خان خاناں کی ناکام سفارت

اس بوڑھے آدمی پر شاہجہاں کا اعتبار بالکل اٹھ گیا تھا مگر اپنی موجودہ پچاڑگی کی حالت میں اس نے خان خاناں کو اپنا سفیر بنایا اور اس سے قرآن کریم پر حلف لیا اور اپنے زنان خانہ میں لے جا کر اپنی بیگم اور لڑکوں سے استعجائی اور مدد کی استدعا کی۔ اس نے کہا ”میرے اوپر کڑا وقت پڑا ہے اور میرا حال ابتر ہو رہا ہے۔ میں خود کو آپ کے سپرد کرتا ہوں اور اپنی عزت کا محافظ بناتا ہوں۔ آپ ایسی کوشش کریں کہ میں اس ذلت اور پریشانی سے نجات پا جاؤں۔“

### مصالحت کا راستہ بالکل بند ہو گیا

خان خاناں شاہجہاں کے کیمپ سے روانہ ہوا مگر قبل اس کے کہ وہ دریا کے جنوبی کنارے تک پہنچے جہاں سے وہ مہابت خاں سے نامہ و پیام کر سکتا۔ شاہی فوج کے کچھ لوگ ہیرم بیگ کی ذرا سی غفلت سے رات کے وقت ایک مقام سے دہریا کر کے باغیوں پر ٹوٹ پڑے۔ اب مصالحت کی ساری امیدیں ختم ہو گئیں۔ ہیرم کے آدمی ہر طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور مہابت خاں سے مل گئے۔ چنانچہ جب خان خاناں وہاں پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کے موکل کا حال ہمیشہ سے زیادہ مایوس کن ہو گیا ہے۔ چنانچہ باوجود اپنے حلف کے اس نے مہابت خاں کی بات مان لی اور پورے احترام کے ساتھ شہزادہ پرویز کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اب مصالحت کی گفت و شنید کا کوئی سوال ہی نہیں رہا۔

شاہی فوج کا زہد اسے عبور، ہیرم بیگ کے فرار، خان خاناں کی بیوفائی اور سب سے بڑھ کر شاہی افواج کی مزید پیش قدمی سے شہزادہ کو سخت دھکا لگا۔ اب فرار کی راہ بھی دشوار ہو گئی تھی اس لیے کہ بارش بہت دنوں سے شروع ہو گئی تھی اور دریائے تاپتی میں سیلاب اٹھ گیا تھا۔

### شاہجہاں نے تاپتی پار کیا

لیکن چونکہ اس کے سوا کوئی اور صورت نہ تھی اس لیے شہزادہ نے دریا پار کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ اپنے سابقہ دشمن گوگندہ کے حکمران کے علاقہ میں پہنچ جائے اور وہاں سے اڑیر اور بنگال کا رخ کرے۔ اس کے بعض بڑے سرگرم ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ سر بلند خاں افغان نے دریا پار کرنے سے بالکل انکار کر دیا مگر چہ اسے بہت کچھ سمجھایا گیا اور دریا کے اس پار بھیجے ہوئے شاہجہاں کے پیامبر نے بھی بہتیری (14) جادو رانے، اودے رام اور آتش خان نے کچھ دور تک اس کا ساتھ دیا۔ اس لیے کہ

(14) شاہجہاں کے پیامبر ذوالفقار نے دریا کے کنارے سر بلند کو شہزادہ کا پیام پہنچایا جب کہ سر بلند گھوڑے پر سوار تھا۔ سر بلند نے کوئی ساف جواب نہ دیا بلکہ ذوالفقار سے کہا کہ اس کے گھوڑے کی لگام چھوڑ دے۔ ذوالفقار نے تلوار نکالی اور سر بلند کی کمر پر مارا تاہم ایک افغان سپاہی نے تلوار برہمے پر روک لی۔ دونوں طرف تلواریں نکل آئیں اور ذوالفقار کو مع اس کے ساتھ سلطان محمد خزانچی کے جوشاہجہاں کی اجدات کے بغیر اس کے ساتھ چلا آیا تھا کہ کر رکھ دیا تھا۔

جائدادیں راستہ ہی میں تھیں۔ جادو رائے قصد اچھے رہا تاکہ مصیبت زدہ شہزادہ کی چھوڑی ہوئی املاک پر قبضہ کر لے۔

بادشاہ نے یا یہ کہنا چاہئے کہ نور جہاں نے پرویز اور مہابت خاں کو ہدایت کی کہ وہ تعاقب پوری سرگرمی سے جاری رکھیں یہاں تک کہ یا تو شاہجہاں کو زندہ گرفتار کر لیں اور یا اسے سلطنت کی سرحد سے باہر مار بھگائیں۔ چنانچہ انھوں نے سیلابی دریائے تاجی کو پار کیا اور باوجود موسلا دھار بارش کے چالیس کوس بڑھتے ہوئے پرگنہ اکلوت پہنچ گئے۔

### گو لکنڈہ کی مملکت میں

شاہجہاں نے اپنی رفتار اور تیز کردی اور ماہور کے قلعہ تک پہنچ گیا۔ جہاں اس نے اپنے ہاتھی جانور اور سامان اودے رام کی سپردگی میں چھوڑ دیا اس لیے کہ دوسرے دکنیوں کی طرح اس نے بھی آگے جانے سے انکار کر دیا تھا۔ خود شاہجہاں اپنی جاں نثار بیگم اور اپنے لڑکوں داراشکوہ، شجاع اور اورنگ زیب اور اپنے سدا کے وفادار راجہ بھیم کے ماتحت راجپوتوں اور کچھ اور لوگوں کے ساتھ گو لکنڈہ کی مملکت میں داخل ہو گیا۔ (15)

شاہجہاں نے گر گرائے ہوئے پھر ٹھوکر کھائی تھی لیکن اس وقت اسے ساری تکلیفوں سے نجات مل گئی تھی۔ دوسری طرف پنجاب کی پہاڑیوں میں جگت سنگھ نے جو شورش برپا کی تھی وہ قریب قریب قابو میں آگئی تھی۔ صادق خاں اور اس کے ماتحت افسروں نے جگت سنگھ کو قلعہ مان کے اندر پناہ لینے پر مجبور کر دیا تھا اور اس کی رسد بند کر دی تھی اور اس کے کئی حملوں کو کامیابی کے ساتھ پسپا کر دیا تھا۔ وہ فاقہ کشی سے تنگ آکر قریب قریب اطاعت قبول ہی کرنے والا تھا۔ شمال مغربی سرحد پر چند ہمیشہ کی ہونے والی شورشوں اور بعض اکادکا دور دراز مقامات کی آویزشوں کے علاوہ اس وقت ساری سلطنت میں پورا امن تھا۔

### جہانگیر کی اجمیر سے روانگی

شہزادہ پرویز اور مہابت خاں برسات کا موسم گزارنے کے لیے برہان پور واپس گئے۔ بادشاہ جہانگیر نے 14 نومبر 1623ء ۲۲ آذر یکم صفر 1033ھ کو اجمیر سے اپنا خیمہ ڈیرہ اٹھادیا اور گرتی ہوئی صحت کے لیے جو واحد موزوں مقام خوشگوار وادی کشمیر تھا دھر روانہ ہو گیا۔ (16)

(15) جہانگیر (راجس و پورس) جلد دوم صفحات 278، 281، 290، اقبال نامہ صفحات 210، 212، خانی خاں نے مستند خاں کی نقل کی ہے۔ گھڈوٹن صفحات 68، 69، آثار الہام (پورس) جلد اول صفحہ 378۔ بنات کے مختصر حالات کے لیے دیکھو خلاصۃ التواریخ صفحات 467، 474۔

(16) جہانگیر (راجس و پورس) جلد دوم صفحات 289، 291، 292۔ اقبال نامہ صفحات 213، 214، آثار جہانگیری (مخطوط

## اٹھارھواں باب

### شاہجہاں کا گو لکنڈہ اور تلنگانہ سے گزر، شمالی ہند میں

#### فوجی کارروائیاں

##### شاہجہاں کے مصائب

اکتوبر 1623ء میں شاہجہاں نے غیر ملک میں پہنچ کر ذرا اطمینان کی سانس لی۔ کم سے کم مہابت خاں کے مسلسل تعاقب سے اُسے نجات مل گئی تھی مگر اس کی مشکلات میں بالکل کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ اُس کی پیغم سخت سے سخت مشکلات میں بھی مضمل نہیں ہوئی اور کبھی ایک لمحہ کے لیے اس سے الگ ہونے کی خواہش نہیں کی۔ شاہجہاں کی مصیبتوں، اس کی جاں نثاری کے جذبہ میں اور زیادہ گہری آجاتی تھی لیکن شہزادہ کے بیشتر ساتھی تکلیف دہ حالات سے عاجز آگئے تھے اور اپنے گھروں کو واپس جانے کے لیے بے قرار تھے مگر وہ خود یکہ دہ تیار نہ تھا۔ شہزادہ اور اس کے ساتھیوں کے ناگفتہ بہ تعلقات کا اندازہ کچھ حسب ذیل واقعات سے ہو سکتا ہے۔

افضل خاں کا لڑکا مرزا محمد بیگ جو اب تک بیجاپور کے دربار میں بیکاری کی زندگی گزار رہا تھا اپنی والدہ اور متعلقین کے ساتھ شہزادہ کے ہمراہ گو لکنڈہ تک آیا تھا مگر دفعۃً اپنے خاندان اور ملازمین کے ساتھ چل دیا۔ شاہجہاں نے جعفر بیگ کو کچھ سپاہیوں کے ساتھ اس کے تعاقب میں بھیجا کہ اس کا سر کاٹ کر لے آئیں۔ جب یہ جماعت قریب پہنچی تو محمد بیگ نے اپنی ماں اور اہل خاندان کو گھنے جنگل میں چھپا دیا اور خود نہر اور دلدل کے پیچھے ایک مقام منتخب کر کے کھڑا ہو گیا اور اپنے نوجوان ساتھیوں کے ساتھ مل کر لڑائی کی تیاری کی جعفر بیگ نے نہر کے دوسرے کنارے سے آواز دے کر اُسے واپس آنے کے لیے کہا مگر محمد بیگ نے انکار کر دیا اور اپنے ہمراہیوں سے تیر چلانے کے لیے کہا۔ ایک جھڑپ شروع ہو گئی۔ جس میں جعفر بیگ زخمی ہو گیا اور اس کے چند ساتھی خان قلی وغیرہ مارے گئے۔ مرزا محمد اُس وقت تک لڑتا رہا جب تک وہ زخموں سے چور ہو کر گر نہیں پڑا۔ اس کا سر کاٹ کر شاہجہاں کے سامنے پیش کیا گیا۔ (1)

##### گو لکنڈہ کا رویہ

اس خوفناک مثال کے باوجود شاہجہاں کے ساتھی برابر اُس کا ساتھ چھوڑتے رہے۔ اب شاہجہاں نے گو لکنڈہ سے مدد حاصل کرنے کو شش کی مگر گو لکنڈہ کے حکمران نے اُسے صرف تھوڑی سی رقم اور کچھ سامان بھیج دیا اور اپنے امر اور اعمال کے مشورہ سے حکمران افسروں کو ہدایت کی غلط فہموں اور زمینداروں سے کہا جانے کہ شہزادہ کو رسد پہنچاتے رہیں اور اُسے جلد ملک سے باہر کر دیں شاہجہاں نے وعدہ کیا کہ وہ (1) جہانگیر (راجہ جی، رنج) جلد دوم صفحات 289-290ء، اقبال، صفحات 214-215ء خانی خاں جلد اول صفحہ 243۔ تہذیب الامم جلد اول صفحہ 164۔ یہ رنج جلد اول صفحہ 151۔



پندرہ دن میں چلا جائے گا اور باشندوں کو مطلق ستایا نہ جائے گا۔ (2)

تلنگانہ کے وسیع علاقہ کو شہزادہ مقررہ میعاد کے اندر طے نہ کر سکا اور مچھلی پنم (3) 5 نومبر 1623ء سے پہلے نہ پہنچ سکا اس وقت اس کے ساتھ 45000 سوار اور دس بارہ ہزار پیدل سپاہ اور آٹھ خیر میں کام کرنے والے ملازم تھے اور پانچ سو ہاتھی اور کئی بار بردار اونٹ بھی تھے۔ راستہ میں انھوں نے اور ان کے جانوروں نے دونوں طرف جیس جیس میل تک دھان کی فصلیں اور کھجور کے باغ چاہ کر دیے۔ شاہجہاں جب کسی گاؤں یا شہر کے پاس پہنچتا تھا تو اپنے اُمر اور اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ سے باشندوں کو امن و امان کا یقین دلاتا تھا لیکن اتنی کثیر تعداد آدمیوں کو دیکھ کر باشندے ڈر کر کثیر تعداد میں بھاگ جاتے تھے۔ خود مچھلی پنم کا شہر دو تہائی آبادی سے خالی ہو گیا تھا اور خالی کرنے کی والوں میں دولت مند لوگ بھی ہوتے تھے۔ دوسرے لوگوں کی طرح انگریزی ٹیکو پوں کے منتظمین بھی بھاگنے کے لیے تیار تھے مگر ”کجنت گورنری وچ سے رُک گئے اس لیے اس نے ہمیں کشتی یا آدمی فراہم کرنے کی اجازت نہیں دی۔“ شہر کے گورنر اور دیگر مسلمان افسر اس نامور شہزادہ کے استقبال کے لیے کئی میل شہر سے باہر آ جاتے تھے۔

چار پانچ دن اپنے ہمراہیوں کو سستانے کا موقع دینے کے لیے شاہجہاں نے شہر سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ایک سرسبز خوشگوار مقام پر قیام کیا۔ ضروریات کی سب چیزوں کی قیمت اُس نے بڑی فیاضی سے دی اور بازار کا بھاؤ تین گنا یا اُس سے بھی زیادہ بڑھا دیا۔ اُس کے بعض افسروں نے یہ تجویز پیش کرنے کی جرأت کی کہ شہر کو لوٹ لیا جائے لیکن شہزادہ نے اس ذلیل حرکت سے قطعی انکار کر دیا۔ (4)

### اڑیسہ میں داخلہ

10 نومبر کو اس نے اپنا خیمہ اٹھادیا اور گوکٹنڈہ کے افسروں کی رہنمائی میں شمال مشرق کی طرف روانہ ہوا، اور چھتر دہ سے ہو کر اڑیسہ کی مغل عملداری میں داخل ہو گیا۔ (5)

بنگال و اڑیسہ کے حکام نہ صرف شاہجہاں کے مقابلہ کے لیے تیار تھے بلکہ بظاہر انھیں شہزادہ کی حالیہ نقل و حرکت کی بھی مطلق اطلاع نہ تھی۔ اڑیسہ کا گورنر احمد بیگ خاں بنگال کے گورنر ابراہیم خاں فتح جنگ

- (2) جہانگیر (راجس و پور ریج) جلد دوم صفحات 290 تا 291۔ انگلش ٹیکٹریز ان انڈیا 1622-23ء صفحہ 313۔ مچھلی پنم کی ٹیکٹری کے کارکنوں نے اطلاع دی کہ قطب شاہ نے شاہجہاں کو بیس ہاتھی اور دو لاکھ طلائی ٹکڑا دیے (ایضاً صفحہ 314)۔
- (3) سترہویں صدی میں مچھلی پنم کے حال کے متعلق دیکھو پوری صفحات 106 و 110، فروری جلد اول صفحہ 80۔ سولہویں صدی کا مختصر حال رالف ٹیگر جہ پورن راجی صفحہ 194 میں۔
- (4) انگلش ٹیکٹریز ان انڈیا 1622-23ء صفحات 213 تا 215۔ مچھلی پنم کے قحاص مل اور جان ڈاکھ سورت کے صدر اور کوئل کے نام مورخ 12 نومبر 1623ء سورت کی ٹیکٹری کے کاغذ جلد 102 صفحہ 463۔
- (5) جہانگیر (راجس و پور ریج) جلد دوم صفحہ 298 اقبال نامہ صفحہ 21 گویڈون صفحہ 69 انگلش ٹیکٹریز ان انڈیا 1622-23ء صفحہ 315۔

جہانگیر نے دکن اور اڑیسہ کے درمیان کی حد بندی کی تفصیل نہیں دی ہے اور صرف یہ لکھا ہے کہ اس کے ایک طرف بلند پہاڑ اور دوسری طرف دلدل اور دریا ہے۔ گوکٹنڈہ کے حکمران نے یہاں ایک دیوار ایک قلعہ بھی تعمیر کر دیا تھا اور اسے بندو قوں اور توپوں سے مسلح کر دیا تھا۔ یہ صورت چھتر دیوار سے ملتی چلتی ہے جس کا حال آثارِ امر اجلہ اول صفحہ 410 میں سے (یورج جلد اول صفحہ 387) اور بادشاہ نامہ جلد اول صفحہ 333۔ اس قلعہ کی تعمیر قطب الملک کے ایک افسر منصور نے کی تھی چنانچہ اسی کے نام پر اس کا منصور گڑھ نام ہے۔ دیکھو یورج کائنات صفحہ 298 پر۔

اور نور جہاں کا بھتیجا زمیندار کمر دا (6) کے شورہ پشت زمیندار کی تادیب میں معروف تھا جو حال ہی میں زیر کیا تھا مگر پھر بغاوت کردی تھی چنانچہ وہ شاہجہاں کے اذیرہ میں داخل ہونے کی خبر سے حیرت زدہ اور بدحواس ہو گیا۔ اُسے کمر دا کی مہم فوراً روک دی اور پہلی میں چلا گیا۔ اگر اذیرہ میں کوئی مہابت خاں جیسا گورنر ہو تا یا مافی یا ابراہیم خاں جیسا تو شاہجہاں کو مشکل پڑ جاتی لیکن احمد بیگ نے انتہائی بزدلی اور نااہلیت کا مظاہرہ کیا۔ اس نے فوج جمع کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اپنے اہل خاندان کو لے کر بارہ کوس دور کلنگ چلا گیا اور وہاں سے مرحوم آصف خاں جعفر بیگی کے بھتیجے صالح کی جاگیر بردوان میں اور وہاں سے اپنے چچا ابراہیم خاں کے پاس ڈھا کہ۔

صالح کو شاہجہاں کے حملہ آور ہونے کا اس وقت تک یقین نہیں آیا جب تک اُسے عبد اللہ خاں کا خط نہیں ملا جس میں اس سے شہزادہ کو مدد دینے کی خواہش کی گئی تھی حقیقت معلوم ہونے پر اُس نے بردوان کو مستحکم کیا اور محاصرہ کے لیے تیار ہو گیا۔ (7) ابراہیم خاں کو بھی اس خبر سے ایسی غی حیرت ہوئی مگر اُس نے ہمت اور فیصلہ کن جذبہ سے کام لیا۔ اُس نے کچھ فوج جمع کی اور بہت سی جنگی کشتیاں یا ناو آرا۔ اس نے اپنے توپ خانہ کو درست کیا اور ڈھا کہ سے اکبر مگر روانہ ہو گیا اور راستہ میں اور رنکروٹ اور زمینداروں کے ملازم سپاہیوں کو ساتھ لے لیا۔

اس دوران میں شاہجہاں نے بھی اپنی فوج بڑھائی تھی۔ بُرہنچلیوں سے جو اُس نے فوجی امداد طلب کی اس میں تو ناکامی ہوئی اور اُدھر سے صاف انکار ہو گیا مگر زمینداروں اور شاہی افسروں سے اُس نے اپنے افسروں کے ذریعہ سے جو گفت و شنید کی اس میں زیادہ کامیابی ہوئی۔

### ابراہیم خاں کو پیشکش

شاہجہاں نے ابراہیم خاں کو خود لکھا کہ اللہ کے فیصلہ اور احکام نے اُسے موجودہ اہتر حالت میں پہنچا دیا ہے اور یہ خواہش کی کہ اُسے بنگال پر قابض ہو جانے دیا جائے اور اس کے عوض میں وہ بنگال کے کسی حصہ میں اپنے لیے جاگیر لے لے یا اُسے بلا مزاحمت اور حفاظت سے دربار جانے کا راستہ دے دیا جائے لیکن ابراہیم خاں نے اس پیشکش کو حقارت سے رد کر دیا اور کہا کہ وہ خود کو اس طرح ذلیل کرنے کے بجائے اپنے آقا کی خدمت کرتے ہوئے جس سے اُسے سب کچھ ملا ہے جان دے دینا گوارا کرے گا۔ (8)

### بردوان کا محاصرہ

بردوان کے فوجدار صالح نے بھی عبد اللہ خاں کے ذریعہ سے جو گفتگو ہوئی اس کا نفی میں جواب دیا اور قلعہ کے دفاع کا تہیہ کر لیا۔ شاہجہاں اتنے مستحکم قلعہ کو تسخیر کیے بغیر اپنے پیچھے نہیں چھوڑ سکتا تھا اس لیے اُس فوراً اُس کا محاصرہ کر لیا۔

(6) بیورنچ (تآثر الامر اجلہ اول صفحہ 155) نے کمر دا کی جگہ کو کرہ غلط لکھا ہے جو متن کو پڑھنے کی غلطی ہے۔ جہاگیر (راجر سہ بیورنچ) جلد دوم صفحہ 298 میں بھی کمر دا ہے۔ کو کرہ تو بہار میں ہے۔

(7) جہاگیر (راجر سہ بیورنچ) جلد دوم صفحہ 298-299۔ اقبال نامہ۔ تآثر الامر (بیورنچ) جلد اول صفحہ 155 تا 156 کلڈون صفحہ 69۔

(8) جہاگیر (راجر سہ بیورنچ) جلد دوم صفحہ 299۔ اقبال نامہ۔ 217-219 (ایٹ و ڈاؤن) جلد ششم صفحہ 408 تا 409۔ تآثر الامر (بیورنچ) جلد اول صفحہ 156۔ کلڈون صفحہ 69 تا 70۔

## قلعہ کی تسخیر

لاچار ہو جانے پر صالح نے قلعہ عبداللہ خاں کو حوالہ کر دیا اور عبداللہ خاں نے صالح کو حراست میں لیکر اور گلے میں رسی باندھ کر شاہجہاں کے سامنے پیش کر دیا شاہجہاں نے بردوان پر فوراً قبضہ کر لیا اور اکبر عمر کی طرف روانہ ہو گیا۔ (9)

## اکبر فکر

اکبر عمر راج محل کا نام تھا جسے راجہ مان سنگھ نے اپنا مستقر بنایا تھا اور دریا کے کنارے ایک مضبوط قلعہ بنالیا تھا۔ لیکن چند سال بعد دریا کا دھارا ایک کوس ہٹ گیا اور اس طرح قلعہ کی اہمیت بہت گھٹ گئی چنانچہ ابراہیم خاں نے اپنے لڑکے کے مقبرہ کو جو اُس نے دریا کے بالکل کنارے بنایا تھا خوب مضبوط کر لیا۔ یہیں 1624ء میں اس نے چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ جن میں کچھ بڑے نکال بند وچی بھی تھے اپنا مستقر بنالیا۔ جلد ہی اُسے اور سپاہیوں کی کمک مل گئی اور اُسے یقین تھا کہ اس کی کشتیوں کا بیڑہ اُسے اچھی طرح رسد پہنچاتا رہے گا۔

## شاہجہاں کی کارروائیاں

شاہجہاں نے فوراً اُس پرانے اُجاڑے قلعہ قبضہ کر لیا اور یہیں سے ابراہیم خاں کے نئے گڑھ کا محاصرہ کر لیا۔ پہلے تو پختہ خانہ کی لڑائی ہوئی جس میں دونوں طرف کی کثیر جانیں ضائع ہوئیں۔ شہزادہ کے افسر تو پختہ خانہ رومی خاں نے قلعہ کی دیوار کے نیچے سرنگ لگانے کی کوشش کی لیکن اس میں فوری کامیابی نہیں ہوئی۔ محاصرین کو اپنے قلعہ کے جانے وقوع سے بڑی مدد ملی۔ خصوصاً اُس لیے کہ شاہجہاں کچھ بھی کشتیاں فراہم نہ کر سکا تھا۔ احمد بیگ خاں نے جستی سے چھلانگ لگا کر خود کو قلعہ کے اندر پہنچا دیا اور محاصرین کی ہمت افزائی کی۔ اگر محاصرہ زیادہ دن جاری رہتا تو ابراہیم خاں کو شاہی فوجی سے کمک مل جاتی۔ درحقیقت شہزادہ پرویز اور مہابت خاں نے برہانپور سے اپنا خیمہ اٹھا دیا تھا۔ شاہجہاں کی کامیابی کبھی صورت نہ تھی کہ قلعہ جلد سے جلد فتح ہو جائے چنانچہ اس نے دریا خاں کے ماتحت فوج کا ایک دستہ روانہ کیا کہ وہ دریا پار کر کے جائے اور شاہی فوج کے خاندان والوں کو جو اُدھر مقیم ہو گئے تھے گھیر لے۔ ابراہیم خاں کو جیسے ہی اس کی خبر گئی وہ اپنی کشتیاں اور احمد بیگ کو ساتھ لے کر شاہجہاں کے فوجی دستہ کو دریا پار کرنے سے روکنے کے لیے روانہ ہوا۔ مگر اس کے پہنچنے میں دیر ہو گئی۔ تاہم اس نے احمد بیگ کے ماتحت کچھ کمک اپنے آدمیوں کو بھیج دی کہ وہ اور لوگوں کو دریا پار نہ کرنے دیں۔

دریا خاں نے شاہی فوج کو زیر کر لیا اور احمد بیگ بھاگ کر اپنے چچا کے پاس پہنچا اور اُسے کمک لانے کے لیے قلعہ میں بھیجا۔ چنانچہ دریا خاں چند میل پیچھے ہٹ گیا لیکن عین اس وقت شاہجہاں نے بنگال کے ایک زمیندار تیلیار راجہ سے کچھ کشتیاں حاصل کر لیں اور بے دھڑک عبداللہ کے ماتحت 15 سواروں کا ایک دستہ دریا کے اُس پار راج محل سے چند میل اوپر کی طرف اُتار دیا۔

(9) قبل ماہ صفر 219 (ایب و ذوالحجہ) جلد ششم صفحہ 409، کلیدون صفحہ 96۔ استوارت کی ہنری آف بنگال بکھاسی پریس ایڈیشن صفحات 255-256۔

شہزادہ کی فوجوں نے جس جگہ کا انتخاب کیا تھا اُس کے ایک طرف دریائے گنگا تھا اور دوسری طرف گھنا جنگل۔ ابراہیم خاں نے دریابار کر لیا اور اپنی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک سید نور کے ماتحت اور ایک احمد بیگ کے ماتحت اور ایک خود اپنے ماتحت۔ اس کے بعد جو جنگ ہوئی وہ کچھ دیر تو برابر لڑی گئی مگر پھر نور اللہ کی فوج پسپا ہو گئی اور احمد بیگ کی فوج پر اب پوری طاقت سے حملہ کر کے اُسے دبا لیا گیا۔ ابراہیم خاں کی فوج لڑتی رہی مگر اب صاف معلوم ہو گیا ہے کہ فتح شہزادہ کی ہے ابراہیم خاں کی فوج لڑتی رہی مگر اب صاف معلوم ہو گیا ہے فتح شہزادہ کی ہے ابراہیم خاں سے اُس کی فوج کے افسروں نے کہا کہ وہ بھاگ کر اپنی جان بچالے مگر اُس نے اس تجویز کو ٹھکرا دیا۔ اس کے چند آدمیوں نے اُسکے گھوڑے کی لگام پکڑی اور اُسے زبردستی نکال لے جانا چاہا مگر اُس نے چلا کر کہا۔ ”میری زندگی اس طرزِ عمل کے خلاف ہے۔ میرے لیے اس سے اچھی کیا بات ہو گی کہ میں لڑائی کے میدان میں لڑ کر جان دیدوں۔“ فوراً ہی اُسے گھیر کر کاٹ ڈالا گیا اور اس کا سر کاٹ کر شہزادہ کے سامنے پیش کیا گیا۔

### شاجہاں کی فتح

اپنے ساتھیوں کی ہار اور اپنے بہادر سردار کی موت نے قلعہ بند فوج کا دل توڑ دیا اور وہ ہتھیار ڈال دینے کو تیار ہی تھے کہ اتنے میں رومی خاں کی لگائی ہوئی سرنگ پھٹی اور قلعہ کی دیوار میں چالیس گز لمبی دراڑ ہو گئی جس سے قلعہ پر فوراً دھاوا بول دیا گیا۔ بہتوں نے دریا میں پھاند کر جان دی اور بہت سے مارے گئے، باقیوں نے اطاعت قبول کر لی اور ان کی جان بخشی کی گئی جو لوگ گرفتار ہوئے اُن میں بنگال کا ایک ممتاز افسر میرک جلا پر بھی تھا۔

### احمد بیگ نے اطاعت قبول کر لی

احمد بیگ بھاگ کر ڈھا کہ پہنچا جہاں اس کے اور اس کے چچا کے اہل خاندان تھے اور جہاں اُن کا بہت خزانہ جمع تھا لیکن اس کا سختی سے تعاقب کر کے قبولِ اطاعت پر مجبور کر دیا گیا۔ احمد بیگ کا عزت کے ساتھ استقبال کیا گیا مگر مرحوم ابراہیم کے بچپس لاکھ روپے میرک جلا پر کے پانچ لاکھ روپے اور 5۰۰ ہاتھی 4۰۰ گھوڑے قیمتی کپڑے اور بہت بڑی قیمت کی اگر کی کٹڑی اور سب سے بڑھ کر توپ خانہ اور کشتیوں کا بیڑہ یہ سب فاتحین کے ہاتھ آئے۔

شاجہاں نے حسبِ معمول فیاضی سے اپنے ساتھیوں کو انعامات تقسیم کئے تین لاکھ روپے عبداللہ خاں کو دیا گیا، دو لاکھ راجہ بھیم کو، ایک ایک لاکھ دریا خاں اور داراب خاں کو پچاس پچاس ہزار روپے خاں اور شجاعت خاں کو اور ایک لاکھ روپے محمد تقی اور بیرم بیگ میں برابر برابر تقسیم کے لیے رکھ لیا گیا جو موجود نہ تھے (10)

### شاجہاں کی صورتِ حال اور منصوبے

مقامی افسروں کی کمزوری، مرکز سے کمک آنے میں دیر اور سب سے بڑھ کر باغی فوج کے

کمانداروں کی جانپازی اور بہادری سے بنگال اور اڑیسہ پر شاہجہاں کا قبضہ ہو گیا۔ یہ حصہ بلیف ایک کمزور مقصد کے حامیوں کی پناہ گاہ کی حیثیت سے بہت موزوں تھا اور اب بہار اور پھر اودھ اور الہ آباد اور آگرہ پر قبضہ کرنے کے منصوبے ہونے لگے۔ زرخیز اور خوب آباد گنگا کے میدان شہزادہ کے ہاتھ میں آ جانے پر وہ آدمی اور پیسہ بافرط حاصل کر سکتا تھا اور شاہی فوجوں سے برابر ٹکر لے کر اپنے حسبِ مرضی شرائط منوا سکتا تھا۔ اس بنگال کو خان خاناں کے بڑے لڑکے داراب خاں کے انتظام میں دیا جواب تک حراست میں تھا اور اس سے وفاداری کا پورا حلف لیا اور اس کی بیوی لڑکے اور بھتیجے (شاہ سوار خاں کے لڑکے) کو اس کی نیک چلنی کی ضمانت کے لیے بطور رِغمال روک لیا۔

بہادر اور ہمیشہ کے وفادار راجہ بھیم کو ایک ہر اول فوج کے ساتھ پنہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا گیا جو اس وقت شہزادہ پر دیز کے نائب دیوان مخلص خاں کی گورنری میں تھا اور افتخار خاں اور شیر خاں اس کے خصوصی مددگار تھے۔

### راجہ بھیم کا بہار پر قبضہ

پنہ کے حکام نے اپنے اڑیسہ کے بھائیوں کو بھی مات کر دیا اور اپنے 1610ء کے پیشروؤں کی طرح بزدلی اور تافرض شناسی کا اظہار کیا۔ راجہ بھیم کے آنے کی خبر سن کر وہ بدحواس ہو گئے۔ انہوں نے قلعہ کو دفاع کے لیے درست کرنے کا بھی خیال نہ کیا جیسا متعدد خاں نے لکھا ہے۔ اپنی جان بچانے کی فکر کو ملک بچانے کی فکر پر مقدم رکھ کر الہ آباد کی طرف بھاگ گئے اس لیے راجہ بھیم کو بغیر لڑے بھڑے پنہ کے قلعہ اور صوبہ بہار پر قبضہ مل گیا۔ چند دن بعد شاہجہاں بھی وہاں پہنچ گیا اور صوبے کے معاملات کو اپنی ضروریات کے مطابق منتظم کرنا شروع کر دیا۔ صوبے کے زمینداروں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور خوشی یا ناخوشی سے اُسے قابلِ قدر امدادی۔

### قلعہ روہتاس پر قبضہ

اُدھیا کا حکمران اُس کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب سے اہم بات یہ ہوئی کہ سید مبارک نے روہتاس کا مستحکم قلعہ اس کے حوالے کر دیا۔ (11)

### اودھ اور الہ آباد پر قبضہ کا منصوبہ

بنگال اور بہار پر قبضہ ہو جانے کے بعد شاہجہاں نے اودھ اور الہ آباد پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس نے دریا خاں افغان کو ایک فوج کے ساتھ اودھ میں بانک پور کی طرف روانہ کیا اور راجہ بھیم کو ایک اور فوج کے ساتھ مع کشتیوں کے بیڑہ کے دریائے گنگا کے ذریعہ سے الہ آباد کی طرف روانہ کیا۔ عبداللہ خاں کے چوسہ گھاٹ پہنچنے پر خاں اعظم کا جہا نکیر قلی خاں گورنر جو پور اپنے اڑیسہ اور بہار کے معصروں کی مثال پر عمل کرتے ہوئے قلعہ چھوڑ کر مرزاسرتم کے پاس الہ آباد چلا گیا۔ عبداللہ خاں نے اس کا تعاقب کیا اور قدیم ہندو (11) اقبل ۲۲۱ ۲۲۲ (ابتداء ۱۷۱۳ ۱۷۱۴) خانی خاں جلد اول صفحہ 346 کلیدون صفحہ 72 73 ۷۴ جلد اول صفحہ 294 296 میں ہندو کے سلسلہ میں راجہ بھیم کے حصہ کو غلط دکھایا ہے۔

مستقر جموں میں خیمہ لگایا جو آج کی طرح پہلے بھی الہ آباد کے بالمتقابل دریائے گنگا پر ایک اجڑا گاؤں تھا۔

### الہ آباد کا محاصرہ

عبداللہ خاں نے کشتیوں کے بیڑہ کے ذریعہ سے دریا کو پار کیا اور الہ آباد کے اندر جا کر خیمہ نصب کیا اور راجہ بھیمن نے اپنے راجپوتوں کو پانچ کوس کے فاصلہ پر رکھا۔ عبداللہ خاں نے فوراً الہ آباد کا محاصرہ کر لیا اور رستم خاں نے پوری قوت سے دفاع کی تیاری کی۔

اس دوران میں شاہجہاں نے دریا خاں کو جو بردوان سے واپس بلا لیا گیا تھا۔ بہار کا انتظام سپرد کیا اور خود گنگا کے راستہ سے بدھتاجپور پر قابض ہو گیا اور کام پت کے جنگل میں اپنا خیمہ نصب کیا۔ (12) لیکن عین اُس وقت اُس کی تیز رفتار میں رکاوٹ پڑ گئی۔ اکبر نگر میں ابراہیم خاں اور الہ آباد میں رستم خاں کی مزاحمت نے شہزادہ پرویز اور مہابت خاں کو یہ موقع دیدیا کہ وہ الہ آباد کے مضامات میں پہنچ جائیں جبکہ قلعہ کا محاصرہ بھی جاری تھا۔

پچاپور سے مصالحت ہو جانے اور دکن کے معاملات استوار ہو جانے پر بادشاہ کے تاکید پر حکم کی تعمیل میں باجوہ شدید بارش کے 21 مارچ 1624ء کو شہزادہ پرویز اور اُس کے چند دن بعد مہابت خاں شاہجہاں کے خلاف شاہی افواج کو کمک پہنچانے کے لیے برہانپور سے روانہ ہو گئے۔ بنگال کے حکام کے سوا سب کو معلوم تھا کہ شاہجہاں گوکنڈہ اور تلنگانہ سے ہو کر اڑیسہ کا قصد کر رہا ہے۔ اگر اڑیسہ اور بہار کے حکام نے ہوشیاری اور جرأت سے کام لیا ہو تا تو وہ شاہجہاں کو بنگال یا بہار میں پکڑ سکتے تھے لیکن انہیں دو آہ داخل ہونے پر معلوم ہوا کہ باقی افواج نے الہ آباد کا محاصرہ کر لیا ہے۔

شاہی افواج کی بھاری تعداد اور اُس کے کماندار کی شہرت اور جرأت کے لحاظ سے عبداللہ خاں نے فوراً طے کیا کہ محاصرہ اٹھالیا جائے اور جموں کی طرف پسا ہوا جائے۔

باقی افواج نے یہ پیش بندی کر لی تھی کہ جتنی بھی کشتیاں مل سکیں ان پر قبضہ کر لیا اور اب دریائے گنگا کی ساری گزرگاہیں ان کے قبضہ میں تھیں۔ اسی دوران میں انہوں نے دریائے تونس پر کام پت کے مقام کو مضبوط کر کے قلعہ بنا لیا اور مٹی کے دھس بنا کر ان پر توپیں چڑھا دیں مہابت خاں کو اپنی پوری ذہانت صرف کر کے کئی دن کی کوشش میں زمینداروں سے صرف تیس تیس کشتیاں مل سکیں جن پر اُس نے الہ آباد کے معمولی گزرگاہ سے چالیس کوس اوپر کی طرف دریا کو پار کیا۔ اس کے بعد مہابت خاں نے جو فہم فوج میں پھوٹ ڈالنے میں مہارت رکھتا تھا یہ کامیابی حاصل کی شاہجہاں کے زمینداروں کے بالکوں کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ ساری کشتیوں کو لے کر بنگال چلے جائیں۔

اس بے وفائی نے شہزادہ کی فوجی اور رسد رسانی کے انتظام کو درہم برہم کر دیا۔ شاہی افواج کی تعداد اور چوکسی لوگوں کو شہزادہ کے لیے رسد پہنچانے سے روک دیا جس سے جلد ہی شہزادہ کے کام پت کے کمپ میں فاقہ کشی کی نوبت آ گئی۔ اس وقت دریا خاں کے آجانے سے شہزادہ کی فوج کی تعداد تو دس ہزار ہو گئی مگر اس کی مصیبت میں اور اضافہ ہو گیا۔ شاہی فوج جس کی تعداد چالیس ہزار تھی باقی فوجوں کی صفوں سے چند میل کے فاصلہ پر خیمہ زن۔ تھی بہار اور جذباتی راجہ بھیمن نے فوراً حملہ کا مشورہ دیا مگر عبداللہ خاں نے کہا کہ

دس ہزار سپاہیوں کو جن میں سے اکثر پورے طور پر تربیت یافتہ اور تجربہ کار بھی نہیں ہیں چالیس ہزار فوج کے مقابلہ میں ڈال دینا جس کی کمان مہابت خاں جیسے آزمودہ کار ماہر کے ہاتھ میں ہو شروع حماقت ہوگی۔ اُس نے شہزادہ کو یہ مشورہ دیا کہ شاہی فوج سے بچکر اودھ کے راستے سے تیزی کے ساتھ دہلی کی طرف روانہ ہو جائے اور اگر شاہی فوج کا سامنا ہو جائے تو تیزی کے ساتھ گھوڑے دوڑا کر دکن کا رخ کیا جائے۔ شاہی فوج کے ساتھ چونکہ ہماری سامان و بار دانہ ہے اس لیے اس چال سے وہ تھک کر چور ہو جائیں گے اور حسب دلخواہ شرائط پر مصالحت کے لیے تیار ہو جائیں گے بیشتر فوجی سرداروں نے اس رائے سے اتفاق کیا لیکن راجہ بھیم نے صاف کہہ دیا کہ اس قسم کی چال اور فرار راجہ توں کے اصول جنگ کے خلاف ہے اور وہ اس میں ساتھ نہیں دے سکتا اور اگر فوری حملہ کا فیصلہ نہ ہو گا تو وہ دس دے دست بردار ہو جائے گا۔

شاہجہاں نے بہادر اور بے خوف راجہوت کے موافق رائے دی اور فوج کو صف بندی کا حکم دے دیا اور کہا کہ توہیں دھس پر سے اتار کر میدان جنگ کے لیے تیار کر دی جائیں لیکن قبل ازیں کہ یہ انتظام پورے طور پر مکمل ہو شاہی فوج نے شہزادہ کی فوج کو تین طرف سے گھیر لیا اور تیروں اور گولوں کی بارش شروع کر دی۔ راجہ بھیم نے اپنے حسب معمول بے دھڑک بہادری سے حملہ کیا۔ راجہوتوں نے اپنی حد سے بڑھ کر کام کیا لیکن شاہی فوج نے انہیں زیر کر کے کاٹ ڈالا۔ راجہ بھیم نے بے شمار زخم کھائے مگر وہ آخری سانس تک لڑتا رہا۔ باقی فوج کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور وہ منتشر ہو کے چاروں طرف بھاگے۔ اُن کی توپوں پر مہابت خاں کا قبضہ ہو گیا۔ شاہجہاں کا گھوڑا زخمی ہو گیا مگر خود اس کی جان بچ گئی۔ (13)

### روہتاس کی طرف پسپائی

اس شکست نے سردست شاہجہاں کا معاملہ بالکل بگاڑ دیا۔ وہ تیزی سے دھوا کر تاہو روہتاس پہنچا جہاں اُس کا سب سے چھوٹا لڑکا مراد بخش پیدا ہوا اور وہاں سے اُس نے بنگال میں اپنے نائب داراب خاں کو لکھ کر اپنی شکست کی اطلاع دی اور یہ ہدایت کی کہ وہ اپنی فوجوں کو لے کر گھڑی کے مقام پر اس سے ملے۔ روہتاس میں شاہجہاں صرف تین دن ٹھہرا چوتھے دن اس نے اپنی بیگم ممتاز محل کو جو کمزوری کی وجہ سے سفر کے قابل نہ تھی عبداللہ خاں کی پردگی میں چھوڑا اور خود گھڑی کی طرف روانہ ہو گیا لیکن داراب خاں ایک لاچار مفروز باقی کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ تھا اور شاہجہاں کو یہ جواب دیا کہ مقامی زمینداروں نے شورش برپا کر دی ہے اور اسے قید کر رکھا ہے اس لیے وہ گھڑی نہیں آسکتا۔

### اکبر گھڑی کی طرف

داراب خاں کے اس جواب کے بعد بنگال میں کسی اور کوشش کی امید منقطع ہو گئی۔ شاہجہاں اکبر گھڑی گیا اور وہاں جو گولہ بارود اور سامان بھٹ گیا تھا اُسے لے کر پرانے راستے سے دکن روانہ ہو گیا جہاں ایک (13) جہانگیر (اگر جس وچر ج) جلد دوم صفحات 294-296۔ خانی خاں جلد اول صفحات 346-356۔ اقبل نامہ صفحات 229-234 (ایک دواؤں جلد ششم صفحات 413-414۔ گھڑیوں صفحات 73-75۔ محمد ہدی (ایک دواؤں جلد ششم صفحات 393-394۔ آثر الامرا (چر ج) جلد اول صفحات 455-456۔ اُنہوں نے جلد دوم صفحہ 333 میں اس لڑائی اور بھیم کی موت کا ایک افسانوی حال لکھا ہے۔ نیز دیکھو مریدو دریا خاں روہیلہ کے حالات زندگی کے لیے دیکھو آثار الامرا (چر ج) جلد اول صفحات 455-457۔

سیاسی انقلاب کی وجہ سے امید کی ایک جھلک نظر آئی تھی۔ (14) اس نے اپنی فراخ دلی سے عبداللہ کو ہدایت کی کہ داراب کے لڑکے کو کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے لیکن اُس ظالم نے اپنے آقا کے حکم کی پرواہ کی اور اس معصوم بچے کو قتل کر دیا۔ چند دن بعد اس کے باپ کا بھی حشر ہوا جو اُس کا مستحق تھا۔

### پرویز حاضر دربار

دریائے تونس پر لڑائی کے بعد شہزادہ پرویز اور مہابت خاں بہار کی طرف روانہ ہوئے جہاں سے شہزادہ شاہی احکام کی تعمیل میں دربار کو واپس ہو گیا اور صوبہ کا انتظام مہابت خاں کو سپرد کر دیا۔ مہابت خاں نے داراب خاں کو بلا بھیجا اور شاہی حکم کے بموجب کہ ایسے بیکار آدمی کے زندہ رہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے اُسے قتل کر دیا اور اس کا سر دربار میں بھیج دیا۔ (15)

### خان خاناں

بوزھا خان خاناں اپنے لڑکے اور پوتے کے انفسوس ناک انجام اور شاہی افسروں نے اس سے جو سلوک کیا تھا۔ اُس سے سخت دل شکستہ ہوا۔ برہانپور سے بہار تک کے سفر میں مہابت خاں نے اس کا خیمہ پرویز کے خیمہ کے پاس رکھا اور اُس پر سخت نگرانی رکھی۔ (16)

### بادشاہ نے معاف کر دیا

لیکن بادشاہ نے اپنی فیاضی اور ہوشمندی سے اپنے اس بوزھے معلم اور اتالیق کو معاف کر دیا اور تسلی دی بادشاہ نے اُسے اپنے دربار کشمیر میں بلایا اور جب زمین بوس ہوا اور شرمندگی کی وجہ سے سر اٹھایا تو بادشاہ نے مہربانی سے کہا کہ وہ بے قصور ہے اور حال میں جو کچھ ہوا وہ مقدر تھا۔ اُسے نہ صرف اپنے منصب پر برقرار رکھا گیا بلکہ ایک لاکھ روپیہ نقد اور مالکوسے کی جاگیر بھی ملی گئی۔ (17)

(14) آقبل نامہ صفحات 232، 234، 238، 239 (ایٹ ڈاؤن جلد ششم صفحہ: 414، 416) گپڈون صفحہ 75 تا 76 الاسر (بیورج) جلد اول صفحہ 452۔

(15) آقبل نامہ صفحات 239، 240 (ایٹ ڈاؤن جلد ششم صفحہ 416 تا 417)۔

(16) تاثر الاسر (بیورج) جلد اول صفحہ 60 میں لکھا ہے کہ جس وقت شہزادہ پرویز اور مہابت خاں شاہجہاں کو دکن کی شاہی مملکت سے باہر جانے کی کوشش میں مصروف تھے تو خان خاناں نے راجہ بھیم کو لکھا تھا: "مگر شہزادہ اس کے لڑکوں کو رہا کر دے تو وہ شاہی افواج کا رخ پیچھے کی طرف کر دے گا۔ اور اس کا معاملہ سنگین ہو جائے گا۔ راجہ بھیم نے جواب میں لکھا کہ اس کے ساتھ باغیچہ بزرگ چل رہا ہے اور وہ جہاں کہیں بھی جائے گا اس کے لڑکے مار ڈالے جائیں گے اور خود اس پر حملہ کر دیا جائے گا۔ اس معصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ خان خاناں کو قید کر رکھا تھا اور خان خاناں کے متعلق خیال تھا کہ وہ ہر طرح کا فریب کر سکتا ہے۔ ایک مزاحیہ شاعر نے اس کے متعلق لکھا تھا۔

ایک چھوٹا لڑکھو دل میں سیکڑوں پچھو غم مٹھی بھر ڈھیاں اور سو مکھیاں

(تاثر الاسر، بیورج جلد اول صفحہ 62)

(17) تاثر الاسر (بیورج) جلد اول صفحہ 60، 61 میں بعض تفصیلات بے ترتیب ہیں۔ گپڈون صفحہ 78 کہا جاتا ہے کہ خان

خاناں کی انگوٹھی پر جو بیج کندہ تھا اس کا ترجمہ یہ ہے

اللہ کی مدد اور جہانگیر کی مہربانی نے مجھے دوسرے تہ ذبح کی عطا کی اور دوسرے تہ خان خانی۔



## افضل خاں جہانگیر سے مل گیا۔

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں شاہجہاں کی گولکنڈہ کے واسطے سے پساؤی کے وقت افضل خاں کو بیجاپور کے دربار میں چھوڑ دیا گیا تھا مگر اب بیجاپور نے مغل سلطنت سے اتحاد کر لیا تھا۔ اس لئے افضل خاں کے لیے بجز اس کے کوئی راستہ نہ تھا کہ اس بے نتیجہ مہم سے دست بردار ہو جائے اور بادشاہ سے پھر مل جائے جس نے فراخ دلی سے اُسے معاف کر دیا اور اُسے ڈیڑھ ہزار ذات اور سوار کے منصب پر ترقی دی اور خان خاناں کے عہدہ پر مقرر کر دیا۔ (18)

---

(18) قبل نامہ صفحات 28۴-24 گلیڈون صفحہ 75 و 76 باؤالاسر (بیورج) جلد اول صفحات 151 و 152 نے غلطی سے اس ملاقات کو 1626ء میں لکھا ہے اور اسے شاہجہاں کی طرف سے سفارت کی نوعیت دی ہے اور لکھا ہے کہ بادشاہ نے نافرمانی سے سفیر کو روک رکھا اور اسے خانسان کا عہدہ دیدہ خانی خاں، سیمان رائے اور بعد کے مورخین نے شاہجہاں کی بغاوت کے سلسلہ میں مستند خاں کی نقل کی ہے۔

## انیسواں باب دکن

### عادل شاہ اور ملک عنبر نے ایک دوسرے کے خلاف مغلوں سے مدد چاہی

عادل شاہ بادشاہ بیجاپور اور احمد نگر کے ہمہ جہت بااقتدار وزیر ملک عنبر دونوں نے اکتوبر 1623ء میں ایک دوسرے کے خلاف مغلوں کا اتحاد حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، ایک اہم خط میں جو ملک عنبر نے دکن میں مغل مفاد کے عارضی نگران کو علی شیر کے ہاتھ بھیجا اس میں اس نے بذات خود مہابت خاں سے دیول گاؤں میں ملاقات کرنے اور اپنے سب سے بڑے لڑکے کو مستقل طور پر شہلی ملازمت میں اور ہمیشہ وفادار اور عقیدت کیش رہنے کی پیش کش کی۔ عادل شاہ نے بھی مغل حمایت کے عوض اطاعت شہادی کی پیشکش کی اور پانچ ہزار سوار کا ایک رسالہ ملا محمد لاری کی ماتحتی میں بادشاہی خدمت انجام دینے کے لیے بھیجے کا ذمہ لیا۔

### دونوں کو لٹکائے رکھا

مگر معلوم ہوتا ہے کہ مہابت خاں نے ایک ہوشیار مدبر کی طرح دونوں کو اس وقت تک لٹکائے رکھے کا فیصلہ کیا۔ جب تک شاہجہاں کو دکن سے باہر نہ نکال دیا جائے اس لیے کہ اگر کسی ایک سے اتحاد کیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ دوسرا شاہجہاں سے مل جائے گا۔

### بیجاپور سے اتحاد

چنانچہ جب شاہجہاں کے موکلنڈہ کے راستہ سے فرار پر یہ خطرہ چاٹا رہا تو مہابت خاں بیجاپور کے حق میں فیصلہ کیا اور شاہی حکومت نے اس فیصلہ کو منظور کر لیا اور عادل شاہ کو فرمان اور خلعت لشکری کے ہاتھ روانہ کر دیا جسے عادل شاہ نے شہر سے چار کوس باہر نکل کر پورے احترام اور زمین بوسی کے ساتھ وصول کیا۔

### ملا محمد لاری

ملا محمد لاری شاہی خدمت کے لیے پانچ ہزار سواروں کا دستہ لے کر مہابت سے ملنے باہر آگیا اور مہابت خاں نے خود اپنی فوج کا ایک طاقتور دستہ اسے حفاظت سے لانے کے لیے روانہ کر دیا تاکہ ملک عنبر کی تیار فوج اس پر حملہ نہ کر سکے۔

### ملک عنبر کی چال

بیجاپور کے شاہی فوج سے ملنے پر چونکہ ملک عنبر کھڑکی روانہ ہو گیا اور اپنے اہل و عیال کو دولت

آباد کے قلعہ میں چھوڑ کر گوکنڈہ کی سرحد قندھار کا رخ کیا اور ظاہر یہ کیا کہ وہ سالانہ خراج وصول کرنے جا رہا ہے۔ حالانکہ مقصد قطب الملک سے جنگ و دفاع میں تعاون کا معاہدہ کرتا تھا۔ (1)

### ملا محمد پرویز کے دربار میں

ملک عنبر کے اس طویل سفر نے ملا محمد لاری کو یہ موقع دیدیا کہ وہ پوری حفاظت سے برہانپور تک پہنچ جائے۔ شاہ پور میں مہابت خاں نے اس کا انتہائی ملاحظت سے استقبال کیا اور پھر دونوں شہزادہ پرویز کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کا خیمہ برہانپور کے قریب لال باغ میں تھا اور جو شاہجہاں کے الہ آباد اور بنگال میں ورود کے اندیشہ سے باصرہ شاہی احکامات کی تعمیل میں جلد سے جلد اس طرف روانہ ہونے کے لیے بالکل تیار تھا۔

### دکن کے انتظامات

مہابت خاں نے سر بلند رائے کو برہانپور میں مستقر کے ساتھ دکن کا گھراں مقرر کیا اور چادو رائے اور اودے رام کو جن کے بارے میں ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ شاہجہاں کے غیر ملک میں فرار ہو جانے پر وہ شاہی فوج میں شامل ہو گئے تھے۔ ان کے بھائیوں اور نوکروں کو بطور برغمال روک کر بالا گھاٹ کی حفاظت کے لیے ظفر نگر میں تعینات کیا۔ روضی خان کو خاندیش کی حفاظت پر مامور کیا گیا اور متعدد قلعوں کی حفاظت کے دوسرے انتظامات کیے گئے۔ ملا محمد کو بھی پانچ ہزار سواروں کے ساتھ سر بلند رائے کی مدد کا کام سپرد کیا گیا اور اس کے لڑکے امین الدین کو مزید پانچ ہزار سالہ کے دستہ کے ساتھ شہزادہ پرویز کی فوج میں کام کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ بوندی کے بہادر رئیس راؤرتن کو بھی جو فاداری اور فیاضی کا اعلیٰ نمونہ تھا برہانپور میں تعینات کیا گیا جیسے ہی یہ سارے انتظامات مکمل ہو گئے اور ملا محمد اپنے رسالہ کے ساتھ برہانپور میں مقیم ہو گیا۔ شہزادہ پرویز اور مہابت خاں شمال کی طرف روانہ ہو گئے۔ (2)

### ملک عنبر کی فتح

مگر دکن میں فوراً ہی سنگین صورت حال پیدا ہو گئی۔ ملک عنبر نے اپنی حسب معمول ہوشیاری اور جفاکشی سے دو سال کا خراج گوکنڈہ سے وصول کیا اور قطب الملک سے جنگ و دفاع میں تعاون کا معاہدہ کیا اور پھر تیزی کے ساتھ بیدر میں بیجاپور کی فوج پر اچانک حملہ کر دیا اور مار بھگایا۔ اس شہر کو اس نے لوٹ لیا اور پھر نہایت تیزی کے ساتھ بیجاپور کی طرف بڑھا اور راستہ میں معمول مار اور تاراجی کرتا ہوا عادل شاہ نے بیجاپور کے قلعہ میں جا کر پناہ لی اور عنبر نے فوراً سختی سے اُس کا محاصرہ کر لیا۔

(1) اقبال نامہ صفحات 223-224 (ایٹ وڈاؤسن جلد ششم صفحات 411-412) جہانگیر (راجس و بیورنچ) جلد دوم صفحات 295-296، خانی خاں جلد اول صفحات 247، 248۔ گلیڈون صفحات 70-71۔  
(2) اقبال نامہ صفحات 224-228 (ایٹ وڈاؤسن جلد ششم صفحہ 412) جہانگیر (راجس و بیورنچ) جلد دوم صفحہ 296۔  
خانی خاں جلد اول صفحہ 348۔ راؤرتن کے متعلق دیکھو: جلد دوم صفحات 385-386۔

## بیجاپور کو بچانے کی کوشش

بیجاپور کے حکمران کے لیے اب صرف ایک ہی راستہ تھا کہ وہ ملا محمد کی فوج کو واپس بلا لے اور مغل فوج کی مدد حاصل کرے اُس نے اشد ضروری پیام برہانپور بھیجا۔ ملا محمد نے شاہی افسروں سے اصرار کیا کہ اُسے جانے کی اجازت دیں اور اس اجازت کے عوض اُسے تین لاکھ ہن (تقریباً بارہ لاکھ روپیہ) کی پیشکش کی۔ مہابت خاں اگرچہ اس وقت موقع سے بہت دور تھا مگر اُس نے صورت حال کا خوب اندازہ لگا لیا اور فوراً حکم دیا کہ جتنے بھی دکنی سپاہی ممکن ہو سکیں بیجاپور کو بچانے کے لیے ملا محمد کے ساتھ کر دیئے جائیں۔

## ملک نبر نے محاصرہ اٹھالیا

اتنی بڑی فوجی ملک دیکھ کر ملک عنبر خوف زدہ ہو گیا اور مصالحت کی گفت و شنید شروع کی اور بار بار شاہی فوجی افسروں سے اصرار کیا کہ وہ عادل شاہ اور نظام الملک اپنے پرانے جھگڑے آپس میں طے کرنے کے لیے چھوڑ دیں۔ اس طاقت و اتحاد سے اُس کی ریاست کو جو خطرہ تھا وہ اس نے پورے طور پر محسوس کیا اور بار بار مصالحت کی پیشکش کی۔ لیکن ملا محمد اور لشکر خاں نے معاملہ کو آخری حد تک پہنچانے کا تہیہ کر لیا اور مصالحت کی پیشکش کو ٹھکرادیا۔

## بھٹوری میں ملک عنبر کی فتح

خت لاچار ہو کر ملک عنبر اپنی ساری صلاحیت ہو شیری اور حاضر دماغی سے کام لیا اور اپنی ذہانت سے بھرپور کام لیا جو اُس کی زندگی کا عظیم کارنامہ تھا۔ احمد نگر سے پانچ کوس کے فاصلہ پر بھٹوری میں تنیم کے کیپ پر اُس نے اچانک چھاپہ مارا اور اُسے خت شکست دے دی۔ ملا محمد لڑائی کے شروع ہی میں کام آگیا اور بیجاپور کی فوجیں حسب معمول خت بے ترتیبی کی حالت میں بھاگ کھڑی ہوئیں جادورائے اور اودے رام بنیر ایک ہاتھ چلائے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے اور اس کے بعد بُری طرح سے بھگدڑ پڑ گئی۔ اخلاص خاں اور عادل شاہ کے پیچھے دیگر افسران گرفتار کر لیے گئے ان میں سے ایک فرہاد خاں بھی تھا جس نے عنبر کی جان لینے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ اُسے قتل کر دیا گیا اور باقی لوگوں کو قید میں ڈال دیا گیا۔ لشکر خاں اور چند دوسرے شاہی افسر قید کر لیے گئے لیکن سلطنت کی خوش قسمتی سے چند ممتاز افسر بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گئے۔ خنجر خاں نے تیزی سے احمد نگر رُخ کیا اور کئی دوسرے بھاگے ہوئے افسروں سے مل کر محاصرہ کے لیے تیاری کی۔ اس طرح جان سپار خاں اپنی جاگیر کے قلعہ بیڑ کی طرف چل دیا اور محاصرہ کے لیے تیاری کی۔ باقی بھاگے ہوئے لوگوں نے سر بلند رائے کے پاس برہان پور میں پناہ لی۔ (3)

## احمد نگر کا محاصرہ

ملک عنبر نے قیدیوں کو حفاظت سے رکھنے کے لیے جلدی سے دولت آباد بھیج دیا اور خود اُس نے تیزی کے ساتھ احمد نگر کا محاصرہ کر لیا۔ خوش قسمتی سے خنجر خاں دل شکستہ نہیں ہوا۔ ملک عنبر نے تھوڑے

(3) اقبال نامہ صفحات 236-237 (البتہ وڈاؤسن جلد ہفتم صفحہ 415) خانی خاں جلد اول صفحہ 348-349 (بیجور راج)

جلد اول صفحہ 269۔ کلید ن صفحہ 76۔

سے آدمی محاصرہ جاری رکھنے کے لیے جھوڑ کر بچاپور کا رخ کیا۔

### نیز بچاپور کا

عادل شاہ نے ایک بار پھر جا کر قلعہ میں پناہ لی اور ملک عمر نے اُسے سختی کے ساتھ گھیر لیا۔ ملک عمر نے بالا گھاٹ کے سارے علاقہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے جیسے جیسی یعقوب خاں کے ماتحت دس ہزار سالہ کا ایک دستہ برہانپور کی طرف روانہ کیا دکنیوں نے برہانپور سے دس کوس کے فاصلہ پر ملکا پور کو اپنا مستقر بنایا۔ سر بلند رائے نے لڑنے کا قصد کیا مگر صدر مستقر سے یہ حکم دیا گیا کہ ملک چنبے کا انتظار کرے چنانچہ اُس نے خود کو قلعہ کے اندر بند کر لیا اور محاصرہ سے بچنے کی تیاری کی۔ اس دوران میں ملک عمر نے دولت آباد سے اپنی توپیں لا کر شعلہ پور کا محاصرہ کر کے اُس پر دھاوا کر دیا جو بہت دنوں سے نظام الملک اور عادل شاہ کے مابین النزاع تھا۔ (4)

### شاجہاں کی آمد

دکن کی یہ صورت حال تھی جب شاجہاں نے اُڑیسہ، تلنگانہ اور گولکنڈہ سے ہوتے ہوئے نظام الملک کی مملکت میں قدم رکھا۔ جیسی کہ توقع تھی ملک عمر نے اس کا ہر جوش استقبال کیا۔ تاریخ کی یہ ستم ظریفی تھی کہ شاہی حکومت سے مشترکہ عداوت کی بنیاد پر دو جہم کے دشمنوں کے درمیان گہرا اتحاد ہو گیا۔

### شاجہاں نے برہانپور محاصرہ کیا

یہ طے کیا گیا کہ شاجہاں مزید فوج لے کر برہانپور جائے اور وہاں کے محاصرہ میں اور سختی کرے جسے اب تک یعقوب خاں بغیر کسی کامیابی کے جاری رکھے ہوئے تھا۔ اس مہم کو شاجہاں نے بڑی خوش سے سنبھالیا اور لال قلعہ میں خیمہ زن ہو کر قلعہ کی تسخیر کا منصوبہ بنایا۔

### قلعہ پر حملہ

راؤرتن اور شاہی قلعہ بند فوج چونکہ بڑی بہادری سے قلعہ کا دفاع کر رہے تھے اس لیے شاجہاں نے دو طرف سے قلعہ پر حملہ کا ارادہ کیا۔ ایک عبداللہ خاں کے ماتحت اور دوسری شاہ قلی خاں کے ماتحت۔ عبداللہ کو اتنی سخت مزاحمت کا سامنا ہوا کہ وہ کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ لیکن شاہ قلی قلعہ کے اندر داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر کے پچانک بند کر لیا۔ مگر مدد نہ پہنچنے کی وجہ سے وہ قلعہ چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ شاجہاں نے ایک اور حملہ کا حکم دیا مگر یہ ناکام رہا۔ ان تین حملوں میں کئی بہادر افسروں اور سپاہیوں کی جاںیں گئیں۔ اب محصورین نے دھاوا کیا مگر شدید نقصان کے ساتھ پسپا کر دیے گئے۔ مقتولین میں راؤرتن کی ماتحتی کے کئی راجپوت سردار تھے۔ (5)

(4) اقبال نامہ صفحات 237-238 (البتہ دواؤن جلد ششم صفحہ 416) گلیڈون صفحہ 76 خانی خاں جلد اول صفحہ 339۔ محمد ہادی (البتہ دواؤن جلد ششم صفحات 394-395)

(5) اقبال نامہ صفحات 243-244 (البتہ دواؤن جلد ششم صفحہ 418) خانی خاں جلد اول صفحات 349-350۔ میڈ گلیڈون صفحہ 77۔ آثار الاسرار (بیورج) جلد اول صفحہ 269۔ محمد ہادی (البتہ دواؤن جلد ششم صفحہ 395)

### شہزادہ پرویز و مہابت خاں کی آمد

برہان پور چند مہینوں کے اندر فتح ہو گیا ہوتا لیکن شہزادہ پرویز اور مہابت خاں کے فاتح افواج لے کر آجانے سے صورت حال پھر بالکل بدل گئی۔ ملک غنیمت کی فتح سے شاہی حکومت میں سخت کھل بلی بچ گئی جس وقت تک شاہجہاں شمالی ہند میں تھا۔ پرویز اور مہابت کی فوجوں کو فرصت نہیں مل سکتی تھی۔ چنانچہ مہابت خاں کے لڑکے خانہ زاد خاں کو فوجوں سمیت کابل سے طلب کیا گیا۔

### شاہجہاں نے محاصرہ اٹھالیا

لیکن جیسے ہی شاہجہاں کو بہار اور بنگال سے نکال باہر کیا گیا پرویز اور مہابت خاں کو تیزی سے دکن پہنچنے کا حکم دیا گیا اور ان کے موقع پر پہنچنے والی شاہجہاں نے برہان پور کا محاصرہ اٹھالیا۔

### شاہجہاں کی بیماری

محاصرہ اٹھا کر شاہجہاں نے بالا گھاٹ میں رد بن گڈھ کی طرف رخ کیا لیکن راستہ میں سخت بیمار ہو گیا۔

### عبداللہ خاں کی گوشہ نشینی

حال کی شکستوں سے عبداللہ خاں پر اتنا شدید مذہبی جذبہ طاری ہوا کہ وہ ترک دنیا کر کے گوشہ نشین ہو گیا اور اندور میں بیٹھ کر یاد الہی کرنے لگا لیکن یاد الہی کی مشغولیت کے باوجود اس نے دربار شاہی کو معافی معذرت اور اطاعت کئی کے خطوط لکھے۔ (6)

### شاہجہاں کا تاریک مستقبل

شاہجہاں کے آگے اب دینا بالکل تاریک تھی۔ وہ یا اس کے حلیف زبردست شاہی فوج کے خلاف جس کی سربراہی سلطنت کے قابل ترین سپہ سالار کے ہاتھ میں ہو کامیابی کی کوئی امید نہیں رکھ سکتے تھے بچا پور سلطنت کا حلیف تھا اور اسے پناہ نہیں دے سکتا تھا۔ نہ ہی گوکنڈہ میں اُسے زیادہ دن پناہ ملنے کی امید تھی۔ اس لیے کہ شاہی فوجیں یا گوکنڈہ اور سلطنت میں صلح ہو جانے پر مقامی حکام اُسے نکال باہر کریں گے۔ اس نے بنگال اور شمالی ہند میں قسمت آزمائی کی اور نیری طرح ناکام رہا۔ دوبارہ کوشش میں بہتر توقعات کی تجربہ کے لحاظ سے نفی ہوتی تھی۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ بہار میں رد ہتاس اور خاندیش اسیر گڑھ اب تک اس کے قبضہ میں تھے۔ لیکن یہ بھی بالآخر قاقوں سے مارے جائیں گے جبکہ وہ خود دونوں سے اتنے فاصلہ پر ہے۔ اکثر اُمر اجنوں نے بائو سے دہلی کی طرف تک 1622ء میں اس کا ساتھ دیا تھا یا تو لڑائی میں مارے جا چکے تھے یا رفتہ رفتہ الگ ہو گئے تھے۔ بکر ماجیت جو بجائے خود ایک فوج تھا شاندار طریقہ کی موت مر گیا، داراب خاں کی افسوسناک موت ہوئی۔ خان خاناں افضل خاں، جاوہر رائے اور دودے رام بہت سے

(6) قبل نامہ صفحات 244، 249 (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحات 418، 419) محمد ہادی (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحات

دوسروں کی طرح اب شاہی ملازمت میں تھے۔ اب اُس کا آخری وفادار ساتھی بھی وردیش ہو گیا تھا۔ خود اُس کی صحت خراب ہو گئی تھی اور اب وہ بیماری میں صاحبِ فراش ہو رہا تھا۔ ان حالات میں قدرِ نا اُسے اپنے والد سے مصالحت کا خیال ہونا چاہیے تھا بیماری کے زمانہ میں اُس پر اپنے باپ سے سرکشی، پریشانی کا جو جذبہ طاری ہوا اس کے رواجی اسباب قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس میں بنیادی مفاد کی نیت بھی شامل تھی۔ اس نے اپنی سرکشی کی روش کے لیے معافی کا جہانگیر کو خط لکھا۔

### حکومت سے مصالحت

نور جہاں اب حال میں مہابت خاں کے غیر معمولی اقتدار اور شہزادہ پرویز سے اُس کے گہرے تعلقات سے مشکوک ہو گئی تھی اور لڑائی ختم کر دینے کے مخالف تھی۔ مادیق 1622ء میں اُس نے بادشاہ کی طرف سے شاہجہاں کو جواب دیا کہ اُسے روہتاس اور اسیر گڑھ کے قلعے کو حکومت کے حوالے کر دینا چاہیے اور اپنے دونوں لڑکوں دار اور ملک زیب کو دربار میں بھیج دینا چاہیے۔ اُس وقت معافی ملے گی اور بالا گھاٹ کی گورنری پر اُسے مقرر کر دیا جائے گا۔ شاہجہاں نے شاہی قاصد کا باہر نکل کر استقبال کیا، فرمان کے سامنے زمین بوس ہوا اور اُسے اپنے سر پر رکھا۔ اُس نے سارے شرائط منظور کر لیے اور اپنے ایجنٹ مظفر خاں کو فوراً خط لکھا کہ روہتاس کا قلعہ ان شاہی افسروں کے حوالے کر دے جو اس کے لیے مقرر کیے جائیں اور یہی خط اسیر کا قلعہ حوالہ کر دینے کے لیے حیات خاں کو لکھا۔ دار اور (7) سال کا لڑکا اور ملک زیب آٹھ سال کا دونوں جو اہرات مرصع اسلحہ اور ہاتھیوں وغیرہ کے نذرانے کے ساتھ جن کی قیمت دس لاکھ روپیہ تھی دربار شاہی میں روانہ کر دیے گئے خود شاہجہاں اپنی بیگم اور سب سے چھوٹے لڑکے مراد بخش کے ساتھ تاسک (8) روانہ ہو گیا۔

اس طرح وہ خانہ جنگی ختم ہوئی جو تین سال سے اوپر جاری تھی اور جس نے ساری سلطنت کو انتشار میں مبتلا کر دیا تھا اور سلطنت کی بعض مستز ترین شخصیتوں کو ختم کر دیا تھا اور شمال مغربی سرحد پر افغانستان میں شاہی مفاد کو سخت نقصان پہنچایا تھا اور نیز دکن میں۔

(7) دراجی پیدائش دوشنبہ 30 مادیق 1615ء کو ہوئی تھی۔ جہانگیر (درجہ سیم) جلد اول صفحہ 282۔

(8) اقبال نامہ صفحات 238، 245، 252 (ایٹ ڈاؤن جلد ششم صفحات 416، 418، 419) اقبال نامہ صفحہ 252۔

(ایٹ ڈاؤن جلد ششم صفحہ 419) محمد ہادی (ایٹ ڈاؤن صفحہ 396) گہڑون صفحات 76، 78۔

بناوت کے حالات کی تحصیل میں عبد الحمید لاہوری، محمد امین قزوینی، کامہار حسینی، محمد صالح کبیرہ، بخٹوار خاں، خانانی خاں بھمان رائے اور دوسرے مورخین نے معتد خاں کی تہذیب کی ہے۔ محاسن پور بنین مصطفیٰ کے بیانات کے لیے دیکھو ہر برٹ صفحات 82، 107، 108 مئی نے ایک مختصر بے ترتیب حال لکھا ہے انگلش فیکٹری کے کاغذات میں اس کے متعلق اکثر ذکر ہے۔

## بیسواں باب

### مہابت خاں کی یورش

#### نور جہاں اور مہابت خاں

مہابت خاں اور نور جہاں کے درمیان تازہ عداوت جو کسی حد تک خانہ جنگی کے خاتمہ اور شاہجہاں پر نسبتاً نرم شرائط عائد کرنے کی بنا پر تھی اُس کی تہہ میں وہی اسباب تھے جو 22-1621ء میں نور جہاں اور شاہجہاں میں تلخی پیدا کرنے کا باعث ہوئے تھے۔

#### جہانگیر اور نور جہاں کی صحت

جہانگیر کی صحت ہمیشہ سے زیادہ تیزی کے ساتھ گرتی جا رہی تھی اور جانشینی کے مسئلہ نے فوری اہمیت حاصل کر لی تھی۔ نور جہاں کی عمر اڑتالیس سال کی ہو چکی تھی مگر وہ اپنی جسمانی اور دماغی صحت میں ہمیشہ کی طرح بھرپور قوت رکھتی تھی اور امید یہ تھی جیسا کہ حقیقت میں بعد کو ثابت ہوا کہ وہ اپنے خستہ حال شوہر کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہے گی۔ اُس کی حکمانہ فطرت جو برسوں مطلقانہ اختیارات برتنے کی وجہ سے اور تیز ہو گئی تھی اُس سے اُس کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ اس اقتدار کو مستقل طور پر برقرار رکھا جائے۔ شاہجہاں کے خلاف اُسے جو کامیابی ہوئی تھی اُس سے اُسے اپنی مدد پرانہ صلاحیت اور تنظیمی قابلیت پر اور زیادہ پختہ یقین ہو گیا تھا۔

اُس کے طرز عمل کا غالب محرک اب بھی یہی تھا کہ اپنے نئے داماد شہریار کی جانشینی کے لیے راستہ صاف کرے۔ 1625ء میں ہردلعزیز اور دل پذیر سلطان خسرو کو قبر میں گمے ہوئے تقریباً تین سال ہو گئے تھے۔ خان اعظم نے داور بخش کی حمایت کی ہوئی مگر وہ 1624ء میں احمد آباد میں فوت ہو گیا تھا۔ شاہجہاں جو 1621ء میں عملاً نائب شاہ قاندری طرح ذلیل کر دیا گیا تھا اور بالکل بے اثر تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ بادشاہ کی نظروں سے بالکل گر گیا تھا 1621ء کی صورت حال کی روشنی میں نور جہاں کے مقاصد پورے طور پر حاصل ہو گئے تھے۔

#### پرویز اور مہابت خاں کا اتحاد

لیکن اب ایک نیا خطرہ زور نہا ہو گیا۔ شہزادہ پرویز ایک شرابی اور ذہانت کا آدمی تھا۔ 1623ء تک وہ جانشینی کی بحثوں اور قیاس آرائیوں میں وہ بالکل نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ طاس رو یا کسی اور معاصر مُصہر نے اس سلسلہ میں اُسے ذرا بھی قابل التفات نہ سمجھا۔ اس کی بیشتر زندگی دربار شاہی سے بہت فاصلہ پر گذری تھی۔ اس کا میدان جنگ میں تجربہ کیا گیا مگر وہ ناکام رہا اُسے نسبتاً غیر اہم گورنریاں جیسے بہار، الہ آباد کی



تفویض کی گئی تھی۔ اس نے اپنی موافقت میں کسی بااثر امیر کی حمایت نہیں حاصل کی تھی اور نہ اپنی کوئی جماعت بنائی تھی۔ عوام یا خواص میں بھی وہ اپنے لیے پر جوش تائید نہیں حاصل کر سکتا تھا۔ اگر 1621ء میں اُس کا انتقال ہو گیا ہو تا تو اس کا سوگ خسرو کی طرح نہ منایا گیا ہو تا۔ اگر 1622ء میں اُس نے بغاوت کی ہوتی تو شاہجہاں نے جتنے آدمیوں کے ساتھ مانڈوے دھوا کیا تھا اُس کے چوتھائی آدمی بھی اُسے نہ مل سکتے۔ اس نے اپنے جی میں تو کبھی کبھی جانشینی کا خیال کیا ہو گا مگر اپنے سے چھوٹے بھائی شاہجہاں سے اس معاملہ میں جھگڑنے کا خیال شاید ہی سنجیدگی کے ساتھ اُس کے ذہن میں آیا ہو گا۔

لیکن 1625ء میں پرویز نے دیکھا کہ شاہجہاں سے میدان خالی ہو گیا ہے اور اُس وقت اس کے دل میں خیال آیا ہو گا کہ وہ اپنے سوتیلے بھائی شہریار سے بہتر ہے۔ پرویز ایک مسلم خاتون سے باضابطہ شادی کی اولاد تھا اور شہریار ایک داشتہ عورت کے بطن سے تھا یہ تو صحیح ہے کہ اسلامی قانون میں اس امتیاز کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن انسانی فطرت کے لحاظ سے اس کے نزدیک ضرور اس کی اہمیت تھی۔ پرویز اب چھتیس سال کا جوان تھا اور شہریار بیس سال کا لڑکا تھا اور وہ شہریار کے مقابلے میں معاملات اور اشخاص کا زیادہ تجربہ رکھتا تھا اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ شہریار کے مقابلہ میں کیوں اپنے حق سے دست بردار ہو جائے خصوصاً اس لحاظ سے کہ شہریار کی جانشینی اور اس کی سوتیلی ماں نور جہاں کے اقتدار میں وہ نہ صرف ہمیشہ کے لیے اقتدار سے محروم ہو جائے بلکہ شاید عمر بھر کے لیے قیدی خان آلود قبر سے رہا نہ ہو۔

ابھی تک تو وہ بے بس تھا مگر اب اُسے میدان جنگ کے ساتھی مہابت خاں کی دوستی حاصل تھی جو سلطنت بھر میں سب سے زیادہ جری سب سے بہتر کماندار اور سب سے اعلیٰ مدبّر تھا۔ اس کے حال کے کارناموں سے ساری قلمرو میں اس کا رعب چھا گیا تھا اور ساری فوج اس کی عزت کرتی تھی اور خود اس کے سپاہی تو اس کے پرستار تھے۔ اس کی مدد نہ نہ قابلیت کی طرح اس کی حاضر دماغی بھی مستحق تھی۔ ایسے شخص کی پشت پناہی حاصل کر کے بادشاہ کا سب سے بڑا موجود لڑکا بھی خود کو اپنے چھوٹے بھائی سے بہتر سمجھتا تھا۔

خود مہابت خاں کو بھی اس قسم کا خیال آیا ہو گا۔ اگر پرویز اور شہریار میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا سوال ہو تا تو لمحہ بھر کے پس پیش کے بغیر وہ پرویز کے حق میں رائے دیتا۔ یہ بات نہ وہ بھول سکتا اور نہ نور جہاں کہ وہ نور جہاں کے گروہ کا سخت دشمن تھا اور نہایت صفائی سے جہانگیر کو مشورہ دیا تھا کہ وہ عورتوں کے اقتدار سے نجات حاصل کرے یہ دونوں دراصل اسنے قابل اور حوصلہ مند تھے کہ عام حالات میں ایک دوسرے کے ساتھ نباہ نہیں کر سکتے تھے۔ مہابت خاں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر شہریار جانشین ہو گیا تو اس کا مطلب اُس کی تباہی ہو گا اور سلطنت کے اہم مسائل میں اُس کی آواز ہمیشہ کے لیے دب جائے گی۔ اگر جہانگیر کی حکومت میں جو اُسے دل سے عزیز رکھتا تھا اور بہت عزت کرتا تھا وہ جلاوطن کیا جا سکتا تھا اور بے نتیجہ پہاڑی مہموں میں نامور ہو سکتا تھا تو اپنے سر پرست کے انتقال کے بعد نہ جانے اس کا کیا حشر ہو۔ اُسے اندازہ تھا کہ دراصل اس کا مفاد نور جہاں کے مفاد سے متضاد ہے جیسے شاہجہاں کا تھا۔ برعکس اس کے شہزادہ پرویز کی جانشینی اُس کی ترقی اور اقتدار کا باعث ہو گی۔ جیسے شہریار کی جانشینی نور جہاں کے لیے۔

نور جہاں اور مہابت خاں کی پرانی عدوت اور شدت کے ساتھ ابھر آئی۔ نور جہاں کے لیے اب مہابت سے ڈرنے کی اور زیادہ ضرورت تھی اور اسی لیے اس کی مخالفت کرنے کی۔ جب تک شاہجہاں کی بغاوت چل رہی تھی اُس وقت تک وہ بے بس تھی۔ یعنی جب تک مہابت خاں کی خدمات کے بغیر کام نہیں چل سکتا تھا شاہجہاں

سے مصالحت کا جو سب سے پہلا موقع اُسے ملا اُس میں مصالحت کر لی اور پھر اپنی حسب معمول جدت اور ہوشیاری سے مہابت خاں کے اقتدار کی جڑیں کاٹنے میں لگ گئی۔ اُس کا بھائی آصف خاں جو مدتوں سے مہابت خاں کا سخت ترین دشمن تھا اور جس نے مہابت خاں کو دربار سے جلا وطنی میں بھیجنے کی امرگاہی کو شش کی تھی۔ اُسے پرویز کی جاسوسی سے کوئی فائدہ نہ تھا۔ اس لیے وہ نور جہاں کے نئے منصوبے میں دل سے حمایت کرے گا۔

### مہابت خاں کو پرویز سے الگ کر دیا

نور جہاں اور آصف خاں نے سب سے پہلی کارروائی یہ کی کہ مہابت خاں کو پرویز سے الگ کر دیا اور مہابت خاں کو اُن فوجوں کی کمان سے محروم کر دیا جو برائے نام پرویز کے ماتحت تھیں اور ان دونوں کو اُن وسائل سے محروم کر دیا جن سے وہ اپنے مفاد میں کوئی سازش کر سکتے۔ ستمبر 1625ء میں جبکہ مہابت اور پرویز برہان پور جاتے ہوئے سارنگ پور میں مقیم تھے ایک شاہی فرمان جاری ہوا جس کے بموجب مہابت خاں کا تبادلہ بنگال کی گورنری پر کر دیا گیا اور خان جہان لودی کو مہابت کی جگہ پرویز کا وکیل مقرر کیا گیا۔ پرویز کو شاہی فرمان سارنگ پور میں فدائی خاں کے ہاتھ بھیجا گیا۔ شہزادہ جسے خاص کر مہابت خاں کی مدد حاصل تھی اس سازش کی تہہ کو پہنچ گیا ہو گا۔ اُس نے صاف صاف کہا کہ وہ مہابت خاں سے الگ ہونے یا اُنکی جگہ خان جہان لودی کو اپنا مشیر بنانے کے لیے تیار نہیں

فدائی خاں نے شہزادہ کا جواب شاہی حکومت کو پہنچا دیا۔ اب نور جہاں اور آصف خاں نے اس سے سخت رویہ اختیار کیا اور ایک اور فرمان جاری کیا گیا جس میں شہزادہ کو عدول حکمی کی روش اختیار کرنے پر تنبیہ کی گئی اور اُسے بلا چون و چرا تعمیل کی تاکید کی گئی اور یہ کہ ”اگر مہابت خاں بنگال جانے پر رضامند نہیں ہے تو اُسے فوراً حاضر دربار ہونا چاہیے اور شہزادہ اپنے اُسرا کے ساتھ برہان پور ہی میں رہے۔“ اس دوران میں خان جہاں فدائی خاں کے ہاتھ سے شاہی فرمان پا کر حیزی کے ساتھ پرویز کی اتالیقی کا منصب لینے کے لیے روانہ ہو چکا تھا۔ (1) شاہی فرمان کے لہجہ سے مرعوب ہو کر اور شاہجہاں کی مثال پر عمل کر کے اپنا حشر دیباہی کرنے سے خائف ہو کر شہزادہ تعمیل پر آمادہ ہو گیا اور خاں جہاں کو وکیل کی حیثیت سے قبول کرنے اور برہان پور میں مقیم رہنے پر رضی ہو گیا اور مہابت خاں بنگال جانے پر تیار ہو گیا۔ (2)

### مہابت خاں پر اثرات

اس طرح اپنا مقصد حاصل کر لینے کے بعد نور جہاں اور آصف خاں نے دوسری کارروائی یہ کی کہ مہابت خاں کو حکم دیا کہ جو ہاتھی، کہا جاتا ہے کہ اُس نے شاہجہاں کی بغاوت کے زمانہ میں بنگال اور بہار سے حاصل کیے ہیں وہ دربار میں روانہ کر دے اور جو کثیر رقمیں اس نے شہرہ پست جاگیر داروں کی برطرنی پر حکومت کی طرف سے ضبط کی ہیں اُن کا حساب دے۔ ایک شاہی بیروکار عرب دست غائبہ مذکورہ ہاتھیوں کو لانے اور مہابت خاں سے مطلوبہ رقم کا حساب لینے کے لیے روانہ کر دیا گیا اور (معلوم ہوتا ہے) یہ بھی ہدایت کی گئی کہ اگر حساب کشفی بخش نہ ثابت ہو تو اُسے حکم دیا جائے کہ وہ فوراً حاضر دربار ہو۔

مہابت خاں کو فوراً محسوس ہو گیا کہ یہ اس کی دیانت اور ایمانداری کی شہرت پر باد کرنے اور اُسے اپنی جائیداد سے محروم کرنے کی فریب کارانہ کوشش ہے یا سرکاری روپیہ کے تغلب کی سخت سزا دینے کی۔

(1) اتل نامہ صفحہ 245 (ایٹ ڈاؤن جلد ہفتم صفحہ 418) گلیڈون صفحات 78-79۔

(2) اتل نامہ صفحات 250-251۔

اُسے صاف اندازہ ہو گیا کہ اُس کے دشمن اُسے تباہ کرنے اور ذلیل کرنے کی فکر میں ہیں اور یہ محسوس کر کے اُسے سخت صدمہ ہوا کہ سلطنت کو ایک زبردست خطرہ سے بچانے کے بعد اتنی جلد اُسے ایسا با قدر شناسی کا صلہ ملے گا۔ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اس کا سر پرست جہانگیر بیماری سے لاچار ہے اور اُس کی جان یا عزت بچانے کے لیے ایک انگلی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ نور جہاں اور آصف خاں کی طبیعتوں سے واقف ہونے اور ایک مدت تک اُن سے رہا رکھنے کے تجربہ سے وہ بخوبی اندازہ کر سکتا تھا کہ جب تک وہ اُسے خاک میں نہ ملا دیں گے اُس وقت تک دم نہ لیں گے

### مہابت خاں کی تیاری

لیکن وہ ایسا شخص نہ تھا کہ اپنی ذلت اور حقیر کو خاموشی سے برداشت کرے۔ اُس کی جلدی اور دلیر فطرت اس وقت تک مطمئن نہیں ہو سکتی تھی جب تک وہ اپنی عزت کو بحال نہ کر لے۔ چنانچہ اُس نے دربار کا رخ کیا مگر پوری طرح تیار ہو کر اور ہر صورت کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے ساتھ چار پانچ ہزار راجپوت ساتھ لیے اور ان کی وفاداری کی ضمانت کے لیے اور حکومت کی کسی دھمکی زرفیہ سے متاثر نہ ہونے کے اعتماد کے لیے اُن کے اہل خاندان کو بطور بر غل روک لیا۔ ان تیار یوں کے ساتھ وہ دربار میں حاضری کے لیے روانہ ہوا۔

### جہانگیر کشمیر سے لاہور اور وہاں سے کاٹل

جہانگیر ستمبر 1625ء میں کشمیر سے روانہ ہو گیا تھا اور بارہ اکتوبر 1625ء کو لاہور پہنچا اور وہاں سے مارچ 1626ء میں کاٹل کے لیے روانہ ہوا۔ وہ دریائے جہلم کے کنارے مقیم تھا۔ جب مہابت خاں جس نے ہاتھی پہلے ہی بھیج دیے تھے۔ شاہی خیمہ کے قریب پہنچا۔ راجپوتوں کی سپاہ کے ساتھ اُس کی آمد نے قدر تا دربار میں کھل بلی ڈال دی لیکن کسی میں اتنی جرأت نہ تھی کہ اُس فوج کو ہٹاتے تھے۔ بلکہ جب اُس نے اپنی آمد کی اطلاع دی تو اُسے اُس وقت تک دربار میں آنے سے منع کر دیا گیا جب تک کہ باضابطہ اجازت نہ حاصل کر لے اور اُسے حکم دیا گیا کہ جو ہاتھی اس کے ساتھ ہیں وہ بھیج دے۔ (3)

### مہابت خاں کے داماد سے بد سلوکی

عین اس وقت ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے ہمیشہ سے زیادہ یہ واضح ہو گیا کہ حکمران طبقہ کو مہابت خاں سے کس قدر سخت عدوت ہے اور اُسے اس طبقہ سے کس قسم کے سلوک کی توقع رکھنا چاہیے۔ کچھ دن پہلے مہابت نے حسب دستور شاہی اجازت حاصل کئے بغیر اپنی لڑکی کی مگنی خواجہ عمر نقشبندی کے لڑکے برخوردار سے کر دی تھی۔ (4) معقول بات تو یہ تھی کہ مہابت خاں سے اس فروگزاشت کا جواب

(3) اقبال نامہ صفحہ 352 تا 353 (ایبٹ وڈاؤن جلد ششم صفحات 419 تا 420)۔ آئز جہانگیری (مخطوطہ خدائیش صفحہ 198) (ب) گکھڑون صفحہ 79۔

(4) اقبال نامہ صفحہ 253 (ایبٹ وڈاؤن جلد ششم صفحہ 360)۔ آئز الاسرا (بیرونی جلد اول صفحہ 302) (ب) گکھڑون صفحہ 79۔

محمد ہادی (ایبٹ وڈاؤن جلد ششم صفحات 396 تا 397)۔ انگلش لیکچرر ان انٹیلیجنس 1624-29ء صفحہ 151۔ مہابت خاں کے گھوڑوں کی تعداد آٹھ دس ہزار تک نہیں ہے۔ برخوردار کے حالات کے لیے دیکھو آئز الاسرا (بیرونی جلد اول صفحہ 352 تا 353)۔

طلب کیا جاتا لیکن حکمران جماعت نے ایک بالکل نامناسب ہنگامہ برپا کر دیا اور اسے مہابت خاں کی سخت تذلیل اور اس کے بے قصور داماد کے ساتھ سنگدلانہ سلوک کا بہانہ بنانے پر نکل گئی۔ اُس نوجوان امیر کو بادشاہ کے سامنے طلب کیا گیا اور اس کے پیروں پر ڈنڈے مار کر اور دونوں ہاتھ گردن سے باندھ کر جیل بھیج دیا گیا۔ مہابت خاں نے اسے جو جہیز دیا تھا وہ حکومت کی طرف سے ضبط کر لیا گیا اور فدائی خاں کو تعینات کیا گیا کہ وہ اسے وصول کر کے شاہی خزانہ میں داخل کر دے۔

اس قسم کے بے دردانہ سلوک پر کسی حال میں بھی مصالحت مشکل ہو جاتی لیکن اُس وقت تو صلح کی کوئی صورت ہی نہیں باقی رہی تھی۔ ہمیں یہ تو پتہ نہیں چلا کہ دونوں طرف کیا منصوبے تھے لیکن آصف خاں کی ایک فروگزاشت نے مہابت خاں کو یہ موقع دے دیا کہ وہ غنیم کے اقتدار کی جڑ پر ضرب لگائے۔

### شاہی ڈیرہ خیمہ جہلم کے پار

مہابت خاں کے منظر پر آنے کے ذرا دیر بعد شاہی کیمپ کا دریائے جہلم پر عبور شروع ہو گیا۔ تقریباً سارے افسر، سپاہ، ملازمین، اسلحہ اور خزانہ بحفاظت دریائے جہلم کے پل سے پار ہو گیا۔ صرف جہانگیر اُس کے اہل خاندان، معتمد خاں، میر منصور، ملازمین اور خواجہ سرا۔ دوسرے دن صبح کو عبور کرنے کے لیے باقی رہ گئے۔ مہابت خاں نے بادشاہ کو حراست میں لینے کا جرأت مندانہ اقدام کیا تاکہ حکمران طبقہ کے اقتدار کی اصل بنیاد بادشاہ پر قابو حاصل ہو جائے۔ اس کے مجوزہ منصوبہ سے اُس کے مخالفین کا تختہ الٹ جائے گا اور خود بادشاہ اُس کے قبضہ میں آجائے گا اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ عام حالت میں اس کی بادشاہ تک رسائی مشکل تھی اور بادشاہ کو نور جہاں اور آصف خاں کی گرفت سے آزاد ہونے پر آمادہ کرنا بھی نا ممکن تھا۔ اس لیے اُس کے لیے بہترین راستہ یہی تھا کہ خود بادشاہ کو اپنے قبضہ میں لے لے اور وہی کردار ادا کرے جو اُس کے دشمنوں نے پندرہ سال تک ادا کیا تھا۔ بیماری سے لاپوار بادشاہ خود کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اگر اُسے کسی نہ کسی کے قابو میں رہتا ہے تو کیوں نہ مہابت خاں ہی کے قبضہ میں رہے۔ یہی خیالات اس عظیم جزل کے ذہن میں رہے ہوں گے۔

### پل پر قبضہ

مجوزہ اچانک حملہ کو ذہن میں لے کر دوسرے دن علی الصبح اس نے دو ہزار سوار، یہ حمایت دے کر روانہ کئے کہ وہ پل پر قبضہ کر لیں اور کسی کو اس پار سے ادھر نہ آنے دیں اور اگر ادھر سے مسلح حملہ ہو تو پل کو آگ لگا دیں اور خود مہابت خاں چند منتخب سپاہیوں کو لے کر شاہی کیمپ کی طرف بڑھا۔ باقی حال ایک عینی شاہد کے مطابق یہ ہے:

### معتمد خاں کا بیان

ایک شور بلند ہوا کہ مہابت خاں آرہا ہے اور مجھے خیال ہوا کہ وہ شاید ذاتی استعمال کے کمروں کے دروازے کی طرف گیا ہے پھر یہ آواز آئی کہ اس نے ذاتی استعمال کے کمروں کو چھوڑ دیا اور درباری کمروں کی طرف گزارش کرنے لگا ہے۔ میرے اگلے کمرہ کے دروازہ پر پہنچ کر اس نے دریافت کیا کہ کیا حال ہے۔ جب میں نے اس کی آواز سنی تو کھوار لے کر خیمہ کے باہر آیا۔ مجھے دیکھ کر اس نے میرا نام لے کر پکارا اور

بادشاہ کا حال دریافت کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے ساتھ تقریباً سو راجپوت چدیل، برہمنے اور بھال لیے ہوئے اس کے گھوڑے کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہیں۔ غبار کی وجہ سے میں کسی کا چہرہ صاف نہ دیکھ سکا۔ وہ چیزی سے سامنے کے دروازہ کی طرف گیا۔ میں درباری کمرہ میں بٹلی دروازہ سے داخل ہوں۔ میں نے دیکھا کہ دربار کے کمرے کے پہرے پر چند آدمی ہیں اور تین چار خواجہ سرا غسل خانہ کے دروازہ پر کھڑے ہیں مہابت خاں درباری کمرہ کے دروازے پر گھوڑے پر گیا اور وہاں اتر گیا۔ جب وہ غسل خانہ کی طرف گیا تو اس کے ساتھ تقریباً دو سو راجپوت تھے۔ تب میں آگے بڑھا اور اپنی سادگی میں ہکا کر کہا، یہ بڑی گستاخی اور حد سے باہر سرکشی ہے۔ اگر تم لمحہ بھر ٹھہرو تو میں اندر جا کر اطلاع کر آؤں۔

اس نے جواب دینے کی زحمت نہیں کی۔ جب وہ غسل خانہ کے دروازے پر پہنچا تو اس نے وہ پردے پھاڑ دئے جو دربانوں نے حفاظت کے لیے لگا رکھے تھے اور انہیں درباری کمرہ کے بیچ میں پھینک گیا۔ جو ملازمین وہاں موجود تھے انہوں نے مجھے اس گستاخانہ حرکت کی اطلاع دی۔ اب بادشاہ باہر آئے اور پاکی میں بیٹھ گیا جو اس کے انتظار میں وہاں رکھی ہوئی تھی۔ مہابت خاں ادب سے پاکی کے دروازہ کی طرف آیا اور یوں مخاطب ہوا کہ۔ ”مجھے پورا یقین ہو گیا کہ آصف خاں کی کینہ توڑی اور سنگ دلانہ نفرت سے بچنا ممکن نہیں ہے اور میں ذلت اور رسوائی سے قتل کر دیا جاؤں گا۔ اس لیے میں جسارت اور گستاخی کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی پناہ میں حاضر ہو گیا ہوں۔ اگر میں قتل کی سزا کا مستحق ہوں تو حضور حکم دیں۔ میں حضور کے سامنے اسے گوارہ کر لوں گا۔“

اب راجپوت سپاہیوں نے سب کمرہ کو گھیر لیا تھا اور بادشاہ اور اس کے چند ملازمین کو بشمول عرب دست غائب کو حراست میں لے لیا تھا۔ اس توچن سے جو کبھی خواب و خیال میں نہ آسکتی تھی۔ بادشاہ نے بیچ و تاب کھا کر دوسرے تہہ تک اور پرتھوہر پرتھوہر کی گردن اڑا دے مگر حضور بدخشی نے ترکی زبان میں (جو مہابت خاں نہیں سمجھتا تھا) بادشاہ کو اس جلد بازی کی حرکت سے باز رکھا اور کہا، ”محمل کا وقت ہے۔ اس بد بخت بے وفا شخص کی سزا خدا کے انصاف پر چھوڑ دیجئے۔ ایک دن جزا سزا کا وقت ضرور آئے گا۔“ بادشاہی کمرہ پر اندر اور باہر راجپوتوں نے قبضہ کر لیا اور بجز خدیم کے کسی کو بادشاہ کے پاس جانے کی اجازت نہ تھی۔

یہ ذہن نشین رہے کہ عوام الناس جہاں گھیرے دلی عقیدت کے ساتھ محبت کرتے تھے۔ اور بادشاہ کو خفیف سا صدمہ پہنچنے کے شبہ پر بیقرار ہو جاتے تھے۔ چنانچہ لوگوں میں پھیلنا پیدا ہونے کے اندیشے سے مہابت خاں نے اپنے قیدی سے حسب معمول شکار پر چلنے کو کہا اور اپنی حسب معمول صاف گوئی سے یہ پیش کش کی کہ ”حضور کا غلام حضور کی ہر اہی میں چلے اور یہ ظاہر ہو کہ یہ جرأت مندانہ اقدام خود حضور کے حکم سے عمل میں آیا ہے۔“

بادشاہ تعمیل سے انکار تو کر نہیں سکتا تھا مگر جب مہابت نے بادشاہ سے اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے کہا تو بادشاہ نے اسے شاہی وقار کے خلاف سمجھا اور خود اپنا شاہی گھوڑا طلب کیا۔ اسی کے ساتھ بادشاہ نے یہ خواہش کی وہ اندر جا کر شکار کے کپڑے پہن لے اور شاید اس لیے بھی کہ نور جہاں کی حاضر دماغی سے مشورہ لے لیکن مہابت نے اندر جانے کے لیے سختی کے ساتھ روک دیا۔

### مہابت کے خیمہ کی طرف جلوس

شاہی گھوڑے پر سوار ہو کر بادشاہ خیمہ سے باہر نکلا اور مہابت اور اس کے راجپوتوں کا جہاز مش

روانہ ہوا۔ جب وہ دوتیروں کی مار کے فاصلہ پر پہنچے تو مہابت نے بادشاہ سے اصرار کیا کہ وہ ہاتھی پر سوار ہو جائے جو اسی غرض سے حاضر ہے تاکہ لوگ اسے صاف دیکھ سکیں۔ بادشاہ نے اس مرتبہ بھی تعمیل کی۔ ہودہ کے آگے۔ مہابت کا ایک بہت ہی معتبر راجپوت بیٹا تھا اور دور تیز انداز راجپوت ہودہ کے پیچھے تھے بادشاہ کے ایک خدمت گار مقرب خاں نے جھگڑ کر ہودہ میں گھسنا چاہا مگر اس کی پیشانی پر زخم لگا جس سے اس کے کپڑے خون میں تر ہو گئے لیکن بالآخر اسے اپنے آقا کے پاس جگہ دے دی گئی۔ بادشاہ کے وفادار بیالہ بردار نے اپنے آقا کی اشد ضرورت بہم پہنچانے کے لیے ہاتھی پر چڑھنا چاہا اور برجمی لیے ہوئے راجپوتوں نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر اس نے ہودہ کا کوتا مضبوطی سے پکڑ لیا اور بالآخر اسے بھی سوار کر لیا گیا مگر ہودہ میں گھناؤنہ ہونے کی وجہ سے وہ بچ کا حصہ پکڑ کر کھڑا ہو گیا اس صورت سے وہ نصف کو س تک گئے۔ جب بادشاہ کا مہتمم محل خاندان گجھت خاں بادشاہ کا ہاتھی لے کر آیا۔ وہ خود آگے کی طرف بیٹھا تھا اور اس کا لڑکا پیچھے کی طرف۔ مہابت خاں کو شبہ ہوا کہ یہ بادشاہ کو چھڑانے کی کوشش ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے راجپوتوں کو اشارہ کیا اور یہ دونوں بے قصور آدمی کاٹ ڈالے گئے۔ اس مثال نے سب کو خاموش کر دیا جلوس نظم و ضبط اور خاموشی کے ساتھ مہابت کے کیپ تک پہنچا جہاں بادشاہ کو اتار کر مہابت خاں کے لڑکوں کی حفاظت میں دے دیا گیا۔

### نور جہاں کی تلاش

جب بادشاہ بحفاظت اس کے قبضہ میں آگیا تو مہابت خاں کو نور جہاں کا خیال آیا۔ اسے وہ شای کیپ سے اپنی حراست میں لینا بھول گیا تھا اگرچہ یہ عجیب بات تھی۔ چنانچہ وہ بادشاہ کو لے کر شای کیپ میں واپس آیا جہاں یہ معلوم ہوا کہ نور جہاں نے دریا پار کر لیا ہے اور اس طرح اس کا شکار ہاتھ سے نکل گیا۔ اب وہ بادشاہ کو لیے ہوئے شہریار کے خیمہ میں گیا اور وہاں بھی اسے مایوسی ہوئی۔ اکبر بادشاہ کے ایک خصوصی امیر شجاعت خاں کا پوتا تھا جو وہاں موجود تھا ان لوگوں کو لے کر کیپ کے چاروں طرف گیا مگر شہریار کا کہیں پتہ نہ تھا۔ مہابت خاں کو شاید یہ شبہ ہوا کہ جھگڑنے والے شہریار کو بھاگ دیا ہے اور اس نے اپنے راجپوتوں کو اشارہ کیا جنہوں نے اس بے چارے بے قصور کو قتل کر دیا۔ (5) رات کے وقت بادشاہ نے یہیں راجپوتوں کے سخت پہرے میں آرام کیا۔

### نور جہاں نے پل پار کر لیا

نور جہاں جس کے نہ ملنے پر غرر جزل کو اس قدر مجھٹا ہٹ ہوئی تھی۔ اس نے بھیس بدل کر اور حفاظت کے لیے ایک خواجہ سرا جو اہر خاں کو ساتھ لے کر پل پار کر لیا۔ اگرچہ مہابت خاں نے سختی سے حکم دے رکھا تھا کہ کوئی شخص پل پار کر کے دریا کے بائیں کنارے پر نہ آنے پائے مگر گاڈا آدمیوں کو آنے جانے کی ممانعت نہ تھی۔

### مشورہ

نور جہاں سیدھی اپنے بھائی آصف خاں کے پاس گئی اور اسے سخت جھڑکا اور سارے خصوصی امرا (5) قبل 253 صفحہ 260 (ایب ڈاؤن جلد 420 424) خانی خاں جلد اول صفحہ 356۔ گھڈوین صفحہ 80 182 نقش نیکسٹریاں 29-1624ء صفحہ 151۔

اور افسروں کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔

### آصف خاں وغیرہ کو جھڑکی

اس نے سب کو جھڑک کر کہا ”یہ سب تمہاری غفلت اور احتیاط انتظامات کی وجہ سے پیش آیا اور جو بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی وہ ہو گئی۔ تم سب خدا کے سامنے اور انسانوں کے سامنے قابلِ شرم ہو۔ اس غلطی کی تلافی کے لئے تم سے جو کچھ بھی ممکن ہو وہ کرنا چاہیے اور بتلاؤ کیا تدبیر کی جائے۔“

### حملہ کرنے کا فیصلہ

سب نے متفقہ طور پر یہ رائے دی کہ اگلی صبح کو فوج کی صف بندی کی جائے اور پل کو پار کر کے مہابت خاں پر حملہ کیا جائے چنانچہ فوراً اس کی تیاری شروع کر دی گئی۔ اس تیاری کی خبر جب دربار کے بائیں کنارے پر پہنچی تو جہانگیر نے فوراً کہا کہ یہ سخت حماقت ہو گی۔ اس لیے کہ اس وقت جتنی شاہی فوج جمع ہو سکتی ہے اس کے مقابلہ میں مہابت خاں کے راجپوت بہت زیادہ طاقتور ہیں۔ مزید برآں ٹیلا جلایا گیا ہے اور دشمن کی منظم فوج کے مقابلے میں سیلابی دریا کو پار کرنا سراسر پاگل پن ہو گا۔ ممکن ہے کہ مہابت خاں، نور جہاں اور آصف خاں سے لڑنا نہ چاہتا ہو اس لیے کہ اس سے یورش کی نوعیت اور صورت حال دنیا پر ظاہر ہو جائے گی۔ بظاہر مہابت خاں یہ اثر قائم کرنا چاہتا ہے کہ بادشاہ خود اپنی مرضی سے اس کی حفاظت میں آگیا ہے تاکہ وہ اپنی بیگم اور برادر بستی کے جوئے کو آثارِ پیچھے جس کے پیچھے وہ مدتوں سے دبا ہوا تھلا رہا تھا اور نکل نہیں پاتا تھا۔ چنانچہ مہابت خاں اگر خاموشی سے نور جہاں، آصف اور شہریار کو حاصل کر لے اور دوسروں کو حراست میں لے کر بے اثر کر دے تو اس کا مقصد بہت وجوہ حاصل ہو جائے گا۔

### جہانگیر کی مداخلت

جہانگیر کو یہ موقع دیا گیا کہ وہ مقرب خاں اور دوسروں کے ذریعہ سے تاکیدی احکام دربار کے اُس پار بھیجے اور انہیں جنگ کے لیے روکے جبکہ جہانگیر خود دربار کے اس پار ہے۔ ان احکامات کی تصدیق کے لیے جہانگیر نے خود اپنی نمبر میر منصور کے ہاتھ بھیجی۔ لیکن شاہی افسروں پر جو ندامت بمحضِ طاہت اور غصہ طاری تھا اس کی وجہ سے انہوں نے ان احکامات کی پروا نہ کی۔ مزید برآں انہیں کئی وجوہ سے یہ شبہ تھا کہ یہ سارے احکام اور مہر کا بھیجنا اس زبردست حکمت عملی کے باہر جزل کی چال ہے اور وہ اپنے اس ارادہ پر مضبوطی سے قائم رہے کہ اگلی صبح کو اپنے آقا کے چھڑانے کی کوشش کریں۔ (6)

### فدائی خاں کی کوشش

لیکن صبح سے کئی گھنٹے پہلے ایک اور کوشش بادشاہ کی رہائی کے لیے کی گئی جو صحت اور جرأت میں خود مہابت خاں کے مقابلہ کی تھی۔ فدائی خاں جو ایک زمانہ میں مہابت خاں کا ساتھی تھا اور بعد کو نور جہاں سے

(6) اقبل نامہ صفحات 259-261 (البتہ دواؤں جلد 423-424) خانی خاں جلد اول 366 کپڑے دن صفحات 82-81 (آثار الامر لا یجوز) جلد اول انگلش ٹیکسٹریز ان انڈیا 29-1624ء صفحات 151-152۔

مل گیا تھا اور حال میں ترقی کر کے ممتاز ہو گیا تھا۔ بادشاہ کی گرفتاری کی پہلی ہی خبر پر گھوڑا دوڑا کر ہل کے سرے پر پہنچا اور یہ دیکھ کر ہل جلا دیا گیا ہے۔ تاریکی کے پردہ میں دریا کو پار کرنے اور چپے سے چہرہ بادشاہ کو بہابتِ خاں کے کیمپ سے لانے کی کوشش کی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے تقریباً دو درجن ساتھیوں نے بادشاہ کے خیمہ کے بالکل مقابل دریا میں گھوڑے ڈال دیئے۔ دریا کا تیز دھارا چھ آدمیوں کو صبح ان کے گھوڑوں کے بہا لے گیا۔ چند اور آدمی بار تک نہ پہنچ سکے اور نیم مردہ حالت میں کنارے واپس آ گئے۔ فدائی خاں اور اس کے سات ہمراہیوں نے گھوڑے دریا میں تیرنے کے لیے چھوڑ دیے اور خود تیر کر دوسرے کنارے پہنچ گئے لیکن غنیم پورے طور پر چوکس تھا اور پتھیا ان سے زیادہ طاقتور تھا۔ چار جو شیلے آدمی قتل کر دیئے گئے اور باقی چار بشمول فدائی خاں کے گھوڑے دوڑا کر واپس ہوئے اور اسی جواں مردی سے ”دریا پار کیا تھا جیسے پہلے پار کیا تھا۔“ اور پھر بھی انہیں یہ ہمت ہوئی کہ صبح کے مجوزہ حملہ میں شریک ہوں۔ (7)

### نور جہاں کا دھوا

اتوار 21 جمادی الآخر (20 فروردین۔ مارچ 1626ء کی صبح کو شاہی کیمپ میں بڑی ہماہمی اور ہلچل تھی۔ ایک شاندار ہاتھی پر شہر پار کی شیرخوار بچی کو گود میں لیے ہوئے نور جہاں کی سربراہی میں شاہی فوج دریا پار کرنے ہوئے روانہ ہوئی لیکن بد قسمتی سے کشتیوں کے مہتمم غازی نے جو گذرگاہ معلوم کر کے بتائی تھی وہ بدتر تھابت ہوئی اس لیے کہ اس میں کئی گہرے کنڈھے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دریا کے بیچ دھارے میں جیتنے سے پہلے سارا نظم و ضبط ختم ہو گیا۔ اس دوران میں دریا کے دوسرے کنارے پر بہابتِ خاں کی فوج جنگی صف بندی میں آراستہ ہو گئی تھی اور بڑے بڑے ہاتھی آگے تھے۔

### بے ترتیبی

شاہی فوج کئی الگ الگ حصوں میں بٹ گئی۔ آصف خاں، خواجہ ابوالحسن اور ارادت خاں دریا کے کنارے ایسے مقام پر پہنچے جہاں غنیم کی فوج سب سے زیادہ تعداد میں مصطفیٰ تھی۔ فدائی خاں نے ایک تیر مارنے کے فاصلہ پر نیچے کی طرف گذرگاہ کو پار کیا۔ آصف خاں کا لڑکا ابوطالب اور بہت سے اور لوگ نیچے کی طرف اترے۔ یعنی شاہد معتمد خاں کا بیان ہے کہ ”گھوڑے تیرنے پر مجبور ہو گئے۔ اُن کا ساز بھیگ گیا اور کافیاں میڑھی ہو گئیں۔ کچھ لوگ تو کنارے پہنچ گئے اور کچھ اب تک پانی میں تھے جبکہ غنیم نے ہاتھیوں کو آگے کر کے اُن پر حملہ کر دیا۔ آصف خاں اور خواجہ ابوالحسن ابھی بیچ دریا میں تھے کہ آگے والے لوگ پسپا ہو گئے۔ (میں بے حس و حرکت ہو گیا جیسے کہ میرے سر کے اوپر چٹکی کا پاتھم رہا ہو) کسی کو کسی کی پروا نہ تھی اور نہ کوئی کسی کی بات سنتا تھا۔ ارادہ کی مضبوطی کسی میں نہ تھی۔۔۔ افسر دہشت زدہ ہو کر ہر طرف بھاگے کسی کو پتہ نہ تھا کہ اُسے کدھر جانا ہے یا اپنے آدمیوں کو کدھر لے جا رہا ہے۔

”میں نے اور خواجہ ابوالحسن نے دریا کی ایک شاخ کو پار کر لیا تھا اور دوسری شاخ پر کھڑا قسمت کے کھیل دیکھ رہا تھا۔ سوار، پیادے، گھوڑے اور اونٹ اور گاڑیاں بیچ دھارے میں ایک دوسرے کو ٹکراتے ہوئے دریا کے دوسرے کنارے پر جانے کے لیے جھگڑ رہے تھے۔ اُس وقت نور جہاں کے ایک خواجہ سرانے ہمارے پاس آکر کہا کہ ملکہ یہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا یہ دیر کرنے یا پس و پیش کرنے کا وقت ہے؟ جرأت کے ساتھ آگے بڑھ کر حملہ کر دو تاکہ تمہاری پیش قدمی سے غنیم پسپا ہو کر بھاگ کھڑا ہو۔“



میں نے اور خواجہ نے جواب دیئے کا انتظار نہیں کیا بلکہ فوراً دریا میں کود پڑے۔ سات آٹھ ہزار راجپوت دریا کے دوسرے کنارے پر کئی جنگی ہاتھیوں کو آگے کیے ہوئے مضبوطی سے قدم جمائے صف بستہ کھڑے تھے۔ ہمارے کچھ آدمی سوار اور پیدل شکستہ حال اور بے ترتیب شکل میں دوسرے کنارے پر پہنچے۔ نعیم نے اپنے ہاتھی آگے بڑھائے۔ رسالہ پیچھے پیچھے تھا اور پانی میں گھس کر کھوار کے دار کرنے لگے۔ سو آدمی جن کا کوئی لیڈر نہ تھا پیچھے پھر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور نعیم کی کھواروں کے خون سے دریا کا پانی لال ہو گیا۔

### نور جہاں پر حملہ

نور جہاں خود بھی حملہ سے محفوظ نہیں رہی اس کی شیر خوار پوتی کے بازو میں ایک تیر لگا۔ (8) اس کے ہاتھی کو کندہ پر پہنچنے ہی کی زحمت لگے۔ ایک تو اس کی میٹنگ پر اور پھر جب وہ پیچھے کو مڑا تو جھپٹے پیروں پر نیزے کے دو تین زخم لگے۔ کئی راجپوت سوار جنگی کھواریں لیے ہوئے ہاتھی کے پیچھے دریا میں کود پڑے۔ فیضان زخمی ہاتھی کو اور زیادہ گہرے پانی میں لے گیا راجپوتوں نے اپنے گھوڑے چھوڑ دیے اور پیر نے لگے لیکن تھوڑی دیر بعد ڈوبنے کے ڈر سے واپس ہو گئے۔ ہاتھی پیر گر دریا کے کنارے پہنچ گیا۔ نور جہاں اپنی خاندان کی مدد سے اپنی پوتی کے بازو سے تیر نکالنے لگی اور پھر اپنے یکپ میں واپس آگئی۔ خواجہ ابوالحسن گھوڑا تیزی سے دوڑا کر اس کی مدد کے لیے آگے بڑھا۔ لیکن اپنی جلد بازی میں دریا کے بچ میں پہنچ گیا۔ پانی گہرا تھا اور دھارا تیز بہ رہا تھا۔ جب گھوڑا تیر نے لگا تو خواجہ گر پڑا لیکن اس نے دونوں ہاتھوں سے کٹھنی کا سر مضبوطی سے پکڑ لیا۔ گھوڑے نے کئی ڈکیاں لیں اور پھر بالکل ڈوب گیا لیکن خواجہ نے کٹھنی ہاتھ سے نہیں چھوڑی۔ ایک کشمیری کشی بان نے اس کے پاس پہنچ کر اس کی جان بچائی آصف خاں کی جماعت بھی بالکل بے ترتیبی کی حالت میں واپس آئی۔

### فدائی خاں کا جرات مندانہ کارنامہ

اگرچہ اصل حملہ اس ہولناک مصیبت کے ساتھ پسپا ہو گیا لیکن فدائی خاں کے مختصر گروہ نے اپنے جانناز لیڈر کی تحریک سے چند نمایاں کارنامے انجام دیے۔ وہ نظم و ضبط اور باقاعدگی کے ساتھ دوسرے کنارے پر پہنچ گئے اور راجپوتوں کی جماعت جو وہاں موجود تھی اس سے لڑ پڑے کچھ دیر کی لڑائی کے بعد انہیں غلبہ حاصل ہو گیا اور وہ لڑتے لڑتے شہر یار کے خیمے تک پہنچے جہاں بادشاہ بھی تھا مگر اس پر سخت پہرہ تھا۔۔۔۔۔ فدائی خاں دروازے پر ٹھہر گیا اور اندر کی طرف چند تیر پھینکے جن میں سے بعض بادشاہ کے قریب شاہی کمرہ میں پہنچے۔ مخلص خاں بادشاہ کے آگے کھڑا ہو گیا اور اپنے جسم کو بادشاہ کے لیے ڈھال بنا دیا۔ فدائی خاں نے اپنی کوشش کچھ دیر تک جاری رکھی مگر اس کے کئی ساتھی (جیسے سید مظفر اور وزیر بیگ) مارے گئے اور کئی اور (جیسے سید عبدالغفور) سخت زخمی ہو گئے اور خود اس کے گھوڑے کو چار زخم لگے جب اسے اندازہ ہوا کہ اس کی کامیابی کی کوئی صورت نہیں ہے اور بادشاہ تک وہ کسی طرح نہیں پہنچ سکتا تو وہ بھی یکپ سے گزر کر دریا پار پہنچ گیا۔

(8) اقبال نامہ صفحہ 262 تا 263 (البتہ وڈاؤسن جلد ششم صفحات 425 تا 426) سمتہ خاں نے یہ تو نہیں لکھا کہ بیگی کا شاہ نواز خاں کی لڑکی بھی ہودہ میں تھی مگر یہ لکھا کہ اس کے (قا) کے بازو میں بھی زخم لگا۔ محمد ہادی اور دوسرے مورخین نے صاف لکھا ہے کہ بیگی ہی کو زخم لگا تھا۔

## ٹاکامی

چنانچہ اس کی کوشش بھی بے نتیجہ رہی۔ سارا منصوبہ بُری طرح ناکام رہا۔ لیڈروں میں فوج کو دوبارہ منظم کرنے کی صلاحیت نہ تھی اور نہ اُن میں دوبارہ مزاحمت کی جرأت تھی۔

## شہابی فوج میں بھگدڑ

وہ منتشر ہو کر چاروں طرف بھاگے کچھ لوگ تو ایسے بد خواص ہو کر بھاگے اُن کا جواہم ترین فرض تھا کہ داہنے کنارے کی راجپوتوں سے حفاظت کریں تاکہ کم از کم عورتیں اور ملازم حفاظت کی جگہ تک پہنچ جائیں۔ اس کا بھی انہیں ہوش نہ رہا۔ یہ اہم فرض معتد خاں کو انجام دینا پڑا اور چند دوسرے لوگوں کے ساتھ جن کے تیروں کی بادش نے غنیمت کو دریا کے دوسری طرف پہنچنے سے باز رکھا۔ (9)

## آصف خاں انک کو فرار

سلطنت کے سب سے بڑے امیر آصف خاں نے سب سے زیادہ بڑ دلی دکھائی۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ اُسے اپنی سلامتی کی فکر ہونے کی خاص وجہ تھی۔ اسے بخوبی معلوم تھا کہ فاتح غنیمت سے اُسے کسی رحم کی مطلق توقع نہ تھی۔ اُسے یقین تھا کہ دشمن اس کے ساتھ وہی سلوک کرے گا جو وہ خود اس کے ساتھ کرتا اور پھر اس نے بھی طے بھی کر رکھا تھا۔ سلطنت بھر میں کوئی دواپے آدمی نہ تھے جو ایک دوسرے سے اتنی زیادہ نفرت اور عدوت رکھتے ہوں جتنی آصف خاں اور مہابت خاں۔ چنانچہ جب حملہ ناکام ہو گیا تو آصف خاں کیمپ کے مفاد سے بے پروا ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریا پار کر کے بائیں کنارے پر پہنچ گیا۔ معتد خاں نے اُسے روکنے کی کوشش کی۔ بظاہر اس خیال سے کہ غنیمت کو روکنے میں وہ اس کی مدد کرے مگر وہ کسی طرح نہ ٹھہرا اور نہ کوئی بات سنی بلکہ دو تین سو سپاہیوں اور چند ملازموں کے ساتھ تیزی سے روانہ ہو کر اپنے چاگیر کے قلعہ انک میں چلا گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔

خواجہ ابوالحسن نے کچھ دیر چھپے رہنے کے بعد خود کو مہابت خاں کے حوالے کر دیا اور اُس کی وفاداری کا حلف لیا اُس نے ارواوت خاں اور معتد خاں کو بھی یہی مشورہ دیا اور یہ دونوں کچھ دیر مزاحمت کے بعد آمادہ ہو گئے اور انہیں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت دی گئی۔ فدائی خاں اپنی کوشش کی ناکامی کے دوسرے دن اپنے لڑکے کے پاس روہتاس چلا گیا۔ (10)

## نور جہاں نے بھی خود کو حوالہ کر دیا

بلکہ نور جہاں اپنے شوہر سے جدائی زیادہ دنوں تک برداشت نہ کر سکی اور خوب سمجھ کر کہ اُس کا منصوبہ قطعی طور پر ناکام ہو گیا۔ اپنی مرضی سے خود کو مہابت خاں کے حوالے کر دیا اور اُسے بادشاہ کے پاس جانے کی اجازت دے دی گئی۔

(9) قبل نامہ صفحات 261-265 (ایبٹ وڈاؤسن جلد ششم صفحات 425-428) خانی خاں جلد اول صفحات 370-372  
گنڈون صفحات 82-83 انگلش فیکلریران اضیاء 29-1624ء صفحہ 152۔

(10) قبل نامہ صفحہ 262-266 (ایبٹ وڈاؤسن جلد ششم صفحہ 428) خانی خاں جلد اول صفحہ 373 گنڈون صفحہ 83 جلد اول صفحہ 502 آثارالامر (پور رج) جلد اول صفحہ 562۔ ڈی لانت صفحہ 266۔ انگلش فیکلریران اضیاء 29-1624ء صفحہ 152۔

### مہابت خاں کا غلبہ

اپنی طرف سے مطمئن ہو کر اب مہابت خاں نے حکومت کے نظم و نسق کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ باضابطہ فوج بشمول اہدیوں کے اس نے پورے طور پر اپنے اختیار میں لے لیا۔ اس وقت وہ سلطنت مغلیہ کا پورا عکس تھا بالکل جیسے اُس کے چشتر نور جہاں کا حال تھا۔ فرق صرف یہ تھا نور جہاں کے اقتدار کی بنیاد بادشاہ سے محبت اور عقیدت تھی اور مہابت خاں کے اقتدار کی بنیاد صرف قوت پر تھی تاہم فی الوقت اُس کی حکمرانی مکمل تھی۔ اس نے اپنے خزانہ میں اضافہ کرنے کو شش شروع کر دی۔ اعتماد الدولہ کے ایک مقرب اور بعد کو نور جہاں کے داروغہ اور اب مہابت خاں کے خاص معاون گوردھن سورج دھواج کی نشان دہی پر اس نے اپنے دشمنوں کے پوشیدہ حزانوں پر قبضہ کر لیا۔

### آصف خاں کے خلاف مہم

مہابت خاں کے دشمنوں میں صرف آصف خاں اپنی ضد پر قائم رہا مگر اس کی تسخیر کے لیے زیادہ مدت نہیں درکار تھی۔ مہابت خاں نے پہلے ہی اپنے لڑکے بہروز اور ایک راجپوت فوجی سردار کے ماتحت اہدیوں کی ایک جماعت اور کچھ راجپوت اور قریبی زمینداروں کے فوجی دستوروں کے ساتھ قلعہ کا محاصرہ کرنے روانہ کر دی تھی۔ اپنی توقع کے برخلاف آصف خاں کی جان بخشی کا وعدہ بھی کر لیا گیا۔ ظاہر ہے کہ وہ بہت جلد لاچار کر دیا گیا اور اپنے دشمن کے قول پر اعتماد کر کے اس نے خود کو خوالے کر دیا اور مہابت خاں کی حمایت کا حلف لے لیا۔ (11)

### کابل کے سفر پر

ہندوستان کے انتظامات مکمل ہو جانے پر مہابت خاں نے بادشاہ کو اپنے ہمراہ کابل کا سفر جاری رکھنے پر آمادہ کیا۔ الگ کے پاس دریائے سندھ کو پار کر کے مہابت خاں نے بادشاہ سے اجازت حاصل کی اور قلعہ کے اندر جا کر آصف خاں اور اس کے لڑکے ابو طالب (بعد کو شایستہ خاں) کو باہر نکالا اور انہیں اپنے آدمیوں کی حراست میں دے دیا۔ الگ پر باقاعدہ قبضہ کر لیا گیا اور قلعہ میں مہابت خاں کے اپنے آدمیوں کی قلعہ بند فوج تعینات کر دی گئی۔

بدقسمتی سے اس سلسلہ میں کئی آدمیوں کو بلا سبب ظالمانہ سزائے موت دی گئی۔ خواجہ شمس الدین محمد خواجہ اور محمد تقی جو کبھی شاہجہاں کا مستقل بخشی تھان سب کو آصف خاں سے قریبی تعلق رکھنے کی بنا پر قتل کر دیا گیا۔ سب سے زیادہ ظالمانہ سلوک ملا محمد ثانی سے کیا گیا جو آصف خاں کا پیر تھا اور جسے مہابت خاں کے حکم سے زنجیر میں کس دیا گیا تھا۔ زنجیر مضبوط نہیں بندھی تھی اس لیے ذرا سے جھٹکے سے سرک گئی اور ملا پر جادو کرنے کا الزام لگایا گیا۔ وہ ہر وقت قرآن کی آیتیں پڑھا کرتا تھا اس لیے کہ اسے پورا قرآن حفظ تھا۔ چنانچہ اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ مہابت خاں پر جادو کرتا ہے اور اس بنا پر اُس کی گردن مار دی گئی۔ شاہی ہی قافلہ الگ سے کابل روانہ ہو گیا اور راستہ میں کچھ دن جلال آباد میں قیام کیا۔ جہاں بادشاہ

(11) اقبال نامہ صفحات 266 تا 267 (ایٹ وڈاؤن جلد ہفتم صفحہ 428) آثار الابرار (یورنچ) جلد اول صفحات 573 تا 574  
کھنڈن صفحہ 83۔ مہابت خاں کے لڑکے کا نام بہروز تھا۔ تاڑجہا نگیری نے بلاسفر غلط لکھا ہے رائے گوردھن کے حالات کے لیے دیکھو آثار الابرار (یورنچ) جلد اول صفحات 572 تا 574۔ انگلش فیکلر برائن انڈیا 29-1624ء صفحہ 152۔

سے ملنے کچھ عجیب قسم کے رسوم و رواج اور اطوار کے قبائلی آئے۔ (12)

### بادشاہ کا بل میں

28 شعبان 1025ھ 28 راردی بہشت، مئی 1626ء کو اتوار کے دن شاہی کیمپ کا بل پہنچا اور بادشاہ نے ہاتھی پر سوار ہو کر شہر کا گشت لگایا اور حسب معمول سونے چاندی کے سکوں کی بارش کی اور اس طرح شاہدرہ کے باغ تک گیا۔ تھوڑی دیر بعد جا کر اس نے باہر، مرزاہندال، محمد حکیم اور دوسروں کے مقابر کی زیارت کی۔

### مہابت خاں کی کارروائیاں

ظاہری طور پر مہابت خاں کا اقتدار پورے طور پر مستحکم ہو گیا تھا۔ بظاہر بادشاہ نے انقلاب قبول کر لیا تھا۔ نورجہاں اور آصف خاں بے بس قیدی تھے۔ مہابت خاں کی مخالفت کرنے والی کوئی منظم جماعت نہ تھی۔ متعدد اُمراء اور نورجہاں کے خلاف تھے انہوں نے اپنے جی میں نورجہاں کے اقتدار کے خاتمہ کا خیر مقدم کیا ہوگا۔ سلطنت میں راجپوتوں کو جو وسیع اقتدار حاصل ہو گیا تھا اس سے ہندو بہت مطمئن ہوں گے اور فخر کر رہے ہوں گے۔ خان خاناں جو مہابت کا سخت ترین دشمن تھا وہ قنوج اپنی جاگیر پر جاتے ہوئے راستہ میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ آگرہ کے صوبہ دار مظفر خاں کو حکم دے دیا گیا تھا کہ دار اور اورنگ زیب جو شاہی دربار آتے ہوئے راستہ میں تھے ان پر کڑی نگرانی رکھی جائے۔ پنجاب پر قبضہ رکھنے کے لیے مہابت کے ایک ساتھی صادق کو دہاں کا گورنر بنادیا گیا۔ شاہجہاں نے بیٹک سر اٹھایا تھا مگر اس میں اتنی سختی نہ تھی کہ خطرناک ثابت ہو۔ دکن میں طاقتور ملک مہر جو سلطنت کے دل میں ایک مستقل کاٹا تھا اس کا اسی سال کی طویل عمر پانچ 31 راردی بہشت (مئی 1626ء) کو انتقال ہو چکا تھا اور اسی کے ساتھ احمد نگر کی آزادی کی امید بھی ختم ہو گئی تھی۔ شال مغربی سرحد پر اگرچہ ابھی شورش جاری تھی مگر صورت حال پورے طور پر قابو میں تھی۔ ملک کے اندر اور باہر دونوں طرف بظاہر اس عظیم جہز ل کو سر دست مستحکم حیثیت حاصل تھی۔

(12) اقبال نامہ کا مصنف (صفحات 267-268) اور اس کی تقلید میں خانی خان، کامنگر اور پھر ان کی تقلید میں گھنڈون نے یہ لکھا ہے کہ یہ قبیلہ نمایاں طور پر اہل بیت کے مشابہ تھا۔ وہ عموماً تو ایک ہی شادی کرتے تھے لیکن اگر کسی بیوی یا بچہ ہو یا شہر کی ضد ہو تو دوسری شادی کر لیتے تھے۔ اگر باپ اپنے بیٹے کی بیوی کو پسند کرے تو بیٹا بلا عذر اپنی بیوی کو باپ کے حوالہ کر دیتا تھا ان کا شہر دیوار سے گھرا ہوا تھا۔ جس میں صرف ایک چھانک تھا۔ لوگ اپنے پڑوسیوں سے ملنے چھتوں پر سے جاتے تھے۔ وہ سور کے گوشت، مرغ و گور پھلی کے گوشت کے علاوہ کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتے تھے دوران چیزوں کے کھانے سے ان کی آنکھیں جاتی رہتی تھیں وہ گوشت کو بھونڈنے سے بلکہ اسٹو بھاتے تھے۔ ان کی قسم کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ایک ہرن یا بکری کا سر آگ پر رکھتے تھے اور جب وہ کافی جل جاتا تھا تو اسے ایک درخت کی شاخ سے لٹکا دیتے تھے جہاں وہ لٹکا رہتا تھا اور ان کا عقیدہ تھا کہ جو کوئی اس قسم کی خلاف ورزی کرے گا وہ کسی سخت معصیت میں گرفتار ہو جائے گا۔ مردوں کو صاف کپڑوں میں دفن کیا جاتا تھا اور ان کے روبرو رزہ کے استعمال کے اسلحہ اور ایک شرب کی بوتل اور پیالہ ان کے ساتھ قبر میں رکھ دیا جاتا تھا۔

بادشاہ نے ان سے کہا کہ ان کی جو خواہش ہو وہ طلب کریں۔ انہوں نے تلواریں کچھ نقد اور نخل کا ایک پورا اجڑا کپڑا اور ایک گھونٹے کی خواہش کی جو انہیں دے دیے گئے۔

## صورت حال

لیکن کبھی کبھی اُمر اکو عینا مہابت کے اس اقتدار پر شک ہوتا ہو گا اور وہ ایک انقلاب کے خواہاں ہوتے ہوں گے۔ کبھی کبھی نور جہاں کا سر گرم اور تیز دماغ ضرور اپنے شوہر کو آزاد کرانے اور اپنے اقتدار کو بحال کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی تدبیر سوچتا ہو گا۔ مہابت خاں اور راجپوتوں کا جو اثر و اقتدار تھا وہ دوسرے شاہی افسروں اور عوام و خواص کے لیے ایک غلطی کی بنیاد تھی۔

نور بالکل اسی ذریعہ سے مہابت خاں کے اقتدار میں سب سے پہلا رخنہ پڑا۔ مسلم مورخین نے مہابت کے راجپوت ساتھیوں پر کامل کے لوگوں پر ظلم کرنے کا الزام لگایا جس سے نہ صرف عام عام لوگوں میں سخت ناراضی پیدا ہوئی بلکہ اہدی اور مسلم سپاہی بھی ناراض ہو گئے۔ اس قسم کے الزامات کو قبول کرنے میں ہمیشہ ذرا تامل سے کام لینا چاہیے۔ یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ اگاڑا راجپوتوں نے اپنے اقتدار کے زعم میں اپنی حد سے بڑھ کر کام کیا ہو اور اپنے سے کمزور لوگوں سے نر اسلوک کیا ہو۔ بہر حال جو بھی صورت ہو۔ راجپوتوں اور اہدیوں میں جلد ہی ایک دوسرے سے سخت عناد اور نفرت کی صورت پیدا ہو گئی۔

## راجپوتوں اور اہدیوں میں جھگڑا

ایک دن بعض راجپوت قاعدہ کے خلاف اپنے گھوڑے شاہی چراگاہ میں لے گئے اور وہاں جو اہدی پہرے پر تعینات تھے انہوں نے سختی سے باز پرس کی۔ دونوں میں پہلے زبانی گالی گفٹہ ہوئی اور پھر تلواریں نکل آئیں۔ اس جھگڑے میں ایک اہدی مارا گیا۔ اس کے ساتھیوں نے شاہی دربار میں یاہوں کہنا چاہیے کہ مہابت خاں کے دروازے پر فریاد کی اور مہابت خاں نے کہا کہ اگر وہ قصور دار کا نام بتائیں تو معاملے کی پوری جانچ کی جائے گی اور قصور ثابت ہونے پر قصور دار کو مناسب سزا دی جائے گی۔ اس جواب سے اہدی سخت غیر مطمئن ہو کر چلے گئے اور انہوں نے اس معاملہ کو ٹالنے کی کوشش سمجھا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور راجپوتوں سے سخت انتقام لینے کا فیصلہ کیا اور سارے ملک میں راجپوتوں کے خلاف عام طور پر شورش کو منظم کیا۔ دوسرے دن وہ راجپوتوں کے ایک قریبی کیمپ میں ایک بڑی جماعت پر ٹوٹ پڑے۔ آٹھ سو راجپوت جن میں سے بعض مہابت کے بہترین دوست اور زبردست حامی تھے کاٹ کر ڈھیر کر دیے گئے۔ اسی کے ساتھ سارے ملک میں ایک عام شورش برپا ہو گئی اور بہت سے راجپوت مارے گئے اور تقریباً پانچ سو گرفتار کر کے ہندو کش پہاڑ کے اس طرف جا کر غلاموں کی طرح فروخت کر دیے گئے۔

مہابت خاں کو جب اس کی خبر ملی تو پہلے وہ اس خوف سے موقعہ واردات پر جانے کی ہمت نہ کر سکا کہیں اسے قتل نہ کر دیا جائے۔ جب اس کے فوجیوں نے شورش فرو کردی تو اس نے کئی بلوائیوں کو سخت سزائیں دیں۔ جیسا خاں نے تحقیقات کی اور اس کے نتیجہ میں کو تو ال خاں، جمال خاں، محمد خواص، بدیع الزماں، خواجہ قاسم برادران خواجہ ابوالحسن کو شورش برپا کرنے کا مجرم قرار دیا گیا اور مہابت خاں نے انہیں پلا کر ان سے جرح کی اور ان کی توجہ غیر تشفی بخش ثابت ہونے پر انہیں قید اور مضبوطی جانداد کی سزا دی گئی۔

امن تو بحال ہو گیا لیکن مہابت کی فوج میں بہت کمی ہو گئی اور افغانستان کے لوگ اور بہت سے

شاہی فوج کے لوگ مہابت خاں سے برکشتہ ہو گئے۔ اسی کے ساتھ اُمر کی آپس کی رقاہتوں اور خود مہابت خاں کی دن بدن بڑھتی ہوئی حکم پسندی نے نور جہاں کی تیز ذہانت کو سازش اور سیاسی چالوں کا وافر موقع بہم پہنچایا۔ (13)

### نور جہاں کے منصوبے

نور جہاں کے منصوبے کے دو پہلو تھے۔ اول تو یہ کہ مہابت خاں کے شکوک کو رفع کیا جائے اور اُسے اپنی حفاظت سے غافل کر دیا جائے اور پھر اُمر اکو اپنا طرف دار بنایا جائے۔ اُمر اکو ملانے کا کام تو تقریباً سب اسی کو کرتا تھا۔ لیکن مہابت خاں کے شبہات کا ازالہ کے لیے جہانگیر کو اس کی ہدایت پر عمل کرتا ہو گا۔ نور جہاں کے سکھانے پر جہانگیر نے مہابت کو یہ یقین دلایا کہ وہ ہمیشہ سے مہابت کو ساتھ رکھے اور اس کے مشوروں سے فائدہ اٹھانے کا شائق تھا مگر آصف خاں اور نور جہاں کی وجہ سے مجبور تھا۔ جہانگیر نے یہ بھی کہا کہ اسے بڑی خوشی ہوئی کہ اُس کے وفادار ملازم نے اسے آزادی و لادائی اور اب وہ اپنی مرضی سے مہابت خاں کے مشورہ سے امور سلطنت کو انجام دے گا۔ اُس نے یہ ظاہر کیا کہ اُسے مہابت خاں پر پورا اعتماد ہے اور اس نے نور جہاں کی سکھائی ہوئی چند راز کی باتیں بھی اسے بتائیں۔ اپنے دوزخے پن کو وہ اس حد تک لے گیا کہ مہابت خاں کو تنبیہ کیا کہ نور جہاں اس کے خلاف سازش کر رہی ہے اور ابو طالب کی بیوی جو خان خاناں کی پوتی ہے وہ اسے قتل کرنے کے موقع کی منتظر ہے۔ بادشاہ نے بات چیت اور عمل سے یہ ظاہر کیا کہ وہ موجودہ صورت حال سے بہت خوش ہے اس نے دلی مسرت سے اپنی پہلے کی خوشیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ اگرچہ بادشاہ پر ہمیشہ راجپوتوں کا پہرہ رہتا تھا مگر وہ قریب قریب روز شکار کو جاتا تھا حتیٰ کہ اس نے قمر خاں کے انتظام کا بھی حکم دے دیا۔ نور جہاں اور دوسرے اہل خاندان کے ساتھ وہ درویشوں کے پاس جاتا تھا جس کا اسے ہمیشہ سے شوق تھا۔

### مہابت خاں دھوکہ میں آ گیا

مہابت خاں اپنی تمام تر ہوشیاری اور احتیاط کے باوجود دھوکہ میں آ گیا۔ اس نے اپنے رنجوت پہرہ داروں میں تخفیف کر دی اور سب سے زیادہ بُری بات یہ کہ بادشاہ کی قیام گاہ پر جو پہرہ رہتا تھا اس میں بھی تخفیف کر دی۔ (14)

### نور جہاں کی چالیں

اس دوران میں نور جہاں بھی خاموشی سے نہیں بیٹھی رہی۔ اس نے اپنی ذہانت کے تمام وسائل سے کام لے کر جو اُمر مہابت خاں کے مخالف تھے انہیں اور بھڑکا دیا جو اُمر آبادت ہوئے ان کی خوشامد آمد در (13) اقبال نامہ صفحات 267 تا 271 (ایٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحہ 428 (گھڑون صفحہ 84، 85 نکش فیکٹریز ان انڈیا 29-1624 صفحہ 152۔ اس شورش میں مہابت خاں کے تقریباً ہزار سپاہی ہلاک ہوئے۔ مہابت خاں کا لاکھانہ اللہ خاں بھی نور جہاں کا طرف دار ہو گیا تھا۔ اس کے حالات کے لیے دیکھو آثر الامر (بیورج) جلد اول صفحہ 212 تا 219۔ (14) اقبال نامہ صفحہ 274 تا 275 (ایٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحات 429 تا 430 (خانی خاں جلد اول صفحات 374 تا 376 گھڑون صفحہ 86۔

آمد کی، لاپٹی امر اکور شومیں دیں، مذذب لوگوں کو پکا کیا اور سب کو امیدیں دلائیں۔ بہت سے ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی بھی تائید اس نے حاصل کر لی اور بہت بڑے پیمانہ پر سازش منظم کی۔

### کابل سے لاہور روانگی

کئی ہفتہ کے قیام کے بعد شاہی لاؤ لنگر دوشنبہ یکم شہریور 1626ء کو کابل سے لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ بھر جہانگیر پوری ہو شیری سے اپنا کردار انجام دیتا رہا۔ جیسا کہ معتمد خاں کا بیان ہے۔ ”اُس نے مہابت کے دل کو بالکل مطمئن کر دیا اور اس کے وہ تمام شکوک دور کر دیے جو اس کے ذہن میں جہانگیر کے بارے میں تھے۔“

### نور جہاں کی مزید سرگرمیاں

نور جہاں نے اپنی سرگرمیاں اور تیز کردیں اور اسکے حامیوں میں روز بروز اضافہ ہو گیا۔ بادشاہ کے ہر اہیوں میں وہ اپنے آدمی بھرتی کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اپنے خواجہ سر او شیار خاں کے ذریعہ سے اس نے لاہور میں دو ہزار آدمی بھرتی کر لیے اور شاہی کیمپ کی طرف روانہ ہوئی۔

### جہانگیر کی رہائی

جب روہتاس کا ایک دن کاراستہ رہ گیا تو نور جہاں کا منصوبہ بروئے عمل لایا گیا۔ بادشاہ نے رسالہ کا معائنہ کا قصد کیا اور حکم دیا کہ تمام پرانے اور نئے سپاہی بادشاہ کی قیام گاہ سے لے کر جہاں تک پہنچ سکیں دو قطاروں میں کھڑے ہو جائیں۔ پھر نور جہاں نے اپنے ایک خدمت گار بلند خاں کو ہدایت کی کہ وہ مہابت خاں کے پاس جائے اور اس سے کہے کہ آج بادشاہ ملکہ کی فوج کا معائنہ کرنا چاہتا ہے اس لیے مناسب ہو گا کہ وہ پہلے دن کی پریڈ آج ملتوی کر دے تاکہ دونوں گروہوں میں بات چیت بڑھ کر جھگڑانہ نہ ہو جائے۔ بلند خاں کے بعد بادشاہ نے اپنی خواہش زیادہ واضح کرنے کے لیے اور مہابت خاں کو ایک منزل آگے جانے پر اصرار کرنے کے لیے خواجہ ابوالحسن کو روانہ کیا اور خواجہ نے مناسب دلائل سے اُسے آمادہ کر لیا۔ اگرچہ معتمد خاں نے ایسا نہیں کیا مگر یہ ظاہر ہے کہ خواجہ کے استدلال کو مہابت خاں کے اس یقین سے تقویت ملی کہ اب اس کے پیروں کے نیچے سے زمین تیزی کے ساتھ نکلی جا رہی ہے اور یہ کہ نور جہاں کو قطعی طور پر اس پر فتح حاصل ہو گئی اور اب حالات پر قابو پانا اُس کے اختیار میں نہیں رہا ہے۔ دراصل اُس کی سودن کی حکومت ختم ہو گئی ہے۔

اس نے بظاہر ایک منزل چل کر شاہی حکم کی تعمیل کی مگر وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اور اتنی تیزی سے روانہ ہوا کہ شاہی فوج جو اس کے تعاقب میں روانہ ہوئی وہ اس کی گردنہ پاسکی لیکن اس نے یہ بڑی ہوشیاری کی کہ یہ غمخ کے طور پر آصف خاں اور اس کے لڑکے ابوطالب اور مرحوم شہزادہ دانیال کے لڑکوں لمبورس اور ہوشنگ کو اور قطعی خاں کے لڑکے لشکری کو جو اس کا مٹامن تھا اپنے ساتھ لے لیا۔

بادشاہ خود روہتاس تک گیا جہاں ایک باضابطہ دربار منعقد ہوا چنانچہ جیسا مورخ کا بیان ہے۔ بادشاہ کو دریا کے کنارے آزادی حاصل ہوئی جہاں چند سینے پہلے وہ مقید ہوا تھا۔ (۱۵) لیکن اس وقت سب سے اہم

جہاں (15) قبل ۸۶ ۸۷ صفحات 275 276 (ایٹ و ڈاؤن جلد ۴۳۴) (430) خانی خاں جلد اول صفحات 377 378 379 380 381 382 383 384 385 386 387 388 389 390 391 392 393 394 395 396 397 398 399 400 401 402 403 404 405 406 407 408 409 410 411 412 413 414 415 416 417 418 419 420 421 422 423 424 425 426 427 428 429 430 431 432 433 434 435 436 437 438 439 440 441 442 443 444 445 446 447 448 449 450 451 452 453 454 455 456 457 458 459 460 461 462 463 464 465 466 467 468 469 470 471 472 473 474 475 476 477 478 479 480 481 482 483 484 485 486 487 488 489 490 491 492 493 494 495 496 497 498 499 500 501 502 503 504 505 506 507 508 509 510 511 512 513 514 515 516 517 518 519 520 521 522 523 524 525 526 527 528 529 530 531 532 533 534 535 536 537 538 539 540 541 542 543 544 545 546 547 548 549 550 551 552 553 554 555 556 557 558 559 560 561 562 563 564 565 566 567 568 569 570 571 572 573 574 575 576 577 578 579 580 581 582 583 584 585 586 587 588 589 590 591 592 593 594 595 596 597 598 599 600 601 602 603 604 605 606 607 608 609 610 611 612 613 614 615 616 617 618 619 620 621 622 623 624 625 626 627 628 629 630 631 632 633 634 635 636 637 638 639 640 641 642 643 644 645 646 647 648 649 650 651 652 653 654 655 656 657 658 659 660 661 662 663 664 665 666 667 668 669 670 671 672 673 674 675 676 677 678 679 680 681 682 683 684 685 686 687 688 689 690 691 692 693 694 695 696 697 698 699 700 701 702 703 704 705 706 707 708 709 710 711 712 713 714 715 716 717 718 719 720 721 722 723 724 725 726 727 728 729 730 731 732 733 734 735 736 737 738 739 740 741 742 743 744 745 746 747 748 749 750 751 752 753 754 755 756 757 758 759 760 761 762 763 764 765 766 767 768 769 770 771 772 773 774 775 776 777 778 779 780 781 782 783 784 785 786 787 788 789 790 791 792 793 794 795 796 797 798 799 800 801 802 803 804 805 806 807 808 809 810 811 812 813 814 815 816 817 818 819 820 821 822 823 824 825 826 827 828 829 830 831 832 833 834 835 836 837 838 839 840 841 842 843 844 845 846 847 848 849 850 851 852 853 854 855 856 857 858 859 860 861 862 863 864 865 866 867 868 869 870 871 872 873 874 875 876 877 878 879 880 881 882 883 884 885 886 887 888 889 890 891 892 893 894 895 896 897 898 899 900 901 902 903 904 905 906 907 908 909 910 911 912 913 914 915 916 917 918 919 920 921 922 923 924 925 926 927 928 929 930 931 932 933 934 935 936 937 938 939 940 941 942 943 944 945 946 947 948 949 950 951 952 953 954 955 956 957 958 959 960 961 962 963 964 965 966 967 968 969 970 971 972 973 974 975 976 977 978 979 980 981 982 983 984 985 986 987 988 989 990 991 992 993 994 995 996 997 998 999 1000

مسئلہ مہابت خاں کو قابو میں کرنا تھا اور ان ممتاز شاہی اُمرا کی رہائی جو مہابت خاں کے ساتھ تھے۔ اس کے ایک معاملہ کے حل کو دوسرے معاملہ کے حل سے وابستہ کرنے کے لیے نور جہاں نے ایک شاہی فرمان افضل خاں کے ذریعہ سے مہابت خاں کو بھیجا جس میں اُسے حکم دیا گیا کہ وہ آصف خاں، ابوطالب، مہمورس، ہوشنگ اور لشکری کو رہا کر کے شاہجہاں سے لڑنے تھفہ جائے۔ ان شرطوں پر اسے مصالحت کی پیش کش نہ کی گئی۔ اسے آگاہ کیا گیا اگر اس نے آصف خاں کو فوراً رہنہ کیا تو اس کے تعاقب میں فوج بھیجی جائے گی۔

### آصف خاں وغیرہ کی رہائی

مہابت خاں نے شہزادہ دانیال کے لڑکوں کو تو چھوڑ دیا لیکن آصف خاں اور اس کے لڑکے کو اس وقت تک کے لیے بطور برغمال روک لیا جب تک اسے خود اپنی سلامتی کا معقول طور پر یقین ہو جائے اس نے شاہی فرمان کے جواب میں لکھا کہ اسے نور جہاں کے متعلق یقین نہیں ہے کہ اگر وہ آصف خاں کو رہا کر دے تو اس کے تعاقب میں اُسے پکڑنے کے لیے فوج نہ بھیجی جائے۔ البتہ لاہور سے گذر جانے کے بعد وہ اسے چھوڑ دے گا۔ نور جہاں نے پھر افضل خاں کے ہاتھ جواب بھیجا کہ آصف خاں کو فوراً رہا کیا جائے اور یہ دھمکی دی کہ اگر اس میں دیر ہوئی تو معاملہ بہت سنگین ہو جائے گا۔ اس پر مہابت خاں نے آصف خاں سے وفاداری کا حلف لے کر اسے چھوڑ دیا۔ پھر بھی ابوطالب کو روک رکھا۔ تحفہ کی طرف چند منزلیں طے کرنے کے بعد اس نے ابوطالب کو بھی دربار روانہ کر دیا۔

### نئے انتظامات

جب شاہی کیمپ لاہور پہنچا تو نظم و نسق کی از سر نو تنظیم شروع ہوئی۔ یہ اہم کام آصف خاں کو سپرد کیا گیا جسے وکیل اور گورنر پنجاب کا عہدہ دیا گیا اور ابوالحسن کو اس کا دیوان بنایا گیا۔ میر جملہ کو بخشی مقرر کیا گیا اور خانساں کے منصب پر اس کی جگہ افضل خاں کو مقرر کیا گیا، جس نے حال کی مشکلات میں قابلِ قدر خدمات انجام دی تھیں۔ مقرب خاں کا کوچ بہار سے تیار کر کے بنگال کا گورنر بنایا گیا لیکن چند ہی ماہ کے اندر جب وہ شاہی فرمان کو لینے ایک کشتی پر چارہا تھا تو آندھمی آنے پر اس کی کشتی الٹ گئی اور اسکی موت واقع ہو گئی۔ چنانچہ اس کی جگہ فدائی خاں کو گورنر بنایا گیا۔ اس صوبہ میں اس قدر شدید بد نظمی تھی کہ فدائی خاں صرف دس لاکھ روپیہ روانہ کر سکا۔ کچھ دن بعد مرزا آتم سفاری بہار کا گورنر مقرر ہوا۔ (16)

(16) قبل نامہ صفحات 265 تا 279 (ابتداءً وڈاؤسن جلد ششم صفحات 427 تا 431) خانی خاں جلد اول صفحہ 386۔ گلپڑون

84 تا 88 خلاصہ اختصار بخ صفحات 474 تا 480 (آثار الاسرار جلد دوم) جلد اول صفحہ 562۔

محمد امین کی انفع الاخبر میں اس پرورش کا مختصر حال ہے جس سے ہماری معلومات میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا (ابتداءً وڈاؤسن جلد ششم صفحات 248 تا 249) شورش کا حال افواہوں پر مبنی۔ شیر مندی جلد دوم صفحہ 204 میں ہے۔ اس روایت کی کوئی سند نہیں ہے کہ مہابت خاں نے آصف خاں کو جو تے دار لڑائی میں کس سر رکھا۔



## اکیسواں باب

### دکن میں شاہجہاں کی نقل و حرکت

#### دکن کی صورت حال کا پس منظر

یہ بالکل قدرتی بات تھی کہ شمال میں جن سنسنی پیدا کرنے والے واقعات نے حکومت میں انتشار پیدا کر دیا تھا ان کا اثر یقینی طور پر دکن میں مغلوں کی حیثیت پر پڑتا۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ 1624ء میں شہرہ پورہ اور مہابت خاں کی روداگی کے بعد نظام شاہی حکمران کو مسلسل لڑائی کا مایاں ہو گیا۔ ملک حنبر نے بھرپور کوشش کر کے دریائے تاپتی کے جنوب میں سارے مغل علاقے کو تسخیر کر کے احمد نگر اور برہان پور کا محاصرہ کر لیا تھا۔ مہابت خاں کے دوبارہ موقع پر آ جانے سے واقعات نے پلٹا کھلایا۔ شاہجہاں کو زچ ہو کر برہان پور سے روانہ ہونا اور بادشاہ سے مصالحت کرنا پڑا تھا۔ ملک حنبر کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اسے شاید اور بھی زیادہ سنگین ٹھکستیں ہوتیں اگر نور جہاں کی عدولت نے مہابت خاں کو واپس نہ بلایا ہو تا اور بعد کو اس نے پورشہ کی ہوتی۔ خاں جہاں لودی جو اس کی جگہ دکن میں مغل اعلیٰ کمانڈر مقرر ہوا اس کی توجہ نہ صرف شمال کے واقعات سے ہٹ گئی بلکہ اس میں وہ مستعدی، حاضر دماغی اور کمانڈری کی قابلیت نہ تھی جو مہابت خاں میں تھی جس نے ملک حنبر جیسے چھاپہ مار طریق جنگ کے ماہر کامل کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کی تھی۔

#### ملک حنبر کا انتقال

اگر ملک حنبر کا 31 مارچ 1626ء (مئی 1626ء) کو اتنی برس کی طویل عمر میں انتقال نہ ہو گیا ہوتا تو خان جہاں کو سخت زلت کا سامنا کرنا پڑتا۔ ملک حنبر کی موت نے صورت حال بالکل بدل دی۔ ہر شخص کو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ دکن کے مفاد کو ناقابل حلائی نقصان پہنچا ہے حتیٰ کہ مغل مورخ معتد خاں جو اس کالے کلوئے بدھل جیشی غلام کو گالیاں دیتے کبھی نہیں تھکتا تھا وہ بھی اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا۔ معتد خاں نے لکھا ”لڑائی میں فوج کی سرداری میں سوجھ بوجھ اور انتظامی قابلیت میں کوئی اس کا نظیر یا ہمسرہ نہ تھا۔ وہ چھاپہ مار طریق جنگ کو خوب سمجھتا تھا جسے دکن میں برگی گیری کہتے تھے۔ اس ملک کے شورہ پشت عناصر کو اس نے قابو میں رکھا اور اپنے آخری دم تک اپنی ممتاز حیثیت قائم رکھی اور عورت کی موت مرا۔ تاریخ میں کسی جیشی غلام کی ایسی مثال نہیں ملتی جس نے اتنا عروج حاصل کیا ہو۔“ (1)

(1) اقبال نامہ، صفحات 271 تا 272 (ایٹ و ڈاؤنسن جلد ششم صفحات 428 تا 429) خانی خاں جلد اول صفحہ 376 گولڈن صفحہ 85۔ گرانٹ ڈف جلد اول صفحہ 75 تیل کی نور علی یاگر ملیکل ڈسٹری صفحات 237 تا 238۔

## صلح

اس نے اپنے پیچھے دو لڑکے فتح خاں اور چنگیز خاں چھوڑے اور بحیثیت نائب شاہ کے فتح خاں اُس کا جانشین ہوا۔ لیکن نظم و نسق میں اس کے اختیارات اس کے خصوصی نائب یعقوب خاں نے سنبھالے جو اس کی طرح جیشی غلام اور فوج کا کماندار تھا۔ لیکن نائب شاہ یا کماندار دونوں میں سے کوئی بھی اس دوسرے فرض کو انجام دینے کا اہل نہ تھا جس سے خود ملک مہر کے اعصاب پر بھی غیر معمولی بار پڑا تھا یعنی ملک مہر کے اندر اختلافات کو دبائے رکھنا اور ملک سے مظلوموں سے مقابلہ کرنا۔ یعقوب خاں جو جالنا پور میں تعینات تھا اس نے خود اپنی اور فتح خاں اور دیگر امرا کی طرف سے مغل شاہشاہ کی اطاعت کیشی کی بنیاد پر سر بلند رائے سے صلح کی گفت و شنید شروع کی۔ خان جہاں نے بڑے اشتیاق سے اس پیش کش کو قبول کیا اور گرم جوشی اور طمانیت دہی کے الفاظ میں یعقوب کو جواب لکھا اور امر اکوہدایت کی کہ اسے پورے اعرار و مہمان نوازی کے ساتھ برہان پور لے آئیں۔ (2)

## لڑائی پھر چھڑ گئی

خان جہاں نے اگر یہ خیال کیا ہو گا کہ یہ پائیدار صلح ہے تو یہ اس کی سخت غلطی تھی۔ احمد نگر کے ایک نئے انقلاب میں ایک اور جیشی غلام حلد خاں نمایاں ہو گیا جو اپنے دیگر ہم قوم افراد کی طرح قابل اور بے خوف تھا۔ بادشاہ اور نائب شاہ دونوں پس پشت ہو گئے تھے جیسے مراٹھوں کے آخر کے عہد میں راجہ اور پیشوا۔ اصل سیاسی اقتدار کماندار اعلیٰ کے ہاتھ میں تھا جس پر اب حلد خاں فائز تھا۔ (3) تھوڑے دن بعد اس نے مظلوموں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا خان جہاں نے پوری طاقت اور قابلیت سے جنگ شروع کی اور برہان پور کا انتظام لشکر خاں کو سپرد کر کے وہ کھڑکی کی طرف روانہ ہوا لیکن اپنے پیشرودوں کی طرح رشوت کا شکار ہو گیا۔ اس نے حلد خاں سے تین لاکھ ٹمن۔ (4) (تقریباً بارہ لاکھ روپیہ) کی رشوت قبول کر لی اور اس کے عوض بالا گھاٹ کا پورا علاقہ احمد نگر کے قلعہ تک حوالہ کر دیا اور اس علاقہ کے مغل کمانداروں کے نام فوراً حکام جاری کر دیے کہ اپنے اپنے علاقوں اور قلعوں کو نظام الملک کے آدمیوں کے حوالہ کر دیں۔ احمد نگر کے کماندار سہدار خاں کے علاوہ سب نے اس کی تعمیل کی۔ سہدار خاں نے دکن کے افسروں کو لکھا کہ سارے علاقہ پر وہ قبضہ کر لیں اس لیے کہ وہاں نہیں کا ہے۔ "لیکن قلعہ میں بغیر شاہی حکم کے حوالہ نہ کروں گا۔"

## محاصرہ کی تیاری

سہ دار کسی دلیل یا احتجاج دھمکی سے رضامند نہ ہوا اور بڑے پیمانے پر سد جمع کر کے طویل محاصرہ کی تیاری کی۔ (5)

- (2) قبل باد صفحہ 280 (ایٹ ڈاؤن جلد ششم صفحہ 432) گرت ڈف جلد اول صفحات 77-78۔  
 (3) قبل باد صفحہ 483، 484 (ایٹ ڈاؤن جلد ششم صفحہ 433) حلد خاں کے اقتدار کو اس کی بیوی کی وجہ سے بڑی مدد ملی جو پہلے نظام الملک کے حرم میں ایک باندی تھی اور اپنے عیاشی سکران کے لیے عورتیں اور لڑکیاں بچھتی تھی۔ نظام الملک کی بادیت ایک خبر سے میں بند بچھی کی سی تھی اور باہر حلد خاں کی اور اندر اس کی بیوی کی حکومت تھی۔  
 (4) بن ایک سوئے کا مسکہ تقریباً گرین وزن کا تھا جو اس وقت دکن میں رائج تھا اور چار روپیوں کے برابر تھا۔  
 (5) قبل باد صفحہ 273، 284 (ایٹ ڈاؤن جلد ششم صفحہ 433، 434) خانی خاں جلد اول صفحات 383-385۔

### حالات کا جائزہ

دکن کی لڑائیوں کا جو تقریباً جہانگیر کے سارے عہد حکومت میں جاری رہیں یہ ذلت آمیز انجام ہوا۔ دوپانچین درمیانی وقفوں کے علاوہ جو شاہجہاں اور مہابت خاں سے منسوب ہیں۔ یہ لڑائیاں بحیثیت مجموعی نہایت بُری طرح بدانتظامی کا شکار رہیں۔ سب سے زیادہ تکلیف دہ اور ذلت آمیز صورت مغل اسیران کی رشوت خوری اور آپس کی رنجشیں تھیں۔ اس جدوجہد میں ہزاروں جانوں اور کروڑوں روپیہ کا اٹلاف ہوا اور سلطنت کی سرزمین یا وقار میں ذرہ برابر اضافہ نہیں ہوا۔ برعکس اس کے ایک زبردست طاقت کے عروج میں بہت بڑی مدد کی یعنی مراٹھے اور ان کا چھاپہ مار طریق جنگ جو اگلے دو بادشاہوں شاہجہاں اور اورنگ زیب کی فتوحات اور وسیع ملک کے الحاق کے باوجود بالآخر بڑی حد تک مغل سلطنت کی جانی کا باعث ہوا۔ یہی دراصل اس دور میں دکن کی کارروائیوں کی سب سے زیادہ اُمیداری خصوصیت تھی۔

### شاہجہاں کی احمد نگر سے روانگی

اس دوران میں شاہجہاں کی قسمت نے ایک اور پلٹا کھلایا۔ مارچ 1626ء کی مہابت خاں کی یورش کی خبر سن کر وہ 30 رمضان 1035ھ 7 جون 1626ء کو وہ احمد آباد کی سرحد سے روانہ ہوا۔ اور تانک ترمک درہ سے ہوتا ہوا اشل کازح کیا۔ اس کے ساتھ ایک ہزار سواروں کا ایک دستہ تھا جن میں سے نصف راجہ کشن سنگھ نے فراہم کیے تھے اور وہی ان کا کماندار تھا۔ شاہجہاں کو امید تھی کہ وہ راستہ میں اور فوج بھرتی کرے گا اور بہت لنگامیں ہاتھ دھونے روانہ ہو جائے گا۔ اس نے مشہور یہ کیا کہ وہ اپنے والد کو رہا کرانے جا رہا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ خود اپنے بل بوتے پر جنگ کرنے جا رہا تھا اور کسی فریق سے ملنے کا پہلے سے کوئی خیال نہ تھا۔ لیکن بد نصیبی نے اُسے گھیر لیا۔ اپنی فوج کو بڑھانے کا سوال تو الگ رہا سے شدید مایوسی ہوئی کہ اس کا وفادار ساتھی اجیر میں فوت ہو گیا اور اس کے پانچ سو سپاہی فوراً منتشر ہو گئے۔ اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کے ساتھ ناگور کی سرحد اور جودھ پور، جیسلمیر ہوتا ہوا آگے بڑھا۔ راستہ میں اسے کوئی رنکھوٹ نہیں ملے۔

### قلعہ تھٹہ کے دروازے پر

پرانے قلعہ تھٹہ کو از سر نو مرمت شدہ پایا جس پر کئی توپیں چڑھی ہوئی تھیں اور مختلف سوچوں پر منتخب سپاہی تعینات تھے جو پورے طور دفاع کے لیے تیار تھے اور جن کی کمان پر تھٹہ کا گورنر تھا جو نور جہاں کا عقیدت مند طرفدار تھا اور کسی اچھا وادہ و عید یاد ہمکنی سے قابو میں آنے والا نہ تھا۔ شاہجہاں کے اس قلعہ پر دھوا کر نایا سے قاقوں مارنا ممکن نہ تھا۔ اسے اپنی قوت کا پورا اندازہ اور اپنی مختصر سی فوج کو بے نتیجہ کوشش میں ضائع کرنا بالکل حماقت تھی۔ اس نے ایران جانے کا خیال کیا کہ وہ اپنے طاقت در دوست شاہ عباس سے مدد لے سکے جس سے اس نے گزشتہ برسوں میں دوستانہ خط و کتابت جاری رکھی تھی۔ ممکن ہے کہ اس کے ارادہ کو اس کے اہل بیتوں نے پسند نہ کیا ہو اور جلاوطنی کے مقابلہ میں بہادری سے لاکر جان دینے کو ترجیح دی ہو۔ بہر حال جو بھی صورت ہو احکام کی سرحدی خلاف ورزی کر کے دو کوششیں بہادرانہ خودکشی کی کیں۔

### تھلہ پر بے نتیجہ حملے

سب سے پہلے چند بہادر ہر اہیوں کی ایک جماعت نے حملہ کیا مگر قلعہ بہت مضبوط تھا اور اندر سے گولیوں کی شدید بارش ہوئی جس کی وجہ سے وہ ہسپا ہو گئے چند دن بعد ایک اور جماعت نے جو اپنے جوش کو ضبط نہ کر سکی حملہ کیا مگر قلعہ کے چاروں طرف مسلح میدان تھا۔ کہیں پتہ کے لیے کوئی پہاڑی یا دیوار یا درخت تک نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ڈھالیں سامنے کیں اور دھاوا کر دیا۔ سامنے ایک چوڑی اور گہری خندق تھی جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ آگے بڑھنا ممکن نہ تھا اور پیچھے ہٹنا اس سے بھی زیادہ مشکل تھا۔ چنانچہ من بہ تقدیر وہ وہیں ٹھہر گئے۔ شاہجہاں نے انہیں واپس بلانے کے لیے آدمی بھیجا مگر وہ واپس نہ ہوئے۔ اس کے بعض بہت عاقل و قادر ساتھی انہیں بلانے گئے مگر جو بھی اُدھر گیا انہیں مل گیا اور موت کو ترجیح دے کر واپس نہ آیا۔

### شاہجہاں کی حالت

ممکن ہے کہ ان میں سے بعض ایک دور دراز غیر ملک کا خطرناک راستہ طے کرنے کے بجائے شاہجہاں کا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ ہوں۔ خود شاہجہاں نے بھی جلد ہی ایران جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اول تو اس لیے کہ تھلہ کے قلعہ کی تعمیر ممکن نہ تھی اور قلعہ بند فوج کا راستہ میں اس پر حملہ کرنے کا اندیشہ تھا دوسرے وہ خود پہاڑ پر گیا اور طویل سفر کی سکت نہ رہی۔ تیسرے اس نے سنا کہ شہزادہ پرویز سخت علیل ہے اور بچے کی امید نہیں ہے اور اس طرح اس کا ایک اور رقیب رلو سے ہٹ گیا۔ چوتھے مہابت کی سودن کی حکومت ختم ہو گئی تھی اور یہ عظیم جہل اب پتہ کی تلاش میں تھا اور شاہجہاں سے اتحاد کرنے میں تامل نہ کرے گا۔ چنانچہ شہزادہ نے یہ طے کیا کہ گجرات اور برار کے راستہ دکن کو واپس جانے اور گھوڑے پر سواری کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے اس نے پاگل پر سفر کیا۔ (6)

گجرات پہنچ کر اس نے یہ خبر سنی کہ دیگر افراد خاندان شاہی اور اہل دربار کی طرح پرویز کا کثرت شراب نوشی سے انتقال ہو گیا۔ جیسا کہ مسند خاں نے لکھا ہے۔ اس نے کھانے پینے میں اپنے والد کی پوری پوری کی لیکن باپ کی جسمانی قوت اور برداشت کی سکت اس میں نہ تھی۔ اُس کی ساری قوتیں ختم ہو گئیں اور ستریس سال کی قلیل عمر میں ہاتھ پیروں کی قوت سے محروم ہو گیا۔ اپنی زندگی کے آخری چند مہینے اس نے بڑی اذیت سے بسر کیے۔ پہلے اُسے دردِ قویح کا دورہ ہوا اور پھر وہ بے ہوش ہو گیا۔ طبی علاج سے اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ طبیوں نے اُس کے سر پر پیشانی پر پانچ جگہ داغ دیے جس سے وہ ہوش میں آیا مگر پھر بے ہوش ہو گیا۔

### پرویز کا انتقال

بالآخر 6 مفر 1036ھ 28 اکتوبر 1626ء کو اڑتیس سال کی عمر میں اس کا انتقال ہو گیا۔ (7) اس

نیل نامہ صفحات 273، 274، 280، 282 (ایبٹ و ڈاکسن جلد ششم صفحات 429، 432، 433) گلیڈن 185، 188 محمد ہادی (ایبٹ و ڈاکسن) جلد ششم 297۔

نیل نامہ 273، 275، 280 (ایبٹ و ڈاکسن جلد ششم صفحات 429، 433) خانی خاں جلد اول صفحہ 382۔ تائریری (مخطوطہ خدائش) صفحہ 205 (الف) گلیڈن صفحہ 88 تیل کی اور نیل یا کر ملیکل: بخشی صفحہ 310۔

کا جنازہ آگرہ لے چلا گیا اور اسی کے ایک باغ میں دفن کر دیا گیا۔ خان خاناں کو مامور کیا کہ وہ اس کے اہل خاندان کو دربار پہنچا دے اس کا انتقال ایسے موقع پر ہوا کہ عام طور پر یہ خیال کیا گیا کہ شاہجہاں نے زہر دلو کر اسے قتل کیا ہے۔ (8)

### شاہجہاں وکن کوروانہ

یہ واقعہ ہویانہ ہو لیکن اس خبر سے شاہجہاں نے جنگ اپنی رفتار تیز کر دی کچھ دور تک وہ اسی راستہ پر چلا جس پر محمود غزنوی سونا تھ گیا تھا اور بالآخر دریائے نرہ کے کنارے پہنچ گیا جسے اس نے احمد آباد سے بیس کوس کے فاصلہ پر چپانیر گھاٹ سے پار کیا۔ راجہ بھگوانہ کی مملکت کے پہاڑی علاقہ کو طے کرتا ہوا اور راج پٹلا سے ہوتا ہوا وہ ناسک ترمک پہنچ گیا جہاں اس نے اپنی رسد کا سامان اور خیر ذریعہ اور کچھ آدمی اس کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیے۔ چونکہ اس کے قیام کے لیے کوئی مناسب مکاں وہاں نہ تھا اس لیے اس نے کچھ فاصلہ پر خیر کے مقام پر قیام کیا۔ (9)

راستہ میں شہزادہ کو مہابت خاں کی طرف سے اتحاد کا پیام موصول ہوا جسے اس نے بخوشی قبول کر لیا۔ مہابت نے ابو طالب کو رہا کرنے کے بعد ہی کچھ دور تک تو حسب وعدہ تحفہ کاراستہ اختیار کیا لیکن تعاقب کے خوف سے مشرق کی طرف رخ کیا۔

### مہابت خاں کا خزانہ

مہابت خاں کو بنگال سے بیس لاکھ روپے آنے کا انتظار تھا جس سے وہ اپنے ساتھ کے لیے ایک فوج بھرتی کر سکتا اور اپنی قسمت پھر سے سنوار سکتا۔ مگر اس کی بد قسمتی سے جب یہ خزانہ دہلی کے قریب پہنچا تو شاہی حکومت کو اس کی خبر مل گئی اور اسے قبضہ میں کرنے کے لیے ایک ہزار اہلادی اپنی رائے سکھ دلاں، صفدر خاں، سہد خاں، علی قلی درمن اور نور الدین کے ماتحت فوراً روانہ کر دی گئی۔ اپنی قافلہ نے تیزی سے کوچ کرتے ہوئے شاہ آباد کے قریب اسے پکڑ لیا۔ خزانہ بردار گاڑیوں کے محافظوں نے ایک سرانے میں پتھلی اور اسے مورچہ بنالیا اور ایسا معلوم ہوا کہ وہ آخر دم تک مزاحمت کریں گے۔

### شاہی فوج

کافی دیر تک لڑنے کے بعد شاہی فوج نے سرانے میں آگ لگادی اور خزانہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے

(8) جلد اول صفحہ 94 جلد دوم صفحہ 33 نے پرویز کی موت کا خرم کو الزام دیا ہے مگر چونکہ اس نے زہر کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ انگلش فیکٹریان انڈیا 29-1624ء صفحہ 152۔ ریورینڈ نیوٹن نے بھی یہی شبہ ظاہر کیا ہے۔ شہنشاہ اورنگ زیب نے اپنے قیدی باپ کو ایک خط میں لکھا "خسر و اور پرویز کی یاد کے متعلق آپ کا خیال ہے جنہیں آپ نے قتل نہیں کیے تھے بلکہ ان کو قتل کر کے قتل کر دیا تھا اور جنہوں نے آپ کو کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔" سرکار کی بستی آف اورنگ زیب جلد دوم صفحہ 155۔ اس شبہ کی جتنی ایک وجہ بھی ہے۔ خصوصاً شاہجہاں کے اگلے اور پچھلے حالات زندگی کی بنا پر۔ لیکن اس خاص سامان میں شہادت اتنی کافی نہیں ہے کہ ہم قطعی طور پر یہ کہہ سکیں کہ پرویز نے اپنی صحت بالکل بر باد کر دی تھی اور شاہجہاں بہت ماحصل پر تھا۔ اس کی بیماری کے حالات زہر خوردنی سے زیادہ شراب نوشی کی کثرت ظاہر کرتے ہیں۔

(9) اقبال، ص 280، 282 (ایٹ وڈوٹس جلد ششم صفحہ 432، 433) کلپڈون صفحہ 88۔

حافظین بھاگ کھڑے ہوئے۔ مہابت خاں نے اپنے جوائنٹ یہ ہدایت کر کے روانہ کیے تھے کہ یا تو خزانہ پر قبضہ کر لیں یا اسے شاہی علاقہ کی سرحد سے باہر نکال دیں وہ جب موقعہ پر پہنچے تو چڑیاں لڑ گئی تھیں۔ (10)

### مہابت خاں اور شاہجہاں کا اتحاد

مہابت خاں اس خزانہ سے محروم ہو کر شاہی پرغیلوں بشمول ابو طالب کے اس کی گرفت سے آزاد ہونے پر جو زبردست فوج اس کے تعاقب میں روانہ کی تھی اس سے بچنے کے لیے اس نے میاں کی پہاڑیوں اور جنگلوں میں پناہ لی اور وہاں سے اپنے معتد ہمرابیوں کے ہاتھ شاہجہاں کو کامل مصالحت اور اتحاد کی پیش کش کا پیام بھیجا گویا سرکاری اصطلاح میں یہ اعلان کہ پورے طور پر معافی مل جائے پروہ شاہجہاں کی ملازمت میں شامل ہو جائے گا۔ شاہجہاں نے اس پیش کش کو دل و جان سے قبول کر لیا اور اُسے خود اپنے قلم سے شفقت آمیز الفاظ میں جواب لکھا۔ تھوڑے دن بعد مہابت راج پٹیلیاں اور بہار کے علاقہ سے ہوتا ہوا اور دو ہزار سواروں کے ساتھ خیبر (جو تائیز) میں شاہجہاں سے مل گیا۔ اس نے شہزادہ کو ایک ہزار ہمر، ایک بیس ہزار کا قیدی ہیر اور چند دیگر بیش قیمت تحفے دیے جس کے عوض اُسے شہزادہ سے ایک ہاتھی، ایک گھوڑا، ایک نکو اور ایک جواہرات سے مزین خنجر ملا۔ ان دو قابل افراد کے اتحاد سے نور جہاں کو سخت تشویش ہوئی اور اس نے خان جہاں کو شاہی افواج کا کماندار اعلیٰ مقرر کر کے انہیں زیر کرنے پر تہنات کیا۔ (11)

(10) اقبال نامہ صفحات 277، 278 (ایٹ وڈاؤس جلد ششم صفحات 430، 434) گلیڈون صفحہ 89۔ انگلش ٹیکسٹریز ان انڈیا 29-1624ء صفحہ ۱۳۸ رابرٹ کا خط سر ہند سے لاہور کے شاہجہاں کے نام مورخہ 8 نومبر 1626ء سی 228 ہرمرٹ 1638ء صفحہ 11 ڈی لانت کے حوالہ سے اس خزانہ کی مقدار پانچ لاکھ روپیہ لکھی ہے۔  
(11) اقبال نامہ صفحات 271، 275 (ایٹ وڈاؤس جلد ششم صفحات 431، 434) گلیڈون صفحات 89، 90۔ انگلش ٹیکسٹریز ان انڈیا 29-1624ء صفحات 153، 204 گلیڈون صفحہ 80۔

## بائیسواں باب

### جہانگیر کے آخری یام

### جانشینی کے لیے جدوجہد

#### جہانگیر کی صحت۔ کشمیر کا سفر

جہانگیر جب مہابت خاں کی گرفت سے آزاد ہوا تو کرمی کا موسم قریب تھا اور چونکہ لاہور کی گرمی اس سے برداشت نہیں ہوتی تھی اس لیے مارچ 1625ء میں وہ نور جہاں، آصف خاں، شہریار، داور بخش اور دوسروں کے ساتھ کشمیر روانہ ہو گیا۔ مگر یہ جنت ارضی بھی اسے کچھ فائدہ نہ پہنچا سکی۔ اس کے دمہ نے شدید اور خطرناک صورت اختیار کر لی اور طبیعت اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ شاہی کیمپ میں کھل جلی پڑ گئی۔ اگرچہ اپنی فطری قوت کی وجہ سے وہ اس وقت سنبھل گیا مگر شکایت اندیشہ ناک صورت میں باقی رہی۔ وہ دن بدن کمزور ہوتا گیا۔ اس کی ہوک بالکل جاتی رہی حتیٰ کہ انھوں بھی اس کے لیے گراں ہو گئی بس صرف چند پیالے انگوری شراب کے وہ ہضم کر سکتا تھا۔ گھوڑے کی سواری اس کے لیے ناممکن ہو گئی۔ صرف پاگل پر وہ سوار ہو سکتا تھا۔<sup>(1)</sup>

#### شہریار کی علالت

اسی زمانہ میں شہریار پردہ اعلیٰ (بلی کی بیماری) ایک طرح کے کوڑھ کا دورہ پڑا۔ اس کے سارے بال جھڑ گئے صرف سر کے ہی نہیں بلکہ مونچھوں اور پلکوں کے بھی۔ طبیعت اس کے علاج سے قاصر

- (1) قابل نامہ صفحات 290-291 (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحہ 435) آثر جہانگیری (مخطوطہ خدابخش) صفحہ ۱۵ (ب) ناننی خاں جلد اول صفحہ 388 گھڑون صفحہ 90 ناننی خاں جلد اول صفحہ 388۔ علامۃ التواریخ۔
- (2) قابل نامہ صفحات 291-292 (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحہ 435) ناننی خاں جلد اول صفحہ 388 گھڑون صفحات 90-91۔
- (3) اب اس جگہ کا نام بہرام کلا بہرام گلی ہے اور سرچر ڈمیل کی ڈاڑی میں (صفحہ 208) تلف) میں کشمیر اور جوں کے راستہ کا جو نقشہ دیا ہے اس میں اس کا نام بہرام کلا بتایا ہے۔ یہ ایک چھوٹا گاؤں ہے جس میں صرف چند مکان ہیں مگر یہ شاید جہانگیر کی فکر گاہ تھی جس میں آج بھی سیاحوں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ سرچر ڈمیل نے اپنی ڈاڑی میں لکھا ہے: "یہ بڑی خوبصورت جگہ ہے اور میں نے جہاں جہاں قیام کیا ان میں سب سے زیادہ اچھی ہے۔ اس کے قریب ایک پہاڑی سے آتا ہوا تیز دھند کا چشمہ ہے جسے چٹپانی (سفید پانی) کہتے ہیں۔ اس کا دھندلے زور کا ہے اور شور کرنا، ابلتا جھاگ اٹھاتا اور شروع سے آخر تک جھپٹتی قوت سے ٹھہرتا ہے اس کا اتار سیدھا صوان ہے جو پیر پھیل پہاڑی سلسلہ سے نکلا ہے اور بہرام گلی سے تقریباً ایک میل نیچے بودہ گنگا سے مل جاتا ہے۔ کے جڑیں حیدر آباد کشمیر، سکس اور نیپال میں محفوظ ہیں جلد دوم صفحہ 19۔ نیز دیکھو سفر نامہ صفحہ 1 پر۔ امیریل گزیر 1620ء میں جہانگیر نے اسے دیکھ کر جو مال لکھا ہے وہ اس سے بہت ملتا ہے جہانگیر (راجس دیورج) جلد دوم صفحہ 1755۔

ہو گئے۔ بالآخر اسے کشمیر کی سردی سے لاہور کی گرمی میں جانے کا مشورہ دیا گیا اور وہ لاہور روانہ ہو گیا۔ (2)  
 قہوڑے دن بعد خود بادشاہ بھی لاہور روانہ ہو گیا۔ راستہ میں جب وہ بیرم گلا (3) پہنچا جو اس کی پرانی  
 شکار گاہ تھی تو اس کا بی جا ہا کہ وہاں ایک مرتبہ پھر شکار کھیلے اور جیسا کہ ثابت ہوا یہی اس کا آخری شکار تھا۔

### ایک افسوسناک حادثہ

جہانگیر نے اپنی توڑے دار بندوق ایک دیوار سے لگا کر کھڑی کر دی جو اس لیے بنی تھی اور ایک ہرن  
 پر نشانہ لگایا جو گھوٹوں کے لوگ اسی طرف ہنکارہے تھے۔ ایک پیادہ سپاہی جو بادشاہ کے لیے شکار مہیا کرتا تھا۔  
 ایک ڈھلوان پہاڑی کے سرے پر کھڑا تھا اس کا پیر پھسل گیا اور وہ پہاڑی کے نیچے گر پڑا اور اس کی ہڈی پسلپاں  
 چور چور ہو گئیں۔ اس حادثہ سے بادشاہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اس نے مرنے والے کی ماں کو بلا کر اس کی گزربسر  
 کے لیے روپیہ دیا مگر اس کی بی بی بھی اور دکھ میں کسی طرح کی نہ ہوئی اور اس نے خیال کیا یہ خود اس کی موت  
 کی آمد کا پیش خیمہ ہے موت کا خیال برابر اس کے ذہن پر طاری رہا اور وہ باہمی میں ڈوب گیا۔ اس کی بیماری  
 نے ہمیشہ سے زیادہ سنگین صورت اختیار کر لی اسے نہ ایک لمحہ کے لیے نیند آئی نہ سکون ملتا تھا۔  
 اس حادثہ کے دوسرے دن شاہی خیمہ تھانہ (4) میں نصب ہوا۔ اگلی منزل راجوری (5) تھی۔  
 27/ مفر 1037ھ کو وہ راجوری سے اگلی منزل بھیم بھار کے قریب چنگیز بھٹی کی طرف روانہ ہو گیا۔

(4) گھڈون (صفحہ 91) نے اسے جمعہ لکھا ہے ٹھیل کی ڈائری میں اس کا نام قہوڑے یا قہوڑے جلد دوم صفحہ 14۔ نیز دیکھو  
 سفر نامہ صفحہ 1620 وہاں لکھا تو اس کے اصلی نام سے اس کا ذکر کیا۔ اگرچہ بعض مخطوطات اور مطبوعہ نسخوں میں  
 اسے بکاڑ کر جمعہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے پہلے جب جہانگیر وہاں گیا تو کہا کہ یہ مقام موسم، زبان اور کچھ کے لحاظ سے کشمیر اور  
 میدانی سرزمین کی درمیانی سرحد ہے۔ یہاں کے لوگ ہندی اور کشمیری دونوں زبانیں بولتے ہیں۔ (جہانگیر جلد دوم صفحہ 418)  
 (5) عام طور پر اس نے فارسی کی اور نیز حال کی تاریخوں میں راجہ پور لکھا ہے۔ ٹھیل نے اس کی موجودہ حالت اور پرانی شاہی  
 سرائے کا مبالغہ کیا ہے۔ ”دریا کے کنارے سیدھے دریا کی طرف دیکھنے پر ایک پراٹا موسم گرما کا شاہی مکان ہے۔ اس کا پانی جب وہ  
 اپنی اونچی چٹائی پر بہتا ہے تو اتنا خوشنما ہوتا ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی۔ گیر واسز اور اونٹنی ہر رنگ ہے۔ پانی کا بھاؤ ایک مسلسل  
 شور ہے۔ لیکن بہر حال کانوں کو خوشگوار ہے۔ دریا کے اس پار راجوری کا شہر بہت ہی خوبصورت جگہ پر ہے اور اس میں ایک پرانی  
 سرائے اور زمانہ قدیم کے معزول شدہ حکمرانوں کے بلند مکانات ہیں۔“ جرنل جلد دوم صفحات 110-111۔  
 (6) اقبال نامہ صفحات 292-293 (ایبٹ ڈوڈنسن جلد ششم صفحہ 435) تاڑ جہانگیری (مخطوطہ خدابخش صفحہ 207) (ب) خانی  
 خاں جلد اول صفحہ 338۔ گھڈون صفحہ 91 بادشاہ نامہ عبد الحمید جلد اول صفحہ 69 (ایبٹ ڈوڈنسن) جلد ہفتم صفحہ 5۔ عجیب بات  
 ہے کہ محمد ہادی نے چنگیز ہٹی کو چکر مٹی لکھا ہے۔ عالم آراء سکندری میں چنگیز ہٹی کا نام چکر بھٹی دیا ہے اور شاہنواز خاں کی تاڑ  
 الاسر میں چکلا ہٹی خانی خاں اور عبد الحمید لاہوری نے اس کا نام ہی نہیں لکھا ہے۔ آج کل اس کا نام چکر سرائے ہے۔ 1620ء  
 میں جہانگیر کے کشمیر سے واپسی کے سلسلہ میں مطبوعہ نسخہ جس کی عام ہے میں قیام گاہ کے کھنڈراب بھی موجود ہیں۔ 1859ء  
 میں سر رچرڈ ٹھیل نے لکھا تھا ”اس کا چھانچا پختہ اینٹوں کا ہے۔ اسے بید بجنوں کی بتل نے ڈھلک کر رکھا ہے اور ایک کالی شکل کی گھاس  
 نے دیو دیوں پر بھی چادروں طرف گھاس اٹی ہے اور پرانی اینٹوں اور جھاڑیوں کا تاڑ بہت خوشگوار ہے۔ دوسری سڑکوں کی طرح اس  
 میں ایک چھانچا لورڈو دھن ہیں۔ مملات بالکل کھنڈر ہے مگر قہوڑا ساحلہ یورپین سیاحوں کے لیے درست کر لیا گیا ہے۔  
 جلد دوم صفحہ 918 نیز دیکھو سفر نامہ صفحہ 1620ء میں شاہی حکم سے ایک چیلے کے  
 لیے تھیر کی تھی۔ شاہی قیام گاہ کے بیچ میں ایک نہایت خوبصورت شہنشاہی ہے جو دوسری قیام گاہوں سے بہت بہتر ہے۔  
 جہانگیر (راجہ سید راج) جلد دوم صفحہ 181۔



## جہانگیر کا انتقال

راستہ میں بادشاہ کا حال اور ابتر ہو گیا۔ اس نے شراب کا ایک جام مانگا جو اس کے منہ سے لگا دیا مگر وہ اسے پی نہ سکا۔ رات کو طبیعت اور زیادہ خراب ہوئی اور 27 صفر 1037ھ، 29 اکتوبر 1627ء کو صبح کے اول وقت شمس سال کے حساب سے اٹھاون سال کی عمر میں اور اپنی حکومت کے بائیسویں سال اس کا انتقال ہو گیا۔ (6)

## جانشینی کی کشمکش

جانشینی کے لیے کشمکش اپنے انتہائی عروج پر پہنچ گئی۔ اس کا تفصیلی بیان تو شاہجہاں کی تاریخ سے متعلق ہے لیکن ہماری اس تاریخ کے تحت کے طور پر اس کا ایک عام خاکہ یہاں دیا جاتا ہے۔

## آصف خاں کی چال

نور جہاں نے امر اکو ایک مجلس شوریٰ میں طلب کیا لیکن آصف خاں جو دل سے شاہجہاں کا طرفدار تھا۔ اس نے اس میں فریبانہ سازش کا شبہ کیا اور مجلس نہیں منعقد ہونے دی بلکہ نور جہاں کو بھی ایک طرح سے مقید کر دیا اور ایک تیز رو دہرکارہ بٹاری کو اپنی مہر کے ساتھ دروازہ دکن میں شاہجہاں کی طرف روانہ کیا اور چونکہ شاہجہاں کو شاہی اختیارات سنبھالنے میں کافی دیر لگتی اس لیے ارادت خاں کے مشورہ سے جو شہریار کی سفارش پر خان اعظم کا خطاب پا گیا تھا درمیانی وقفہ کے لیے قربانی کے بکرے کے طور پر داور بخش کی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ شاہی دربار کے تقریباً تمام امرا متفقہ طور پر شاہجہاں کے حامی تھے اس لیے آصف خاں کی اس چال پر پورے طور پر تائید کی کہ شاہجہاں کی جانشینی کے حصول کے لیے داور بخش کی بادشاہی کا اعلان کر دیا جائے۔ شاہجہاں کے لڑکوں کو نور جہاں کے محل سے الگ کرنے کی تدبیریں کی گئیں۔ یہ ساری کارروائیاں عین جہانگیر کے انتقال کے دن عمل میں آئیں۔ اگلے دن وہ بھیم بھار (7) پہنچے جو میدانی علاقہ کے قریب تھا اور وہاں داور بخش کے نام باضابطہ خطبہ پڑھا گیا اور مرحوم بادشاہ کی رسوم انجام دی گئیں اور جنازہ کو نور جہاں کے باغ شاہدہ میں دفن کے لیے لاہور روانہ کیا گیا۔ (8)

## جہانگیر کی تجہیز و تکفین

ان حالات میں تقریباً یہ ممکن نہ تھا کہ بادشاہ کی تجہیز و تکفین اس اہتمام سے ہوتی جو اس کے شلیان شان تھا۔ اس کی محبوب ملکہ نے جو جگہ اس کے لیے تجویز کی تھی وہ خاموشی کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ یہیں کچھ دنوں بعد بیوہ ملکہ نے خود اپنے خرچ سے ایک شاندار مقبرہ تعمیر کر دیا جس کی تفصیل فرگو سن کے الفاظ میں یہ ہے۔

(7) بھیم بھار پنجاب کے موجودہ ضلع گجرات کی بالکل سرحد پر واقع ہے۔ اب یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ قدیم شاہی سرائے کے کھنڈر اب بھی موجود ہیں۔ ٹیبل کی ڈائری جلد دوم صفحات 433-4۔ یہ بھی جہانگیر کی ایک شکار گاہ تھی (راجہ س دیور تاریخ جلد دوم صفحہ 181)

(8) عمل صالح صفحہ 205۔ اقبال نامہ صفحات 294 تا 295 (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحات 435 تا 436) (شاہدہ عہدہ) (تحفہ) جلد اول صفحہ 69 (ایٹ وڈاؤن) جلد ہفتم صفحات 65 تا 66 کلید و ن صفحات 90، 91۔

”یہ مقبرہ ایک وسیع دیواروں سے گھرے ہوئے باغ میں ہے جو تقریباً 540 مربع گز وسیع ہے اور ساتھ ایکڑ زمین میں ہے۔ پہلے اس کے چاروں طرف پھاٹک تھے۔ مغرب کی طرف سرائے کے احاطہ سے آنے کے لیے پھاٹک کی محراب سنگ مرمر کی ہے اور تقریباً پچاس فٹ بلند ہے۔ وسط میں قبر ایک نیچے سے چوڑے پر ہے جو 256 مربع فٹ کا ہے اور اس پر ایک ڈھلوان چوترہ 209 مربع گز کا تقریباً ساڑھے میں فٹ اونچا ہے جس کے چاروں طرف کونوں پر ہشت پہل مینار۔ ڈھلوان چھت سے تین تین منزل بلند ہیں جن کے اوپر سفید سنگ مرمر کے گنبد ہیں۔ بنیاد سے پچاس فٹ بلند۔ اس کے چاروں طرف محراب دار چھتے ہیں اور وسطی محراب کے کنارے ایک دروازہ ہے جس کے دونوں طرف محرابیں ہیں۔ چھتوں کے پیچھے چالیس کمرے ہیں جن میں سے ہر ایک سمت کے ایک کمرے سے دوسرے کمرے کو جاتے ہوئے دو بیڑی کروں سے ہو کر قبر کو راستہ جاتا ہے۔ قبر چھین فٹ چوڑی ہر طرف پختہ دیوار سے گھری ہے۔ تابوت سفید سنگ مرمر کا ہے جس پر سیپ کی چٹائی کاری ہے اور جو ایک ہشت پہل کمرہ ہو گیا ہے جس کا قطر چھین فٹ اور بلندی تقریباً آٹیس فٹ ہے۔ اس کے اوپر کی چھت پر ایک ترپن مربع فٹ چوڑا اونچا چوترہ ہے اور اوپر چار خانہ دار سنگ مرمر کا چوترہ ہے۔ اس کی سنگ مرمر کی چھت رنجیت سنگھ اکھاڑ کر لے گیا تھا لیکن پھر بعد کو بحال کر دی گئی۔ عمارت سنگ سرخ کی ہے جس پر سنگ مرمر کی چٹائی کاری ہے اور نہایت اعلیٰ ذوق کے نقوش ہیں لیکن اسکے درمیان نیچے روکار فن تعمیر کے لحاظ سے زیادہ جاذب نظر نہیں ہے۔ بادشاہ کی قبر کے اوپر کوئی گنبد نہیں تعمیر کیا گیا اس لیے کہ وہ ہمیشہ قدرتی محسن کا شیدائی تھا اور اس کی یہ خواہش تھی کہ اس کی قبر معمولی ہوئی رہے تاکہ بارش اور خیمہ سے تر ہوتی رہے۔“ (9)

### جانشینی کی کشمکش

بادشاہ کی جھنجھوٹے شخصیات بھی انجام بھی نہ پائی تھی کہ اقتدار میں اس کی جگہ لینے کی جدوجہد میں کمزوریوں سے باہر آئیں۔ نور جہاں پر اگرچہ پہرہ بٹھایا گیا تھا کہ اور وہ بیرونی دنیا سے نامہ و پیام نہیں کر سکتی تھی لیکن اس نے پہلے ہی کسی ترکیب سے شہر یار کو پیام بھیج دیا تھا وہ جتنی بھی فوج جمع کر سکے اُسے لے کر جلد سے جلد اس کے پاس پہنچ جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی سازش بیوی نے بھی اُسے آکسیلا اور اس نے بلا توقف لاہور میں اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔

### شہزادے پر قبضہ

شہزادے نے لاہور کے شاہی خزانے پر قبضہ کر لیا اور نئے اور پرانے امر کی حمایت حاصل کرنے اور فوج بھرتی کرنے میں کم سے کم ستر لاکھ روپے تقسیم کر دیے۔ اس کے ساتھ مرحوم شہزادہ دانیال کا ایک لڑکا لیسافر بھی مل گیا جس نے فوج کی کمان سنبھال لی۔

### آصف خاں کا دھاوا

آصف خاں اور داور بخش نور جہاں کے پیام سے ایک دن پہلے ہی اپنی فوجوں کو جنگ کے لیے آراستہ

(9) فرکوس جلد دوم صفحات 304 تا 305 عبد اللطیف کی لاہور صفحات 104 تا 108 عبد اللطیف نے کعبات و قطعات تاریخ بھی نقل کیے ہیں۔ خلاصہ اتوار بج (سرکار کی اغویا آف اورنگ زیب میں ترجمہ صفحہ 82) پیپر میل گزٹیر، لاہور

کر کے آگے بڑھے تو شہریار خود دو تین ہزار کی فوج کے ساتھ لاہور کے قرب و جوار میں رہا اور بالیسافر کو باقی فوج کے ساتھ لڑائی کے لیے آگے بھیج دیا۔

### شہریار کی فوج کو شکست

جیسی کہ توقع تھی بالیسافر کی فوج جو بیشتر غیر تربیت یافتہ رگمردوں پر مشتمل تھی یہ خیال کر کے کہ وہ ایک بے نتیجہ مقصد کے لیے لڑ رہے ہیں حکومت کی باضابطہ تجربہ کار فوج کے پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑی ہوئی۔

### لاہور کا محاصرہ

شہریار نے جب ایک ترکی غلام سے اس شکست کی خبر سنی تو وہ حماقت سے قلعہ کے اندر جا کر محصور ہو گیا۔ شاہی فوج کو محاصرہ میں زیادہ دن نہیں ضائع کرنا پڑے اس لیے شہریار کے بعض ہمراہی باوجود وہیہ لینے اور اطاعت کا حلف لینے کے اس سے پھر گئے اور اسے دھوکہ دے کر اعظم خاں سے مل گئے اور رات کے وقت اسے قلعہ میں داخل کر لیا۔ دوسرے دن شاہی فوج پوری قوت سے قلعہ میں داخل ہو گئی۔

### شہریار کا حشر

شہریار جو ذہنی طور پر ہمیشہ سے بزدل تھا اس نے زنان خانہ میں چھپ کر پناہ لی۔ مگر ایک خواجہ سرا اُسے پکڑ کر باہر لایا اور اسے آداب و تسلیم کی تمام رسمیں انجام دینی پڑیں اور پھر اسے قید خانہ میں ڈال دیا گیا اور کچھ دن بعد اندھا کر دیا گیا۔

اس مختصر سی جدوجہد کا یہ انجام ہوا۔ اگر نور جہاں کو آزادی سے کام کرنے کا موقع ملتا تو اس نے اس سلسلہ کو کچھ دن اور چلایا ہوتا مگر بالآخر اسے بھی کامیابی نہ ہو سکتی۔ (10)

### شاہجہاں آگرہ کو روانہ

اس دوران میں آصف خاں کا پیا میر بناری اپنا طویل سفر میں دن میں ختم کر کے 19 ربیع الاول 1037ھ کو خیبر میں شاہجہاں سے ملا اور اسے جہانگیر کے انتقال کی اطلاع ملی۔ شاہجہاں جو مہابت خاں کے مشورہ سے بنگال جانے کا ارادہ کر رہا تھا اس نے اب اپنا ارادہ بدل دیا اور چار دن سوگ میں گزار کر 23 ربیع (10) مئی سال 208، 211، 212 - اقبال نامہ صفحات 295، 297، 298 (ایٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحات 436، 437 (خانی خاں جلد اول صفحات 390، 395، 396، 397، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086، 2087، 2088، 2089، 2090، 2091، 2092، 2093، 2094، 2095، 2096، 2097، 2098، 2099، 2100، 2101، 2102، 2103، 2104، 2105، 2106، 2107، 2108، 2109، 2110، 2111، 2112، 2113، 2114، 2115، 2116، 2117، 2118، 2119، 2120، 2121، 2122، 2123، 2124، 2125، 2126، 2127، 2128، 2129، 2130، 2131، 2132، 2133، 2134، 2135، 2136، 2137، 2138، 2139، 2140، 2141، 2142، 2143، 2144، 2145، 2146، 2147، 2148، 2149، 2150، 2151، 2152، 2153، 2154، 2155، 2156، 2157، 2158، 2159، 2160، 2161، 2162، 2163، 2164، 2165، 2166، 2167، 2168، 2169، 2170، 2171، 2172، 2173، 2174، 2175، 2176، 2177، 2178، 2179، 2180، 2181، 2182، 2183، 2184، 2185، 2186، 2187، 2188، 2189، 2190، 2191، 2192، 2193، 2194، 2195، 2196، 2197، 2198، 2199، 2200، 2201، 2202، 2203، 2204، 2205، 2206، 2207، 2208، 2209، 2210، 2211، 2212، 2213، 2214، 2215، 2216، 2217، 2218، 2219، 2220، 2221، 2222، 2223، 2224، 2225، 2226، 2227، 2228، 2229، 2230، 2231، 2232، 2233، 2234، 2235، 2236، 2237، 2238، 2239، 2240، 2241، 2242، 2243، 2244، 2245، 2246، 2247، 2248، 2249، 2250، 2251، 2252، 2253، 2254، 2255، 2256، 2257، 2258، 2259، 2260، 2261، 2262، 2263، 2264، 2265، 2266، 2267، 2268، 2269، 2270، 2271، 2272، 2273، 2274، 2275، 2276، 2277، 2278، 2279، 2280، 2281، 2282، 2283، 2284، 2285، 2286، 2287، 2288، 2289، 2290، 2291، 2292، 2293، 2294، 2295، 2296، 2297، 2298، 2299، 2300، 2301، 2302، 2303، 2304، 2305، 2306، 2307، 2308، 2309، 2310، 2311، 2312، 2313، 2314، 2315، 2316، 2317، 2318، 2319، 2320، 2321، 2322، 2323، 2324، 2325، 2326، 2327، 2328، 2329، 2330، 2331، 2332، 2333، 2334، 2335، 2336، 2337، 2338، 2339، 2340، 2341، 2342، 2343، 2344، 2345، 2346، 2347، 2348، 2349، 2350، 2351، 2352، 2353، 2354، 2355، 2356، 2357، 2358، 2359، 2360، 2361، 2362، 2363، 2364، 2365، 2366، 2367، 2368، 2369، 2370، 2371، 2372، 2373، 2374، 2375،

الاول کو دکن کے شورہ پشت وائسرائے خان جہان لودی سے بچتا ہوا، گجرات کے راستہ سے آگرہ روانہ ہو گیا۔ (11)

راستہ ہی سے شاہجہاں نے آصف خاں کو فرمان بھیجا کہ مناسب ہو گا کہ دلوں بخش لڑکے اور خسرو کے ناکارہ بھائی (شہریار) اور شہزادہ دانیال کے لڑکے یہ سب دنیا سے محرم کر دیے جائیں۔ 2/ جمادی الاول (10 بہمن) کو شاہجہاں کی بادشاہی کا باضابطہ اعلان کر دیا اور لاہور میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور داور بخش کو جیل خانہ میں ڈال دیا گیا اور 22/ جمادی الاول (23/ جنوری 1628ء) کو شاہجہاں کے سنگدلانہ حکم کی تعمیل میں داور (12) اور اس کے بھائی گشتسپ اور شہریار، ٹمہورس اور ہوشنگ کو ختم کر دیا گیا۔

### شاہجہاں اجیر میں

شاہجہاں میواڑ سے گذر تا ہوا جہان گو گنڈہ کے مقام پر رانا کرن نے اس کا عقیدت مندانہ استقبال کیا اور جہاں اس نے دوبارہ حسب معمول شان و شکوہ سے اپنی اڑتیسویں سالگرہ منائی 19/ جمادی الاول کو وہ اجیر پہنچا اور 26/ کو مضافت آگرہ میں پہنچ گیا۔

### آگرہ میں شاہانہ ورود

دوسرے دن وہ شاہانہ شان و شکوہ سے شہر میں داخل ہوا اور سب نے اس کا بحیثیت بادشاہ کے استقبال کیا۔ (13)

### جدید انتظامات

جہانگیر کے ممتاز افراد مان سنگھ، عزیز کوکا، عبدالرحیم خان خاناں، اسلام خاں اور جہانگیر قلی خاں فوت ہو چکے تھے۔ مہابت خاں کو اجیر کا گورنر بنایا گیا اور خان خاناں اور سپہدار کا خطاب دیا گیا۔ وہ نو ہزار ذات و سوار دوا سپد و سر اسید کے منصب تک پہنچے تک زندہ رہا۔ آصف خاں کو بھی اپنے داماد کی جانشینی سے جو توقع تھی وہ اسے حاصل ہو گئی اور وہ وزیر بنایا گیا اور یمنین الدولہ کا خطاب اور آٹھ ہزار ذات و سوار کا اور بعد کو نو ہزار ذات و سوار دوا سپد و سر اسید کا منصب دار بنایا گیا اور مختلف اعتماد اور ذمہ داری کے عہدوں پر مقرر

(12) کولیرس نے اپنے سفر نامہ سفارت میں لکھا ہے (صفحہ 190) کے اسے خسرو کے لڑکے بلاتی کو دیکھا ہے۔ صفحہ 575) اس روایت پر یقین کیا نہ دیکھو انگلش فیکٹریز ان انڈیا 29-1624 صفحہ 33 لیکن یہ بالکل ناقابل یقین ہے اور فارسی مورخین کی بکثرت شہادت کے خلاف ہے۔ نام نہاد بلاتی محض فرجی قاضی اربلی در ہار نے کچھ دنوں کے لیے مان لیا تھا۔ (13) انبال نامہ صفحات 298، 306 (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحات 437، 438) بادشاہ نامہ عبد الحمید جلد اول صفحات 69، 84 (ایٹ وڈاؤن جلد ہفتم صفحات 65، 66 غلامہ التواریخ (دہلی ایڈیشن) صفحہ 383۔

شاہجہاں دکن سے آگرہ تک کے سفر اور اس کی تاجگذاری کے حالات کے لیے دیکھو علاوہ اس کے عہد کی فارسی تواریخ کے انگلش فیکٹریز ان انڈیا 29-1624ء صفحات 160، 191، 202، 203، 205، 207، 227، 228، 239، 242، 243 جلد اول صفحات 181، 182۔ ہر برٹ صفحہ 108۔ فان ڈن برویک صفحہ 108 جلد اول صفحہ 296 نیز ہر بود مختصر واضح حالات کے لئے دیکھو بلوکان کا مضمون کلکتہ ریویو 1869ء صفحات 145، 152۔

کیا گیا۔ اس کا انتقال 1641ء میں ہوا اور وہ اپنے برادر نسبتی کی قبر کے پاس دفن کیا گیا جس کے عہد کی تاریخ میں اس نے نمایاں حصہ لیا تھا۔

### نور جہاں کا انجام

نور جہاں نے آخری طور پر اس میدانِ عمل سے کنارہ کشی اختیار کی جہاں اس نے اتنے دن حکمرانی کی تھی۔ اس کی رومانی زندگی میں قسمت کا ایک اور موڑ ہوا۔ ایک مرتبہ یہ افواہ اڑی کہ وہ قتل کر دی گئی مگر صاحبان اختیار نے اسے زندہ رہنے دیا۔ اگرچہ اس کے اقتدار کی ساری نشانیاں مٹا دینے کی کوشش کی گئی۔ اس کے نام کے سیکے فوراً رواج عام سے واپس لیے گئے وہ خود دو لاکھ سالانہ جشن لینے پر قانع ہو گئی ایسے شخص کے ہاتھ سے جسے اس نے بامِ عروج پر پہنچا کر تختِ العزلی میں گرا دیا تھا اور جس کو اب اس کے علیٰ الرغم قسمت نے بلند ترین عروج پر پہنچا دیا تھا۔

### نور جہاں کی وفات

نور جہاں نے اس کے بعد ہمیشہ سفید کپڑے پہنے اور خوشی کی محفلوں میں شرکت کرنے سے گریز کیا اور زیادہ تر اپنی لڑکی شہریار کی بیوہ کے ساتھ لاہور میں سوگ کی حالت میں رہی۔ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد وہ پورے اٹھارہ سال زندہ رہی اور 29 شوال 1015ھ کو انتقال کیا۔ اس کی تجہز و تکفین سادگی سے ہوئی۔ اسے جہانگیر کی قبر کے پاس اُسی قبر میں دفن کیا گیا جو اس نے خود اپنے لیے قبیر کی تھی۔ (14)

## تیئسواں باب

### خلاصہ

#### جہانگیر کے متعلق غلط خیال

جہانگیر کی سیرت کو مختصر بیان کرنا یا تاریخ میں اس کا مقام معین کرنا مشکل تو نہیں ہے لیکن جیسا ایک مدبر نے دوسرے مدبر کے بارے میں کہا تھا "اس کے لیے کافی مواد اور پیمانوں کی ضرورت ہے، بلا سوچے سمجھے اُسے سنگدل، متلون مزاج، ظالم، شراب اور عیاشی میں مست کہہ کر ٹال دینا جیسا کہ ایک سے زیادہ حال کے مورخین نے کہا ہے۔ غیر اصولی بات اور نا انسانی ہے۔ اس کی شہرت، اس کے باپ کی غیر معمولی سطوت اور اس کے لڑکے کی شان و شکوہ کی جھگڑا کے مقابلہ میں ماند پڑ گئی ہے۔ تاریخ دوسرے کاریوں اور سیاحوں کی جعل سازیوں نے اس کے حالات زندگی کو بگاڑ دیا ہے اور بے تعلق الفاظ اور جملوں سے اس کی زندگی کو پرکھا گیا ہے۔

#### اس کی سیرت

اس کی زندگی کا بحیثیت مجموعی جائزہ لینے پر وہ سمجھدار، نیک دل انسان معلوم ہوتا ہے جسے اپنے خاندان والوں سے گہری محبت اور سب کے لیے دل کی فراخی، ظلم سے شدید نفرت اور انصاف سے دلی لگاؤ تھا۔ شہزادگی اور نیز شاہی کے زمانہ میں ایک آدھ مرتبہ غیظ و غضب کے ہیجان میں اس سے انفرادی بربریت و ظلم کی حرکات ضرور سر زد ہوئیں۔ (1) مگر عام طور پر وہ انسانیت، ملنساری اور فیاضی میں یکساں تھا۔

#### مذہبی خیالات

جہانگیر کے مذہبی خیالات نے اس کے ہم عصروں اور نیز بعد کے لوگوں کو بھی الجھن میں ڈال دیا۔ کچھ لوگ اسے لاد مذہب سمجھتے تھے اور بعض نے اُسے دل سے سچا مسلمان یا سچا عیسائی خیال کرتے تھے جو توہمات میں مبتلا ہو یا مذہب کا مذاق اڑاتا ہو، حقیقت یہ ہے کہ وہ دل سے راسخ العقیدہ مذہبی جذبات سے بیگانہ اور اتار و شن خیال تھا کہ محض مقررہ مذہبی عقائد سے مطمئن نہ ہوتا تھا۔ تاہم اسے خدا پر پختہ اعتقاد تھا اور اولیاء اللہ پر بھی خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان۔ عام ہندو مذہب اپنے خدائی اوتار کے اصول کے ساتھ اس

(1) چنانچہ خود جہانگیر کا بیان ہے 22 تاریخ کو میں اس وقت جبہ این نل گائے میرے نشانہ کی زد میں آئی تھی چاک ایک اور دوسرے آگے اور نل گائے بھاگ گئی تخت پیش کی حالت میں میں نے علم دیا کہ سائیں کو فوراً قتل کر دیا جائے بیرون کے پیر۔ کات کر اور گدھوں پر سوار کر کے مجھ پر کھٹ کر لایا جائے تاکہ بھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے نیز دیکھو سفر نامہ ہاکس پر چہ جات دوم صفحات 34 تا 40 حاسر دوم صفحات 210 تا 303 304 تا 448۔ تیری سنو 407 جوہر صفحات 166 تا 167 ایسے ہی واقعات کی تیری جہانگیر کے مزاج کو مجموعہ ائمہ اکہتا ہے کہ کبھی وہ وحشیانہ طور پر ظالم نہ جاتا تھا اور کبھی انتہائی نیک اور انصاف پسند۔

کی نظر میں بیچ تھا۔ مسیح کی ولادت غربت اور مصلوب اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ (2)

(2) نیری صفحہ 389۔

”ہمارے آقا کا جسے وہ حضرت مسیحی کہتا ہے وہ بڑے احترام سے ذکر کرتا ہے جیسا کوئی مسلم حکمران جو وہ کہلاتا ہے اگرچہ ہے نہیں سہی دنیا میں اتنا احترام نہیں کرتا چنانچہ اس کے ملک میں عیسائی اتنی آزادی سے رہتے ہیں جتنے کسی مسلمان بادشاہ کے ملک میں نہیں۔“ سال، بینک، خطوط موصولہ جلد ششم صفحہ 188۔

دوسرے سیاحوں کی شہادت بھی اسی قسم کی ہے۔ مثلاً کوریات کہتا ہے۔ ”ہمارے نجات دہندہ اور تمام عیسائیوں خصوصاً انگریزوں کا ذکر وہ اتنے احترام اور کریم الفطری سے کرتا ہے کہ کوئی مسلم بادشاہ ایسا نہیں کرتا“ مگر ڈی پیچولڈ۔ پرچہ جات چہارم صفحہ ۷۷۔

دلیم لنگ نے جولائی ۱۸۱۰ء میں جو کچھ لکھا ہے اس میں بڑی کپ شائل معلوم ہوتی ہے اس مہینہ بھر بادشاہ کے مسیحیت کے بارے میں سخت جھگڑا رہا بادشاہ نے امرام کے سامنے اقرار کیا کہ مسیحیت منقول ترین مذہب ہے اور محمد کا مذہب بالکل مجبور اور انشوی ہے۔ اس نے اپنے عہد مہائی کے تین لاکھوں کو پادریوں سے تعلیم دلانے کا حکم دیا اور اس کے لیے عیسائیوں جیسے کپڑے بنوائے جس کی سارے شہر میں بڑی تعریف ہوئی۔ ”پرچہ جات چہارم صفحہ 40۔

یہ بات کہ اس کا اعتقاد حضرت محمد پر نہ تھا اسی سے ثابت ہے کہ اپنے طویل مصلحت روزنامہ میں جو خدا سے دعاؤں اور التجاؤں اور شکرانوں اور درویشوں اور جاگیروں کے ذکر سے بھرنا ہے۔ اس میں وہ حضرت محمد کا چند بار بھی ذکر نہیں کرتا اس نے قرآن کے ترجمہ کا حکم دیا جو رائج عقیدہ مسلم طریقہ کے خلاف ہے۔ وہ جان دلوں اور خاص کر انسانوں کی تصویروں سے خوش ہوتا ہے اور یہ بھی رائج عقیدہ مسلمانوں کے نزدیک ناجائز ہے اس نے نوروز کے جشن اور زمین بوسی کا طریقہ جاری رکھا اپنے روزنامہ میں تین بار بھی وہ ہجری سنہ کی نہیں بلکہ ایرانی سنہ کی لکھتا ہے۔ وہ عیسائیوں کو سوز کا قندہ دیتا ہے جو کوئی مسلمان خوب میں بھی خیال نہیں کر سکتا خطوط موصولہ چہارم صفحہ ۱۰۔ اطالوی منوشی نے اس روایت کا ذکر کیا ہے جو سترہویں صدی کے راج آخر میں زبان زد تھی جہاں تک مذہب اسلام کا دشمن ہے اور رمضان شریف کی بے ادبی کرتا ہے اور مسلمانوں کو چھلانے کے لیے اس مہینے میں شراب پیتا اور سور کا گوشت کھاتا ہے اور سخت کڑ مسلمانوں کا روزہ توڑا دیتا ہے۔ منوشی کا یہ بھی بیان ہے جو خطوط مہمل ہے مگر معنی خیز کہ جہاں تک سور کے کئی بت بنا کر اپنے محل میں رکھے تھے اور خوب سے بدید ہو کر انھیں دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ کسی مسلمان کی صورت دیکھنے کی بجائے ان سوروں کے جن کو دیکھنا بہتر ہے۔ جلد اول صفحات ۱۵۸ تا ۱۵۹۔

ہندو مذہب کے متعلق عام ہندو مذہب بھی اسے قائل قبول نہ تھا اور ہندو پنڈت طلحہ سے خدائی لوتار کے متعلق مباحثہ کے بعد اندر وہ ہوا کہ مرد ہندو مذہب سے بھی اس کو تعلق نہ ہوئی اس کی دلیل یہ تھی کہ اس حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لازم آتا ہے کہ طلحہ جو تمام ہندو اور قیود سے آزاد ہے وہ طول و عرض اور جسامت کی قید میں آجائے گا اگر اس کا مقصد یہ ہے کہ ان افراد میں روشنی کا مظہر ہے تو یہ تمام حقوق ہستیوں میں موجود ہے اور ان دس لوتاروں میں محدود نہیں ہے۔ اگر یہ مطلب کسی فرد کو انہی صفات سے متصف کیا جائے تو یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے اس لیے کہ ہندو مذہب کے سامنے دلوں میں ایسے افراد کا وجود پایا جاتا ہے جو معجزات اور عجائبات پر قادر تھے اور عقل اور فصاحت میں اپنے عہد کے لوگوں سے ممتاز تھے۔ بہت بحث مباحثہ کے بعد پنڈتوں نے یہ دلیل پیش کی کہ لوتار ایک ایسے خدائے خدا یا ان کا تصور قائم کرنے میں مدد دیتے ہیں جس کے نہ جسم ہے نہ جسامت۔ اس پر بھی بادشاہ منقول نہ ہوا اور سوال کیا کہ یہ لوتار کس طرح خدا تک پہنچے گا یا یہ دیکھتے ہیں اور جب اس کے سامنے ایک بت آتا ہے جس کا جسم انسان اور سر سور کا ہے جو خدا کا ابتدائی تصور ہے تو وہ بھر بھی دلیل دہراتا ہے کہ اس سے ہندو مذہب کا ناکارہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جہاں تک (راجس ویورج) جلد اول صفحہ 32، 33۔ پرائس (صفحہ 43) نے اس مباحثہ کی یوں تفصیل دی ہے۔ جہاں تک (راجس ویورج) جلد اول صفحہ 254۔

آخر کار تھنر ہو کر اور کسی حد تک مسلم خدات کا لحاظ کر کے جس میں سور کا ایک لختی چیز ہے اس نے حکم دیا کہ یہ بت توڑ کر پاس کے طالب میں پھینک دیے جائیں۔ اس نے ایک جرمی کا آئرم بھی توڑا دیا جو عوام کی جہالت سے سوداگر کا تھا اور اس کے بت توڑا کر خود اسے بھی دہاں سے کھلوایا۔

1622ء میں جب وہ کانگوہ گیا اور درگادیوی کا مندر دیکھا تو کہا ”یہاں ایک دنیا ایک گمراہی کے جنگل میں بھگ رہی ہے۔“ ایک راجہ کے متعلق جو اس لیے پتھر کو دہاں لے آیا جسے ایک مسلمان اٹھا لے گیا تھا جہاں تک یہ کہا کہ ”راجہ بھرا سی گمراہی کا دربار کر رہا ہے۔“ جہاں تک (راجس ویورج) جلد اول صفحات 254 تا 255 جلد دوم صفحات 224 تا 225۔

اس کی سلطنت میں جو اصلاحی ہندو اور مسلم فرقے وجود میں آئے تھے ان کے متعلق وہ بہت کم جانتا تھا البتہ ایک خدا اے واحد کا دھیان کرنے یا اولیاء اللہ کا احترام کرنے یا درویشوں کی صحبت میں جانے اور مذہبی رسوم انجام دینے میں اسے تشفی ہوئی تھی اور اس پر وہ قانع تھا۔ ذہنی طور پر اس کا عمدہ تصوف یا ویدانت تھا جس پر وہ جدا روپ یا دوسرے درویشوں سے گفتگو کر کے خوش ہوتا تھا۔ (3)

### مذہبی پالیسی

عام مبلغین اور مذہبی جنوں والے سماجی اور سیاسی نظم کے استحکام کے لیے خطرناک تھے اس لیے ان سے سختی کا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ چوتھے سکھ گرو ارجن کی سزائے موت کو مذہبی تشدد کہا جاتا ہے وجود کی بنا پر تھا۔ جہانگیر کو سکھ مذہب سے تعصب تو ضرور تھا مگر وہ مذہبی تشدد سے پرہیز کرتا تھا۔ اس نے شیخ احمد سرہندی اور شیخ ابراہیم بابا کو چند سال تک گوالیار کے شاہی قید خانہ میں بند رکھا مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ افغانوں اور دوسرے مسلم مریدوں پر ان کا جو اثر تھا وہ محدود تھا۔ (4) ہجرات کے سوئیمبر جینوں کے تعزیر

(3) جہانگیر (راجس دپور پنج) جلد اول صفحات 189، 246، 249، 267، 268، 329، 361، 381 جلد دوم صفحات 25، 94، 95، 100، 176 عا سرونے لکھا ہے کہ کبھی کبھی وہ (جہانگیر) مور (مسلم) عقیدہ کا اظہار کرتا مگر بیٹ غیر مسلموں کے ساتھ بھی تمام تقریبات مناتا اور رسوم انجام دیتا تھا۔ 314، 312، 291، 192، 286۔  
جینوں کی پیش گوئیوں کے متعلق دیکھو جہانگیر جلد اول صفحہ 149، جلد دوم صفحات 152، 160، 203 دیکھو برنیر صفحات 161، 244، 245۔

اس کی پیش گوئیوں کی کتاب معد اس کے ہاتھ سے لکھے ہوئے حواشی کے خدا بخش لائبریری، بانکی پور میں محفوظ ہے۔ پروفیسر بلو کین نے جہانگیر کے مذہبی رجحانات و احسانات کو مد مذہب کے ماتحت ایک نام دینے کی کوشش میں غلطی سے یہ خیال کر لیا کہ جہانگیر ذہن اور طبیعت کے لحاظ سے اتنا کمزور تھا کہ اس میں کسی ایک عقیدہ پر قائم رہنے کی استعداد ہی نہ تھی کبھی وہ تین مزاجی سے پکا مسلمان ہو جاتا تھا اور کبھی اچھا ہندو اور کبھی بدی اور اس کی تخت نشینی میں کوئی مذہبی عنصر نہ تھا بلکہ محض غیر مذہبی پالیسی کی بنا پر۔ اکبر کے دین الٹی کا جو کچھ بھی ہو وہ کبھی بدی و نہ تھا۔ نہ ہی جیسا کہ ایک ماہر مشرقیات کا خیال ہے۔ وہ محض طفلانہ خوف سے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کو اختیار کرتا تھا۔ اس کا جو بھی عقیدہ تھا۔ بے اصول یا روشن خیالات، وہ اس کی زندگی کے بیشتر حصہ میں ایک ہی ڈھنگ پر رہا۔ اور نہ جیسا ایک فاضل پروفیسر نے کہا ہے۔ اس کا مذہب تو ہم پرستانہ تھا۔  
تھکٹر ریویو 1869ء جلد 98 صفحات 129، 140۔

(4) اشعیش احمد سرہندی 1679ء میں جہانگیر نے ایک مشہور مسلم مبلغ شیخ احمد سرہندی کو اپنے دربار میں طلب کیا جس نے مہدی موجود ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور جس کے لیے مسلمانان اسلام کے پہلے ایک ہزار سال گزرنے پر منتظر تھے اور جس نے مذہب اور عبادت کا ایک نو کھاطر طریقہ رائج کیا تھا۔ جہانگیر نے باوجود اس کی جہالت کے اسے مغرور اور خود پسند پایا۔ اس کی کتاب مکتوبات جہانگیر کے نزدیک تعویذ کا طوطا تھی جس میں بہت سی غیر نفع بخش باتیں تھیں جو لوگوں کے بے وفائی اور لا وینی کی طرف لے جانے والی تھی غریب شیخ کو کوئی رائے دلانی کے حوالہ کیا گیا کہ اسے قلعہ گوالیار میں قید رکھے جو عموماً سیاسی قیدیوں کے لیے تھا۔ شاید جہانگیر کو اس شیخ کے متعلق اندیشہ تھا کہ اس کی تعلیمات کی اشاعت سے مشکلات پیدا ہوں گی لیکن دو سال بعد جب اس نے چشمبلی خاں کی اور وفاداری کا اقرار کیا تو نہ صرف اسے رہا کیا گیا بلکہ خلعت بھی دی گئی اور کئی دفعہ معقول رقبے بھی دی گئیں۔

شیخ ابراہیم ہلبایا طرف 1606ء میں لاہور کے قریب ایک مذہبی تحریک کو دلیا گیا اور اس کے بانی شیخ ابراہیم بابا افغانی کو گرفتار کر کے چنار میں قید کر دیا گیا۔ یہاں بھی خطرہ دراصل کسی حد تک سیاسی تھا اس شیخ نے جس کی حرکات نشانہ نہ ہوا تھا انھیں چاہے کہ وہ افغانوں کا ایک بڑا دروہ جمع کر لیا تھا جہانگیر (راجس دپور پنج) جلد اول صفحہ 77 جلد دوم صفحات 91، 93، 161، 276۔

شیخ احمد کی کتاب میں سے تلاش کی مگر نہ مل سکی۔



کے متعلق اس نے جو حکم دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ خسرو کی بغاوت شروع ہونے پر ان کے لیڈر مان سنگھ نے پیچھوٹی کی تھی کہ جہانگیر کی حکومت دو سال کے اندر ختم ہو جائے گی اور نیز اس لیے کہ اس کا گھر بغاوت اور بغاوتی کا سرگرم مرکز مشہور تھا مگر چہ یہ بات غلط تھی۔

اپنی تخت نشینی کے وقت اس نے اپنے حامیوں کے ایک طبقہ سے جو اسلام کی حمایت کا وعدہ کیا تھا اس کے لحاظ سے مجبوراً کچھ دنوں اس نے تختی کا برتاؤ کیا جو اس پالیسی کے خلاف تھے۔ کچھ دن تک وہ جزویت مشریوں کی صحبت سے الگ رہا مگر چہ جلد ہی اپنی عقلیات اُن پر بحال کر دیں۔ اس نے دو آرینی نوجوان مسیحیوں کا جبراً اعتقاد کرادیا اور جلد ہی انہیں مسیحی عقیدہ پر قائم رہنے کی اجازت دے دی اور ایک کو بلند درجہ پر فائز کر دیا۔ اپنی سلطنت میں اس نے عیسائی مشریوں کو آزادی سے تبلیغ کرنے اور عیسائی بنانے کی اجازت دے دی تھی۔ اس نے اپنے سکنوں پر اسلامی کلمہ پھر سے بحال کر دیا مگر صرف دو تین برسوں کے لئے۔ (5) چنانچہ مستثنیات کے علاوہ اس کی مذہبی پالیسی عموماً مکمل رواداری کی تھی۔ اپنے روزنامچہ میں اس نے اپنے والد کی مقرر کردہ صلیح کی پالیسی کی بہت تعریف کی اور اس کی پابندی بھی کی۔ (6)

### سلطنت کا نظم و نسق

کچھ کم تعریف کی بات نہیں ہے کہ جہانگیر کا نظم مملکت اکبر اعظم ہی کے اصولوں پر تھا۔ اس سے بہتر کوئی اور طریقہ ہو بھی نہیں سکتا۔ سرہنری الیٹ نے جہانگیر پر یہ اعتراض کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس کے شہرہ آفاق ادارے نہ ذاتی حیثیت سے نوابجاء تھے اور نہ موثر (7) پہلے اعتراض کو تو فوراً مان لیتا چاہیے مگر یہ بھی کوئی اعتراض ہے۔ انتظام مملکت میں تخلیق کا وجود شذوذ و نادر ہے۔ یہ چیز زیادہ نہ اکبر میں تھی نہ شیر شاہ میں۔ مگر کے معیار کوئی ایجادوں کی بنیاد پر نہیں جانچا جاتا بلکہ خیالات اور دستور کو قبول کرنے

(5) جہانگیر (راجرس و پورج) جلد اول صفحہ 438۔ نیز جلد دوم لین پول کی ہندوستانی سکوں کی فہرست پلٹ نمبر 68 و جلد 17 صفحات 147، 150، 157۔ پائی راولی لاول جلد دوم پلٹ نمبر صفحہ 272۔ فارسی تواریخ میں چینیوں کے خلاف حکم کی منسوخی کا ذکر نہیں ہے مگر اس زمانہ کی چینیوں کی کتابوں میں یہ صاف لکھا ہے۔  
مرزا ذوالقرنین کے پورے قصہ کا ترجمہ معہ تشریحات کے فاروقی سنن الشیخ سوسانی آف بنگال جلد 5 نمبر صفحات 151، 194 میں دیا ہے اکثر یورپین سیاحوں نے اس کا نام لکھا ہے۔ میری صفحات 224، 225 پر منڈی جلد دوم صفحہ 379۔  
منشی جلد اول صفحات 172، 173 و غیرہ۔ وہ سامعہ کی سرکاری نمک کی جمیل کا گھراں مقرر کیا گیا تھا۔ جہانگیر (راجرس و پورج) جلد دوم صفحات 194، 195۔

(6) اس معاملہ میں یورپین سیاحوں کی شہادت جو ایسے ملک سے آئے تھے جہاں مذہبی آزادی مفقود تھی۔ بہت زور دلا رہے۔ میری کامیان ہے ”ہر مذہب سے رواداری برتی جاتی ہے اور ان کے مبلغین کا احترام کیا جاتا ہے۔ خود مجھے بادشاہ نے اکثر فاروقی کر مخاطب کیا اور بہت سے مہربانی کے الفاظ کہے اور بڑے سے بڑے امرا کے درمیان میں جگہ دی۔“

طالع رو کامیان ہے کہ وہ (جہانگیر) تمام مذاہب کا روادار ہے البتہ وہ مذہب کی تبدیلی کو پسند نہیں کرتا مگر چہ ہمیں میری سے معلوم ہو کہ مذہب کی تبدیلی سے شاہی مراعات میں فرق نہیں آتا۔ دلاوال نے یہ دیکھا کہ ہندو مسلمان مل جل کر رہتے ہیں اس لیے کہ... مغل اعظم اگر چہ مسلمان ہے (گو کہ جیسا کہا جاتا ہے خالص مسلمان نہیں) اپنی سلطنت میں مذہبی تفریق نہیں کرتا اور بار بار میں اور فوج میں حتیٰ کہ بلند ترین درجوں میں بھی سب کے ساتھ برابری اور لحاظ کا برتاؤ کرتا ہے۔ البتہ وہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کو زیادہ امتیاز ہے۔ میری پرچہ جات جلد 9 صفحہ 324 دلاوال جلد اول صفحہ 20 دلاوال کے ایرانی ملازم کے معتمد خیز واقفہ کے متعلق جس نے مغل پالیسی کی بجا آفیت کی وجہ سے بلا اہدات کے اپنا مذہب تبدیل کر دیا۔ دیکھو دلاوال جلد اول صفحہ 126، 125 نیز صفحہ 52 پر جہانگیر کی یہ رائے کہ انسان ہر مذہب سے قطع ہو سکتا ہے۔

(7) الیٹ و ڈاؤسن جلد ششم، نوٹ سی صفحات 493، 516۔

اور انہیں مناسب حال بنانے کی استعداد سے ہوتا ہے۔ یہ تو صحیح ہے کہ شاہی فرامین کی ہمیشہ پابندی نہیں ہوتی تھی مگر اس کی ذمہ داری حالات کی نوعیت پر ہے۔ قرون وسطیٰ کی کوئی سلطنت جس کے ذمہ اتنے وسیع ملک کا انتظام ہو سرحدی علاقوں میں اپنے احکام کو موثر نہیں کر سکتی۔ جب تک جہانگیر کی صحت نے جواب نہیں دیا اس نے بڑی جوانمردی سے اپنی رعایا کو حکام کے ظلم و ستم سے بچانے کی کوشش کی۔ (8)

### جہانگیر کی شراب نوشی

جہانگیر کی شراب نوشی کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ خود اس نے قلم سے نہایت صاف بیانی سے اس کی تفصیل لکھی ہے لیکن ہائیکس اور طامس روئے اس کے متعلق جو کچھ لکھا اسے لفظ بہ لفظ مان لینا غلط ہو گا۔ مزید براں انصاف کی بات یہ ہے کہ اس زمانہ کی اور اس کے ماحول کا لحاظ کر کے اس پر رائے قائم کرنا چاہیے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ متعدد شہزادے اور امرا شراب کے عادی تھے منجملہ اوروں کے مرزا محمد حکیم اور مراد و انبال و پرویز شہزادے اور شیر خاں، شاہ نواز خاں، جلال الدین مسعود یہ چند نام ہیں جو کثرت شراب نوشی سے فوت ہوئے۔ جہانگیر اگرچہ تھوڑی سی شراب کو عاقل دوست سمجھتا تھا مگر اس نے اپنی رعایا میں اس کی ہمت افزائی نہیں کی۔ حقہ بند کرنے کی اس کی کوشش بے نتیجہ رہی مگر اچھی نیت سے کی گئی تھی۔ (9)

### انسانی ہمدردی کے احکام

تین سال پہلے اس نے اور انسانی ہمدردی کا فرمان مٹھ کرنے اور فروخت کرنے کے وحشیانہ رواج کو موقوف کرنے کے لیے جاری کیا تھا۔ یہ رواج خاص کر بنگال کے ضلع سلہٹ (اب آسام) میں رائج تھا۔ اس کی خلاف ورزی کی سخت سزا مقرر کی گئی تھی۔ تھوڑے دن بعد جب افضل خاں گورنر بہار نے ایسے کئی طرزموں کو دربار روانہ کیا تو بادشاہ نے انہیں عمر قید کی سزا دی۔ لیکن اس قابل تعریف کوشش کو جاری نہیں رکھا۔ وہ خود برابر خواجہ سراؤں کو ملازم رکھتا رہا۔ اس کی خوش فہمی کی توقع کہ یہ رواج خود ہی ختم ہو جائے گا۔ پوری نہیں ہوئی یہ فیج رستم جو مجڑے ہوئے دربار سے بنوا میہ کے دربار میں آئی تھی شاہی حرم کے خاتمہ ہی پر موقوف ہو گئی جس نے اسے رائج کیا تھا۔ (10) جہانگیر کے دوسرے ایسے احکامات پر تبصرہ کی

(8) چھاپا جو تھا باب۔

(9) اکبر نامہ (یورینج) جلد ۳۷ ص 703۔ بدایونی (نو) جلد دوم صفحہ 337۔ جہانگیر (راجس و دیورنچ) جلد اول صفحات 35 و 134، 141، 142 جلد دوم صفحہ 87 ایک اور بھی عجیب فرمان قابل ذکر ہے۔ تبا کو جو ہندوستان میں اکبر کے عہد میں آئی اور جلد ہی تمام شہروں اور دیہاتوں میں آبادی کے ہر طبقہ میں پھیل گئی۔ اس سے جہانگیر کے نزدیک ہر طبیعت اور جسمانی ساخت کو نقصان پہنچتا تھا اور اس کے استعمال کو ممنوع کیا گیا مگر لوگوں نے اس کی بہت کم پروا کی۔ جہانگیر (راجس و دیورنچ) جلد اول صفحات 370، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086، 2087، 2088، 2089، 2090، 2091، 2092، 2093، 2094، 2095، 2096، 2097، 2098، 2099، 2100، 2101، 2102، 2103، 2104، 2105، 2106، 2107، 2108، 2109، 2110، 2111، 2112، 2113، 2114، 2115، 2116، 2117، 2118، 2119، 2120، 2121، 2122، 2123، 2124، 2125، 2126، 2127، 2128، 2129، 2130، 2131، 2132، 2133، 2134، 2135، 2136، 2137، 2138، 2139، 2140، 2141، 2142، 2143، 2144، 2145، 2146، 2147، 2148، 2149، 2150، 2151، 2152، 2153، 2154، 2155، 2156، 2157، 2158، 2159، 2160، 2161، 2162، 2163، 2164، 2165، 2166، 2167، 2168، 2169، 2170، 2171، 2172، 2173، 2174، 2175، 2176، 2177، 2178، 2179، 2180، 2181، 2182، 2183، 2184، 2185، 2186، 2187، 2188، 2189، 2190، 2191، 2192، 2193، 2194، 2195، 2196، 2197، 2198، 2199، 2200، 2201، 2202، 2203، 2204، 2205، 2206، 2207، 2208، 2209، 2210، 2211، 2212، 2213، 2214، 2215، 2216، 2217، 2218، 2219، 2220، 2221، 2222، 2223، 2224، 2225، 2226، 2227، 2228، 2229، 2230، 2231، 2232، 2233، 2234، 2235، 2236، 2237، 2238، 2239، 2240، 2241، 2242، 2243، 2244، 2245، 2246، 2247، 2248، 2249، 2250، 2251، 2252، 2253، 2254، 2255، 2256، 2257، 2258، 2259، 2260، 2261، 2262، 2263، 2264، 2265، 2266، 2267، 2268، 2269، 2270، 2271، 2272، 2273، 2274، 2275، 2276، 2277، 2278، 2279، 2280، 2281، 2282، 2283، 2284، 2285، 2286، 2287، 2288، 2289، 2290، 2291، 2292، 2293، 2294، 2295، 2296، 2297، 2298، 2299، 2300، 2301، 2302، 2303، 2304، 2305، 2306، 2307، 2308، 2309، 2310، 2311، 2312، 2313، 2314، 2315، 2316، 2317، 2318، 2319، 2320، 2321، 2322، 2323، 2324، 2325، 2326، 2327، 2328، 2329، 2330، 2331، 2332، 2333، 2334، 2335، 2336، 233

ضرورت نہیں جو انسانی ہمدردی اور روشن خیالی کے جذبات پر مبنی تھے اور ان کا جاری کرنے والا قابل ستائش ہے اور یہ بالکل بے نتیجہ نہیں رہے۔

### صلح محل پالیسی

سیاست عالیہ میں جہانگیر کی مصالحت پالیسی بنگال اور میواڑ میں حق بجانب ثابت ہوئی لیکن دکن میں ناکام رہی۔ مگر یہ ناکامی قابل افسوس نہیں ہے اس لیے کہ اس کی کامیابی سلطنت کے لیے تباہ کن ہوتی۔

### جہانگیر کی کمزوری

جہانگیر کی زندگی اور حکومت کی سب سے بڑی کمزوری یہ تھی کہ اسکے گرد و پیش جو افراد اس سے محبت کرتے تھے اور وہ خود ان سے محبت کرتا تھا اور ان کے اثر میں آجاتا تھا۔ اکبر کے عہد حکومت میں اس پر اس کے دوستوں کا اثر ہا جنہوں نے اسے بغاوت پر اکسایا اور پھر دس سال تک نور جہاں کا گروہ اس پر حاوی رہا۔ انہوں نے جہانگیر کی داخلی اور خارجی اصولوں سے تو کبھی انحراف نہیں کیا مگر ان کی اقتدار پسندی نے سلطنت میں اختلاف پیدا کر دیا۔ جہانگیر اس معاملہ میں اپنی ذمہ داری سے تو الگ نہیں ہو سکتا لیکن یہ ظاہر کر دیتا قرین انصاف ہو گا کہ سب سے زیادہ خرابیاں اس وقت پیدا ہوئیں جب اس کی صحت نے جواب دے دیا۔ اگر اپنی زندگی کے آخری دس برسوں میں اس کی صحت برقرار رہی ہوتی تو وہ اپنا اثر استعمال کرتا اور دہری خانہ جنگی درپیش نہ ہوتی۔

### نتیجہ

بحیثیت مجموعی جہانگیر کی حکومت سلطنت کے امن و امان اور بہبودی کے لیے مفید رہی۔ اس کے عہد حکومت میں حرفت و تجارت کی ترقی ہوئی، فن تعمیر نے عروج حاصل کیا، مصوری اعلیٰ درجہ تک پہنچی اور ادب کو اتنا فروغ ہوا جتنا کبھی نہیں ہوا تھا۔ ملکی داس نے رامائن تصنیف کی جو شمالی ہند میں لوگوں کے لیے ہومر، انجیل، شکسپیر اور ملٹن کی تخلیقات کا درجہ رکھتی ہے۔ ملک میں بکثرت فارسی اور دل دیسی زبانوں کے نامور شعرا نے مل کر اس عہد کو روشن سلطنت کے بہترین دور کا ہم پلہ بنادیا۔ جہانگیر کے عہد کا سیاسی پہلو کافی دلچسپ ہے مگر اس کا شاندار ترین پہلو ذہنی ارتقاء ہے۔

## ضمیمہ (الف)

### پہلے باب کے متعلق نوٹ

شیخ سلیم چشتی کے انتقال اور ان کی قبر پر مشہور قبر کی تعمیر کے بعد شہنشاہ اکبر نے کئی گاؤں کی آمدنی مزار کی داشت اور مذہبی رسوم انجام دینے اور ان کی اولاد کے گزارہ کے لیے واقف کیے۔ 1846ء تک ان گاؤں کے مالی معاملات کا انصرام ان لوگوں نے کیا جنکے پر وقف کا انتظام تھا۔ لیکن 1846ء میں اس وقت کی انگریزی حکومت نے وقف کے انتظام کے متعلق نئے احکام جاری کیے جو سکریٹری صوبہ شمال مغربی کی حکومت کے مکتوب بتاب سکریٹری صدر بورڈ آف ریونیو مورخہ 14 اگست 1846ء میں درج ہیں اور جس کی نقل کاغذات سرکاری میں موجود ہے۔

”یہ طے کیا گیا کہ وقف کا موجودہ انتظام نہ قائم رہے گا اس لیے کہ حکومت نے مالکان اراضی سے بندوبست کر لیا ہے اور ہدایت کی جاتی ہے کہ آئندہ سے کل آمدنی سرکاری خزانہ میں داخل کی جائے گی اور کلکٹر کی نگرانی میں اس خط کی مندرجہ ہدایات کے مطابق خرچ ہوگی اس خط میں یہ طے کیا گیا ہے کہ حضرت شیخ کا مزار ایک قومی تعمیری یادگار ہے جسے قائم رکھنا اور مرمت کراتے رہنا حکومت کا فرض ہے اور اس کے لیے ایک رقم مخصوص کر دی گئی ہے۔“

اس کے بعد یہ ہدایت دی گئی ہیں کہ کل آمدنی میں سے ایک رقم مذہبی رسوم کی انجام دہی میں خرچ ہوگی جیسا کہ بادشاہ نے طے کیا ہے۔

”آخر میں مقررہ رقم شیخ کی اولاد کے گزارہ میں خرچ ہوگی اور یہ طے کیا گیا ہے کہ یہ لوگ سرکاری پنشنر سمجھے جائیں گے اور انہیں حق ہوگا کہ اپنی پنشن کی رقم ہمیشہ سرکاری خزانہ سے وصول کرتے رہیں۔ طے ہوا ہے کہ ان کا اندراج اسی صورت میں ہوگا اور ان کے ساتھ یہی طریقہ برتا جائے گا جو اب تک جاری ہے۔“

(الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ مجریہ فروری 1922ء کا قطع جو شیخ سلیم چشتی کی اولاد میں سے ایک کی پنشن بارے میں فیصلہ ہوا تھا)

## ضمیمہ (ب)

### چوتھے باب کے متعلق نوٹ

شیخ مجدد ایک بزرگ تھے جن کا خاندان افغانستان سے نقل وطن کر کے سندھ میں آیا اور شہنشاہ جہانگیر کے سامنے زمین بوس ہونے سے انکار کیا۔ انہیں جیل خانہ میں ڈال دیا گیا مگر جلد ہی بادشاہ اپنی سخت گیری پر پشیمان ہوا اور حضرت شیخ کو رہا کر کے ان سے معذرت کی۔ ان کی صلیبی اولاد اب بھی ان کے دس بارہ لاکھ مریدوں میں شمار ہوتی ہے۔

(دیکھو شیخ مہد کے مقدمہ کی روئیداد بہ عدالت سیشن کراچی مورخہ 29 اکتوبر 1921ء)

## ضمیمہ ج

### اسناد

#### (1) معاصر فارسی تواریخ

##### ابوالفضل کا اکبر نامہ

شہرہ آفاق شیخ ابوالفضل علای کا اکبر نامہ جسے ایشیاک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ نے تین جلدوں میں شائع کیا ہے۔ ہنری پورنج اس کا ترجمہ کر رہا ہے۔ ترجمہ قسطوں میں 1897ء سے ایشیاک سوسائٹی آف بنگال بلیوں تھمیکاٹنگ کا کے سلسلہ شائع کر رہی ہے۔ پہلی اور دوسری جلدیں مکمل ہو گئی ہیں۔ تیسری جلد کی دس قسطیں شائع ہو چکی ہیں جو تین کے 637 دیں صفحہ تک اور حالات کے 1561ء تک پہنچ گئی ہیں۔ تینوں جلدوں کے منتخب حصوں کا ترجمہ الیٹ اینڈ ڈاوسن نے ہنری آف انڈیا "ایر بولڈ ہائی اس مسطورہ" کی جلد ششم صفحات (46۲-2) میں شائع ہو چکا ہے۔ مگر اس فون کے لفظت سامرس کا شخص ترجمہ مخطوطہ صورت میں رائل ایشیاک سوسائٹی لندن میں ہے۔ اس الیٹ اینڈ ڈاوسن، انفسٹن، کاؤنٹ دان نو ایر اور دیگر مورخین نے استفادہ کیا ہے۔ خود ابوالفضل کی تاریخ 1602ء تک پہنچتی ہے جو اس کے انتقال کی تاریخ ہے۔

شہزادہ سلیم اور اس کے بھائیوں کی پیدائش، تعلیم، بعض شادیوں، ان کے منصب اور ان کی ابتدائی زندگی کے متعلق بعض دیگر واقعات کے متعلق اکبر نامہ ہماری سند کا خاص ذریعہ ہے۔ اس کی تاریخیں خاص طور پر قابل قدر ہیں۔

##### تمکیم اکبر نامہ

عنایت اللہ کا تمکیم اکبر نامہ ابوالفضل کی معرکہ آراء تصنیف کا سلسلہ اکبر کے عہد حکومت کے آخر تک ہے۔ اسے ایشیاک سوسائٹی آف بنگال نے شائع کیا۔ کچھ حصہ کا انگریزی ترجمہ جو لفظت سامرس نے کیا ہے وہ بھی اصل کتاب کے ساتھ ہے۔ اس کی اہم عبارتوں کا ترجمہ الیٹ ڈاوسن نے جلد ششم صفحات 115۲-103 میں اور بعض دیگر حصوں کا ترجمہ دان نو ایر نے اپنی کتاب "اکبر" میں کیا ہے۔ سلیم کی بغاوت، ابوالفضل کے قتل، بنگال میں افغانوں کی شورش، شہزادہ دانیال کی موت، یہ سب سیکھ دیو کے تعاقب اور اکبر کی علالت اور انتقال کے حالات کے متعلق یہ کتاب ہماری معلومات کا خاص ذریعہ ہے لیکن اس میں بعض تفصیلات نظر انداز کر دی گئی ہیں۔

## نظام الدین کی طبقات اکبری

خواجہ نظام الدین احمد کی ”طبقات اکبر شاعی“ جو طبقات اکبری کے نام سے مشہور ہے 94-1592ء تک کی تاریخ ہے۔ 1875ء میں نامی پریس لکھنؤ نے شائع کیا۔ اکبر کے تقریباً پورے عہد کا حال الیت اینڈ ڈاؤن نے جلد ششم صفحات 247 تا 470 میں ترجمہ کیا ہے۔ اس میں شہزادہ سلیم کی ابتدائی زندگی کی کچھ ایسی تفصیلات ہیں جو ابوالفضل کے اکبر امہ میں نہیں ہیں لیکن اس تاریخوں کو قبول کرنے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ تاہم بحیثیت مجموعی یہ فارسی کی معتبر ترین تاریخوں میں ہے اور ہماری معلومات کا قابل قدر ذریعہ ہے اسے بلیو تحریک کاٹھریکا میں مدون کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔

## منتخب التواریخ

عبد القادر بدایونی کی ”منتخب التواریخ“ یا خلاصہ تاریخ کو ایشیاٹک آف سوسائٹی بنگال نے شائع کیا ہے۔ پہلے حصہ کا ترجمہ لکھنؤ کر نیل۔ بلیک نے اور دوسرے حصہ کا ڈبلیو ایچ سونے کیا ہے جس کی ای جی کاویلی نے نظر ثانی کی ہے اور تیسرے حصہ کا ترجمہ جو لکھنؤ کر نیل بلیک نے اور دوسرے حصہ کا ڈبلیو ایچ سوئے کیا ہے جس کی ای جی کاویلی نے نظر ثانی کی ہے اور تیسرے حصہ کا ترجمہ جو لکھنؤ کر نیل بلیک نے کیا ہے وہ ابھی نامکمل ہے کتاب کے بعض حصوں کا ترجمہ الیت اینڈ ڈاؤن نے جلد پنجم صفحات 483 تا 548 میں بھی کیا ہے۔ نیز بلیو کمین کے ترجمہ آئین اکبری صفحات 168 تا 205 میں ہے، اس کے سیاسی حالات کی تفصیل بیشتر نظام الدین کی کتاب پر مبنی ہے لیکن بعض مزید حالات بھی ہیں۔ اکبر کی 1591ء کی حالات کے حالات صرف بدایونی نے دیے ہیں۔ تیسرے حصہ میں بزرگوں اور اولیاءوں کے حالات زندگی ہیں جو اکبر اور جہانگیر دونوں تاریخ کے لیے قابل قدر ہیں۔

## تاریخ فرشتہ

محمد قاسم ہندو شاہ جو فرشتہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی تاریخ 1612ء میں لکھی گئی تھی اور یہ ہندوستان کی مشہور ترین فارسی تاریخوں میں ہے اس کا ترجمہ جان برکس نے ”ہسٹری آف دی ریز آف محمد ن پادشاہ ان ایشیا“ کے نام سے 1829ء میں کیا اور اسے دوبارہ نمبرے اینڈ کوکلکٹ نے 1908ء میں شائع کیا۔ اس کتاب میں اکبر کی حکومت کے آخر تک کی تاریخ ہے۔ شہزادہ سلیم کے ذاتی حالات کے متعلق اس میں محض دوسرے مورخوں کی دی ہوئی معلومات کی تصدیق کی گئی ہے، اکبر کے عہد کی دکن کی لڑائیوں کے حالات کے متعلق خاص طور پر مفید ہے۔

## اسد بیک کے وقائع

ابوالفضل کے مشہور ملازم اسد بیک کی ”وقائع“ یا حالات ابوالفضل کے قتل اور قاتل بیر سنگھ کے تعاقب کے حالات کے متعلق بہ مستند ماخذ ہے۔ نیز اس میں خسرو کے مقابلہ میں سلیم کو محروم کرنے کی سازش اور اکبر کی وفات اور جہانگیر کی جانشینی کے مفصل حالات ہیں۔ اس کے اہم ترین حصوں کا ترجمہ الیت اینڈ ڈاؤن نے جلد ششم صفحات 150 تا 174 میں کیا ہے۔

## انفع الاخبار

محمد امیر کی "انفع الاخبار" یا مفید ترین حالات میں اکبر کے عہد کے آخری دنوں میں شہزادہ سلیم کے ساتھ برتاؤ کی بہت قابل قدر تفصیل ہے۔ اس کے بعض حصوں کا ترجمہ الیٹ و ڈاؤسن نے جلد ہشتم صفحات 244 تا 250 میں کیا ہے۔

اکبر کے عہد کی دوسری تاریخیں جیسے نورالحق کی "زبدۃ التواریخ" مولانا احمد وغیرہ کی "تاریخ الغنی" اور شیخ الحداد فیضی سرہندی۔ ان میں کوئی مزید معلومات نہیں ہیں۔ آگے جن تاریخوں کا ذکر کیا جائے گا خصوصاً "تاریخ جہانگیری" اس سے سلیم کی شہزادگی زندگی پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اگرچہ وہ بیشتر اس حکومت سے متعلق ہے۔

## آئین اکبری

ابو الفضل کی "آئین اکبری" جس کی تدوین بلوکیں نے کی اور جسے ایٹیاک سوسائٹی آف بنگال نے بلیو تھریک انڈیا کسیریز میں شائع کیا۔ اس کا مکمل ترجمہ فرانسیسی لکھنؤ نے کیا جسے 1800ء میں لندن میں شائع کیا گیا۔ مستند ترجمہ ایچ بلوکیں کی جلد اول میں ہے جو 1873ء شائع ہوئی اور ایس ایچ جبارک کی جلد دوم و سوم جو ایٹیاک سوسائٹی بنگال نے 1873ء تا 1894ء میں کلکتہ میں شائع کیں۔ مغل نظم و نسق کے مطالعہ کے لیے آئین ہمیشہ بنیادی مواد کا کام دے گی۔ بلوکیں کی تشریحات خاص طور پر مفید ہیں۔ دوسری جلد جغرافیائی اور معاشی معلومات کا خزانہ ہے۔

## توزک جہانگیری

"توزک جہانگیری" یا خود جہانگیری کی یادداشتوں کے مختلف نام میں یعنی تاریخ سلیم شاهی، تاریخ جہانگیری، کارنامہ جہانگیری، واقعات جہانگیری، بیاض جہانگیری، اقبال نامہ اور مقالات جہانگیری۔ اس کا ایک اور نسخہ بھی ہے جس کا آگے ذکر کیا جائے گا اور جسے 1829ء میں میجر ڈیوڈ پرائس نے ترجمہ کیا۔ ان دونوں نسخوں کے مستند ہونے یا نہ ہونے پر مدتوں بحث چلتی رہی۔ جس میں سر ہنری الیٹ، پروفیسر ڈاؤسن، ڈی ساسی، ڈاکٹر ریو، مارے اور دوسرے نے حصہ لیا اور اب قطعی طور پر طے ہو گیا ہے کہ میجر پرائس کا نسخہ جعلی اور سر سید احمد خاں نے جو نسخہ شائع کیا ہے وہی جہانگیری کی اصلی یادداشت ہے۔ یہ کتاب ہندوستان میں عام ہے۔ سر سید احمد خاں نے اسے 1864ء میں غازی پور اور علی گڑھ سے شائع کیا۔ راجرس نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا جس کی نظر جانی تدوین میں حواشی کے ساتھ ہنری بیورتنج نے کی۔

پہلے بارہ سال کے حالات کی یادداشتیں ختم ہونے پر خوبصورت جلدوں میں کر کے اس نے اپنے افسروں کو پیش کیں اور سب سے پہلی جلد شاہجہاں کو پیش کی گئی۔ اپنی حکومت کے سترہویں سال جب بادشاہ بیمار میں مبتلا ہو گیا اور دن بدن کمزور ہونے لگا تو یادداشت لکھنے کا کام مستند خاں کو سپرد کر دیا گیا جس نے انیسویں سال کے حالات تک اسے پہنچایا۔ اس یادداشت کا سب سے پرانا نسخہ جو اگرچہ نامکمل ہے۔ خدا

بخش کی اور ٹیلی لائبریری باگی پور میں ہے جسے 1656ء میں اورنگ زیب کے بڑے لڑکے محمد سلطان نے گوکنڈہ کے قطب شاہی کتب خانہ سے حاصل کر لیا تھا۔

پہلے بارہ سال کی یادداشتوں کا ترجمہ 1909ء میں لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے شائع کیا اور بعد کی یادداشت کا 1914ء میں کچھ حصوں کا ترجمہ الٹ اینڈ ڈاؤن نے جلد ششم صفحات 276 تا 391 شائع کیا۔ کچھ حصہ کا ترجمہ اینڈرسن نے ایشیاٹک مسلتی میں 1786ء میں شائع کیا۔

جہانگیر کے عہد حکومت اور اس کی شخصیت کے مطالعہ کے لیے یہ روزنامہ معجز ترین سند ہے۔ شورشوں، بغاوتوں اور فتوحات کے مفصل حالات اس میں ملتے ہیں۔ تمام اہم تقررات، ترقیوں اور برطرفیوں کا اس میں ذکر ہے۔ امر اور حکام کے حالات جتنی جاگتی تصویر کی شکل میں بیان کیے گئے ہیں۔ دباؤں کا حال بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ سلطنت کے ہر حصہ کے غیر معمولی واقعات خبر رسالوں کے لیے لکھ کر بھیجے ہیں جو اس میں درج کیے گئے ہیں خود بادشاہ کی زندگی کے حالات نہایت وضاحت اور صاف گوئی کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، البتہ صرف بعض حالات جیسے خود اس کی اپنی والدہ سے بغاوت اور شہزادہ خسرو کی موت کے اسباب پر لپ پوت کی گئی۔

### تاریخ سلیم شاہی

”تاریخ سلیم شاہی“ جس کا ترجمہ بمبئی کی فوج کے میجر ڈیوڈ پرائس نے لیا تھا رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی اور ٹیلی ٹرانسمیشن کمپنی نے ”شہنشاہ جہانگیر کا خود نوشت روزنامہ ایک فارسی مخطوطہ سے ترجمہ کیا ہوا“ کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ جس کی نقل 1906ء میں بنگالہ پریس کلکتہ نے شائع کی۔ اس کے مصنف کا نام نہیں معلوم اکثر حالات میں یہ اصل روزنامہ سے زیادہ مفصل ہے مگر بحیثیت مجموعی یہ جعلی ہے۔ بد قسمتی سے المفصلین اور دیگر مورخین نے اسی سے استفادہ کیا اور جہانگیر کی سیرت کے متعلق جو بہت سے باتیں اس وقت رائج ہیں ان میں اس کتاب سے زیادہ کسی اور کا حصہ نہیں ہے۔ اس کے مخطوطہ نسخے خدا بخش کی اور ٹیلی لائبریری باگی پور میں اور دوسری جگہوں پر موجود ہیں۔

### معتمد خاں کا اقبال نامہ

معتمد خاں کا ”اقبال نامہ“ تین حصوں میں ہے۔ پہلے حصہ میں خاندان تیموریہ کی تاریخ ہاویں کے انتقال کے وقت تک ہے، دوسرا حصہ اکبر کے عہد حکومت سے متعلق ہے اور تیسرا حصہ جہانگیر کے پورے عہد حکومت اور شاہجہاں کی تخت نشینی تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ پہلے دو حصے نایاب ہیں مگر تیسرا حصہ ”اقبال نامہ جہانگیری“ کے نام سے عوام ملتا ہے۔ اکثر اسے ”توزک جہانگیری“ سے خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ اس کی تدوین میجر ڈبلیو این لیر کی نگرانی میں مولوی عبدالحی اور مولوی احمد علی نے کی اور اسے 1865ء میں ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کلکتہ نے پہلی تحریک انڈیا کاسریز میں شائع کیا۔ خسرو کے ساتھیوں کی سزا، نور جہاں کے عروج 1618ء کی طاعون کی وبا اور آخری چار برسوں کے واقعات کے متعلق حصوں کا ترجمہ الٹ اینڈ ڈاؤن کی تاریخ کے صفحات 393 تا 438 میں ہے۔ اس ساری کتاب کے ترجمہ کی ضرورت ہے۔ تین مخطوطے جو مجھے ملے ان کا میں نے خوب غور سے مقابلہ کیا۔



محمد شریف معتد خاں جو جہانگیر کے عہد میں بخشی کے عہدہ پر فائز تھا۔ وہ شاہجہاں کی بعادت سے وابستہ رہا اور جب مہابت خاں نے بادشاہ کو گرفتار کیا تو وہ شاہی کیمپ میں موجود تھا۔ بادشاہ کی رہائی کے بعد جو کوشش ہوئی اس میں وہ شریک تھا۔ اکثر واقعات پر اس کی تحریر یعنی شاہد کی سند رکھتی ہے۔ اس نے اپنی کتاب جہانگیر کے عہد کے بعد ختم کی چنانچہ بعد کے برسوں میں اس نے جو کچھ لکھا وہ شاہجہاں کے طرفدار کی طرح سے لکھا اور نور جہاں سے وہ سخت عداوت ظاہر کرتا ہے۔ بہر نوع جو زمانہ ”توزک جہانگیری“ کے اندر نہیں آتا اس کے لیے وہ ہماری بنیادی سند ہے۔ جہانگیر کے عہد کے اٹھارہ سال تک جو کچھ اس نے لکھا ہے وہ بیشتر ”توزک جہانگیری“ ہی کے مطابق ہے۔ معتد خاں کے حالات زندگی کے لیے دیکھو تاثر الامرا جلد سوم صفحہ 430۔

### کامگار خاں کی تاثر جہانگیری

خواجہ کامگار غیرت خاں کی ”تاثر جہانگیری“ شاہجہاں کے ایمان سے اس کی عہد حکومت تک کے تیسرے سال لکھی گئی۔ یہ کتاب ابھی تک چھپی نہیں ہے۔ میں نے خدا بخش کی اور نیٹل لائبریری بائگی پور کا مخطوط استعمال کیا ہے۔ اس کے دو طبع ابو الفضل کے نقل سے متعلق اور مہابت خاں کی پورش کے بعد شاہجہاں کے رویہ کے متعلق ترجمہ کر کے ایلیٹ اینڈ ڈاؤن نے صفحات 442 تا 445 میں شائع کیے ہیں۔ یہ گھنڈوں کی ”رین آف جہانگیر“ مطبوعہ کلکتہ 1788ء کی بنیاد ہیں۔ ”تاثر کا چھٹا حصہ جہانگیر کی تخت نشینی سے پہلے کے حالات زندگی پر مشتمل ہے اور یہی کتاب کا اہم ترین حصہ ہے اس لیے کہ اس میں جو معلومات ہیں وہ ”توزک“ یا ”اقبال نامہ“ میں نہیں ہیں جیسی کہ توقع کی جاسکتی تھی۔ اس کی تحریر میں شاہجہاں کی طرف داری کی جھلک ہے جس کے عہد میں وہ چھوٹی گورنری اور تین ہزار کے منصب تک پہنچا تھا۔

### انتخاب جہانگیر شاہی

”انتخاب جہانگیری“ ایک غیر مصنف کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والا جہانگیر کا ملازم تھا۔ اس کے کچھ حصوں کا ترجمہ ایٹ وڈاؤن نے اپنی کتاب کی جلد ششم صفحات 447 تا 452 میں کیا ہے۔ اس میں جہانگیر کی فیاضیوں اور اس کے طرز زندگی، خسرو کی سزا کے متعلق نئی معلومات ہیں اور نور جہاں کے اقتدار کے خلاف مہابت خاں کے احتجاج کا ذکر ہے۔

### پند نامہ جہانگیری

”پند نامہ جہانگیری“ میں خانگی اور پبلک زندگی کے متعلق جہانگیر کے اصول و ضوابط ہیں۔ اس سے جہانگیر کی سیرت پر روشنی پڑتی ہے میں نے رامپور کے مخطوط سے استفادہ کیا۔ یہ خدا بخش کے مخطوط ”تاریخ سلیم شاہی“ میں بھی شامل ہے۔

### نعت اللہ کی مخزن افغانی

”مخزن افغانی“ یا ”تاریخ خان جہان لودی“ مشہور فوجی کماندار خان جہاں کی ایما پر سانہ کے ہیبت

خان نے تقریباً 1612ء میں تصنیف کی۔ اس کا ترجمہ برن ہارڈورن نے ”ہسٹری آف افغانس“ کے نام سے کیا جسے اورینٹل ٹرانسلیشن فنڈ کی طرف سے شائع کیا گیا۔ اس کے کچھ حصے لودی سلاطین دہلی اور شیر کے بارے میں الیٹ اینڈ ڈاؤسن نے ترجمہ کر کے اپنی کتاب کی جلد پنجم کے صفحات ۱۵۲-۱۱۵ میں شائع کیے۔ حصہ اول کے آخر میں مصنف نے اکبر اور جہانگیر کے عہد میں بنگال میں افغانوں کی شورش کا حال لکھا ہے اور کتاب کا یہی حصہ جہانگیر کی تاریخ کے سلسلہ میں کارآمد ہے۔

### محمد جلال طباطبائی کی فتح کا نگڑہ

”شش فتح کا نگڑہ“ یا نگڑہ کی چھ فتوحات شاہجہاں کے ایک فنی محمد جلال طباطبائی کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب ابھی تک چھپی نہیں۔ میں نے الہ آباد یونیورسٹی کے مخطوط سے مدد لی جو نواب صاحب رامپور کے کتب خانہ کے مخطوط کی نقل ہے۔ ساری کتاب کا خلاصہ الیٹ اینڈ ڈاؤسن نے اپنی کتاب کی جلد ششم صفحات ۳۱۸-۳۱۳ میں دیا ہے۔ مصنف نے کا نگڑہ کی فتح کا واقعہ چھ طریقوں سے بیان کیا ہے اور اپنے اس کارنامہ کو شاہجہاں کے سامنے پیش کیا۔ اس میں بعض ایسی تفصیلات ہیں جو اور کہیں نہیں ہیں۔

### تاثر رحیمی

عبدالباقی نہاوندی کی ”تاثر رحیمی“ عظیم عبدالرحیم خان خاناں کے خاندان، حالات زندگی اور کارناموں کا بیان ہے۔ خان خاناں کی گجرات، سندھ اور دکن کی مہمات کے سلسلہ میں یہ بہت قابل قدر ہے۔ مصنف نے اس میں اپنی طرح کے کئی شاعروں کے حالات زندگی اور ان کی تحقیقات کے بکثرت نمونے جو خان خاناں کی سرپرستی میں فروغ پائے تھے۔ اس کا پہلا حصہ ایشیا تک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

حسب ذیل دو کتابیں خاص کر شاہجہاں کی تاریخ سے متعلق ہیں مگر مذکورہ بالا کتابوں کی اس طرح تکمیل کرتی ہیں کہ ان میں شاہجہاں کے کارناموں کا اور جہانگیر کے عہد حکومت کے چند برسوں کے حالات کا تذکرہ ہے۔

### یاد شاہ نامہ عبدالحمید لاہوری

عبدالحمید لاہوری کا ”یاد شاہ نامہ“ خاص کر شاہجہاں کی تاریخ سے متعلق ہے۔ اسے کلکتہ کی بنگال ایشیا تک سوسائٹی نے دو جلدوں میں بلیو حصار کا انڈیکا سیریز میں شائع کیا ہے۔ اس کا کچھ حصہ الیٹ اینڈ ڈاؤسن نے اپنی کتاب کی جلد ہفتم صفحات 72۱-72۲ میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔

### محمد صالح کمبوہ کی عمل صالح

محمد صالح کمبوہ کی ”عمل صالح“ بنگال کی ایشیا تک سوسائٹی بلیو حصار کا انڈیکا سیریز میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب شاہجہاں کی تاریخ پیدائش سے وفات تک پر مشتمل ہے۔ اس کے عہد کے آخری چند برسوں کے حالات کا ترجمہ الیٹ اینڈ ڈاؤسن نے اپنی کتاب جلد ہفتم صفحات 124-132 میں کیا ہے۔ جہانگیر کے عہد

حکومت کے حالات میں مصنف نے خصوصاً مندرجہ بالا کتب سے استفادہ کیا ہے لیکن شروع سے آخر تک اپنے آقا کے نقطہ نظر سے۔  
شاہجہاں کے اپنے عہد حکومت کے آخری دنوں کا ذکر ہے مگر کوئی نئی بات نہیں ہے۔

## (2) بعد کی فارسی تاریخیں

### سبحان رائے کی خلاصۃ التواریخ

پٹیالہ کے سبحان رائے کھتری کی خلاصۃ التواریخ ہندوستان کی عام تاریخ اور سنگ زیب کی تخت نشینی تک جو 96-1695ء میں لکھی گئی۔ حال ہی میں اسے محمد ظفر حسن بی اے مدون کر کے دہلی سے شائع کیا ہے۔ اپنے مطبوعہ نسخہ کی اشاعت سے قبل جو مخطوطات حاصل کیے تھے۔ ان سے جہانگیر کے متعلق حالات کا اس سے بغور مقابلہ کیا۔ میں نے اس کے جو حوالے دیے ہیں وہ مطبوعہ نسخہ سے ہیں۔ اس کی بدولت عبارت کا ترجمہ الیٹ اینڈ ڈاؤسن نے اپنی کتاب کی جلد ہشتم کے صفحات 10 تا 12 میں دیا ہے۔ مصنف نے اکثر تقریباً لفظ بہ لفظ جہانگیر اور معتمد خاں کی نقل کی ہے۔ مگر کہیں کہیں نئی معلومات بھی دی ہیں۔ شاہجہاں کی بغاوت کا اس نے جو حال لکھا ہے وہ واضح اور بے لاگ ہے۔ مغل سلطنت کی جغرافیائی تشریح جو کئی پہلو سے کتاب کا اہم ترین حصہ ہے اس کا ترجمہ جادو ناتھ سرکار نے اپنی کتاب ”انڈیا آف اورنگ زیب“ میں دیا ہے۔

### محمد بقا کی مرآت عالم

”مرآت عالم“ جسے محمد بقا نے اورنگ زیب کے عہد کے درمیانی زمانہ میں تصنیف کی اور جسے عموماً اس کے سرپرست بخاور خاں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ وہ عموماً دنیا کی تاریخ ہے جس میں خصوصاً ہندوستان کا بھی ذکر ہے۔ جس مخطوطہ سے میں نے استفادہ کیا اور میں تقریباً پچیس صفحے جہانگیر کے عہد حکومت کے متعلق ہیں۔ اس کے کچھ حصے جو اورنگ زیب کی فیاضی اور اس کی عادات و اطوار کے بارے میں ہیں ان کا ترجمہ الیٹ اینڈ ڈاؤسن نے اپنی کتاب کی جلد ہشتم کے صفحات 156 تا 165 میں دیا ہے۔ اس سے ہماری معلومات میں زیادہ اضافہ نہیں ہوتا۔

### خانی خاں کی منتخب الملباب

محمد ہاشم خانی خاں کی ”منتخب الملباب“ اٹھارویں صدی کی چوتھی دہائی میں لکھی گئی۔ اس کے مخطوطے عام طور پر دستیاب ہیں۔ ساری کتاب کو مولوی کبیر الدین احمد نے مدون کیا اور بنگال کی ایشیائک سوسائٹی نے 1869ء میں بلیو تھمپک انڈیکا سریز میں شائع کیا۔ خاندان تیموریہ کا مختصر حال لکھنے کے بعد مصنف نے بعد کے بادشاہوں کا تقریباً پورے پورے حال دیا ہے۔ جہانگیر کے عہد حکومت کا حال جو مطبوعہ نسخے کے صفحات 244 تا 394 میں ہے خاص کر جہانگیر، معتمد خاں کے بیانات پر مبنی ہے مگر جزوً دوسرے ماخذ سے بھی

استفادہ کیا گیا ہے جن میں سے بعض اب مفقود ہیں۔ خانی خاں کو جتنی بھی معلومات بہم پہنچ سکیں ان سے بڑی احتیاط سے کام لیا ہے وہ فارسی انشاء اور صاف شستہ بے لاک انداز بیان کا ماہر معلوم ہوتا ہے۔ اور تک زبیب اور اس کے جانشینوں کے حالات کے متعلق جو حصہ ہے وہ تقریباً پورے کا پورا الیٹ اینڈ ڈاؤن نے اپنی کتاب کی جلد ہفتم صفحات 261 تا 533 میں ترجمہ کیا ہے۔ الفسطن اور گرانٹ آف نے ایک ایسے مخطوطہ ترجمہ کیا ہے جو مدراس فوج کے میجر گارڈن نے کیا ہے اور جو تقریباً جہانگیر کے عہد حکومت کے آخری زمانہ تک ہے۔ یہ سودہ شاید کم ہو گیا ہے۔ اس لیے اسے دوبارہ ترجمہ کرنے کی ضرورت ہے۔

### محمد ہادی کی تسمہ جہانگیری

اٹھارویں صدی کے نصف اول میں محمد ہادی نے جہانگیر کے اٹھارہ سال کے روزنامے کی نقل کرنے کے بعد اس کا سلسلہ ”تسمہ واقعات جہانگیری“ کے نام سے لکھا جس میں جہانگیر کے انتقال کے وقت تک کے حالات درج کیے ہیں۔ یہ تقریباً بالکل معتمد خاں پر مبنی ہے۔ عموماً یہ ”توزک جہانگیری“ کے ساتھ شامل ہوتا ہے۔ اس کی بعض عبارتوں کا ترجمہ الیٹ اینڈ ڈاؤن کی کتاب جلد ششم کے صفحات 393 تا 399 میں ہے۔

### تاریخ عالم آراے عباسی

”تاریخ عالم آراے عباسی“ ایران کی ایک قابل قدر تاریخ ہے۔ یہ ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہے لیکن مخطوطہ کی صورت میں یہ ہندوستان میں عام ہے۔ اس میں ہندوستان و ایران کے تعلقات کا ذکر ایرانی نقطہ نظر کے مطابق ہے۔

### ماثر الامرا

”ماثر الامرا“ بابر کے وقت سے لے کر آٹھارویں صدی کے آٹھویں دہائی تک کے مغل امرا کا بتریب حروف جمی نہایت قابل قدر سوانحی بیان ہے۔ جسے مصمماں الدولہ، شاہ نواز خاں اور اس کے لڑکے عبدالحق نے تصنیف کیا اور بنگال کی ایسیانک سوسائٹی نے تین حصوں میں شائع کیا، ہر حصہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ ہنری یورتنے اس کا انگریزی میں ترجمہ انگریزی حروف جمی کی ترتیب سے شروع کیا۔ اب تک اس کے چھ جزو شائع ہو چکے ہیں۔

جہانگیر کے امرا کے حالات زندگی خاص کر اور کہیں کہیں لفظ بہ لفظ ابو الفضل، جہانگیر معتمد خاں، کامگار، خانی خاں اور عبد الحمید سے لیے گئے ہیں لیکن بعض زاید حالات ایسی کتابوں سے ماخوذ ہیں جو اب نایاب ہیں۔ مصنف نے بہت سے ایسے واقعات اور حالات لکھے ہیں جن سے اس وقت کے رسم و رواج پر روشنی پڑتی ہے۔ بلو کہین نے اکبر کے عہد کے امرا کے حالات پیشتر ”ماثر“ ہی سے لیے ہیں۔

### نیل کی مفتاح التواریخ

طاس ولیم نیل کی ”مفتاح التواریخ“ جو 1819ء میں لیتوگراف سے آکرہ میں شائع ہوئی اس میں

ایشیائی مسلم تاریخ کے تمام اہم واقعات تاریخ وار درج کیے گئے ہیں اور بادشاہوں، مدبروں، شاعروں وغیرہ کے مختصر حالات ہیں۔ اس کی خاص اہمیت تاریخوں کے تعین میں ہے۔ جہانگیر کے عہد کے حالات اور اہم اشخاص کا ذکر صفات 308 تا 343 میں ہے۔

بہت سی بعد کی فارسی تاریخوں میں جہانگیر کے عہد حکومت کا حال ہے جو بیشتر قابل اہتمام ہے۔

### (3) معاصر ہندی تواریخ

#### کیثو داس کی پیر سنگھ دیو چتر

کیثو داس جس کا شمار ہندی ادب کے نورتنوں میں کیا جاتا ہے۔ جہانگیر کے عہد میں نمایاں ہوا اور اپنے سر پرست پیر سنگھ بندیہ ابو الفضل کے قاتل کے حالات زندگی تقریباً 1664ء بمکرمی یا 1660ء میں لکھے۔ اس کی زبان میں سنسکرت کی بہتات ہے اور اگر وہ محض ا کے گرد و نواح میں بولی جانے والی زبان اور جتنا کے کے جنوب کی بندیل کھنڈی بولی کے بیچ بیچ کی ہے۔ مصنف کی ”رام چندریکا“ میں جو زور ہے یا ”رسک پریا“ جو شیرینی اور وقار ہے۔ وہ اس کتاب میں نہیں ہے۔ لیکن تاریخی نقطہ نظر سے یہ اہم تصنیف ہے جیسی کہ توقع کی جاسکتی تھی۔ اس میں پرجوش تعریف کی بھرمار ہے مگر اس بندیہ رئیس کے حالات زندگی اور کارناموں کے متعلق مفید معلومات ہیں یہ کتاب عموماً بندیل کھنڈ کے باہر غیر معروف ہے۔ اس میں 194 صفحے ہیں۔

#### کیثو داس کی جہانگیر چندریکا

کیثو داس نے ایک اور بھی تعریف سے بھری ہوئی کتاب لکھی ہے جو اس کے سر پرست کے سر پرست شہنشاہ جہانگیر کے حالات زندگی پر مشتمل کہی جاتی ہے۔ ”جہانگیر چندریکا“ زبان اور اسلوب کے لحاظ سے ”پیر سنگھ دیو چتر“ سے ملتی جلتی ہے مگر اس میں فارسی تاریخوں میں مذکور معلومات کے علاوہ کوئی مزید معلومات نہیں ہیں لیکن یہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ ایک ممتاز ہندو شاعر کا اپنے بادشاہ کے بارے میں کیا خیال تھا۔

#### امیر راجہ ہنساولی

جے پور اور دوسری راجپوت ریاستوں کے اکثر خاندانوں کے پاس حکمران خاندانوں کے شجرے اور تاریخیں اور مخطوطہ شکل میں موجود ہیں۔ بظاہر یہ خشک اور ناکافی ہیں لیکن اکثر ان میں خلاف توقع روایات کے گرانقدر خزانے مل جاتے ہیں۔ امیر کے متعلق میں نے ”امیر راجہ ہنساولی“ کے مخطوطہ کے مطالعہ سے بہت فائدہ حاصل کیا جو پربہت ہری نرائین بی اے کے پاس ہیں۔

امیر (موجودہ جے پور) کی بکثرت کتابیں جو اکبر اور جہانگیر کے عہد میں تصنیف ہوئیں اب تک مخطوطہ کی شکل میں پرانے پڑھتوں، شاعروں اور امرا کے یہاں محفوظ ہیں اور سب کے شروع میں راجہ

مان سنگھ کے کارنامے اس طرح درج ہیں جیسے یہ کسی خود مختار حکمران کے ہوں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مان سنگھ کے سپاہیانہ کارناموں سے امیر کے افتخار کو کتنی بلندی حاصل ہوئی تھی۔  
نوٹ:- کہا جاتا ہے کہ مہاراجہ جے پور کے کتب خانہ میں راجہ مان سنگھ کا ایک نہایت ہی قیمتی روزنامہ موجود ہے لیکن علم کے متلاشی کو اس کے دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

### جینی مخطوطات

- اس زمانہ کی لکھی ہوئی متعدد دیسی زبانوں کی کتابیں بہار میں جین سدھانت بھون آرہ اور راجپوتانہ کی ریاستوں میں مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں۔ مصنفین کا بیان ہے کہ جینی تعلیمات نے اکبر کے ذہن پر بہت برا اثر ڈالا تھا۔ ان کے مقدموں میں اکثر مصنفین نے جہانگیر کی انصاف پسندی اور اس کے عہد میں امن و فراغ بآلی کی تعریف کی ہے۔ انہیں کتابوں سے ہمیں گہرات سے جینی پردہتوں کے اخراج کے حکم کی منسوخی کا علم ہوا۔

### نمین سنگھ کی کھیات

راجپوتانہ کے وافر شعری ادب میں سب سے زیادہ مشہور نمین سنگھ کی کھیات ہے جو حسب معمول شاعرانہ اسلوب کی ہے۔ اس میں میواڑ کے بہادروں کے کارنامے بیان کیے گئے ہیں جنہوں نے مغلوں سے جنگ کی تھی۔ میں نے ایک نسخہ سے استفادہ کیا جو جودھ پور کے فشی دہی داس کے پاس ہے۔

### آدی گرنتھ

آدی گرنتھ سکھوں کی مذہبی کتاب جو خاص کر گورکھی میں ہے اور جسے گروارجن نے مرتب کیا ہے۔ اس میں وافر سوانحی مواد ہے جو اکثر تاریخی اعتبار سے بہت زیادہ قابل قدر ہے۔ اس میں ۱۶۰۶ء میں گروارجن کی نام نہاد شہادت کا حال درج ہے۔ اس کا ہندی ترجمہ نولکشور پریس لکھنؤ نے شائع کیا ہے۔

## (4) بعد کی ہندی توارخ

### لال کی چھتر پرکاش

ایک خوش گوہندی شاعر گورے لال پردہت جو عموماً لال کے نام سے مشہور ہے اس نے اپنے سر پرست اپنا وسط ہند کے چھتر سال کی ایما سے تقریباً 1764ء بکری یا 1707ء میں اپنی کتاب ”چھتر پرکاش“ تصنیف کی۔ یہ کتاب کچھ بے ربط طور پر 1707ء پر ختم ہو جاتی ہے۔ اسے کاشی ناگری پر چارنی سہا بنارس نے شائع کیا ہے۔ اس میں بظاہر ریاستی دستاویزات کی بنیاد پر اس خاندان کے شجرہ نسب اور روایتی کارناموں کا ذکر ہے اور اس طرح اس کی حیثیت بنیادی مواد جیسی ہے۔ شاہجہاں اور اورنگ زیب کے عہد

تک پہنچ کر اس کے بیان میں کافی پھیلاؤ ہو جاتا ہے۔ بوسن نے ”اپنی ہنری آف ریلز“ بشر لال ہی سے استفادہ کیا ہے۔

### ہندیوں کی ہندو

جس پر وسط ہند کے مہاراجہ کے کتب خانہ میں ایک ہندی مخطوطہ ہے جو کئی سال پہلے ایک اور مخطوطہ سے نقل کیا گیا ہے جس کا نام ”ہندیوں کی ہندو“ یا ہندیوں کا شجرہ نسب ہے اور جو در حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں جو کچھ ہے اسے ابتدائی قسم کا فلسفہ یا سنی کہا جائے لیکن دوسرے حصہ میں مختلف ہندی قبیلوں کے حالات نسبی اور شادی کے تعلقات کا بیان ہے۔ اس میں تاریخیں بہت کم دی ہیں مگر تاریخی اعتبار سے وافر قابل بیانات ہیں۔

### (5) معاصر جزویت تاریخی

#### مانسیرات

فادر ہتھوئی مانسیرات کی ”منکو لکی لکیشنز کمینسٹر بس“ مانسیرات گوا کے جزویت مشن متعینہ مغل دربار میں ایک رکن تھا جو 1580ء سے 1582ء تک اکبر کے دربار میں رہا۔ یہ مخطوطہ کسی طرح پھیل صدی کے شروع میں کلکتہ پہنچ گیا اور وہاں فورٹ ولیم کالج، مکاف ہال ہوتے ہوئے امپیرل لائبریری پہنچا اور 1906ء میں اسے سینٹ پال کی کیتھڈرل لائبریری میں ریورینڈ ڈبلیو کے فرنگر کو ملا۔ اس کے منن کو فادر ہتھوئی نے مرتب کیا اور ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نے 1914ء میں بطور یادداشت کے جملہ سوم نمبر 9 صفحات 508 تا 704 میں شائع کیا۔ اس کا انگریزی ترجمہ جسے ایس ہوائے لینڈ کا کیا ہوا ایس این ہنری کی تشریحات کے ساتھ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے شائع کیا۔ یہ کتاب خاص کر اکبر کی تاریخ کے سلسلہ میں بہت کار آمد ہے۔ اس میں شہزادہ سلیم اور اس کے بھائیوں کے بچپن کے حالات اور اکبر نظام سلطنت کے متعلق جو جہانگیر کے عہد تک جاری رہا کچھ معلومات ہیں۔

#### ڈو چارک

فادر ہیرے ڈو چارک آف ٹولوس کی ”ہسٹوری ڈے چورے پلس سیور ہلس، این آئی اسٹامینٹ این بروریز ڈی لافولے کرشین ایٹ کیتھولک ایٹ پرنسپلٹ ڈی سی کیولے رٹیکس ڈی لامین ڈی چیزس وائی لوٹ فایکٹ ایٹ انڈور پور لاسنی سے فن ایٹ سزا“ جو پہلے 1661ء میں فرانسیسی زبان میں بمقام اس شائع ہوئی۔ تیسرا حصہ جو 1614ء میں شائع ہوا۔ اکبر کی حکومت کے آخری پانچ سال اور جہانگیر کی کے پہلے سال کے حالات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کا ایک لاطینی زبان کا نسخہ ”تھیاریس ایرم ایند کرم“ وغیرہ کے نام سے اصل کتاب کی اشاعت کے دو سال کے اندر شائع ہوا۔ تھیاریس کی تیسری جلد باب 16۔ سے باب 23 تک

صفحات 137 تا 201 میں جہانگیر کی تاریخ ہے۔ میں نے الہ آباد یونیورسٹی کے نسخے سے استفادہ کیا جو حال میں بوڈلین لائبریری سے فوٹو کر کے اس غرض سے منگایا گیا ہے۔ ڈو جہارک بعض تفصیلات میں فارسی تاریخوں کا حتمہ ہے۔ مگر اس میں کوئی نئی معلومات نہیں ہیں اور کبھی کبھی وہ تفصیلات میں غلطی کر جاتا ہے۔

### میکھاگن

ایڈمی میکھاگن کے مضمون بعنوان ”جزدین مشن ٹو اکبر“ میں جوایشیا ملک سوسائٹی بنگال کے حصہ اول جلد 65-1886 صفحات 38 تا 113 میں شائع ہوا۔ خاص خاص جزدین مشنریوں کے بیانات کا نہایت عمدہ مختص ہے۔ 1605ء تک ہاستائے مائسرات۔ شہزادہ سلیم کے مذہبی عقائد اور اس کے عیسائیوں سے برتاؤ کے متعلق اس کا مطالعہ لازمی ہے۔  
ہو سنن پنجاب ہسٹاریکل سوسائٹی کے جرنل قادر ہو سنن نے شہزادہ خسرو کی بنوت کے متعلق جزوت مشنریوں کے نقطہ نظر کا ترجمہ کیا ہے۔

### (6) معاصر یورپین سیاح ملازم سکپنی

یورپین سیاحوں کی خاص اہمیت شہروں، دربار کے مناظر، دربار کی تقریبات، جلوسوں اور جن اشخاص سے ان کا واسطہ پڑا ان کے خاکوں کے بیان میں ہے جہاں کہیں وہ اپنے دائرہ سے باہر ہوئے ہیں وہاں وہ بری طرح بھٹک گئے ہیں۔ ملک اور اس کی سیاسیات سے ان کی اجنبیت فارسی سے ناواقفیت ان کے تصدیق اور ضعف الاعتقادی کی وجہ سے وہ جو کچھ دیکھتے تھے اس کی صحیح توجیہ نہیں کر سکتے تھے لیکن انہوں نے اپنے وقت کے حالات کے متعلق بہت سی افواہوں کو درج کر کے محفوظ کر دیا ہے۔  
مختی یورینڈ سہویل پرچاز (1625ء) نے پرچاز اور اس کی یاتراؤں میں جو ملاحظہ کر دیا ہے۔ اس میں شروع سترہویں صدی کے یورپین سیاحوں کے بیانات پر سے یا جزوی طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ نیز پہلے کی پرچاز اور اس کی یاتراؤں یا دنیا سے تعلقات وغیرہ میں (1613ء) میں نے اس کے بہترین ایڈیشن سے استفادہ کر کے حوالے دیے ہیں، جسے مہیکلوٹس پاستورس آر پرچاز ہر پلگر مس یا 1905ء کی میکھوز نے پرچاز ہر پلگر مس میں شائع کیا۔

### ہاکنس

کپتان ولیم ہاکنس کے متعلق میں نے دو ماخذ سے استفادہ کر کے حوالے دیے ہیں۔ ایک تو پرچاز ہر پلگر مس (مرتبہ میکھوز) جلد دوم صفحات 1 تا 50 اور دوسرے ہاکنس واسنر عموماً آخر الذکر سے اور کبھی دونوں سے۔

ولیم ہاکنس ملہری سے 12 مارچ 1607ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے تیسرے سفر کے تین جہازوں میں سے ایک جہاز میکھوز کے کمانڈر کی حیثیت سے اور 11 نومبر 1607ء کو سورت میں اتر اور فوراً اگرہ روانہ ہو گیا۔ 18 جنوری 1612ء کو پھری ٹلٹن کے پہرے کے ایک جہاز پر ہندوستان سے روانہ ہو گیا۔ اس کے



جشن نوروز بادشاہ کے ملنے، شاہی دربار اور جہانگیر کی روزمرہ کی زندگی کے حالات کے چشم دید اور بحیثیت مجموعی نہایت ہی معتبر ذریعہ معلومات ہیں نظام سلطنت اور عوام کے حالات کے متعلق اس کے مشاہدات کو قبول کرنے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ بظاہر وہ سنسنی پیدا کرنے کا شائق تھا اور واقعات جو اس نے بیان کیے ہیں وہ بالکل ویسے ہی نہیں ہیں جیسے اس نے دیکھے بلکہ ان کی مضحکہ خیز نقالی ہے۔

### سرہنری مڈلٹن

سرہنری مڈلٹن کی ”کانٹ آف دی سلسٹھ دی ویج سیٹ فور تھ بائی ایسٹ انڈیا کمپنی ان تھری شیش“ پر چار جلد سوم صفحات 115 تا 194 ہندوستان کے معاملات پر تیسرے جو زیادہ نہیں ہیں۔ صفحات 170 تا 185 میں ہیں ان تبصروں کی خاص اہمیت یہ ہے کہ ان سے ہندوستان سے انگلستان کی تجارت اور انگریزوں اور یورپورنگالیوں کے تعلقات پر روشنی پڑتی۔ 24 نومبر 1640ء کو مڈلٹن کی مقرب خاں گورنر گجرات سے ملاقات کا بیان دلچسپ ہے۔ (صفحہ 178)

### ماسٹر جوزف سال بینک

ماسٹر جوزف سال بینک کی سیاحت ہندوستان، ایران اور ترکی کے کچھ حصے اور خلیج فارس اور عرب 1609ء تا 1610ء جو سر طامس اسمتھ کو لکھ کر بھیجا گیا۔ پر چار جلد دوم صفحات 82 تا 89 میں ہے۔ سال بینک جو ایسٹ انڈیا کمپنی کا ایک حصہ دار تھا۔ تین مرتبہ ہندوستان آیا۔ اس کے جنرل کا ایک حصہ جو پرچاز میں نقل ہوا ہے، اس میں اس کے سورت سے آگرہ کا سفر اور وہاں سے افغانستان ایران اور بغداد کا ذکر ہے۔ جن مقامات کو اس نے دیکھا ان پر اس کے مشاہدات دلچسپ ہیں مگر مبہم اس کے خطوط جو ایسٹ انڈیا کمپنی کو موصول ہوئے زیادہ دلچسپ ہیں۔

### ولیم فنج

ولیم فنج کا مشاہدات جو اس کے طویل جنرل سے پرچاز جلد چہارم صفحات ۱۷۷ میں اخذ کیے گئے۔ ہندوستان کے متعلق مشاہدات صفحات 19 تا 77 میں ہیں۔ فنج جو ہائیکس کا ہم سفر تھا۔ کچھ دنوں سورت میں ٹھہر گیا تھا اور وہاں سے آگرہ گیا۔ شمالی ہند کا اس نے وسیع دورہ کیا۔ خشکی کے راستہ وطن واپس جاتے ہوئے وہ بغداد میں فوت ہو گیا۔ شہروں، قصبوں، عمارتوں اور سڑکوں کا نہایت خوبصورت بیان خصوصاً قابل قدر ہے۔ ڈی لائن مغل سلطنت کا جغرافیہ اسی کے بیانات پر مبنی ہے۔

فنج کی بار اور ہائیوں (صفحہ 56) سلیم شاہ سور (صفحہ 35) کی تاریخیں ذرا قیاسی ہیں حال ہی کا واقعہ خسرو کی بغاوت کا بیان بہت سی غلطیوں کا حامل ہے۔ اس نے جبلا کی یہ بازاری گپ نقل کی ہے کہ قلعہ رتھمور کے قیدی دیوار کے اوپر لے جائے جاتے تھے اور انہیں دودھ کے پیالے ملا کر چٹانوں پر پٹخ دیا جاتا تھا۔ (صفحہ 38) وہ نہایت سنجیدگی سے لکھتا ہے کہ جہانگیر نے اپنے تمام امرا کی موجودگی میں اقرار کیا کہ مسیحیت منقول مذہب ہے اور محمد کا مذہب جھوٹا اور افسانوی ہے۔ (صفحہ 40) اس نے بادشاہ کی روزمرہ کی زندگی اور روزانہ کے دربار کا ذکر کیا ہے (صفحات 73 تا 75) اور دکن کی جنگ کا (صفحات 29 تا 39)۔

## گولاس و تھکٹن

گولاس و تھکٹن کے لکھے ہوئے پرچاز جلد چہارم صفحات 162، 174 کا ایک انتخاب قصہ کے طور پر میرے قبائل اور عوام کے اطوار اور ملک کی سراون کا حال قدر ہے۔ دوسرے سیاحوں کی و تھکٹن نے بھی انگریزوں اور پورنگلیوں کے تعلقات کا ذکر کیا ہے۔

## حورڈین

حورڈین کا جرنل جسے ولیم فاسٹر نے مدون کیا اور ہیکلویت سوسائٹی نے نمبر 16 سنڈسیریز میں شائع کیا۔ مغربی ساحل پر انگریز تاجروں کے کاروبار، پورنگلیوں سے ان کے تعلقات، مقامی حکام کا ان سے برتاؤ اور سترہویں صدی کی دوسری دہائی میں وہ جن شہروں اور قصبوں سے ہو کر گزرا ان کے حالات کے لیے قابل قدر ہے۔

## اسٹیل اینڈ کرو تھر

رچرڈ اسٹیل اور جان کرو تھر کا ایک جرنل پرچاز چہارم صفحات 266 تا 269 میں 1615-16ء میں اس کے طویل سفر اجیر سے اصفہان تک کے مشاہدات و تاثرات سے بھرا ہے۔ شہروں، سڑکوں اور تجارت و حرفت کے متعلق تہرے قابل قدر ہیں۔

## سر طامس رو

سر طامس کا جرنل پرچاز چہارم صفحات 310 تا 468 میں اس سے بہت بہترین ایڈیشن ”سر طامس رو کی سفارت مغل اعظم کے دربار میں“ مرتبہ ولیم فاسٹر معہ ایک تنقیدی مقدمہ، مع حواشی اور ضمیمہ جات کے جسے ہیکلویت سوسائٹی نے شائع کیا۔ میں نے حوالے اسی ایڈیشن سے دیے ہیں۔ رو 1580ء یا 1581ء میں انیسکس کے سولہین میں پیدا ہوا اور جولائی 1598ء میں میکڈالین کالج آکسفورڈ میں داخل ہوا وہ ملکہ الزبتھ کے ذاتی پہرہ داروں میں اسکوائر بنا دیا گیا اور 1605ء میں ٹائٹ کر دیا۔ شہزادہ ہنری اور ملکہ الزبتھ سے قریبی تعلقات قائم کر لیے۔ فروری 1610ء میں گئی کو جانے والی ایک سیاحوں کی جماعت کی سربراہی کی اور اسی طرف کو گئی اور سیاحوں کی جماعتوں کی سربراہی کی۔ 1614ء میں ایڈلنڈ پارلیمنٹ میں پہنچا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی تحریک پر وہ جہانگیر کے دربار میں جیس اول کی نمائندگی کے لیے منتخب ہوا تاکہ وہاں کمپنی کی تحریک پر وہ جہانگیر کے دربار میں جیس اول کی نمائندگی کے لیے منتخب ہوا تاکہ وہاں کمپنی کے لیے مزید مراعات حاصل کر لے۔ چنانچہ 2 فروری 1615ء کو وہ لائن جہاز پر روانہ ہوا اور 18 ستمبر 1615ء کو سورت کے قریب سوالی روڈ پر لنگر انداز ہوا۔ 23 دسمبر 1615ء کو وہ اجیر پہنچا جو اس وقت مغل سلطنت کا مستقر تھا۔ بیماری سے صحت پا کر وہ 10 جنوری 1616ء کو دربار میں حاضر ہوا۔ اگلے ماہ نومبر تک اجیر کے دربار میں رہا اور بڑے امرا سے روابط قائم کیے۔ مگر انگلستان اور سلطنت مغلیہ کے درمیان معاہدہ حاصل کرنے کی کوشش میں ناکام رہا۔ نومبر 1616ء میں وہ بادشاہ کے ساتھ ماٹو گیا اور

وہاں 1818ء کے آخر میں احمد آباد۔ اپنی ناکامی سے ہاپوس ہو کر 1618ء میں دربار سے رخصت ہوا جبکہ بادشاہ آگرہ واپس ہونے والا تھا۔

رو کا بیان برہانپور میں شہزادہ پرویز کے دربار، اجیر کے شاہی دربار اور کونسل، نوروز کی تقریب، بادشاہ کے ملنے اور طریق زندگی اور اجیر سے ماٹو کے سفر کے حالات بہت ہی گفت اور واضح ہے۔ جہاگیر، نور جہاں، شاہجہاں، آصف خاں وغیرہ کے متعلق اس کے اظہار خیال میں تعصب کا رنگ ہے۔ شہزادہ خرم کا اس نے بڑا دلچسپ حال بیان کیا ہے۔ عبداللہ خاں فیروز جنگ کے متعلق اس کا بیان بہت واضح ہے اور یقیناً مبنی بر واقعہ ہے لیکن تفصیلات میں صحیح نہیں ہے۔ وہ دربار کے خیالات کی ترجمانی کرتا ہے۔ طاعون کے متعلق اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس وقت فارسی تحریرات میں اضافہ ہے۔ یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ رونے ہندوستان میں انگریزی تجارت کے مستقبل پر بہت روشنی ڈالتا ہے اور انگریزوں کے پورنگالیوں کے تعلقات پر لیکن وہ اپنے ذاتی مشاہدات سے الگ جن معاملات پر تبصرہ کرتا ہے۔ وہ غیر معتبر ہے۔ تاریخ کے متعلق اس کے خیالات حتیٰ کہ جہاگیر کی تخت نشینی سے پہلے کے بھی مضحکہ خیز ہیں۔

## متفرق

ریورینڈ ایڈورڈ ٹیری کی سیاحت ہند کا حال جو بیشتر 1622ء میں لکھا گیا وہ 1655ء میں لندن میں شائع ہوا۔ اکثر بہت ہی اہم عبارتیں پر چاز (میک میوز) جلد چہارم صفحات ۵۳ تا ۵۴ میں دی گئی ہیں۔ میں نے عموماً 1777ء کے مطبوعہ ایڈیشن سے حوالے دیے ہیں اور کبھی کبھی پر چاز بھی۔

ٹیری 1590ء میں کینٹ کے مقام لیمہ میں ہوا۔ یکم جولائی 1608ء کو اس نے کرایسٹ چرچ آکسفورڈ سے میٹرکولیشن کیا اور 26 نومبر 1611ء کو بی اے اور 8 جولائی 1614ء کو ایم اے کر کے فردری 1616ء میں پادری کی حیثیت سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے جہاز چارلس پر سوار ہوا اور 25 ستمبر 1616ء کو سوالی روڈ پہنچ گیا۔ اس کا تقرر متونی ڈیونڈر جان ہال کی جگہ انگریزی سفیر کے پادری کے عہدہ پر ہو گیا۔ اور جو مارچ 1617ء میں اس نے یہ عہدہ سنبھال لیا۔ 1618ء میں وہ اپنے آقا سفیر کے ہمراہ احمد آباد کے دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ 1619ء کے شروع میں وہ انگلستان کے لیے جہاز پر روانہ ہوا اور 15 ستمبر 1619ء کو ڈاونس پہنچ گیا۔ اس نے اپنے حالات سفر لکھ کر پرنس آف ویلز کو پیش کیے اور اسے 1655ء میں شائع کر دیا۔

ٹیری کا سفر نامہ ہماری معلومات کا نہایت ہی وسیلہ ہے وہ جہاگیر کے حالات زندگی، سیرت، پالیسی، دربار کو نسل، یکمپ اور سفر کے متعلق رو کے بیانات کا ضمیمہ ہیں۔ 1618ء کے ہجرات کی انفلوئنزا کی وبا اور دھار سارے کے متعلق اس کا بیان فارسی تواریخ کے ضمیمہ کا کام دیتا ہے۔ اسی طرح اس نے جزیوت اور پورنگالیوں کے بھی کچھ حالات لکھے ہیں لیکن اس کے سفر نامہ کا اہم ترین پہلو یہ ہے کہ اس نے عوام کے رواج و دستور پر روشنی ڈالی ہے۔ بد قسمتی سے اس میں وہی عیوب ہیں جو سر طامس رو کے بیانات میں اور اپنے ذاتی مشاہدات سے الگ۔ اس نے جو کچھ لکھا وہ معتبر نہیں ہے۔ ہندوستانی آئین و ادارات کے متعلق اس کا بیان اگرچہ واضح اور پڑھنے کے قابل ہے لیکن بعض اوقات نہایت متعصبانہ اور غیر منصفانہ ہے۔

## کوریات

ماسٹر طاس کی کروڑی نیز تین جلدوں میں ہیں اور تیسری جلد جس میں صفحات کی نشاندہی نہیں ہے۔ اس میں اس کے ہندوستان سے موصولہ خطوط میں پرچاز چہارم صفحات 487۵۴۶۹ میں ایک اہم خط ہے۔ پرچاز دہم صفحات 447۵۳۸۹ میں اس کا سفر نامہ ترکی، ایشیائے کوچک اور فلسطین کی سیاحت سے متعلق ہے۔ وہ سترہویں صدی کے ہندوستان کے سیاحوں میں ایک نہایت ہی خبی انسان ہے اس کے سفر نامہ کے عنوان میں کوئی غلط منکسر مزاجی نہیں ہے لیکن جہانگیر کی سیرت کی اس نے بہت عمدہ تصویر کشی کی ہے۔

## لی ڈیلاویل

غیر ڈیلاویل کے سفر نامہ جسے ایڈورڈ گرے نے تحقیق و بیباچہ تشریحات اور اشاریہ کے ساتھ مرتب کیا اسے ہکویت سوسائٹی نے دو جلدوں میں شائع کیا۔ ڈیلاویل نے 1614ء میں قسطنطنیہ کا دورہ کیا اور 1616ء میں ایشیائے کوچک اور مصر کا ایران ہوتے ہوئے سفر کیا۔ مگرین کا بیان ہے کہ ”کسی نے ایران کا حال پیر ڈیلاویل سے زیادہ نہیں جانا اور نہ بیان کیا۔“ فروری 1623ء میں وہ کوکین پہنچا اور ساحل ملابار کا دورہ کیا اور 1624ء کے دسمبر میں ہندوستان سے رخصت ہوا۔ ہندوستان کے متعلق ساری معلومات جلد اول میں ہیں۔ ڈیلاویل نے جن لوگوں کو دیکھا ان کے مذہبی رسوم اور رواج و دستور کو بیان کیا۔ کھمبیات میں جانوروں کے پستانوں کا حال اس نے بہت ہی واضح طور پر بیان کیا ہے۔ مغل تاریخ اور معاصر واقعات جیسے شاہجہاں کی بغاوت کا اس نے سرسری ذکر کیا ہے جو بازاری گپ پر مبنی ہے۔ مختصر اس نے دکن کے تین بادشاہوں نظام شاہ، قطب شاہ اور عادل شاہ کا ذکر کیا ہے۔ اس بات کا اظہار ضروری ہے کہ ڈیلاویل نے جس ملک کا دورہ کیا وہاں کا لباس اختیار کیا۔

## ڈی لائٹ

جان ڈی لائٹ کی کتاب ”ڈی امپریو میکسی مکالیز سائن انڈیا دیرا کیمپٹریس اے وریز اوکٹوری بس کچنٹیس“ سب سے پہلے 1631ء میں الزپور نے لندن میں شائع کیا اس کا پہلا حصہ ”ڈسکرپو انڈی“ جو فوج، رو، پران، ٹبر، تنگریز اور غیرہ کے بیانات پر مبنی ہے اس میں مغل سلطنت کا قابل قدر حال ہے۔ صوبوں اور شہروں کے حالات کا ترجمہ اسی لیے برج نے اکتوبر 1870ء اور جنوری 1871ء کے گلکٹر ریویو میں کیا۔ میں نے اس ترجمہ سے حوالے دیے ہیں۔ دوسرا حصہ جس کا عنوان ”فرمٹنٹم ہنداری انڈی“ ہے۔ اب سترہویں صدی کے تیسری دہائی میں پرڈان بروک سورت کی ڈچ فیکٹری کے صدر نے شائع کیا۔ دی اے اسمتھ کا خیال ہے کہ فرمٹنٹم بظاہر فارسی کی لکھی ہوئی مستند تاریخ پر مبنی ہے ہایوں اور اکبر کے حالات کا ترجمہ اس لیے برج نے جولائی 1873ء کے گلکٹر ریویو سے صفحات 170-200 میں کیا ہے۔ جہانگیر کے عہد حکومت کا حال جو فرمٹنٹم میں دیا ہے وہ درحقیقت فارسی تاریخوں کے مطابق ہے۔ خسرو کے قتل کے بارے میں اس نے جو حال لکھا ہے وہ فارسی تاریخوں میں نہیں ملتا ہے۔

جہانگیر کے عہد حکومت کے متعلق دوسرے یورپین سیاحوں نے جو حالات لکھے ہیں وہ تاریخی اعتبار سے قابل اعتنا نہیں ہیں۔ حسب ذیل سفر نامے صرف اس وقت کے انگریزوں اور پورنگلیوں کے تعلقات کے سلسلہ میں کارآمد ہیں۔

### نکولاس ڈاونٹن

نکولاس ڈاونٹن ایک ڈھائی سوٹن کے جہاز پر فون کاکپتان اور ایسٹ انڈیز کے چھٹے بحری سفر میں اسی کمپنی کے جہاز میں لفظ تھا۔ اس کے جرنل یا اس کے اقتباسات پر چار سوم صفحات 194 تا 304 میں دیے ہیں۔

دوسرے بحری سفر میں اس کے لکھے ہوئے جرنل کے اقتباسات پر چار چارم صفحات 214 تا 215 میں دیے ہیں۔

### سر جیمس لنکاسٹر

سر جیمس لنکاسٹر کے بحری سفروں میں سے چوتھے سفر میں ایک روز نامہ تحریر کیا گیا تھا۔ سر جیمس لنکاسٹر کے چھٹے بحری سفر کا روز نامہ اپریل 1610ء سے جنوری 1611ء تک ہے۔

### طامس لو

ایک اور روز نامہ اپریل 1610ء سے جنوری 1611ء تک طامس لو نے بھی لنکاسٹر کے ساتھ تحریر کیا۔

### ٹھیل مارٹنس

ٹھیل مارٹنس کے ساتویں بحری سفر کا حال پر چار سوم صفحات 304 تا 319 میں ہے۔

### کپتان سارلیس

کپتان سارلیس کے آٹھویں بحری سفر کا حال اپریل 1611ء تا نومبر 1613ء پر چار سوم صفحات 395 تا 319 میں ہے۔

### ولیم نکولو

ولیم نکولو جو جہاز اسٹش میں جہازی کارکن تھا اور براسپورٹ (برہانپور) سے مچلی نیم وغیرہ ایک سفر کیا۔ (1612ء) اس کی رپورٹ پر چار سوم صفحات 72 تا 82 میں ہے۔

### ماسٹر طامس بیسٹ

ماسٹر طامس بیسٹ کے ایٹ انڈیا کے دسویں بحری سفر کا روزنامہ پرچاز چہارم صفحات 119 تا 147 میں ہے۔

### رالف کراس

ایک اور سفرنامہ کا روزنامہ رالف کراس کا ہے جو 29 اگست 1613ء تک ہے۔

### ماسٹر کوپلنڈ

اسی بحر کے چند مشاہدات ماسٹر کوپلنڈ مزر کے پرچاز چہارم صفحات 251 تا 263 میں ہیں۔

### ماسٹر ایملکس و ماسٹر ڈازس ورتھ

ماسٹر ایملکس و ماسٹر ڈازس ورتھ کے بعض بیانات پرچاز چہارم صفحات 251 تا 263 میں ہے۔

### کپتان والٹر مٹین

کپتان والٹر مٹین کے دوسرے سفر بحری کے حالات صفحات 289 تا 300 میں ہے۔

### راجر ہڈ

راجر ہڈ کے جرنل سے ماخوذ یادداشتیں ایسا صفحات 495 تا 500 میں ہیں۔

### الیکزینڈر چائلڈ

الیکزینڈر چائلڈ ایسا صفحات 502 تا 507۔

### رجر ڈسوان

رجر ڈسوان کا روزنامہ پرچاز پنجم صفحات 241 تا 261 میں۔

### ماسٹر سیر فریڈرک

ماسٹر سیر فریڈرک کے اٹھارہ سال کے ہندوستانی مشاہدات پرچاز دہم صفحات 88 تا 142 میں۔

### کاورٹے

راہٹ کاورٹے کی ”رپورٹ وغیرہ“ واضح اور بے لاگ تجربات و مشاہدات کا جز ہے جن مقامات کا اس نے دورہ کیا۔ ان پر تمبرہ لپس ہے پچھلے اور، معاصر سیاسی حالات کے بیان میں بہت سی غلطیاں ہیں۔

## ڈی لاول

(فرنیکو اے) یاٹی راو ڈوی لاول کا سفر نامہ جس کی جلد دوم حصہ اول کو البرٹ گرے نے مرتب کیا اور ہیکلویت سوسائٹی نے شائع کیا۔ اس کا کچھ حصہ پرچاز خیم صفحات 503 تا 570 میں ہے۔ مشرق کے سارے یورپین سیاحوں میں اس کا بیان سب سے زیادہ قابل مطالعہ ہے۔ ہندوستان کے کارنگروں، مناعوں اور تاجروں کی اس نے کھل کر تعریف کی ہے (صفحات 48 تا 249) اس وقت کی پرنگلی ہندوستانی تاریخ کے لیے یہ خصوصاً قابل قدر ہے۔ ہندوستان کے اندرونی حصوں کے متعلق جہاں وہ خود کبھی نہیں گیا۔ اس کا بیان بیشتر سنی سنائی باتوں پر مبنی ہے۔ اس لیے اکثر غیر معتبر ہے۔

## ڈان دوارٹ دی بنسس

”ڈان دوارٹ دی بنسس وائسرائے پورنگلی ہند کی کتاب قوانین، رسم و رواج مالیہ تجربات اور دیگر قابل لحاظ معاملات کے متعلق“ پرچاز خیم صفحات 118 تا 189 میں پورنگلی نظام حکومت کی بہت اچھی تفصیل ہے مگر مغل سلطنت کے متعلق اس کا بیان ناقابل اعتنا ہے۔

## لنس کوٹن

جہانگیر کے عہد حکومت سے ذرا پیشتر جن سیاحوں نے ہندوستان کا دورہ کیا ان میں اولین مقام کا مدعی ہالینڈ کا باشندہ جان بیوگن وان لنس کوٹن ہے وہ 1583ء ہندوستان اور یہاں کے اندرونی حصہ کے متعلق بہت کچھ سنا۔ ہالینڈ واپس جا کر اس نے ”ایسٹ انڈیز کے بحرِ سفر“ کے حالات شائع کیے جن سے یورپ میں ایک سنسنی پیدا ہو گئی۔ اس کی کتاب کا 1556ء میں ترجمہ ہوا۔ میں نے ہیکلویت سوسائٹی کی اشاعت اول 70ء سے استفادہ کیا ہے اس کی کچھ عبارتیں پرچاز خیم صفحات 223 تا 317 میں ترجمہ ہوئی ہیں۔ لنس کوٹن کی براہ راست معلومات صرف گوا کے متعلق ہیں۔ ہندوستان کے متعلق جو اس نے لکھا وہ سنا سنا ہے۔

## رالف فینچ

ہندوستان برہما وغیرہ کے اولین سیاح رالف فینچ کا سفر نامہ ہے راکلی نے مرتب کیا ہے۔ بعض عبارتوں کے اقتباس پرچاز میں ہیں۔ لیکن میں نے عموماً اول الذکر ہی کے حوالے دیے ہیں۔ فینچ 1585ء اکبر کے دربار میں حاضر ہوا۔ اگر وہ فتحپور سیکری ہی اور ان کے درمیانی علاقہ کے متعلق اس کی تفصیلات دلچسپ ہیں دوسرے مقامات کے متعلق اس کا بیان ذرا تشنہ ہے۔

عہد جہانگیر کے دوسرے یورپین ہندوستانی سیاحوں کے روزنامے پورے کے پورے یا جزواً پرچاز وغیرہ میں نقل ہوئے ہیں مگر وہ اتنے بیکار ہیں کہ ان کے ذکر کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

### ایسٹ انڈیا کمپنی کو موصولہ خطوط

ایسٹ انڈیا کمپنی کو مشرق میں ان کے ملازموں سے وصول شدہ خطوط انڈیا آفس کے رجسٹر مراسلات سے نقل کیے گئے اور وزیر ہند باجلاس کونسل کی سرپرستی میں چھ جلدوں میں شائع کیے گئے۔ یہ 17-1603ء میں موصول شدہ خطوط پر مشتمل ہیں۔

جلد نمبر	کس نے مرتب کیا	متعلق	سال اشاعت
1-	فریڈرک چارلس ڈانورس	14-1604ء	1896ء
2-	لیم فاسٹر	15-1613ء	1897ء
3-	"	1615ء	1899ء
4-	"	1616ء	1900ء
5-	"	جنوری تا جون 1617ء	1901ء
6-	"	جولائی تا دسمبر	1902ء

ہر جلد میں بہت اچھا مقدمہ اور اشاریہ ہے۔ انگلستان کی مشرقی تجارت کی ابتدا اور سترہویں صدی کے اوائل میں ہندوستان کی اقتصادی تاریخ کے سلسلہ میں بہت ہی قابل قدر ہیں۔ اس کے علاوہ ان سے معاصر اہم اشخاص، سیاسی اور فوجی حالات و بائی بیاریوں وغیرہ کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

### انگلش فیکٹریز ان انڈیا

یہی صورت حسب ذیل تین جلدوں کی بھی ہے جنہیں فاسٹر نے مرتب کیا اور وزیر ہند کے زیر اختیار شائع ہوئیں۔ 21-1618ء۔ انگلش فیکٹریز ان انڈیا۔

1620ء انگلش فیکٹریز ان انڈیا 23-1622ء

29-1624ء انگلش فیکٹریز ان انڈیا 29-1624ء

بعد کی جلدوں میں اندراجات 1665ء تک آگئے ہیں اور اس طرح شاہجہاں کا پورا عہد حکومت آگیا ہے۔

### سینس بری کا کلنڈر

مسٹر اور مس سینس بری کی ایسٹ انڈیا کے کاغذات کی فہرست ولیم فاسٹر کی مرتبہ سیریز سے منسوخ ہو گئی ہے۔

### ولیم میٹھولڈ

ولیم میٹھولڈ جہانگیر کے عہد حکومت میں ہندوستان آیا مگر صرف جنوب کا دورہ کیا۔



## (7) بعد کے یورپین سیاح اور فیکٹر

شاہجہاں (1627-58) اور اورنگ زیب (1658-1717) کے عہد حکومت میں جو یورپین سیاح ہندوستان آئے ان کے پیشروں کی طرح شہروں، دربار، کیمپ اور فوج کے حالات اور عوام کے رسم و رواج اور سماجی اور معاشی کے حالات کے لیے قابل قدر ہیں اور یہ جیسے شروع سترہویں صدی میں تھے ویسے ہی آخر صدی تک جہانگیر کے بعد سیاحوں نے جہانگیر کے وہ حالات لکھے ہیں جو اس وقت زبان زد تھے۔

### ہربرٹ

سر غلامس ہربرٹ کی ایرانی شاہی حکومت کے حالات جواب اور نٹل انڈیز اور وسیع ترینڈ افریک 1634ء میں شامل ہے۔ ہربرٹ کا سورت کا دورہ بہت ہی مختصر تھا مگر اس نے جہانگیر کا حال لکھا ہے جس کی حکومت ختم ہوئی تھی وہ بہت ہی ہوشمندانہ ہے۔

### پٹرمنڈی

پٹرمنڈی کا سفر نامہ یورپ و ایشیا 67-1608ء سر رجرڈ کارناک ٹمپل نے نہایت عمدہ تشریحات و اشاریہ کے ساتھ معقول نقوش اور فہرست اسناد شامل کر کے مرتب کیا۔ اسے بحکویت سوسائٹی نے جو شائع کیا ہے اس کی دوسری جلد میں جس کا عنوان ”ایشیا کی سیاحت“ ہے ہندوستان کا حال ہے۔ پٹرمنڈی کو 1627ء کے آخر میں ایسٹ انڈیا کمپنی فیکٹر منتخب کیا اور 1628ء کے شروع میں وہ ہندوستان سے روانہ ہو کر ستمبر 1628ء میں سورت پہنچ گیا۔ سورت میں دو سال ملازمت کرنے کے بعد وہ کمپنی کے کام سے شمال کی طرف بھیجا گیا اور اس طرح اسے شمالی ہند کا وسیع دورہ کرنے کا موقع مل گیا۔ 1634ء میں وہ ہندوستان سے واپس ہوا۔ اگرچہ فتح پور سیکری، برہان پور، پنڈت، اجمیر وغیرہ کے جو حالات منڈی نے لکھے ہیں وہ قابل قدر ہیں۔ الہ آباد میں خسرو کی قبر کا اس نے بہترین چشم دید حال لکھا ہے۔ لیکن جہانگیر کے عہد حکومت کی سیاسی تاریخ جو اس نے لکھی ہے وہ بیشتر افسانوی ہے۔

### اولیاریس

اولیاریس کا سفر نامہ اگرچہ بیشتر شاہجہاں کے عہد حکومت سے متعلق ہے لیکن اس میں جہانگیر کے عہد کے بعض واقعات کا ذکر ہے مگر یہ زیادہ قابل اعتنا نہیں ہے۔

### منڈلسو

جاں البرٹ ڈی منڈلسو کے بحری سیاست اور ایسٹ انڈیز سیاحت جہانگیر کے عہد حکومت کے متعلق بہت کم کارآمد ہے۔

## مانٹرک

”اپنی نیروڈی لاس مشنز کو ایل پادری سیباشین مانٹرک“ سب سے پہلے 1649ء میں رومہ میں شائع ہوئی اور 1653ء میں دوبارہ چھپی۔ اصل ہسپانوی نسخہ بالکل نایاب ہے۔ مسز وی اے اسمتھ کا بیان ہے کہ دونوں نسخے برٹش میوزیم میں موجود ہیں اور اولین طباعت کا ایک بوڈلین میں اور دوسری اشاعت کا نسخہ آل سولس کالج لائبریری آکسفورڈ میں ہے۔ پنجاب کے متعلق ابواب کا میکلاگن نے جنرل آف پنجاب ہسٹریکل سوسائٹی کی جلد اول صفحات 83، 106، 151، 152، 66 میں کیا ہے۔ دوسرے ابواب کا ترجمہ بنگال پاست اینڈ پریزنٹ کی جلد 12 و 13 میں ہے۔

## برنیر

ایم فرانکوے برنیر کے سفرنامہ مغل سلطنت 68-1656ء کو آرچبالڈ کاننیل نے اردو میں براک کے ترجمہ کی بنیاد پر مرتب کیا ہے۔ یہ تمام سیاحوں کے بیانات سے جو کبھی ضبط تحریر میں آئے سب سے زیادہ قابل مطالعہ ہے۔ ہندوستانی نظم آئین کے متعلق برنیر کا تبصرہ اکثر متعصبانہ ہے۔ اسے جہانگیر کی سیرت، نور جہاں کے اس پر اثر اور بادشاہ کی جزویٹ مشنریوں پر نظر عنایت اور آگرہ و دہلی کا زور دار حال لکھا ہے۔

## نیورنیر

جیمس بیپ ٹامیر نیورنیر، آہون کے بیروں سفرنامہ اس کا بہترین نسخہ وہ ہے جسے وی بال نے ترجمہ کر کے مقدمہ تشریحات، ضمیر جات و اشاریہ کے ساتھ دو جلدوں میں مرتب کیا ہے۔ نیورنیر نے 34-1631ء میں مشرق کی طرف چھ بحری سفر کیے۔ ہندوستان کا اس نے پانچ مرتبہ دورہ کیا۔ یعنی 1641ء، 1645ء، 1651ء، 1657ء اور 1664ء میں اس کے سفرنامہ کی خاص اہمیت، قصبوں، شہروں اور تجارت کے معاصر حالات اور خاص کر بیروں کی تجارت کے متعلق ہے۔ پہلی جلد کے دوسرے حصہ میں تاریخی حالات بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ناکام رہی۔

## تھیونٹ

موسیو ڈی تھونٹ کالیوانٹ کا سفرنامہ تین حصوں میں جو 1686ء میں انگریزی میں ترجمہ کیا گیا پہلے اور دوسرے حصہ میں تھیونٹ کے یورپ، ترکی اور ایران کی سیاحت کا حال ہے۔ تیسرا حصہ جو 200 صفحات کا ہے۔ ایسٹ انڈیز کے حالات پر مشتمل ہے۔ تھیونٹ کا مقصد محض سیاحت تھا اور اس کے سفر میں کوئی خفیہ ارادہ نہیں شامل تھا۔ وہ اپنے حالات سفر 8 نومبر 1667ء تک لکھتا رہا جبکہ ایشیائے کوچک کے بارے سے تقریباً تیس لیگ کے فاصلہ پر میانا میں اس کا انتقال ہوا۔ مشرق کے یورپین سیاحوں میں اس کی تحریر سب سے زیادہ معلوماتی ہے اور خاص کر شہروں، قصبوں، بندرگاہوں، محاصل، نظم و نسق کے انتظامات اور مالیہ کے حالات کے بارے میں قابل قدر ہے۔

### باورے

طامس باورے کے مصنفہ خلیج بنگال کے گرد کے ممالک جغرافیائی حالات 1669-79ء سے سر رچر ڈکارناک ٹمپل نے مقدمہ تشریحات اور اشاریہ کے ساتھ مرتب کیا۔ ہنگویت سوسائٹی نے شائع کیا۔ اس تصنیف کی نوعیت اور اہمیت اس کے عنوان سے ظاہر ہے۔

### فرائیہ

جان فرائی کی نو سال 1672-81ء کی ایسٹ انڈیا اور ایران کی سیاحت کے جدید حالات اسے ولیم کروک نے مقدمہ تشریحات اور اشاریہ کے ساتھ مرتب کیا اور ہنگویت سوسائٹی نے شائع کیا۔ مقامات کے حالات کے سوا یہ کتاب جہاگیر کے عہد کے حالات کے سلسلہ میں ناکارہ ہے۔

### منومشی

نکولاد منومشی کی ڈوموگریا مغل سلطنت کی کہانی (1653-1708ء) اسے ولیم ارون نے نہایت عمدہ اسلوب چار جلدوں میں ترجمہ اور ترتیب دیا اور جان مرے لندن نے انڈیا ٹکسٹ سپر پز میں بہ نگرانی رائل ایشیاٹک سوسائٹی شائع کیا۔ اس ایڈیشن نے کانراو کے نامکمل اور خلط ملط تصنیف کی ترمیم کر دی۔ پہلی جلد میں شہزادہ سلیم کا حال ہے۔ (صفحہ 131) جہاگیر کی حکومت (صفحات 157 تا 178)، نور جہاں کا حال (صفحات 161 تا 164) اور بلاتی کا صفحات (179 تا 181) تاریخی اعتبار سے یہ سب تقریباً بالکل ناکارہ ہے۔

## (8) حال کی تواریخ

### (الف) بنیادی اہمیت کی

#### 1۔ انگریزی

### میکالیف

میکس آر تھر میکالیف کی سکھ مذہب اس کے گرد اور کتب مقدسہ چھ جلدوں میں اس کتاب کا مقصد سکھ مذہب یا سکھ تاریخ کی تنقیدی تشریح نہیں ہے۔ اس میں صرف سکھ کتب مقدسہ اور روایات کا بہت عمدہ انگریزی بیان ہے۔ اس صورت میں اس کا شمار بنیادی سند کی حیثیت سے ہے۔ تیسری جلد ادبی گرنٹھ کے مصنف پانچویں گرہار جن کے حالات زندگی اور تعلیمات پر مشتمل ہے۔ جہاگیر کے ہاتھ سے اس کی موت کا حال سکھوں کے نقطہ نظر سے بیان کیا ہے اور افسانوی رنگ کا ہے۔

**ٹاؤ**

لفٹ کرنل جیمس ٹاؤ کی اٹلس اینڈ انجی کوی ٹیز آف راجستھان یا ہندوستان کی مرکزی راجپوت ریاست دو جلدوں میں۔ اس کا سب سے اچھا اور تازہ ترین نسخہ وہ ہے جسے جارج روج اینڈ سنز لمیٹڈ لندن نے شائع کیا۔ میں نے اسی نسخہ سے حوالے دیے ہیں۔

ٹاؤ نے مبینہ طور پر اس تصنیف کو مستقبل کے مورخین کے لیے وافر مواد کے مجموعہ کی حیثیت سے پیش کیا۔ اس صورت میں اس کا شمار بنیادی سند کی حیثیت سے ہو گا۔ اس نے ہندوستان میں مسلمانوں کے عہد کے حالات واقعات کاراجپوت نقطہ نظر دیا ہے۔ اس کے واقعات اور تاریخیں اکثر غلط ہیں مگر بیشتر اس نے ایسی معلومات دی ہیں جو کہیں اور نہیں ملتی ہیں جہاں گئیر کی راجپوتوں سے لڑائیوں اور راجپوتوں سے تعلقات کے علاوہ اس نے خسرو کی بغاوت اور مہابت خاں کی پورش کا حال بھی لکھا ہے۔

**ٹیسٹ ٹوری**

ایل بی ٹیسٹ ٹوری کی رپورٹ آن سنہار یگل اینڈ بارڈک سر وے آف راجپوتانہ میں ضمتا بعض قابل قدر تاریخی معلومات فراہم کی گئیں۔

جرنل آف بنگال ایشیاٹک سوسائٹی جلد 15، 1919ء نمبر 1 میں اعلیٰ پھلودی کھیات کی چھ عبارتیں مع انگریزی ترجمہ کے دی گئی ہیں جن میں جہاں گئیر کی نورجہاں سے ابتدائی محبت شیراگن کی موت کے حالات، خسرو کے قتل اور شاہجہاں کی بغاوت کے حالات دیے گئے ہیں۔

**ڈف**

جیمس گرانٹ ڈف کی ہسٹری آف مراٹھا تین جلدوں میں۔ چونکہ مصنف نے جس اعلیٰ مخلوط سے مدد لی وہ کم ہو گیا ہے اس لیے اس کو جزوی طور پر بنیادی سند کی حیثیت حاصل ہے۔ میں نے آرکیمر اینڈ کو کلکتہ 1912ء کا مطبوعہ نسخہ استعمال کیا ہے۔ پہلی جلد کے دوسرے باب میں جہاں گئیر کے عہد کی دکن کی مختصر تاریخ دکنی نقطہ نظر سے دی گئی ہے۔

## 2- ہندی

**بیرنبو**

کویراج سائیل داس کی تاریخ راجپوتانہ فارسی تواریخ اور شعری ادب سے ماخوذ۔ اسے او دیپور دربار کے حکم سے تصنیف کیا گیا تھا اور پھر یہ ضبط بھی ہو گئی۔ یہ نہایت ہی گراں قدر اہمیت کی تصنیف ہے۔ میں نے ایک مخلوط نسخہ کو استعمال کیا جو مجھے جو دھپور میں ملا۔ اس کا ایک نسخہ کاشی ناگری پر چارنی سہایناس کی لاہوری میں محفوظ ہے۔ جہاں گئیر کے عہد حکومت کے حالات کے حصہ میں بہت سی نئی معلومات ہیں۔

## جہانگیر نامہ

یہ فنی دہی پر شاد جو دھوری کا توڑک جہانگیری کا ہندی ترجمہ ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں راجپوت ناموں اور مقاموں کی بعض غلطیوں کی اصلاح کی گئی ہے۔

## (ب) عام

1۔ انگریزی

## گلیڈون

تاریخ ہندوستان بہ عہد جہانگیر، شاہجہاں و اورنگ زیب معضفہ فرانسس گلیڈون جلد اول (صرف یہی جلد شائع ہوئی) کلکتہ 1788ء۔  
یہ کتاب خاص کر تاثر جہانگیری پر مبنی ہے جس کا یہ دراصل معقول خلاصہ ہے۔ کچھ مدد جہانگیر روزنامہ سے بھی لی گئی ہے۔ پہلے بارہ صفحات اکبر کے عہد میں سلطان سلیم کے متعلق خاص واقعات کے سلسلہ میں شہزادہ سلیم کی بنیاد کا مختصر حال ہے۔ کتاب کے باقی حصہ میں فارسی تواریخ کے بے ترتیب اور بے اصولی حالات جہانگیر کے عہد حکومت کے ہیں۔ بد قسمتی سے اب یہ نایاب ہیں۔

## الفنسٹن

الفنسٹن کی ہسٹری آف انڈیا۔ اس کی دسویں جلد میں جہانگیر کے متعلق باب خانی خاں، پرائس کی جہانگیر کے عہد حکومت کا بہترین مختصر حال ہے۔ میں نے حوالے اس کے ساتویں ایڈیشن سے دیے ہیں جس میں ای بی کاویل کی تشریحات اور اضافے ہیں اس میں جہانگیر کے متعلق باب 550-574 صفحات میں ہے۔

## وی اے اسمتھ

وی اے اسمتھ کی آکسفورڈ ہسٹری آف انڈیا صفحات 375-391۔ جامع مگر غیر ہمدردانہ

## لین پول

اسٹینلی لین پول کی میڈیول انڈیا سٹوری آف پنشنز سیریز میں صفحات 289-320 شائد مگر ناقص۔

## کنیڈی

کنیڈی کی ہسٹری آف دی گریٹ مغل جلد دوم میں صفحات 1-33 جہانگیر کے حالات پر مشتمل ہے۔ قابل مطالعہ مگر غیر علمی۔

## کین

جی ایچ کین کی ہسٹری آف انڈیا۔ ترمیم شدہ ایڈیشن۔ کافی معقول مختصر حال۔

## ہولڈن

ہولڈن کی مغل امپیررس ہندوستان۔ جہانگیر کا حال صفحات 207 تا 269 میں ہے۔ مبدیانہ تصنیف ہے۔

## داؤ

لفٹ کرنیل الیکزیندر داؤ کی ہسٹری آف ہندوستان میں جلد سوم کے صفحات ۱۱۳ تا ۱۱۴ میں جہانگیر کا حال ہے۔ افسانوی اور جھوٹی کہانیوں سے بھرا ہوا۔ مصنف نے جہانگیر سے شادی سے قبل کی نور جہاں کی زندگی کا بہت ہی شوخ مگر قطعی غیر معتبر حال ہے۔

## لطیف

سید عبد اللطیف کی حسب ذیل تین کتابوں میں شہنشاہ جہانگیر کے عہد حکومت کا مختصر مگر غیر ماخذانہ حال دیا ہے۔

1۔ آگرہ، ہسٹریکل اینڈ ڈسکرپٹو

2۔ دی ہسٹری آف دی پنجاب

3۔ لاہور، اٹل مسز آری کی ٹیچر، رنیز اینڈ اینٹی کوی نیز

## دھیلر

جے ٹالیو انیر، ہسٹری آف انڈیا جلد چہارم حصہ اول باب پنجم صفحات 191 تا 250 یورپین سیاحوں کی گپ باز یوں پر مبنی ہے۔ پوری کتاب انتہائی جہالت، غیر معقولیت، تعصب اور بے اصولی قیاسات سے بھری ہے۔ مصنف میں ناقدانہ صلاحیت مطلق نہ تھی اور با اصول تاریخی تحقیق سے نااہل تھا۔

## 2۔ اردو

## ذکاء اللہ

مولوی ذکاء اللہ کی تاریخ ہندوستان اردو آٹھ جلدوں میں چھپی۔ چھٹی جلد جہانگیر کے عہد حکومت کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور 300 صفحات میں ہے۔ بد قسمتی سے مصنف نے جہانگیر کے روزناموں کے مختلف نسخوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا ہے اور وافر یورپین ماخذ سے بہت کم مدد لی ہے۔

## (ج) خاص

### 1۔ انگریزی

#### وان نویر

دی ایمپیریا اکبر۔ سولہویں صدی کی ہندوستان کی تاریخ میں ایک امدادی حصہ مصنفہ فریڈرک آکسل کاؤنٹ آف نویر جسے لینیے ایس یورنچ نے ترجمہ کیا اور کچھ حصہ کی نظر ثانی کی۔ جلد دوم دفعہ 5 باب سوم صفحات 367 تا 404 سلیم کی بغاوت اور ابو الفضل کے قتل کے متعلق اور باب چہارم صفحات 405 تا 425 اکبر کے انتقال کے متعلق وان نویر نے (یابہ کہنا چاہئے اس کے مدون ڈاکٹر بچولڈ نے) سلیم کی بغاوت کے جو اسباب لکھے ہیں وہ غلط ہیں۔

#### وی اے اسمتھ

وی اے اسمتھ کی اکبر دی گریٹ مغل کا گیارہواں باب صفحات 301 تا 325 سلیم کی بغاوت اور اکبر کی زندگی کے آخری دن اور انتقال کے متعلق مصنف نے جزویت و وسائل شہادت کی تنقیدی جانچ کر کے استعمال کیا ہے۔ اکبر کے متعلق ہندوستان کی دوسری حال کی تاریخوں اور مضامین میں سلیم کی بغاوت کا حال اس قدر مختصر ہے کہ ذکر کے قابل نہیں ہے۔

#### کننگڈ و پراسٹیس

اے ہسٹری آف مراٹھا پیپل مصنفہ کننگڈ و پراسٹیس جلد اول میں جہانگیر کے عہد کے دکن کی مختصر تاریخ ہے۔

#### رانا ڈے

ایم جی رانا ڈے کی رانی آف مراٹھا پاور جلد اول پوری شائع ہو گئی ہے سترہویں صدی میں مراٹھا اقتدار کے وسائل کا بڑا ہوشمندانہ اور عمیق مطالعہ ہے۔

#### گریٹیل

جے ڈی بی گریٹیل کی تاریخ دکن، مطبوعہ لوزک اینڈ کو 1896ء پبشر الیٹ وڈاوسن کی تاریخ اور سبھی گزیر پر مبنی ہے۔ جہانگیر کے عہد حکومت کے حالات و دکنوں کے تھلے نظر سے لکھے گئے ہیں۔

#### ہیگ

ہیگ کی ہسٹریکل لینڈ مارکس ان دی دکن میں قلعوں اور ان کی تاریخوں کا دلچسپ حال ہے۔

## پوکسن

پوکسن کی ہسٹری آف دی ہند یلاز بیشر لال کی محتر پر کاش پر جنی ہے۔ یہ کتاب اب تالیف ہے۔

## ہولڈیج

سر طامس ہولڈیج کی کنیش آف انڈیا شمال مشرقی سرحد کی شورشوں کے بارے میں قابل قدر ہے۔ اس میں افغانستان اور بلوچستان کا جغرافیائی نقشہ بھی ہے۔

## رولورنی

میجر رولورنی کی نوٹس آن افغانستان جہا نگیر کے عہد میں افغانستان کی تاریخ کے لیے قابل قدر ہے۔

## مورلینڈ

مورلینڈ کی انڈیا ایٹ دی ڈیٹھ آف اکبر سترہویں صدی میں ہندوستان کی معاشی حالت کا تنقیدی جائزہ ہے جو آئین اکبری اور معاصر یورپین تواریخ پر مبنی ہے۔ محلوں کے بارے میں اس کا رویہ ذرا متعصبانہ ہے۔ اس کی تفصیلی تنقید کیلئے دیکھو میرا مضمون ماڈرن ریویو جنوری 1931ء۔

## لا

زیدرتاحہ لاکے پر موشن آف لرننگ ڈیورٹیک محزن رول (بائی محزن) مطبوعہ لاہک مین گرین اینڈ کو 1916ء صفحات 173-180 جہا نگیر کی علوم کی قدر دانی اور ترقی کی کوششوں کا ذکر ہے۔

## اردن

ولیم اردن کی آرمی انڈین مغلش آف آرگنائزیشن اینڈ ایڈمنسٹریشن (مطبوعہ لوزک 1903) آئین اکبری اور متعدد فارسی تواریخ پر مبنی ہے۔ جو عہد مغلیہ کے آخری زمانہ میں لکھی گئی۔ یہ بڑی عالمانہ کتاب ہے جس میں مغل فوج کا نہایت صحیح حال ہے۔ جہاں تک فارسی مستند تواریخ سے مل سکا۔

## طامس

ہندوستان مغل سلطنت کے مالی وسائل 1593ء سے 1707ء تک یہ ایڈورڈ طامس کی تاریخ کا تہہ ہے مصنف نے جو نتائج نکالے ہیں وہ ناقص اسناد پر مبنی ہیں۔

## بلوئکین

بلوئکین کی لایوز آف گرینڈز آف دی مغل ایمپائر ان اکبرس رین جو اس کے آئین اکبری کے انگریزی ترجمہ کے صفحات 357-358 سے ماخوذ ہے اور بیشر آماڑالامر پر مبنی ہے۔ جہا نگیر کے عہد کے



کئی امر اکا بھی مختصر مذکرہ ہے۔

### نیل

ٹی ڈبلیو نیل کی اور نیٹل پیما گریفیکل ڈکشنری سر جبر ایچ جی کین مطبوعہ الین اینڈ کو 1894ء سند کی حیثیت سے یہ بہت کار آمد ہے لیکن حالات بہت ہی مختصر ہیں اور غلطیاں بہت ہیں۔

### ہیمبر

ہمبر کی ٹریڈو آف اے جرنی قہر واپر پراونسز آف انڈیا فرام کلکتہ ٹو بمبئی 25-1824ء میں تین جلدوں میں۔ اسیسویں صدی کے آغاز کے حالات اور باقی تاریخی یادگاروں کے حالات کے متعلق قابل قدر ہے۔

### امپیریل گزیٹر

میں نے امپیریل پراونشیل اور ڈسٹرکٹ گزیٹروں کا جغرافیائی حالات کے لیے آزادی سے استعمال کیا ہے جس کے لیے وہ بہت ہی بیش قیمت ہیں، گزیٹروں کے تاریخی حصوں کے مطالعہ میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

### کین

دیگر حال کی اسناد تاریخی میں سے آگرہ، دہلی الہ آباد، لکھنؤ بنارس وغیرہ کے متعلق کین کے کتابچوں سے استفادہ کیا ہے۔

### مرے

مرے کی ہینڈ بک فار بنگال ایڈیشن 1882ء۔

### ٹمپل

سر آر ٹمپل کی حیدر آباد، کشمیر اسکیم، اینڈ نیپال، دو جلدوں میں مطبوعہ امین اینڈ کولنڈن 1887ء

### الفنشن

الفنشن کی کاہل

## 2۔ بنگالی

### بہرجی

راکھیل داس بہرجی کی ہسٹری آف بنگال دو جلدوں میں بنگالی۔ اس میں بہت کم معلومات ہیں۔

### رائے

چندر رائے کی ہسٹری آف مرشد آباد دو جلدوں میں بنگالی۔ اس میں بنگال میں عثمان کی شورش کے متعلق کچھ نئی معلومات ہیں۔

## 3۔ اردو

### ذکاء اللہ

مولوی ذکاء اللہ کی تاریخ ہندوستان اردو جلد ہفتم شاہجہاں کے عہد کے متعلق ہے۔ اس میں شاہجہاں کے نقطہ نظر سے جہانگیر کے بعض واقعات پر تبصرہ ہے۔

### آزاد

مولانا محمد حسین آزاد کی دربار اکبری میں بھی اکبر کے ممتاز امرا کے حالات زندگی ہیں جو جہانگیر کے عہد تک زندہ رہے تھے۔

## 4۔ ہندی

### رام ناتھ رتنو

رام ناتھ رتنو نے اپنی راجپوتوں کی تاریخ میں بعض باتیں ماڈ سے زیادہ لکھی ہیں۔ یہ کتاب اب نااب ہے۔ مصنف کی ناوقت وفات سے علمی دنیا کا بڑا نقصان ہوا۔

### سوریہ مل

سوریہ مل کی نیشا بھاسکر جو بوندی کی دستاویز سے انیسویں صدی میں لکھی گئی اس میں جہانگیر کے عہد حکومت کے واقعات کا سرسری ذکر ہے۔

### مجارام مہتہ

مجارام مہتہ کی پرکری مادارو میں بیشتر بنشاسکر سے ماداداد کے حالات زندگی دیے ہیں اس میں جہانگیر کے عہد کے خاص خاص واقعات کا بھی مختصر تذکرہ ہے۔

## (9) فن تعمیر و نقاش

### آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کی رپورٹیں

آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کی سالانہ رپورٹیں نیو سریز 87-1871ء۔  
مرتبہ سر الیکزینڈر کننگھم

### آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کی سالانہ رپورٹیں

آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کی سالانہ رپورٹیں۔ نیو سریز 3-1902ء سے آج تک  
مرتبہ سر جے ایچ مارشل

### ای ڈبلیو اسمتھ

ای ڈبلیو اسمتھ کی مغل آرکیٹیکچر آف فتحپور سیکری چار جلدوں میں حالات و تصاویر، گورنمنٹ پریس الہ آباد۔ 8-1894ء۔  
آگرہ کے قریب سکندریہ میں اکبر کا مقبرہ ای ڈبلیو اسمتھ کی تفصیل و تصویر مطبوعہ گورنمنٹ پریس  
الہ آباد 1909ء۔

### فرگوسن

ہسٹری آف انڈین اینڈ اینٹرن آرکیٹیکچر معصنف جیمس فرگوسن جیس بر جس ریٹی سپار نے نظر ثانی  
کر کے مرتب کیا اور اضافے کیے۔ شائع کردہ جان مرے لندن 1910ء۔

### ہاول

اے جی ہاول کی انڈین

### وی اے اسمتھ

وی اے اسمتھ کی اے ہسٹری آف فائن آرٹ انڈیا اینڈ سیلون مطبوعہ کلارنڈن پریس آکسفورڈ  
1911ء۔  
اوپر لکھی ہوئی کتابوں اور نیز جنرل آف انڈین آرٹ اینڈ انڈسٹری میں سترہویں صدی کے اہم

اشخاص کے حالات اور اہم واقعات کی تصویر کشی ہے۔ اس طرح کی بہت سی تصویریں مہاراجہ بتارس و جودھ پور کے کتب خانوں اور نیز خدا بخش کی اور نیشنل لائبریری پٹنہ میں اور قلعہ دہلی کے عجائب خانہ میں دہلی کے لالہ سری رام کے پاس محفوظ ہیں اور یقیناً اکثر لوگوں کے ذاتی سرمایہ میں ہوں گی۔

## (10) ادبی تصانیف

### 1۔ فارسی

جہانگیر کے عہد کے بہت سے شعر کا کلام مخطوط شکل میں ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ میں محفوظ ہیں۔ ابھی تک ان کا عام جائزہ نہیں لیا گیا ہے۔ سلیم کی خوبصورتی کی تعریف میں عربی کا قصیدہ جس کا جہانگیر پر بہت اثر ہوا چھپ گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کر دینا چاہئے کہ خدا بخش لائبریری باگی پور میں ممتاز خطاط میر علی کا مصور نسخہ حاجی کی یوسف زلیخا کا موجود ہے جس کے جہانگیر نے ایک ہزار مہر طلائی دیے تھے۔ اس لائبریری میں دیوان حافظ کا وہ نسخہ بھی ہے جس سے جہانگیر فال لیا کرتا اور اس کے حاشیہ پر جہانگیر کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تشریحات ہیں۔

فرہنگ جہانگیری جو علی درجہ کی فارسی لغت اور جہانگیر کے عہد سے تصنیف کی گئی تھی وہ تالیف نہیں ہے۔ اس کا نسخہ مہاراجہ بتارس کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

آثار جمی کے علاوہ جس کا ذکر کیا جا چکا ہے عبدالنبی فخر المانی کا ذکر بھی ضروری ہے۔ جس نے اپنا میخانہ جہانگیر کے عہد میں لکھا۔ اس میں بعض معاصر شعر کا نہایت دلچسپ حال ہے۔

جہانگیر ہی کے عہد میں امین رازی نے ہفت اقلیم سوانح تالیف کی۔ شعر اکے متعلق اس کے نوشتہ حالات قابل قدر اور معتبر ہیں۔

### 2۔ ہندی

#### شیو سنگھ سین گار

شیو سنگھ گار نے قرون وسطی کے ہندی شعر کا ایک جائزہ تصنیف کیا جس میں ان کے حالات زندگی اور نمونہ کلام ہیں۔ یہ کتاب اب تالیف ہے۔

#### گریرسن

سرجی گریرسن کی ورنیکل لٹریچر آف ہندوستان میں بھی یہی حالات ہیں اگرچہ زیادہ ناقدانہ شکل میں۔

### مصر ابرادران

ان دونوں کتابوں کو مصر ابرادران کے تین جلدوں میں ہندی لٹریچر کے جامع جائزہ نے منسوخ کر دیا۔ اسے ہندی گرنٹھ پر سارک ہندی کھنڈوانے شائع کیا ہے۔

### ہندی مخطوطات کی تلاش کی رپورٹیں

کاشی تاگری سبھا کی ہندی مخطوطات کی رپورٹوں میں بہت سا غیر استعمال شدہ ذخیرہ ہے۔

## 3۔ بنگالی

### دینیش چندر سین

دینیش چندر سین کی ہسٹری آف بنگال لائبریری اینڈ لٹریچر۔ یہ مغل عہد میں بنگال کی ذہنی صورت حال پر انگریزی میں معیاری کتاب ہے۔

